New Era Magazine
طواف
NEW ERA MAGAZINE
از قلم طلعت رباب
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

طواف

از طلعت رباب

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

باب اول: آتشِ عشق

عشق تجھ سے کر لیا پھر تیرا کلمہ پڑھ لیا

کعبہ تجھ کو بنا لیا پھر تیرا طواف کر لیا

اک ہی تمنا ہے میری تیری دید کی ہی طالب ہوں

نور تجھکو بنا لیا پھر سکونِ قلب بھی پا لیا

جام محبت پی لیا ہے پاک میں ہو گئی ہوں

زم زم تجھ کو بنا لیا پھر تجھ میں غوطہ کھا لیا

اندھیروں سے خوف آتا ہے تیرا ذکر کر لیتی ہوں

موتی تجھکو بنا لیا پھر تسبیوں میں سجا لیا

تیرے بن نامکمل ہوں تیرے سنگ ہی پوری ہوں

مذھب تجھکو بنا لیا پھر تجھے اختیار کر لیا

کوئی مجھے پکارتا ہے تو کچھ نہیں سن پاتی ہوں

اذان تجھ کو بنالیا پھر نماز سمجھ کر پڑھ لیا

صرف تیری ہی روشنی چھائی ہے میرے سارے وجود پر

چاند تجھ کو بنالیا پھر آسمان پر سجالیا

(طلعت رباب)

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

....

اس کے سامنے وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا اور اس کا سر زمین کی سمت جھکا ہوا تھا۔ وہ اس کے سامنے رو رہا تھا گڑ گڑا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا. اب وہ اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا. وہ جا رہا تھا. وہ ہمیشہ کے لیے جا رہا تھا. وہ کبھی واپس نہ آنے کے لیے جا رہا تھا. وہ اسے روکنے کے لیے پیچھے بھاگی تھی. وہ جب تک باہر پہنچی وہ گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا تھا.

اوخدایا! یہ میں نے کیا کر دیا. اسے ہمیشہ کی لیے کھو دیا. پچھتاوا تھا جس سے روح تک چھلنی ہو گئی تھی. درد تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا. کبھی نہ ختم ہونے والا درد. وہ اندر کی طرف بھاگی اپنے کمرے میں جا کہ اس نے اسے کال ملائی. آگے سے فون نہیں اٹھایا گیا. ایک کال دو کال نہ جانے کتنی بار اس نے نمبر ملایا پر فون اٹینڈ نہیں کیا گیا. اسے خود پر شدید غصہ آیا کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے. کس طرح خود ہی اپنی روح کو اپنے سے جدا کر دیا تھا.

وہ جانتی تھی وہ اب فون نہیں اٹینڈ کرے گا وہ اسے ہمیشہ کیلیے چھوڑ گیا ہے. وہ کہہ کر گیا تھا کہ آیندہ اس کی شکل نہیں دیکھے گا. آہ! ایک آہ بے اختیار اس کے منہ سے نکلی. اس نے اس کی شکل کو نہ دیکھنے کا کہا جس کیلیے وہ دس سال تڑپایا گیا تھا اسی نے تڑپایا تھا۔اب تڑپنے کی باری اس کی تھی. وہ اٹھی اور اپنے کمرے میں موجود اپنی تصویر کے سامنے کھڑی ہو گئی.

ایک جو بصورت جگہ ہے. بہت خبصورت جگہ. وہ آبش کے ساتھ کھڑا ہے. آبش نے

سفید رنگ کی پاؤں کو چھوتی فراک پہنی ہوئی ہے سر پر سفید موتیوں کا تاج ہے. موتی چمک کے اس کے حسن میں دلفریب حد تک اضافہ کر رہے ہیں. بال کھلے ہوے ہیں لایٹ براون کمر کو چھوتے بال ہوا کے باعث بار بار چہرے پہ آ رہے ہیں. برف ہلکی ہلکی بالوں پر گر رہی ہے. ایسا معلوم ہوتا ہے بالوں میں موتی جڑے ہوں. اس نے آبش کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے اور وہ دونوں آہستہ آہستہ برف پر چل رہے ہیں. پھر ایک جگہ جا کر وہ رک جاتے ہیں. وہاں پانی کی ایک جھیل ہے اس میں نیلے رنگ کا پانی ہے. ذرا سا جما ہوا ہے. جھیل کے ایک جانب ایک چھوٹا مگر نہایت خوبصورت گھر بنا ہوا ہے. وہ اور آبش اس گھر میں چلے جاتے ہیں. گھر اندر سے بہت خوبصورت ہے. سارا گھر لکڑی کا بنا ہوا ہے اور پورا سفید رنگ کا ہے. گھر میں ایک کمرہ ہے اور ٹی. وی لاونج جو کے پورا سفید رنگ کا ہے سفید پھول سفید قالین سفید دیواریں سفید تخت پوش سفید صوفے سفید میز سفید ہی دروازے. آبش نے آگے بڑھ کر سارے بٹن دبا دیے. اوپر لگا ہوا فانوس روشن ہو گیا. فانوس بہت بڑا اور نہایت خوبصورت تھا. اس میں ہر رنگ کا بلب لگا ہوا تھا. رنگ خود ہی تبدیل ہو رہے تھے. جس رنگ کا بلب جلتا تھا پورا گھر اسی رنگ میں ڈھل رہا تھا. سفید رنگ کی یہی تو خوبصورتی ہے اسے جس بھی رنگ میں ڈھالنا چاہو وہ اسی رنگ میں ڈھل جاتا ہے.

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آبش بھی ان روشنیوں کے ساتھ ساتھ ہی رنگ بدل رہی تھی. سنہری، لال، ہرا، نیلا، پیلا. جیسے کوئی پری ہو اور جادو سے بار بار اپنے کپڑوں کے رنگ بدل رہی ہو.

آہ! یہی خواب دیکھا تھا اس نے اور کتنی چاہت کی تھی اسے ایسے دیکھنے کی. آنسوؤں کا ایک ریلا اس کی آنکھوں سے بہا تھا. آبش نے وہ تصویر اتاری اور زور سے زمین پر دے ماری. تصویر پر موجود فریم کا شیشہ چکنا چور ہو گیا. وہ آگے بڑھی جہاں تصویر گرنے کے باعث الٹی ہو گئی تھی اسے سیدھا کیا شیشے کے کئی ٹکڑے اس کے پاؤں میں چبھ گئے. اس کے ہاتھ بھی شیشے کی وجہ سے زخمی ہو گئے. وہ اس سب کی پرواہ کیے بغیر بڑے وحشت ناک طریقے سے فریم سے اپنی تصویر نکال رہی تھی. اب ہاتھوں پاؤں سے خون رس رہا تھا. اس نے وہ تصویر باہر نکال لی. سفید فراک میں وہ بالکل پری لگ رہی تھی. پر اب وہ اس کی شکل کبھی نہیں دیکھے گا. ہائے کیسا غم تھا. کیسا احساس تھا کہ وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا. آبش نے اس تصویر کو پھاڑنا شروع کر دیا. پھر اس کے ٹکڑوں کو ہوا میں اچھالا. اب وہ ٹکڑے زمین پر گر رہے تھے. پھر اس نے مزید پھاڑ کر ہوا میں اچھال دیے. محبت یہاں جنون کا روپ لیے ہوئے تھی. یہی عمل تین چار

بار کرنے کے بعد اس نے فون اٹھایا اور اسے کال ملائی فون اب کی بار بند جا رہا تھا. اس نے فون اٹھا کے دیوار میں دے مارا. اور گھٹنوں کے بل بالکل اس طرح زمین پر بیٹھ گ ئی جیسے کچھ دیر پہلے وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا.

آبش کی امی تیزی میں اس کے کمرے میں داخل ہوئی تھی. ان کا سانس پھولا ہوا تھا. پر کمرے کی حالت دیکھ کر اور اپنی بیٹی کو یوں بیٹھا دیکھ کر وہ گھبرا گ ئی. اور اس کے پاس جا کے اس سے وجہ پوچھنی چاہی پر آبش نے فی الحال انھیں کچھ بھی بتانے سے منع کر دیا. وہ اس وقت کسی سے بھی ملنا نہیں چاہتی تھی. وہ بس تنہائی چاہتی تھے.

"بیٹا انکل سعد کا فون آیا ہے آہل کا اکسیڈنٹ ہو گیا ہے. اس کی حالت کافی سیریس ہے. انھوں نے ہمیں ہسپتال جانے کا کہا ہے"

اس کی امی نے ایک ہی سانس میں بولا تھا.

اصل معنی میں سر پر آسمان ٹوٹنا کسے کہتے ہیں آج اس سے کوئی پوچھتا. وہ جو اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑنے کا کہہ کر گیا تھا آج وہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کے جا رہا تھا.

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا وہ اسے جانے نہیں دے گی.

وہ اپنی امی کے ساتھ ہسپتال آگ ئی. ہسپتال آنے کے بعد اسے پتا چلا آہل بہت سیریس کنڈیسن میں ہے. اس کی کار کا بہت برا اکسیڈنٹ ہوا ہے. ڈاکٹر نے دعا کرنے کا کہا تھا. ہاں دعا. دعا وہ کر سکتی تھی. اس کی ذندگی کیلیے اللہ سے گر گرا کے دعا مانگ سکتی تھی. اللہ تو سب کی سنتا ہے.

وہ ہسپتال کے ایک کمرے میں آگ ئی جہاں کچھ لوگ اپنے پیاروں کی ذندگی کے لیے اللہ سے بھیک مانگ رہے تھے. آج اللہ سے اسکی ذندگی مانگنی تھی. آج اللہ سے اسے مانگنا تھا. دس سال تک وہ اپنی دعاؤ ں میں اس کو مانگتا رہا تھا. آج اس کی باری تھی. اس نے دو نفل نماز حاجت کی نیت کی تھی. اس کی ضروت وہ تھا جو اس وقت ذندگی اور موت کی کشمکش میں تھا. اس کی زندگی چاہیے تھی. وہ اللہ کے سامنے رو رو کر، گر گرا کر دعا مانگ رہی تھی. یہ آتش عشق کب بھڑ کی تھی اسے ایک ایک لمحہ یاد تھا. اسے اس دس سال کا ایک ایک لمحہ یاد تھا. اس آتش میں وہ جل گیا تھا. اسے پوری طرح اس آتش نے جلا دیا تھا. اور اب اس کے جلنے کی باری تھی. اس نے اس دن کے بارے میں سوچا جس دن آتش عشق کی پہلی بار چنگاری بھڑ کی تھی۔

....

باب دوم: دیارِ یارم

"آہل بیٹا اٹھ جائیں. چار بج چکے ہیں ہمیں پانچ بجے گھر سے نکلنا ہے۔"

آہل کی امی نے اسے جگانے کی لیے آواز دی. پر اس نے ان سنی کر دی. پندرہ منٹ تک وقفے وقفے سے امی اور ابو کی آوازیں آتی رہیں. لیکن اس کے بعد اچانک زلزلہ آنا شروع ہو گیا. آہل جلدی سے اٹھ کے بیٹھا تھا. تھوڑا ہوش میں آیا تو پتا چلا کوئی بری طرح دروازہ پیٹ رہا تھا. اس نے لیٹے لیٹے آواز دی کے وہ اٹھ گیا ہے مگر زلزلہ آنا بند نہ ہوا تھا. مجبوراً اسے اٹھ کہ دروازہ کھولنا پڑا تھا. سامنے دیکھا تو اس کے ابو کھڑے تھے.

آہل نے انہیں دیکھ کر بڑے طنزیہ انداز میں کہا:-

"گڈ مارننگ ڈیڈی!" وہ اپنی شرٹ کے بٹن بند کرنے لگا اور اپنے ابو سے مخاطب ہوا

"ڈیڈی جب میں اٹھ گیا تھا تو یوں دروازہ پیٹنے کی کیا ضرورت تھی".

وہ واپس جانے کے لیے مڑے اور جاتے جاتے کہا

اپنے آپ سے اس بات کا جواب پوچھ لو".

اور وہ آگے سے ہنس دیا.

آہل سکندر خان "خان انڈسٹریز" کا اکلوتا وارث تھا. اپنے ماں باپ کی اکلوتی بگڑی ہوئی اولاد. آہل کے والد کا نام سعد سکندر خان تھا اور وہ کراچی کی مشہور انڈسٹری خان انڈسٹریز کے مالک تھے. آہل اے لیولز کر رہا تھا. اس کی ڈاکٹر بننے کی خواہش تھی۔ اسے بزنس میں ذرا بھی دلچسپی نہیں تھی. آہل مقناطیسی شخصیت کا مالک تھا۔ لمبا چھ فٹ کا قد، گھنے بال، پر کشش آنکھیں۔ صحیح معنوں میں وہ چارمنگ، گڈ لکنگ پرسنیلٹی کا مالک تھا۔

آہل کے ابو اسے جگا کے چلے گئے اور وہ نہانے کے لیے چلا گیا. اور ہمیشہ کی طرح پورے ایک گھنٹے بعد نہا کے باہر نکلا. اس کی امی اسے چار پانچ آوازیں دینے کے بعد تھک گئی تھی. کیوں کہ انہیں پتا تھا کہ ایک گھنٹے سے پہلے اس نے باہر نہیں آنا. وہ

ہمیشہ سے نہانے میں اتنا ہی وقت لگایا کرتا تھا۔اس کی ایک اور خاص بات تھی۔جب وہ سوتا تھا تو گھوڑے، گدھے بیچ کر بلکہ اپنا سب کچھ ہی بیچ کر سوتا تھا۔پھر اسے اٹھانے کے لیے زلزلہ لانا پڑتا تھا باقی وہ کسی طرح نہیں اٹھتا تھا۔

جب وہ نہا کے نکلا تو اس کی امی سارا سامان ٹی وی لاونج میں رکھ چکی تھی۔اسے کمرے سے باہر آتے دیکھا تو کہا

"آہل تم بھی اپنا سامان جلدی سے لا دو ساڑھے سات بجے کی فلاءٹ ہے۔تم نے یہیں وقت گزار دینا ہے۔"

"ممی پلیز مجھے مت لے کے جاءیں۔مجھے کہیں نہیں جانا۔یہ فیملی کی شادیاں بہت بورنگ ہوتی ہیں"۔

آہل نے برا سا منہ بنا کہ اپنی ممی سے کہا تھا

وہ پچھلے تین دن سے کوئی سو بار انہیں کہہ چکا تھا اسے ان کے ساتھ ملتان نہیں جانا۔

اس کی ممی اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھی۔کیونکہ سعد کو کسی کام کے سلسلے میں

ملک سے باہر جانا تھا اور وہ آہل کو گھر پہ ہرگز اکیلا نہیں چھوڑ سکتی تھی. وہ جانتی تھی ان کے جانے کے بعد وہ راتیں بھی اپنے دوستوں کی طرف گزارے گا.

آہل نے اپنی ماں کی زد کے آگے ہتھیار ڈال دیے تھے اور وہ اپنے کمرے کی جانب مڑا ہی تھا کہ دروازے پہ گھنٹی بجی. ملازم نے دروازہ کھولا اور کسی عورت کے بولنے کی آواز آ رہی تھی. آواز ذرا قریب آئی تو وہ اس کی پھپھو کی آواز تھی جو باہر لان سے آ رہی تھی. آہل نے سوالیہ نظروں سے اپنی ممی کی جانب دیکھا. وہ اس کی نظروں کا مطلب سمجھ کر بولی

"باجی اور ان کے بچے بھی ہمارے ساتھ ملتان جا رہے ہیں."

آہل منہ بسور کر رہ گیا. وہ ان کے ٹی وی لاونج میں داخل ہونے سے پہلے اپنے کمرے میں چلا آیا.

کپڑے تو اس نے رات کو ہی پیک کر لیے تھے اب بس لیب ٹاپ والا بیگ تیار کرنا تھا.

وہ سوچ سکتا تھا وہ وہاں جا کہ کتنا شدید بور ہونے والا ہے. وہ جب بھی اپنی ممی کے ساتھ

شادیوں پہ جاتا ہمیشہ بور ہوتا تھا. اسلیۓ اس نے رات کو ہی اپنے پورے لیب ٹاپ کو گانوں اور فلموں سے بھر لیا تھا. اب وہ وہاں جاکر گزارا کر سکتا تھا.

فرتج میں سے سیب نکال کر وہ دوسرے ہاتھ میں بیگ پکڑے اور لیب ٹاپ والا بیگ کندھے پہ اٹھاۓ باہر آیا تو سامنے صوفے پر اس کی پھپھو بیٹھی ہوئی تھی. اور ان کے ٹھیک ساتھ جڑ کر ان کی بڑی بیٹی ادیبہ بیٹھی ہوئی تھی۔ جو کے آہل کی ہم عمر ہی تھی۔ وہ آہل کا کبھی پیچھا نہیں چھوڑتی تھی۔ بچپن سے ہی وہ اس کے ساتھ رہتی تھی۔ دوسری طرف ان کی چھوٹی بیٹی سمرہ بیٹھی ھوئی تھی۔ جو کہ آہل سے تین سال چھوٹی تھے۔

آہل نے آتے ہی سیب کی ایک بائیٹ لیتے ہوۓ کہا

"پھپھو آج آپ کی پلٹون میں سے ایک بندے کی کمی ہے وہ ساتھ نہیں جارہا؟"

پھپھو نے ہنستے ہوۓ کہا

بیٹا سلام بھی کر لیتے ہیں"

نہ چاہتے ہوئے بھی اسے سلام کرنا پڑا۔

آہل نے ملازم کو آواز دے کر سب کا سامان گاڑی میں رکھنے کا کہا

سب نے چائے پی اور پھر گاڑی میں بیٹھ کر وہ ایر پوٹ آگ ئے اور جہاز میں بیٹھ کر

تقریباً دو گھنٹے بعد وہ ملتان پہنچ گ ئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ملتان میں آہل کے ممی اور ڈیڈی کی خالہ زاد بہن کا گھر تھا۔آہل کی ممی کی شادی ان کے

خالہ کہ گھر ہوئی تھی۔اور یہاں وہ اپنی ممی کے چچا زاد کے بیٹے کی شادی پر آئے تھے

لیکن اس کی ممی کی خالہ زاد بہن جن کا نام نیلوفر تھا ان سے بچپن سے ہی دوستی تھی اس

لی ئے وہ ادھر رک رہے تھے۔جو انہیں لینے آئے تھے وہ انہی کے ہی شوہر تھے۔

وہ سب گاڑی میں بیٹھ گ ئے۔گاڑی ایک گھر کے سامنے رکی۔پھر ہارن دینے کے بعد

دروازہ کھول دیا گیا۔گاڑی گیراج میں جا کر رکی۔وہ سب اپنا سامان اتروا کر گھر کا جاءزہ

لینے لگے۔ گھر کافی بڑا تھا اور خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔ گھر کے اندر داخل ہوتے ساتھ ہی دونوں اطراف میں لان تھا۔ اور درمیان میں راہداری تھی جو گیراج کی طرف جاتی تھی۔ لان میں ہر رنگ کے گلاب کا پھول لگا ہوا تھا۔ آگے جا کے لان کے دائیں جانب ایک بہت بڑا آم کا درخت تھا۔ جس کے نیچے ایک بہت بڑا لکڑی کا جھولا بنایا گیا تھا۔ اور باءیں جانب ایک طرف بیٹھنے کے لیے چند میز اور کرسیاں رکھی ہوئی تھی۔ سامنے گھر کے اندر داخل ہونے کے لیے دروازہ تھا۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دروازے کے اندر داخل ہونے پر نظر سامنے چھت پر لگے بڑے فانوس پر پڑتی تھی۔ جو سنہری رنگ کا تھا اور نہایت ہی دلکش تھا۔ فانوس کے ساتھ دو چھوٹے اور فانوس لگے ہوئے تھے اور ان میں چمک دار کرسٹلز اور چھوٹے بلب لگے ہوئے تھے۔ جو بڑے فانوس کے سنہری رنگ کی وجہ سے سنہری ہی لگ رہے تھے۔ یہ گھر کا ٹی وی لاونج تھا اور دروازے والی دیوار پر خوبصورت اور نفیس تصاویر لگی ہوئی تھی۔ گھر انتہائی

خوبصورت اور صاف ستھرا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بہت محنت سے اسے سجایا گیا ہے اور اس کی ہر چیز کا خوب خیال رکھا جاتا ہے۔

گھر میں خوبصورت بل کھاتی سیڑھیوں کا جال بچھا تھا۔ٹی وی لاونج کے چاروں طرف بہت طریقے سے صوفے رکھے ہوئے تھے جو اس کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے۔

آہل ان میں سے ایک صوفے پر بیٹھ گیا اس کے پاس ادیبہ بھی آکر بیٹھ گئی۔اتنے میں خالہ نیلوفر آگئی اور بہت گرم جوشی سے سب سے ملی۔سب کو بھوک لگی تھی اس لیے وہ زیادہ دیر نہیں بیٹھی اور سب کو ناشتے کے لیے اوپر جانے کا کہا۔ممی اور پھپھو ان کے ساتھ ہی اوپر چلی گئی البتہ آہل،ادیبہ اور سمرہ ادھر ہی بیٹھے رہے۔آہل نے اپنے جوتے اتارے اور اوپر پاؤں کر کے بیٹھ گیا۔ادیبہ اور سمرہ بھی صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کے بیٹھ گئی۔اتنے میں باہر لان سے کسی لڑکی کی بولنے کی آواز آئی جو ہنستے ہوئے کسی کو کچھ کہہ رہی تھی۔آواز میں عجیب سا سحر تھا۔آہل کو لگا جیسے اس آواز میں کوئی نشہ ہے۔اس پر غنودگی طاری ہونے لگی۔پھر اس نے اپنا سر جھٹک دیا۔شاید رات کو نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے اسے نیند آرہی تھی۔

اب چھن چھن کی آواز آنے لگی جیسے کوئی پایل پہنے چلا آرہا ہو۔ یہ چھن چھن کی آواز دروازے سے آرہی تھی اس کی دروازے کی طرف پیٹھ تھی۔ وہ کسی جادو کے زیرِ سایہ پیچھے مڑا اور دروازے پر نظریں ٹکالیں۔ جو یک دم سے کھلا اور اس بڑے فانوس پر باہر کی روشنی پڑی تو پورا کمرہ سنہری رنگ سے جگمگا اٹھا۔ فانوس کی روشنی میں دروازے کے سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی اور وہ دروازے کی طرف مڑی ہوئی تھی۔ اس کا آدھا چہرہ ہی سنہری روشنی میں چمک رہا تھا۔ پھر دروازہ بند کر کہ وہ مڑی۔ آہل اسے دیکھتا رہ گیا۔ وقت تھم گیا تھا اور دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔ تیز بہت تیز۔ سنہری روشنی کا اب اثر ختم ہو گیا تھا پر چھوٹے فانوس کے بلبوں کی روشنی میں اس کا سنہری رنگ بہت ہی دلکش لگ رہا تھا۔ وہ اونچے کد کاٹھ کی لڑکی تھی۔ اس نی جامنی رنگ کی قمیض پہنی ہوئی تھی اور نیچے چوڑی دار پجامہ پہنا ہوا تھا۔ ہاتھ میں ایک کتاب پکڑی ہوئی تھی۔ اور بازو کے ساتھ خوبصورت بیگ لٹکایا ہوا تھا۔ اس بیگ کی زپ کے ساتھ ایک کرسٹل کا کیرنگ لٹکایا ہوا تھا جس کے ساتھ خوبصورت گھنگرو لگے تھے انہی کی چھن چھن بار بار سنائی دے رہی تھی۔ اس نے سر پر ڈوپٹہ حجاب کی طرح لیا تھا اور حجاب

بہت خوبصورتی سے سیٹ تھا۔ جو اس کے حسن میں مزید اضافہ کر رہا تھا۔ یک دم گھنگرو کی آواز قریب آئی تو آہل چونک گیا دیکھا کے وہ لڑکی کب کی دروازے کے سامنے سے جا چکی ہے اور اپنی کتاب کھولے سیڑھیاں چڑھ رہی ہے۔

سیڑھیوں کے درمیان میں ایک قد آور شیشہ لگا ہوا تھا وہ اس کے سامنے جا کے رک گئی اور مڑ کر نیچے دیکھا۔ آہل کی نظر اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔ سیڑھیں کے دامن میں سفید رنگ کی لائیٹس لگی ہوئی تھی جس میں اس کا چہرہ مزید پر نور لگ رہا تھا۔

اب وہ نیچے اتر رہی تھی۔ اس نے سادہ سا جوتا پہنا ہوا تھا جس پر صرف دو پٹیاں لگی تھی۔ جامنی اور گہرے گلابی رنگ کی جس میں اس کے پاؤں بھی کسی پھول کی پنکھڑی لگ رہے تھے۔ وہ اب سیڑھیاں اتر چکی اور ادیبہ کے سامنے جا کے اس سے مخاطب ہوئی"

ادیبہ آپی؟ آپ ادیبہ آپی ہیں نا؟"

وہی سحر انگیز آواز جس کی وجہ سے غنودگی طاری ہو رہی تھی ادیبہ سے مخاطب تھی۔"

ہاں جی میں ادیبہ ہی ہوں تم آبش ہو۔"

ادیبہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔ آبش نے ہاں میں سر ہلایا اور ادیبہ کے گلے لگ گ ئی۔

اور پھر وہ سمرا کو پہچانتے ہوئے اس سے گلے ملی۔

اوہ تو یہ آبش ہے خالہ نیلوفر کی بیٹی۔ آہل نے دل میں سوچا تھا۔ بچپن میں بہت بار وہ ایک دوسرے سے مل چکے تھے۔ لیکن وہ آہل سے چار پانچ سال چھوٹی تھی اس لیے ان کی کبھی بات نہیں ہوئی تھی۔

آبش اب باقی سب کا پوچھ رہی تھی۔ ادیبہ نے بتایا کے باقی سب اوپر ناشتا کر رہے ہیں۔ اس پر آبش نے ادیبہ کا ہاتھ پکڑا اور اوپر جانے لگی۔ وہ ابھی آگے ہی بڑھی تھی کے ادیبہ نے آہل سے کہا کہ وہ بھی اوپر آ کر ان کے ساتھ ناشتہ کر لے۔"

اچھا تو یہ آہل بھائی ہیں۔ میں نے پہچانا ہی نہیں"۔

اس کی زبان سے اپنا نام سن کر پہلی بار اپنے نام سے پیار کا احساس ہوا تھا۔"

اَلسَلامُ عَلَیْکُم آہل بھائی۔"

نظریں جھکا کر اس نے آہل کو سلام کیا تھا۔آہل نے سن لیا تھا پر اس سے جواب نہیں دیا جارہا تھا۔اچانک سے سارے جواب سارے الفاظ ختم ہو گ ئے تھے۔بس وہ اسے دیکھی جارہا تھا۔

جواب نہ ملنے پر وہ واپس مڑ گ ئی اور سیڑھیاں چڑھنے لگ گ ئی۔آخری سیڑھی تک جاتے ہوئے وہ اسے دیکھتا رہا۔یہاں تک کہ وہ دائیں جانب مڑ گ ئی اور اب وہ آہل کو نظر نہیں آرہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پتا نہیں کتنے ہی پل وہ سیڑھیوں کو دیکھتا رہا ابھی بھی اپنے تصور میں وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس کا موبائل بجا تو وہ ہوش میں آیا۔وہ روبی کی کال تھی۔روبی اس کی گرل فرینڈ تھی۔لیکن اسکا فون اٹھانے کا دل نہیں کیا۔اس نے ایک بار پھر سے آبش کے بارے میں سوچا پر اس بار اپنا سر جھٹک دیا اور مسکراتے ہوئے کہا

"یہ لڑکی مروائے گی۔"

کبھی کبھی اچانک سے کہی گئی باتیں سچ ہو جاتی ہیں۔

پھر اسنے اپنے جوتے پہنے اور اٹھنے لگا تو سامنے میز پر اسکی نظر ایک کتاب اور بیگ پر پڑی جو آبش کے ہاتھ میں تھے۔اس نے آبش کو یہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا شاید ادیبہ سے ملتے وقت رکھ دی ہوں گئی اسنے خود سے سوچا۔

آہل نے وہ کتاب اٹھالی اور اسے کھولنے لگا۔وہ انگریزی کی نوویں جماعت کی کتاب تھی۔اور اسکے پہلے صفحے پر رنگین مارکرز سے آبش حیات خان لکھا ہوا تھا۔

....

آبش کی نانی کا گھر کراچی میں آہل کے گھر کے ساتھ ہی تھا۔تب وہ اکثر اپنی ممی کے ساتھ وہاں آیا کرتی تھی۔آہل کو یاد تھا کہ وہ بچپن میں بہت شرارتی تھی۔وہ ان کے گھر جب بھی آتی تھی تو آہل کی چار پانچ کھلونے پکا ٹوٹتے تھے۔

آہل نے کتاب کے صفحے الٹنے شروع کر دیے۔اس کے ذہن میں ایک ہی خیال تھا کہ

اس نازنین کے نازک ہاتھوں نے کتنی ہی بار اس کتاب کے صفحوں کو پلٹا ہو گا۔اور وہ کئی پل خالی ذہن سے ان صفحوں کو پلٹتا رہا تھا۔پھر اس کی نظر کرسٹل کے گھنگروں والے کی رنگ پے پڑی تو اس نے کتاب میز پر رکھ دی اور جیسے ہی اس نے کی رنگ کو چھوا تو چھن چھن کی آواز آنے لگ گئی۔پھر وہی چہرہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔پلکیں جھکی ہوئی،ہونٹ کسی گلاب کی کلی کی مانند،گال تو پورا گلاب کا پھول تھا، ھاتھ پاؤں جیسے کانچ کی گڑیا کے ہوں ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ جایں گے۔آہل نے نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی رنگ کو زپ سے اتار لیا۔اس نے پہلے کبھی ایسی حرکت نہیں کی تھی پر اب بات کچھ اور تھی۔وہ اسکے سحر میں گرفتار تھا۔وہ کی رنگ اٹھا کے واپس صوفے پہ بیٹھ گیا۔

آہل اپنی امی کی آواز پر چونکا تھا۔وہ اوپر کھڑی اسے کھانے کے لیے بلا رہی تھی۔

جی آتا ہوں کہہ کہ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔اور اپنی پینٹ کی جیب میں وہ کی رنگ ڈال لیا۔پھر تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔اور اوپر جا کے دائیں جانب مڑ گیا جہاں اس نے آبش کو مڑتے ہوئے دیکھا تھا۔آگے جا کے ایک بہت بڑا ہال کمرہ تھا۔جہاں ایک ڈائینگ ٹیبل رکھا ہوا تھا جہاں سب بیٹھ کے ناشتا کر رہے تھے۔وہ اپنی ممی کے ساتھ والی کرسی پر جا

www.neweramagazine.com

کے بیٹھ گیا۔اس کرسی کے بالکل سامنے والی کرسی پر آبش بیٹھی ہوئی تھی۔

وہ بیٹھ کے مسلسل آبش کو دیکھے جارہا تھا۔وہ ایسا نہیں تھا وہ ایسے کسی کو سب کے سامنے گھورتا نہیں تھا اور خاندان کی لڑکیوں کو تو اکیلے میں بھی ایسے نہیں گھورتا تھا۔پر وہ آبش کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔آبش بریڈ کا سلاءس کھاتے ذرا اسار کی تھی۔شاید اسے اپنے چہرے پر آہل کی آنکھیں محسوس ہو گ ئی تھیں۔اسلیے وہ بریڈ ہاتھ میں پکڑے اپنی ممی کو باہر لان کا کہہ کہ اٹھ کے چلی گ ئی۔آہل کو اپنی غلطی پر بہت شرمندگی ہوئی۔اسے معلوم تھا کہ وہ بہت بری طرح اسے دیکھ رہا ہے کوئی اور اس کی طرف متوجہ نہیں تھا ورنہ وہ بھی جان جاتا۔اسے خود پر شدید غصہ آیا۔خیر اب تو جو ہونا تھا ہو گیا تھا اس کی بھوک ختم ہو گ ئی تھی پر اب کھانا تو پڑنا تھا ورنہ سب نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دینی تھی۔بیٹا کیوں ں میں کھا رہے،طبیعت تو ٹھیک ہے،کچھ اور کھانا ہے تو وہ بنا دوں اور اس جیسے ک ئی سوال۔اس نے بڑی مشکلوں سے ناشتا کیا۔ایک دم سے بھوک ہی ختم ہو گ ئی تھی۔

جب سب ناشتا کر کے فارغ ہو گ ۓ تو آنٹی نیلوفر نے سب کو انکے کمرے دیکھا دیے۔آہل کا الگ کمرہ تھا۔اپنے کمرے میں جا کے وہ بیڈ پر لیٹ گیا۔وہ بہت تھک گیا تھا

اور سونا چاہتا تھا۔اس نے آنکھیں بند کی اور آبش کا چہرہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔اس نے آنکھیں کھول دی اور جیب سے وہ کرسٹل کا کی رنگ نکال لیا اور اسکے گھنگرو ہلانے لگا۔ چھن چھن کی آواز سے غنودگی طاری ہونے لگی اور اسنے آنکھیں بند کر لیں

''ساتواں کروش'' وہ ہنس دیا اور کچھ دیر میں سو گیا۔

آہل کو اس سے پہلے چھ بار کرش ہو چکا تھا۔ جسے وہ وقتی محبت کہتا تھا۔ پہلی بار یہ وقتی محبت اسے پنجم کلاس میں ہوئی تھی۔اس کے بعد اب تک اسے پانچ مزید وقتی محبتیں ہو چکی تھیں۔روبی اسکا چھٹا کرش تھا جو اس کی آجکل گرل فرینڈ تھی۔اور پچھلے ایک سال سے اس کے ساتھ تھی۔اس نے آبش کو بھی اپنا ایک کرش سمجھا تھا مگر بہت جلد یہ بات غلط ثابت ہونے والی تھی۔

رنگریزپیا

جب وہ سو کر اٹھا تو دوپہر کے ڈیڑھ بج رہے تھے۔اسے پانی کی پیاس لگ رہی تھی کمرے

میں پانی موجود نہیں تھا۔اپنے کمرے کا دروازہ بند کر کے وہ باہر آ گیا کچن ٹی وی لونج کے دائیں طرف تھا۔وہ ٹی وی لاونج سے ہوتا ہوا کچن کی طرف جا رہا تھا۔جاتے ہوئے اس کی نظر سیڑھیوں کے نیچے پڑی۔جہاں کافی جائے نماز بچھائے ہوئے تھے۔شاید یہ نماز پڑھنے کے لیے جگہ بنائی گئی تھی۔اور وہاں آبش جائے نماز پر ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔وہ وہیں کھڑا ہو گیا اور اسے دیکھنے لگ گیا۔وہ بہت پر سکون ہو کر نماز پڑھ رہی تھی۔وہ اب رکوع میں جھکی ہوئی تھی۔وہ بغیر آنکھیں جھپکے اسے دیکھ رہا تھا کہ اگر اس نے آنکھیں جھپک لی تو یہ منظر آنکھوں سے اوجھل ہو جائے گا۔اب وہ سجدے میں تھی۔نماز وہ پڑھ رہی تھی پر سکون آہل کو مل رہا تھا۔اسے یہ یاد نہیں تھا کہ آخری بار اسنے کب نماز پڑھی تھی۔شاید عید کی آخری بار پڑھی ہو گی۔پر جس طرح آبش نماز پڑھ رہی تھی اسنے پوری زندگی ویسے نماز نہیں پڑھی تھی۔اس کے چہرے پر بلا کا سکون تھا۔وہ وہاں کھڑا بغیر سانس لیے اسے دیکھ رہا تھا۔اس کا چہرہ چاند کی طرح دمک رہا تھا اور چاند جیسے پانی کو اپنی طرف کھینچتا ہے وہ آہل کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔وہ اب ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہی تھی۔آنسو کا ایک قطرہ اس کی آنکھ سے نکلا تھا۔جو کسی موتی کی مانند لگ رھا تھا۔وہ موتی اسکی گال پر آ کے رک گیا تھا۔اور اسکے حسن میں مذید اضافہ کر رہا تھا۔وہ اب وہاں سے اٹھ گئی۔وہ اب اسی کی طرف آ رہی تھی۔شمع خود

پروانے کی طرف آ رہی تھی۔اسے لگا وہ اسکی روشنی سے پروانے کی طرح جل جائے گا۔

''بھائی آپ کو کچھ چاہیے؟'' وہ اب آہل سے مخاطب تھی۔اُف وہی سحر طاری کرنے والی آواز۔

''آہل بھائی؟''

اس آواز نے پھر کچھ کہا تھا۔وہ ابھی کچھ سننے، کچھ بولنے سے قاصر تھا۔بس اسے دیکھی جارہا تھا مگر اس چاند نے ایک بار بھی آنکھ اٹھا کے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔جواب نہ ملنے پر وہ کاندھے اچکاتی ہوئی کچن کے ساتھ والے کمرے میں چلی گئی۔وہ کتنی ہی دیر اسکے کمرے کو دیکھتا رہا۔پھر جیسے کچھ یاد آیا تو اندر کچن میں چلا گیا۔کچن میں فریج سے پانی کی بوتل نکال کر منہ سے لگائے ایک گھونٹ پیا اور بوتل منہ سے ہٹا کے ایک بار ہلکا سا ہنسا اور پھر بوتل منہ سے لگا لی۔

''بیوٹیفل فیری۔۔۔''

وہ بوتل کا ڈھکن بند کرتے ہوئے بڑبڑایا تھا۔پھر وہ بوتل فریج میں رکھ کر باہر نکلا تو ٹی

وی لاونج میں سامنے ادیبہ بیٹھی ہوئی تھی۔اور آبش اس کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ اسے آبش کے سر کی پچھلی سائیڈ ہی نظر آرہی تھی۔جو آتشی رنگ کے ڈوپٹے سے ہی ڈھکی ہوئی تھی۔اب وہ ان کے قریب آرہا تھا۔ادیبہ اس سے کچھ کہہ رہی تھی۔وہ کتاب ہاتھ میں لیے سر ہلا رہی تھی۔وہ انکے پاس سے گزرا اور پہلی بار چاہتا تھا کہ ادیبہ اسے بلا لے وہ عموماً اسے بلا لیا کرتی تھی۔لیکن آج وہ صرف اسے دیکھ کے مسکرائی ہی تھی۔آہل آبش کے پاس بیٹھنا چاہتا تھا۔اسے سننا چاہتا تھا۔اسلیے وہ خود ادیبہ کے پاس آکے بیٹھ گیا۔اور جیب سے موبائل نکال لیا۔وہ آبش کو ابھی دیکھنا نہیں چاہتا تھا ورنہ اس پہ پھر نشہ طاری ہو جاتا تھا اور اسے مسلسل اسے دیکھتے رہنا تھا اور ایسے ادیبہ کو شک ہو جانا تھا۔

"آپ نے کبھی ڈیفوڈلز دیکھے ہیں؟"

وہ جادوئی آواز اب ادیبہ سے پوچھ رہی تھی۔ادیبہ نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"آپ نے یہ نظم پڑھی ہے؟"

وہ آواز پھر ادیبہ سے پوچھ رہی تھی۔آہل نے ذرا نظر اٹھا کر اسکے ہاتھ میں پکڑی کتاب کی طرف دیکھا تھا۔وہ انگلش کی کتاب تھی۔اور اس میں ایک صفحے پر بڑے سیاہ حرف

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے ڈیفوڈلز لکھا ہوا تھا۔اس کے ہاتھوں کی طرف اب اس نے غور کیا تھا۔دودھ جیسے سفید ہاتھ اور ہتھیلی گلابی رنگ کی تھی بالکل اسکے گالوں اور پاؤں کی طرح۔وہ اب مسلسل اسکے ہاتھوں کو دیکھی جارہا تھا۔

"آنٹی آپ کا گھر بہت خوبصورت ہے۔بہت خوبصورتی سے آپ نے ڈیکوریٹ کیا ہے۔"

ادیبہ اب کسی سے مخاطب تھی۔آہل نے ایک نظر ادیبہ کو دیکھا اور پھر اس کی نظر کے تعاقب میں دیکھا تو آنٹی نیلوفر کھڑی تھی۔

آنٹی نے مسکرا کر کہا:

"یہ ساری ڈیکوریسن آبش نے کروائی ہے۔اسے انٹیریر ڈیکوریشن کا بہت شوق ہے اور اسے رنگوں سے کھیلنے کا فن آتا تھا۔"

آہل نے بلاآخر آبش کو دیکھا جو بڑی معصومیت سے اپنی ممی کو دیکھ رہی تھی۔

"ماما میرا فیوریٹ کی رنگ کہیں گم ہو گیا ہے۔آپ نے کہیں دیکھا ہے۔؟"

اس نے ہلکی سی اداسی کے ساتھ اپنی ماں کی طرف دیکھا تھا۔ہلکی براون رنگ کی گہری

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جھیل جیسی آنکھیں۔آہل ان میں ڈوب رہا تھا۔ان آنکھوں میں الگ ہی نور تھا،حیا تھی۔بلا کی چمک۔اس نے پہلے کسی کی آنکھوں کے بارے میں یوں نہیں سوچا تھا۔اس کی ماں نے اسے کیا جواب دیا اسے نہیں سنا تھا۔وہ بس اس کی آنکھوں میں کھویا ہوا تھا۔

وہ اب ادیبہ کے ساتھ اٹھ کے جا رہی تھی اور وہ ابھی تک چشمِ تصوّر میں اسکی آنکھیں دیکھ رہا تھا۔پھر وہ کچن کے ساتھ والے روم میں چلی گئی اور اب وہ اسے نظر آنا بند ہو گئی تھی۔

"آہل بیٹا۔"اسے کسی نے پکارا تھا پر وہ تو اسکی آنکھوں میں ہی ابھی تک ڈوبا ہوا تھا۔

"آہل بیٹا کہاں کھوئے ہوئے ہو"

وہ جادو کے اثر سے باہر آیا۔آنٹی نیلوفر اب اس کے سامنے بیٹھی تھی۔

"آنٹی نہیں کہیں نہیں آپ کہیں"۔

وہ اب پورے ہوش میں آچکا تھا۔

"بیٹا آپ کیا کر رہے ہو آجکل؟کونسی کلاس میں پڑھ رہے ہو؟"

"آنٹی میں اے لیولز کر رہا ہوں"

اسنے جواب دیا تھا۔

''حماد بھی اے لیولز کر رہا ہے۔ وہ پانچ بجے تک آجائے گا۔ پھر آپ دونوں مل کے باتیں کرنا۔ ابھی تو آپ بور ہو رہے ہو گے''۔

آنٹی نے بہت پیار سے کہا تھا جس کے جواب میں اس نے آگے سے جی ٹھیک ہے کہہ دیا تھا۔

حماد آبش کا بڑا بھائی تھا۔ بچپن میں ان دونوں کی ہم عمر ہونے کی وجہ سے کافی دوستی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھپھو اور ممی سیڑھیوں سے اتر رہی تھی۔ ان کو آتا دیکھ کر آنٹی نے انھیں مارکیٹ چلنے کا کہا۔ اتنے میں کچن کے ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھلا اور ادیبہ باہر آئی۔ اور آتے ہی زور سے کہا

''ماسٹر پیس۔ اس سے خوبصورت میں نے کبھی کمرہ نہیں دیکھا۔ آبش کے ہاتھوں میں جادو ہے۔ کس طرح چیزوں کو سجایا گیا ہے۔ میں تو آبش کے کمرے کی فین ہو

گ ئی"۔

آنٹی نے ہنستے ہوئے اس کے سر پر پیار کیا تھا اور اس سے اور آبش سے انکے ساتھ مارکیٹ چلنے کا کہا۔ وہ دونوں فٹافٹ تیار ہو گ ئی۔ اور وہ سارے آہل کو گھر پر چھوڑ کے مارکیٹ چلے گ ئے۔

آہل نے تھوڑی دیر انتظار کیا جب کوئی نہیں آیا تو اٹھ کے اس کے کمرے کی طرف چل دیا جس کی ابھی تھوڑی دیر پہلے ادیبہ بہت تعریف کر رہی تھی۔ جیسے ہی اس نے کمرے کا دروازہ کھولا اسکی نظر سامنے دیوار پر پڑی۔ جس پر پوری دیوار جتنی آبش کی تصویر لگی ہوئی تھی۔ اس نے سفید رنگ کی بہت خوبصورت پاؤں کو چھوتی فراک پہنی ہوئی تھی۔ ایک ہاتھ کمر کی سائیڈ پر رکھا ہوا تھا۔ اور دوسرے ہاتھ سے سفید رنگ کے پھولوں کا گلدستہ پکڑا ہوا تھا۔ اسکے بال کھلے تھے جو کہ کافی لمبے تھے۔ اور آدھے بال ایک طرف سے آگے کو ک ئے ہوئے تھے۔ سر پر اسنے سفید پھولوں سے بنا ہوا تاج پہنا ہوا تھا جسکی وجہ سے وہ بالکل شہزادی لگ رہی تھی۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ خوبصورت۔ آہل نے موبائل نکال کر اس تصویر کی ایک تصویر بنالی۔

تصویر کی بائیں جانب شیشے کی دیوار تھی جو ایکویریم کی طرح بنائی گئی تھی۔اس میں بہت ساری خوبصورت سات رنگ کی لائیٹس لگی ہوئی تھی جو دھنک کی طرح لگ رہی تھی۔اور کافی ساری چھوٹی رنگین مچھلیاں تیر رہی تھی۔ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ اس دھنک کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ایکویریم کے ساتھ ایک اور شیشے کا دروازہ تھا جس کے اندر رنگین بنٹے بھرے ہوئے تھے۔تصویر والی دیوار کے سامنے ایک درمیانے ساءز کی رائی ٹنگ ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔جو کے سفید رنگ کی تھی اور اس پر سفید رنگ کا لیمپ رکھا ہوا تھا۔ٹیبل پر بے شمار رنگین مارکرز ترتیب سے پڑے ہوئے تھے۔ اور ٹیبل کے آگے سفید رنگ کی تاج والی کرسی پڑی ہوئی تھی۔

اسکے ساتھ والی دیوار ساری سفید سنگِ مرمر کی تھی۔ جس پر چند پینٹنگز لگی ہوئی تھی۔ اس دیوار کے آگے ایک سفید رنگ کا صوفہ پڑا ہوا تھا۔جس کے آگے ایک گول سفید میز تھی۔پورے کمرے میں گول سفید مخملی قالین بچھا ہوا تھا جس پر ایک بھی داغ نہیں تھا۔ قالین کے درمیان میں ایک گول بیڈ تھا۔بیڈ کے سرہانے والی دیوار میں ایک الماری بنائی گئی تھی جس میں آبش کی بے شمار چھوٹی بڑی تصویریں نہایت نفاست

سے لگی ہوئی تھی۔

بیڈ کے تھوڑا آگے ایک بڑا ڈریسنگ ٹیبل رکھا ہوا تھا۔ دروازے کے ساتھ دیوار پر کافی سارے کی رنگ لٹکائے گ ئے تھے شاید اسے کی رنگ اکٹھے کرنے کا شوق تھا۔ اسکے ساتھ بٹن لگے ہوئے تھے جو لیٹس اور پنکھے کے تھے۔ اس نے اب اوپر چھت کی اوپر اس بیڈ جتنا ایک بہت خوبصورت فانوس لگا ہوا تھا جس میں ۶ طرف دیکھا۔ بیڈ کے بے شمار چھوٹے بلب لگے ہوئے تھے۔ اس نے آگے بڑھ کر سارے بٹن دبا دیے۔ سارہ کمرہ سنہری روشنیوں میں ڈھل گیا۔ اب پورا کمرہ لال رنگ کا ہو گیا، اب نیلے رنگ کا ہو گیا تھا۔ جس رنگ کی روشنی پڑتی تھی پورا کمرو اسی رنگ کا ہو جاتا تھا۔۔ تو اس کا یار رنگریز تھا جسے رنگوں سے کھیلنے کا فن آتا تھا۔

اسنے اب شیشے کا دروازہ کھولا جس میں بنٹے لگے ہوئے تھے وہاں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں کافی ساری پینٹنگ پڑی ہوئی تھی۔ نیچے زمین پر بے شمار رنگ پڑے ہوئے تھے۔ سامنے ایک اور دروازہ تھا جو باہر لان میں کھلتا تھا۔ اس نے وہ دروازہ بند کر دیا اور

آبش کے کمرے سے نکل کر نکل کر اپنے کمرے میں آگیا اور بیڈ پر لیٹ گیا۔اور لیپ ٹاپ پر فلم دیکھنے لگ گیا۔

جب وہ فلم دیکھ کر فارغ ہوا تو شام کے چھ بج رہے تھے وہ کمرے سے باہر آیا تو ٹی وی لاونج میں کوئی نہیں تھا۔باہر لان سے بولنے کی آوازیں آ رہی تھی۔اسنے وہاں جا کر ایک نظر سب کو دیکھا۔سب موجود تھے پر وہ وہاں نہیں تھی۔اگر وہ ہوتی تو وہ سب کے ساتھ جا کے بیٹھ جاتا پر اب وہ نہیں تھی تو وہ واپس جانے لگا. پیچھے سے کسی نے آواز دی

"آہل"

آہل رک گیا۔پیچھے مڑ کے دیکھا تو حماد کھڑا تھا۔آہل نے اسے پہچان لیا تھا۔اور آگے بڑھ کر اس سے گلے ملا اور پھر مجبوراً اسے سب کے ساتھ جا کے بیٹھنا پڑا۔اس کا دل نہیں لگ رہا تھا بس حماد کے سوالوں کا سرسری سا جواب دے رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ دیر میں ان سب کو مہندی کے فنکشن کے ل ئے نکلنا اس لیے سب ایک ایک کر کے تیار ہونے کے لیے چلے گیے اسے بھی جانا تھا صرف آبش کو دیکھنے کے لیے ورنہ اس کی نظر میں مہندی صرف عورتوں کا فنکشن تھا۔وہ بھی اٹھا اور اپنے کمرے میں آگیا۔اور کپڑے پہن کر تیار ہونے لگا۔

مہندی ہال میں ہر طرف لوگ تھے۔وہ اپنی ماں کے ساتھ باری باری سب کو مل رہا تھا۔پر اس کی نظریں بس آبش کی تلاش میں تھی۔وہ کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔آنٹی نیلوفر اور انکے شوہر بھی نہیں پہنچے تھے۔شاید انہی کے ساتھ اس نے آنا تھا۔

ادیبہ اسکے ساتھ ساتھ ہی تھی۔وہ ہمیشہ ایسے ہی کرتی تھی۔پھپھو اسکا رشتہ آہل سے کرنا چاہتی تھی۔لیکن آہل نے اپنی ماں سے صاف کہا ہوا تھا کہ ابھی آپ ایسی بات ہر گز مت سوچنا جب وقت آئے گا دیکھا جائے گا۔

اتنی دیر میں آہل کو آبش کے بابا نظر آئے۔اسکی جان میں جان آئی۔وہ ان کے پاس گیا اور ان سے پوچھے بنا نہیں رہ سکا۔

"آنٹی نیلوفر نہیں آئی؟" اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔

"آئی ہے ادھر ہی سب سے مل رہی ہو گی۔"

انھوں نے جواب دیا تھا۔

وہ ادھر کھڑا انکل سے باتیں کرتا رہا پر اس کی نظریں صرف آبش کو ہی ڈھونڈ رہی تھی۔ پر وہ کہیں نہیں تھی۔ مہندی کے فنکشن میں بہت ساری لڑکیاں آئی ہوئی تھیں اور اسکی مقناطیسی پرسنیلیٹی کی وجہ سے اسکی طرف اٹریکٹ بھی ہو رہی تھیں پر اسے اب ان سب میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ پہلے کی بات ہوتی تو وہ ان سب پر ضرور غور کرتا۔ پر جب سے اسے دیکھا تھا کسی اور کو دیکھنے کا دل ہی نہیں کرتا تھا۔

کھانے کا وقت شروع ہو گیا اور وہ انکل کے ساتھ ٹیبل ک طرف بڑھنے لگا۔ سامنے ٹیبل پر آنٹی نیلوفر اسکی ممی اور پھپھو کے ساتھ بیٹھی تھی۔ پر وہ نہیں تھی۔ وہ ان کے ساتھ نہیں بیٹھی تھی۔ کوئی نہ ہوتا پر وہ ہوتی تو سب ہوتے۔ اب سب تھے پر وہ نہیں تھی تو کوئی نہیں تھا۔ وہ جسکی وجہ سے آج فنکشن میں آیا تھا وہ وہاں نہیں آئی تھی۔

اس نے سب کے ساتھ جیسے تیسے کر کے کھانا کھالیا تھا۔اس کے بعد بھی پورے فنکش میں اس کی آنکھیں صرف آبش کو ہی تلاش کرتی رہی تھی۔ بارہ

بجے کے قریب مہزی کا فنکشن ختم ہوا اور وہ سب گھر آگ ئے۔

باب چہارم: احساسِ محبت

گھر آتے ہوۓ آنٹی نیلوفرانکے ساتھ گاڑی میں آئی تھی۔ گھر کا لاک انھوں نے چابی سے کھولا تھا۔ مطلب گھر میں کوئی نہیں تھا۔ تو پھر وہ کہاں گ ئی۔ وہ کہاں جا سکتی تھی۔اس نے یہی سوچتے سوچتے ایک نظر اسکے کمرے پر ڈالی اور اپنے کمرے میں چلا آیا۔اور کپڑے تبدیل کر کے وہ بیڈ پر لیٹ گیا۔اور اسکے بارے میں سوچنے لگا۔ پھر یاد آنے پر موبائل نکالا اور اسکی تصویر دیکھنے لگ گیا۔ کوئی مٹی کی مورت لگتی تھی وہ یا پھر چاند کی گڑیا۔ وہ اتنی نازک تھی کے ہاتھ لگانے پر ٹوٹ جائے گی۔اسی کے بارے میں سوچتے سوچتے جانے کب نیند آگ ئی اور وہ خوابِ خرگوش کے مزے لینے لگا۔

صبح جب وہ سو کے اٹھا تو دس بج رہے تھے۔ وہ نہا کر ڈائننگ ہال کی طرف آ گیا۔ وہاں سب موجود تھے پر وہ نہیں تھی۔ اس نے اسی کے بارے میں سوچتے کھانا کھایا اور اٹھ کے پھر سے اپنے کمرے میں آ گیا۔

چھ بجے بارات تھی اور انھیں اس سے پہلے وہاں پہنچنا تھا۔ سارا دن آہل کی آنکھیں اسے تلاش کرتی رہی پر وہ سارا دن اسے نظر نہیں آئی۔ وہ دل پر پتھر رکھ کر شادی میں چلا گیا وہاں بھی سارا وقت اسی کا انتظار کرتا رہا پر وہ نہیں آئی۔ وہ کہاں جا سکتی ہے۔ کوئی اس کا ذکر کیوں نہیں کر رہا۔ اگلے دن ولیمہ تھا۔ اگلہ سارا دن بھی وہ اسے نظر نہیں آئی۔ یا خدا یا وہ کہاں چلی گ ئی تھی اسکا دل بیٹھا جا رہا تھا۔ وہ شام میں ولیمے پر چلا گیا وہاں بھی سب تھے پر وہ نہیں تھی۔

اگلے دن صبح دس بجے کی انکی فلاءٹ تھی۔ اسنے واپس چلے جانا تھا۔ وہ بس اسے ایک نظر دیکھنا چاہتا تھا۔ کیسی بے بسی تھی۔ کیسا اضطراب تھا۔ اسے دیکھنے کی شدید طلب تھی۔ وہ رات دیر تک اسکی تصویر دیکھتا رہا۔ وہ جانے سے پہلے بس ایک بار اس کو دیکھنا

چاہتا تھا۔اسنے ساری رات جاگتے ہوئے گزار دی تھی۔فجر کی اذانیں شروع ہو گئی تھی۔اس نے دل میں دعا مانگی تھی کہ اللہ اسے ایک نظر دوبارہ دیکھا دے۔وہ اس کے بعد تھوڑی دیر تک ویسے ہی لیٹا رہا اور پھر اٹھ کے باہر لان میں آگیا۔اور ادھر واک کرنے لگ گیا۔بس مزید ایک اور جھلک دیکھنے کی چاہ تھی۔بس ایک جھلک۔کچھ دیر پھرنے کے بعد وہ ادھر ہی کرسی پر بیٹھ گیا۔انرر سے سب کے بولنے کی آوازیں اب آنے لگ گئی تھی۔اندر سب اٹھ گئے تھے۔

"آہل بھائی"

وہ انہی سوچوں میں مگن تھا کہ کسی کی میٹھی آواز اس کے کانوں میں رس گھول رہی تھی۔اس نے نظریں اٹھا کے اوپر دیکھا تو وہ حسین پری سامنے کھڑی تھی۔اور نظریں جھکائے ہوئے تھی اور چہرے کا رخ اسی کی طرف تھا۔آہل اسکا حسین چہرہ دیکھ کر رہ گیا۔اس کی آنکھیں اور دراز پلکیں۔جو مسلسل کانپ رہی تھیں۔

"آہل بھائی"

پھر اس میٹھی آواز نے اسے مخاطب کیا تھا۔آہل کے پھر ہوش اڑ گئے۔وہ تین دن سے اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے تڑپا تھا اب وہ اسے جی بھر کے دیکھنا چاہتا تھا۔وہ

بس بغیر جواب دیے اسے دیکھ رہا تھا۔اتنے میں کسی نے اسکا کاندھا ہلایا تھا۔وہ کسی جادو کے اثر سے باہر آیا۔وہ ادیبہ تھی جس نے اسکا کاندھا ہلایا تھا۔اس نے آگے سے بس "جی" کہا۔

ادیبہ نے اس پر جواب دیا

"آہل آجاؤ ناشتہ کریں۔آبش تمہیں کب سے بلا رہی ہے۔اور تم پتا نہیں کن سوچوں میں گم بیٹھے ہو"

وہ ابھی بھی بہت بری طرح گھورے جا رہا تھا۔اس نے ادیبہ کو کچھ جواب دیا تھا پر یہ نہیں سمجھ سکا تھا کہ اس نے کیا بولا تھا۔آبش اور ادیبہ دونوں ہی اسکا جواب سن کے مڑ گئی تھیں۔

تو اسکی دعا قبول ہو گئی تھی۔وہ دیر تک وہیں بیٹھا رہا۔اٹھنے کی ہمت نہیں تھی۔ ساری آوازیں بند ہو گئی تھیں صرف اسکی سحر انگیز آواز اور ہوش اڑانے والا سنہری چہرہ نظر آ رہا تھا۔"بیوٹیفل فیری"

اس نے زیرِلب کہا تھا۔

سارے گھر والے سامان لے کر باہر آئے تھے۔اب ملازم گاڑی میں سامان رکھ رہے تھے۔پر وہ اس کے تصوّر میں ادھر ہی بیٹھا رہا۔اب اسکی ممی اسے آوازیں دے رہی تھی۔وہ سن رہا تھا پر بول نہیں سکا تھا۔اسے دیکھنے کے بعد سارے الفاظ ختم ہو گئے تھے۔ایسا کیا تھا اس لڑکی میں جو وہ اس قدر دیوانہ ہو گیا تھا۔دیوانہ، پاگل سب کچھ وہ اسے دیکھنے کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ابکی بار اسکی ماں نے ہلایا تو وہ کسی جادو نگری سے باہر آیا۔سب گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔وہ بھی اپنی ممی کے ساتھ گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا۔اب اسکی آنکھیں صرف اسی کو تلاش کر رہی تھیں۔وہ وہاں نہیں تھی۔اسکا دل ڈوبا جا رہا تھا۔اسے بہت عجیب لگ رہا تھا۔پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ اسکا کسی کے گھر جانے کو دل نہیں کر رہا تھا۔ہوائی جہاز میں بھی سارے راستے وہ صرف اسی کے بارے میں سوچتا رہا تھا۔گھر آکر وہ کمرے میں جا کر لیٹ گیا اور لیٹتے ہی نیند آگئی۔جب اسکی آنکھ کھلی تو شام ہو رہی تھی۔اسے بہت بھوک لگ رہی تھی۔اپنے کمرے سے باہر آکر وہ کچن کی طرف جانے لگا تو پھپھو کی باتیں سننے کے لیے رک گیا۔وہ اس کی ماں کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی اور آبش کے بارے میں کوئی بات کر رہی تھی۔

"مجھے تو آبش بہت ہی پیاری لگی۔میں کچھ عرصے تک نیلوفر سے اپنے احمد کے لیے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آبش کی بات کروں گی۔"

اسے پھپھو کی اس بات پر شدید غصہ آیا۔اسکا بس چلتا تو وہ پھپھو کا سر پھاڑ دیتا۔ پھپھو کی نظر اس پر پڑی تو اُسے آواز دے کر پوچھا

"بیٹا کہاں جا رہے ہو؟ رکو ذرا مجھے۔۔"

وہ ابھی کچھ کہنے ہی والی تھی کہ آہل "جہنم میں" کہہ کر اں کی پوری بات سنے بغیر گھر سے باہر چلا گیا۔

جب گھر واپس آیا تو ذرارات کا اندھیرا پھیل رہا تھا۔وہ کھانا باہر سے ہی کھا آیا تھا۔اسلیے وہ اپنے کمرے میں آگیا اور بیڈ پر لیٹ گیا۔اور اپنا لیپ ٹاپ نکال لیا۔ پھر اچانک سے چھن چھن کی آواز باہر راہداری سے آئی تھی۔تو وہ فوراً ادھر کی طرف لپکا اور دروازہ کھول کر باہر آیا تو عابدہ دروازے کے سامنے سے گزر رہی تھی۔عابدہ ان کی کام والی کا نام تھا۔اس کے ڈوپٹے پر گھنگھرو لگے ہوئے تھے۔آہل کو یک دم اس کی رنگ کا خیال آیا۔اس نے بیڈ پر بیٹھ کر وہ کی رنگ نکال لیا۔اور اس کی رنگ کو غور سے دیکھنے لگا۔غور سے یکھنے پر پتا چلا کہ اس پر نیلے رنگ سے آبش لکھا ہوا تھا۔جو اندھیرے میں بہت خوبصورتی سے چمکتا تھا۔اس نے اس کرسٹل میں نجانے کتنی بار آبش کے چہرے

کو دیکھا تھا۔اس نے آبش کی تصویر موبائل سے لیب ٹاپ میں ٹرانسفر کر لی تھی۔سفید فراک میں وہ بالکل سفید پری لگ رہی تھی۔کچھ دیر اسے دیکھنے کے بعد اس نے سوچا

"اب مجھے مزید اُسکے بارے میں نہیں سوچنا چاہیے پہلے ہی بہت وقت ظاع کر لیا ہے۔"

اور لیب ٹاپ کی سکرین پر فیس بک کھول لی۔اور رات گۓ دیر تک دوستوں سے چیٹنگ کرتا رہا۔اور پھر سو گیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگلے دن اٹھ کر وہ کالج چلا گیا۔وہ ذہین طالبعلموں میں سے تھا اور ہمیشہ کلاس میں ٹاپ کرتا تھا۔اسکی شخصیت بھی کافی مقناطیسی تھی تو کالج کی ہر دوسری لڑکی کا وہ کرش تھا۔ اور اپنی انہی صلاحیتوں کی وجہ سے وہ بہت مشہور تھا۔دوپہر چار بجے کالج سے چھٹی ہوتی تھی اس کے بعد وہ دوستوں کے ساتھ چلا جاتا تھا اور شام چھ سات بجے گھر پہنچتا تھا کبھی کبھار تو نو دس بھی بج جاتے تھے۔اسی طرح دن گزر رہے تھے پر جب اسے وقت ملتا تھا آبش کا چہرہ اسکی آنکھوں کے سامنے آ جاتا تھا۔وہ لڑکی اسے ابھی تک بھولی نہیں تھی۔

ملتان سے آنے کے کچھ دنوں کے بعد ایک اجنبی نمبر سے میسج آیا تھا۔جس میں بس """"آہل""""لکھا ہوا تھا۔

آہل نے """"ہاں جی""""کا جواب دیا تھا۔دو منٹ بعد دوبارہ میسج آیا تھا""""کیا حال ہیں؟""""اس بار آہل نے """"آپ کون ہیں""""کا میسج کیا تھا۔اور دو منٹ تک جب جواب نہیں آیا تو آہل نے کال کرنا شروع کر دی تھی۔راحت فتح علی کا گانا لگا ہوا تھا۔""""تیری آنکھوں کے دریا کا اترنا بھی ضروری تھا۔محبت بھی ضروری تھی بچھڑنا بھی ضروری تھا۔۔۔۔۔""""

کال ریسیو نہیں کی گئی۔اس نے چار پانچ بار دوبارہ کال کی تب بھی کسی نے اٹینڈ نہیں کی۔

دو دن تک پھر اس نمبر سے کال یا میسج نہیں آیا۔اور نہ ہی آہل نے اسے دوبارہ کال کی۔ دو دن بعد رات گیارہ بجے پھر اسی نمبر سے میسج آیا۔""""آہل بات سنیں""""آہل اس وقت پڑھ رہا تھا۔اس نے کتاب رکھی اور میسج کرنے کی بجائے سیدھا کال ملالی۔کال کاٹ دی گئی۔میسج آیا ساتھ ہی۔""""پلیز کال نہ کریں میں اس وقت بکال پہ بات نہیں کر سکتی""""آہل نے دوبارہ کال نہیں کی۔بس میسج کیا""""آپ کون ہیں؟""""

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جواب پانچ منٹ کے بعد آیا تھا۔

""""میں آپ کو بتادوں گی پر آپ وعدہ کریں کے کسی سے بھی اس بارے میں ذکر نہیں کریں گے۔

"وعدہ نہیں بتاؤں گا"""آہل نے جواب دیا تھا۔اگلا میسج آدھے گھنٹے بعد آیا تھا۔آہل میسج کاانتظار کر کر کے اب تھک کے دوبارو سے کتاب کھول کے پڑھنے لگ گیا تھا۔

اس نے کتاب رکھ کہ میسج پڑھا تھا۔میسج پڑھنے پر ایک منٹ کے لیے اس کے سانسیں رُک گئی تھیں۔اس کے دل کی دھڑکنیں بھی بہت تیز ہو گئی تھیں۔اسے میسج پڑھ کے یقین نہیں آرہا تھا۔میسج تھا۔""""""میں آبش حیات خان ہوں""""""

****

باب پنجم: آغازِ ع۔ش۔ق

""""میں آبش حیات خان""""ہوں۔""""

پتا نہیں کتنی بار وہ اس میسج کو پڑھ چکا تھا۔اب جواب تک دینے کی ہمت نہیں تھی۔ایک

بار پھر سے سارے جواب سارے الفاظ ختم ہو گ ئے تھے۔پندرہ منٹ بعد ایک اور میسج آیا تھا۔

"آہل ؟آپ کہاں گ ئے ؟"

آہل نے اب اٹھ کے پانی پیااور ذرا ہوش میں آکر میسج کیا۔

""کون آبش ؟"" وہ اب اس کو تنگ کرنا چاہتا تھا۔

اسے لگا تھا کہ اب وہ اپنے آپ کے بارے میں تفصیل سے بتائے گی لیکن اس کا آگے سے جواب ""پتا نہیں"" کا آیا تھا۔آہل نے اس کے بعد بہت سارے میسجز ک ئے پر آگے سے کوئی جواب نہ آیا۔وہ دو بجے تک موبائل ہاتھ میں لیے بیٹھا رہا تھا۔اس نے دو بجے اسے کال کی تھی۔ نمبر بند جا رہا تھا۔اسے خود پر بہت غصہ آیا۔وہ بار بار کال کرتا رہا پر نمبر آن نہ ہوا۔

اگلے پانچ دن تک کوئی پانچ سو بار اس نے نمبر ڈائل کیا ہو گا پر نمبر آن نہ ہوا۔اگلی رات ویک اینڈ کی رات تھی۔وہ اپنے دوستوں کے ساتھ سینما میں فلم دیکھنے گیا تھا۔جب باہر

آیا تو موبائل دیکھا آبش کی کال آئی ہوئی تھی۔کال کا وقت آدھے گھنٹے پہلے کا تھا۔اس نے کال ملائی وہی گانا

”تیری آنکھں کے دریا کا اترنا بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔“

کال نہیں اٹھائی گ ئی۔ان کا اب کلب جانے کا پلان تھا پر آہل نے سر کے درد کا بہانہ کرکے گھر جانے کو ترجیح دی۔گھر جا کر وہ پھر اسے کال کرنے لگا۔اس بار کال کاٹ دی گ ئی اور میسج آیا تھا”””کال نہ کریں“““اس نے دوبارہ کال نہیں کی۔”””آپ کہاں چلی گ ئی تھی اور آپ نے اپنے بارے میں بتایا بھی نہیں“““

اسے میسج کیا تھا۔”””میں آبش ہوں آبش حیات خان آپکی آنٹی نیلوفر کی بیٹی“““

پتا نہیں اسکے نام میں آیسا کیا تھا جو وہ اسکا نام پڑھتے ہی اسی کے خیالوں میں غرق ہو جاتا تھا۔موبائل کی سکرین پھر روشن ہوئی تھی۔”””اگر آپکو میرا میسج کرنا اچھا نہیں لگا تو میں آیندہ نہیں کروں گی۔“““

جواب نہ ملنے پر اس نے یہ میسج کیا تھا۔آہل اب دوبارہ اس سے دور نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس لیے خود کو ہوش میں لا کر اسے جواب دیا”””نہیں نہیں ایسی بات نہیں ہے مجھے

آپ کے میسج کرنے کا مقصد سمجھ نہیں آیا کہ آپ نے خیر سے مجھے یاد کیا''''وہ اپنی فیلنگز بتانا نہیں چاہتا تھا۔لیکن اس سے اسکے میسج کرنے کا مقصد پوچھنا چاہتا تھا۔آگے سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔وہ اس کے میسج کا انتظار کرتے کرتے سو گیا

اگلے دن اس نے صبح اٹھتے ساتھ اسے میسج کیا تھا۔''''ملتان کے لوگوں کی مہمان نوازی کا بہت سنا تھا آپ لوگوں سے مل کر دیکھ بھی لیا۔اتنی مہمان نوازی کا شکریہ''''۔آہل اس سے بات کرتے رہنا چاہتا تھا۔اس لیے یہ میسج کیا تھا۔فوراً جواب آیا تھا''''کوئی بات نہیں یہ تو ہمارا فرض تھا''''۔

پھر وہ سارا دن کالج میں بھی اس سے کوئی نہ کوئی بات کرتا رہا تھا۔آہل کو یاد تھا کہ وہ مہندی والی رات سے لے کر ولیمے تک اسے نظر نہیں آئی تھی۔وہ تب کتنا تڑپا تھا۔اسے ایک ایک لمحہ یاد تھا۔لیکن دو دن ادھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد پھر ہمت کر کے اسے میسج کیا تھا۔

''''آپ اچانک سے کہاں غائب ہو گئی تھی۔نہ مہندی پر نظر آئی،نہ بارات اور نہ ہی ولیمے پر تھی۔آپ شاید گھر بھی نہیں تھی۔''''

''''آپ نے نوٹس کیا تھا؟مجھے تو لگا تھا آپ کو میری کمی محسوس نہیں ہوئی ہو گی''''

جواب پڑھ کر وہ ہنس دیا تھا۔ وہ اب اسے کیا بتاتا کہ اسے نہ دیکھ کر وہ تب کتنا تڑپا تھا۔ اسکا تب کسی اور چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ لیکن ابھی یہ سب بتانے کا صحیح وقت نہیں تھا۔ ""جی میں نے آپکو دیکھا نہیں تھا یا آپ شادی میں گ ئی ہوں گی پر مجھے نظر نہیں آئی تھی۔ ""دل پر پتھر رکھ کر اسے جواب دیا تھا۔ ""میں تب دادا ابو کے گھر چلی گ ئی تھی۔ مجھے ایسے فنکشنز میں دلچسپی نہیں ہے""

جواب آیا تھا۔ اس نے آج سارا دن اس سے بات کی تھی۔ کل اس کا ٹسٹ بھی تھا اس لیے اس نے آبش کو ٹسٹ کا بتا کر صبح بات کرنے کا کہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہل ان دنوں بہت خوش تھا۔ وہ ہمیشہ جو چاہتا تھا پا لیتا تھا۔ اور کتنی آسانی سے وہ فیری بھی اسے مل گ ئی تھی۔ اسے آبش سے بات کر کے جتنا سکون ملتا تھا اور کہیں نہیں ملتا تھا۔ تقریباً ایک مہینہ وہ یوں ہی میسجز پر بات کرتے رہے تھے۔ اب آہل کو اسکی آواز سننی تھی۔ ہاں وہی مدہوش کر دینے والی آواز۔ اب تو دوستی بھی ان دونوں میں ہو چکی تھی۔ اس لیے ایک دن اس نے آبش کو میسج کیا تھا۔

""مجھے آپ سے کال پر بات کرنی ہے""

کیوں‘‘‘‘پوچھا گیا تھا۔’’’’مجھے آپکی آواز سننی ہے‘‘‘‘حق جتایا گیا تھا۔اور اسکے ساتھ ’’’’ہی اس نے کال ملالی۔وہی گانا’’تیری آنکھوں کے دریا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کال ریسیو کرلی گ ئی تھی۔اس کا دل قابو سے باہر تھا۔بے شک وہ میسجز پر بات کرتے رہے تھے پر اسکی آواز تو آج ہی سننی تھی۔

’’’’ہیلو‘‘‘‘کہا گیا تھا۔سریلی آواز تھی۔شکر ہے اس فون میں اصل آواز نہیں آتی ورنہ آہل پر پھر سے سحر طاری ہو جاتا تھا۔آہل نے ہمت کر کے سلام کیا تھا۔پھر وہ دونوں گھنٹہ بھر فون پر باتیں کرتے رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہل آج بہت خوش تھا۔اس نے آج پہلی بار اس کی اتنی دیر تک آواز سنی تھی۔اس کی ایک بار پھر سے خواہش پوری کردی گ ئی تھی۔وہ اب سونے کے لیے لیٹ گیا تھا اور اس سے کی گ ئی باتوں کو یاد کر رہا تھا۔

اگلے سات ماہ تک وہ روز رات کو دو گھنٹے کال پر بات کیا کرتے تھے۔دونوں کی پڑھائی کی مصروفیت بڑھتی جارہی تھی اس لیے وہ صرف رات کو ہی بات کیا کرتے تھے۔انکو

بات کرتے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا تھا اور دونوں کی باتوں سے لگتا تھا کہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔ پر ابھی اقرار کسی کی طرف سے نہیں ہوا تھا۔ پر آہل اسے اب دیکھنا چاھتا تھا۔ سات ماہ سے وہ اس کی ایک تصویر دیکھ کر گزارا کر رہا تھا۔ اس وجہ سے وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا اس سے ملنا چاہتا تھا۔

اسی لیے ایک دن کال پر بات کرتے کرتے آہل نے اس سے ملنے کی خواہش کی تھی وہ اس پہلے تو اس بات پر گھبرا گئی تھی اور بعد میں صاف انکار کر دیا تھا۔ آہل اس وقت چپ کر گیا لیکن اس کے بعد وہ روز اس سے ملنے اور تصویر منگوانے کی ضد کرنے لگا۔ لیکن وہ یہی جواب دیتی تھی کہ وہ نہ تصویر بھیجے گی نہ ہی اس سے ملے گی۔ اگر وہ ضدی تھا تو وہ بھی کم نہیں تھی۔ آہل نے اب اسے دھمکی دی تھی کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو وہ آیندہ اس سے کبھی بات نہیں کرے گا۔ اور اس نے یہی کہا تھا کہ وہ نہیں مل سکتی اس کی مجبوری ہے۔ اس بات پر آہل نے کال کاٹ دی تھی۔ اسے لگا تھا کہ دو چار دن میں خود ی کال کرے گی اور مان جائے گی۔ وہ پہلے بھی دوسری لڑکیوں سے اپنی بات منوانے کے لیے ایسا ہی کیا کرتا تھا اور وہ پھر خود ہی بات مان جایا کرتی تھی۔

ایک ہفتہ گزر گیا تھا پر آبش کی طرف سے کوئی کال یا میسج نہیں آیا تھا۔اس پر اس نے سوچا کہ بہت اٹھا لیے نخرے اب اس کرش کو ختم کر دینا چاہیے۔اور مزید اس کے بارے میں کچھ نہیں سوچنا چاہیے۔اس لیے اس نے روبی کو کال ملا لی اس سے بات کرنے لگ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کا دل بڑھ گیا اور وہ اس کی باتوں سے بور ہونا شروع ہو گیا۔اور پھر اس نے فون بند کر دیا۔ پھر وہ رات دیر تک کی رنگ نکال کے بیٹھا رہا اور اسکی چھن چھن سنتا رہا۔وہ رات دیر تک اسکو پکڑ کر اس میں اسکا چہرہ دیکھتا رہا اور اس کی چھن چھن میں اس کی آواز سنتا رہا پھر وہ سو گیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگلے دو ہفتوں میں وہ اسے بری طرح یاد آنے لگی تھی۔پر وہ اپنی ''انا'' کی وجہ سے کوئی بات نہیں کر سکا۔لوگ اپنی انا کو بچا لیتے ہیں اور رشتوں کو قربان کر دیتے ہیں وہ بھی انہی لوگوں میں سے ایک تھا۔وہ برداشت تو کر سکتا تھا پر اپنے آپ کو جھکا کر کال نہیں کر سکتا تھا۔اپنے آپ کو جھکا دینے کا مطلب اس سے کبھی نہ ملنا تھا اور پھر آگے بھی اس کی ساری باتیں ماننی پڑنی تھیں۔

باب 6: طلبِ عشق

اسے بات کیے ایک مہینہ ہو گیا پر آبش کا نہ کوئی میسج آیا اور نہ ہی کوئی کال۔ وہ آبش کو بہت شدید یاد کرنے لگا تھا۔ پھر اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے آبش کو کال ملائی۔ نمبر بند تھا۔ وہ ساری رات کال کرتا رہا پر نمبر آن نہ ہوا۔ اسکی اصل حوایاں اب اڑی تھیں۔ وہ یہ سوچ سوچ کر مرے جا رہا تھا کہ اگر نمبر دوبارہ آن نہ ہوا تو کیا ہو گا۔ وہ کیا کرے گا۔ اگلے پانچ دن وقفے وقفے سے اس نے کال کی تھی پر نمبر آن نہ ہوا۔ اس کے امتحان قریب تھے وہ ٹھیک طریقے سے پڑھ بھی نہیں پا رہا تھا۔ اسلیے بہت سوچنے کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ وہ آنٹی نیلوفر کے نمبر پر کال کرے گا۔ اگر اس کی قسمت اچھی رہی تو آبش کال اٹھائے گی ورنہ وہ آنٹی ہی سے باتوں باتوں میں آبش کا پوچھ لے گا۔ اپنی ممی کے موبائل سے اس نے آنٹی ں یلوفر کا نمبر لیا تھا اور انھیں کال ملائی۔

بیل جا رہی تھی۔ فون اٹھا لیا گیا۔ ""ہیلو"" وہ آنٹی نیلوفر ہی کی آواز تھی وہ پہچان گیا۔ اس نے سوچا تھا کہ آبش فون اٹھا لیتی تو اچھا ہوتا پر۔۔۔ اس نے آنٹی کو سلام کیا۔ """"

اَلسَلامُ عَلَیکُم آنٹی۔ میں آہل بات کر رہا ہوں۔ """"انھوں نے پہچانتے ہوئے سلام کا

جواب دیا تھا۔ ""آنٹی میں جب سے آیا آپ سے بات ہی نہیں ہو سکی تو سوچا آپ سب کی خیریت پوچھ لوں۔ آپ سب کیسے ہیں؟ اور حماد کہاں ہے مجھے اس سے بھی کچھ کام تھا""

آہل نے بہانہ بنایا تھا۔

""بیٹا میں تو اس وقت لاہور ہسپتال بیٹھی ہوں۔ حماد گھر ہی ہے آپ کو میں گھر والا نمبر سینڈ کر دیتی ہوں آپ اس پر حماد سے بات کر لیں""

""آنٹی ہسپتال کیوں سب خیر تو ہے"" اس نے مروّت میں پوچھا تھا۔

""بیٹا آبش کی طبیت ٹھیک نہیں تھی۔ اس کا کچھ دنوں سے بخار نہیں اتر رہا تھا بس اسی کو لے کر آئی ہوئی ہوں۔"" آنٹی اسے بتا رہی تھی اور اس کی تو جیسے سانسیں رک گئی۔ اسے ایک بار پھر سب دکھنا بند ہو گیا۔ بس وہ سنہری چہرہ ہی اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ نماز پڑھتا ہوا چہرہ، پلکیں جھکی ہوئی تھیں۔ آنٹی کچھ اور بھی کہہ رہی تھی۔ پر اسے سنائی دینا بند ہو گیا تھا۔ کال کب کی کٹ چکی تھی۔ اس نے شام کے وقت کال ملائی تھی۔ لیکن وہ اسی طرح ساری رات بیٹھا رہا تھا۔ یہ کیا ہو گیا تھا۔

آبش بیمار تھی۔اوہ خدایا یہ کیا ہو گیا۔ایک بار اس نے آبش سے کال پر پوچھا تھا""اگر کبھی ہم بات نہ کر سکے کسی بھی وجہ سے تو آپ کیا کرو گی""

""مجھے لگتا ہے میں پھر بیمار ہو جاؤں گی اور پھر ایک دن مر جاؤں گی۔مجھے آپ کی بہت عادت ہو گئی ہے۔اور اکثر عادتیں جان ہی لیا کرتی ہیں""وہ اب بیمار تھی اور آہل کی روح تک کانپ گئی تھی۔وہ اسی کی وجہ سے بیمار ہوئی تھی۔

فجر کی اذانیں آنا شروع ہو گئی۔موذّن کی آواز اس کے کانوں میں آ رہی تھی۔

""اللہ اکبر""

""اللہ سب سے بڑا ہے""اللہ تو کچھ بھی کر سکتا ہے۔وہ تو سب سے بڑا ہے۔وہ ہماری ہر دعا قبول کرتا ہے۔وہ آبش کے لیے اتنی دور بیٹھے اگر کچھ نہیں کر سکتا تھا تو اس کے لیے دعا تو کر سکتا تھا۔وہ اللہ سے اسکی صحت یابی کے لیے دعا مانگ سکتا تھا۔

""اشھد۔۔۔۔""

"""میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں""

بے شک۔اس نے دھیرے سے کہا تھا۔اللہ جسے چاہے دے سکتا ہے اور جس سے

چاہے لے سکتا ہے۔اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔اس جیسا کوئی بھی نہیں ہے۔اسی کے بس میں یہ پوری کائنات ہے۔

""""میں گواہی دیتا ہوں حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں""""اسے اس بات سے آبش یاد آئی تھی۔ایک بار کال پر بات کرتے ہوئے آبش سے پوچھا تھا۔""""آپ کو میں نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔اتنی شدد سے کیا مانگتی ہیں""""اس پر اس نے جواب دیا تھا"""" مجھے اللہ سے بہت ڈر لگتا ہے آہل۔مجھے دوزخ میں جانے سے بہت ڈر لگتا ہے جب میں نماز پڑھ رہی ہوتی ہوں تو مجھے لگتا ہے میں اللہ کے سامنے کھڑی ہوں اور اللہ سے بات کر رہی ہوں۔اور جب دعا مانگتی ہوں تو مجھے لگتا ہے میں بہت گناہگار ہوں لیکن پھر بھی وہ پاک ذات میری دعا قبول کرتی ہے۔اسلیے میری آنکھوں سے آنسو نکل جاتے ہیں۔مجھے نبی پاک ﷺ سے بھی بہت عشق ہے۔انھوں نے ہمیں دعا کرنا سیکھایا تھا۔انہی کا واسطہ دے کر میں دعا مانگتے وقت رو پڑتی ہوں""""

اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا وہ آنسوؤں کی وجہ سے پورا گیلا ہو رہا تھا۔آذان ختم ہو چکی تھی۔اب اسے نماز پڑھنی تھی۔اور آبش کی صحت یابی کے لیے اللہ سے دعا

کرنی تھی۔اس نے جلدی سے اٹھ کر وضو کر لیا۔اور آ کر جائے نماز بچھا کر نماز پڑھنے لگا۔وہ اب اللہ کے سامنے جھکا ہوا تھا۔اپنی محبت کے لیے اس نے اللہ کی طرف پہلا قدم بڑھایا تھا۔اور اللہ کی طرف تم ایک قدم بڑھاؤ وہ تمہاری طرف دس قدم بڑھائے گا۔پوری نماز پڑھتے وقت وہ روتا رہا تھا اور دل میں بس اس کی صحت یابی کی فریاد تھی۔دعامیں بھی اللہ سے اس کی صحت یابی ہی مانگی تھی۔وہ رو رو کر اللہ سے فریاد کر رہا تھا۔کافی دیر تک وہ اپنے خالی ہاتھ اللہ کے سامنے پھیلائے بیٹھا رہا۔جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس کا سر بہت بھاری ہو رہا تھا اور آنکھیں بہت گرم محسوس ہو رہی تھی۔اس نے آج کالج نہ جانے کا فیصلہ کیا اور بیڈ پر لیٹ گیا۔پر نیند اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

تیری یاد ساری رات آتی رہی ہے

مجھے نیند ذرا بھی آتی نہیں ہے

تونے تو کی تھی مجھ سے سچی محبت

اور مجھے میری بدنیتی کی سزا ملی ہے

اس نے تو روکا تھا پاگل پن سے

آج روح بہت پچھتا رہی ہے

تو ساتھ ہوتا تو کچھ سکون ہوتا

زندگی تیرے بغیر نامکمل لگ رہی ہے

اب یاد آتا ہے اس کا بار بار کہنا

یارا تو ہی تو میری زندگی ہے

اس کے چلے جانے کا دکھ کیوں ہے اے رباب

وہ تو تیرے دل کا محرم نہیں ہے

(طلعت رباب)

\-----------

باب سات: پہلا طواف

تھوڑی دیر میں اس کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔اس نے فوراً اٹھ کر دروازہ کھولا تھا۔اس کے ڈیڈی باہر کھڑے دروازہ بجارہے تھے۔وہ اس کے اتنے جلدی دروازہ کھولنے پر حیران ہوئے تھے۔انھوں نے اس کا زرد چہرہ اور سوجی آنکھیں دیکھی تو پوچھا

""""تم ٹھیک ہو؟اور اس کے ماتھے پر ہاتھ لگایا۔سر بے حد گرم تھا۔

""""تمھیں تو بہت تیز بخار ہے۔تم میرے کمرے میں جا کر لیٹو میں ڈاکٹر کو فون کرتا ہوں""""

اس کے ساتھ ہی انھوں نے فون پر نمبر ملایا اور فون کان سے لگالیا اور آہل ٹی وی لاؤنج میں آکر صوفے پر لیٹ گیا۔اس کی ممی پریشان سی ہو کر آئی تھی۔اسکے بابا اس کی ممی کو اسکے بخار کے بارے میں بتا چکے تھے۔بخار بہت تیز تھا۔وہ اب اپنے بیٹے کے سر پر ٹھنڈی پٹیاں رکھ رہی تھیں۔ساتھ ساتھ اس کی ممی اسے بہلانے کی کوشش بھی کر

رہی تھی۔ لیکن وہ بس آبش کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔ڈاکٹر نے کب آکر چیک کیا۔اس نے کب دوا کھائی وہ کب اٹھ کر اپنے کمرے میں آکر لیٹ گیا اسے ہوش نہیں تھا۔وہ لڑکی جسے دیکھتے ہی اس کے ہوش اڑ جاتے تھے اس کی فکر بھی اب ہوش اڑانے کے لیے کافی تھی۔وہ یہی سوچتا سوچتا سو گیا تھا جب اس کی آنکھ کھلی تو دوپہر کے دو بج رہے تھے اور بخار اتر گیا تھا۔اس نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھنے لگ گیا۔اس بار وہ نماز پڑھتے ہوئے رویا نہیں تھا۔ لیکن دعا مانگتے ہوئے تھوڑی آنکھیں نم ہو گئی تھی۔ اس سے دوری کا احساس تھا ہی اتنا جان لیوا۔اسے اب بھوک لگ رہی تھی اس لیے وہ اٹھ کر باہر اپنی ممی کے پاس چلا آیا۔

رات بستر پر لیٹے لیٹے وہ آبش کی تصویر دیکھ رہا تھا اور وقفے وقفے سے اسے کال کر رہا تھا۔پر وہی نمبر بند جا رہا تھا۔اس نے آج ساری نمازیں پڑھی تھی اور بس لب پر اسی کے لیے دعا تھی۔دن گزر رہے تھے اور اس کے امتحان نزدیک آ رہے تھے۔اس سے بالکل بھی نہیں پڑھا جا رہا تھا وہ نماز تو پڑھتا تھا پر نماز میں کبھی آبش کے سوا کچھ نہ سوچا تھا وہ نماز ہی صرف اس کے لیے پڑھتا تھا۔

سب کی نمازیں پہلے تو دکھاوے کے لیے ہوتی ہیں۔لوگ نمازیں دکھاوے کے لیے پڑھتے ہیں کبھی لوگوں کو دکھانے کے لیے اور کبھی کبھی تو اللہ کو دکھانے کے لیے بھی دکھاوا کرتے ہیں۔ نماز میں خشوع و خضوع تو بہت بعد میں نصیب ہوتا ہے۔

ویک اینڈ پر رات کے وقت وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوا۔کال ملائی تو نمبر آن تھا۔وہی گانا

""""تیری آنکھوں کے دریا کا اترنا بھی ضروری تھا""""

اس کی آنکھوں سے بے تحاشا آنسو گر پڑے

""""محبت بھی ضروری تھی بچھڑنا بھی ضروری تھا""""

محبت تو اس نے بہت پہلے کر لی تھی پر ابھی تک اعتراف نہیں کیا تھا۔اس نے اب سوچ لیا کہ اب وہ اعترافِ محبت بھی کرلے گا۔وہ اپنے دل کی کیفیت اسے ضرور بتائے گا۔

پر وہ بچھڑنا نہیں چاہتا تھا۔وہ پچھلے دو مہینوں سے جدائی برداشت کر رہا تھا پر اب اور جدا نہیں رہ سکتا تھا۔

""""ضروری تھا کہ ہم دونوں طوافِ آرزو کرتے""""

""""آرزو""""ہاں وہ آرزو تھی۔ضرورت تھی۔وہ زندگی کی سب سے اہم چیز بن گ ئی تھی۔پر دونوں طوافِ آرزو کرتے؟ کیا اس نے کبھی میری آرزو کی ہو گی؟ کیا اس نے کبھی مجھے چاہا ہو گا؟ وہ یہی سوچ رہا تھا۔کال کٹ گ ئی۔کسی نے نہیں اٹھائی۔وہ بار بار کال کرتا رہا پر کال نہیں اٹھائی گ ئی۔وہ اٹھا اور موبائل بیڈ پر پھینک دیا پھر باہر ٹی وی لاؤنج میں آگیا۔پھپھو آئی ہوئی تھی۔ساتھ ادیبہ اور احمد بیٹھے ہوئے تھے۔وہ بھی جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ان سب نے سلام کیا تھا پر اس نے کسی کو جواب نہیں دیا تھا۔اس کے ذہن میں بس آبش کا ہی خیال تھا اب تو فون بھی آن ہو گیا تھا۔لیکن وہ فون نہیں اٹھا رہی تھی۔اس نے بہت دعا مانگی تھی کہ وہ صحت یاب ہو جائے پر کبھی یہ دعا نہیں مانگی کہ اس سے ایک پل کے لیے بات ہو جائے۔بس اس کی صحت مانگی تھی۔

وہ کیوں نہیں بات کر رہی تھی۔وہ بے شک کال پر نہ بات کرے پر ایک میسج ہی کر دے تو اسے سکون مل جائے۔وہ بے بسی سے بیٹھا ہوا تھا اس کی ممی اس کے پاس آئی تھی۔وہ بہت تھکا ہوا لگ رہا تھا۔انھیں اپنے بیٹے کی بہت فکر تھی۔کچھ دنوں سے وہ

بالکل خاموش ہو گیا تھا۔انھوں نے اپنے بیٹے کو پیار کیا تھااور اسے گلے سے لگایا تھا۔

آہل تو جیسے کسی کاندھے کا انتظار کر رہا تھا۔وہ گلے لگتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ

گیا تھا۔وہ جب سے بڑا ہوا تھا کبھی اپنے والدین کے سامنے نہیں رویا تھا۔اب وہ اپنی

ماں کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کے رو رہا تھا۔اندر سے دل جتنا ٹوٹ چکا تھا اس کا کانچ

اب انکھوں کے ذریعے باہر آ رہا تھا۔اس کی ممی اور ادیبہ بھی اسے ایسے روتا دیکھ کر

ساتھ ہی رونے لگ گ ئی تھیں۔ پھپھو اور احمد انھیں چپ کرا رہے تھے۔ تھوڑی دیر

میں اپنا دل ہلکا کر کے اس نے رونا بند کر دیا اور کسی کو کچھ کہے بغیر اپنے کمرے میں

آ گیا۔اس نے سوچ لیا تھا اب اسے کیا کرنا

ہے۔

اس نے جائے نماز بچھایا اور دو نفل نماز کی نیت کر لی۔دو نفل،چار نفل،چھ نفل،آٹھ

نفل،دس نفل وہ نفل پڑھتا جا رہا تھا۔ مسلسل آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔اس

نے سوچ لیا تھا جب تک آبش سے بات نہیں ہو گی وہ ایسے ہی نفل پڑھتا رہے گا۔آج

اس نے اللہ سے مانگنے کا ایک نیا طریقہ سوچا تھا۔سو نفل وہ پڑھ چکا تھا اب اس کے آنسو

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھی تھم گئے تھے پر ہمت ابھی بھی پورے جوش میں تھی۔اتنے میں فون بجنے لگا۔ اس نے فوراً سے فون اٹھایا تو آبش کی کال تھی۔تو اس کی عبادت کا صلہ مل گیا تھا۔اس کی دعا قبول ہو گئی تھی۔آشکوں کا ایک سمندر اس کی آنکھوں سے بہہ گیا تھا۔اس نے کال اٹھالی اور کچھ نہ بولا دوسری طرف بھی بالکل خاموشی تھی۔کچھ دیر یوں ہی دونوں خاموش رہے۔پھر آبش کی آواز آئی تھی۔""""آہل؟""""اسے لگا اس کے اندر پھر سے روح پھونک دی گئی ہے۔محبوب کی آواز سے بڑی نعمت کوئی نہیں ہوتی ہے۔اسے اس نعمت سے بڑی اور کوئی نعمت نہیں لگی تھی۔وہ اس کے سامنے رونا نہیں چاہتا تھا اس لیے خود پر قابو کیے ہوئے تھا۔آواز پھر آئی تھی۔""""آہل""""آپ سن رہے ہیں""""اس کی آواز سے بھی لگ رہا تھا جیسے وہ بھی رو رہی تھی۔رو تو وہ بھی رہا تھا پر اب اپنا رونا بھول چکا تھا۔انسان اپنا ہر غم برداشت کر لیتا ہے پر جس سے محبت کرتا ہو اس کا غم برداشت نہیں ہوتا۔

""""آپ رو رہی ہیں؟""""آہ کیا اضطراب تھا اسکی آواز میں۔

میں آپ سے نہیں مل سکتی آہل۔مجھے معاف کر دیں پر میں آپ سے چاہ کر بھی نہیں مل سکتی""""وہ یہ کہہ کر ایک دم رو دی تھی۔اب تو وہ ملنا نہیں چاہتا تھا۔وہ تو بس بات

کرنا چاہتا تھا۔

""""آپ معافی کیوں مانگ رہی ہیں پلیز چپ کر جایں میں آندہ آپ سے کبھی ملنے کا نہیں کہوں گا۔ بس آپ میرے سے بات کر لیا کریں میرے لیے یہی بہت ہے۔""""

آج پہلی بار آہل نے اس سے ایسے بات کی تھی۔""""آپ رو رہے ہیں""""وہ پوچھ رہی تھی۔ شاید اس کی آواز سے پتا چلا تھا۔ وہ جھوٹ نہیں بولنا چاہتا تھا پر سچ بولنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔ اس لیے اس نے آگے سے اسی سے سوال پوچھ لیا""""میری آنٹی نیلوفر سے بات ہوئی تھی وہ بتا رہی تھی کہ آپ کو کچھ دنوں سے بخار ہے۔ اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟""""

""""آپ کی کب بات ہوئی تھی؟""""وہ پوچھ رہی تھی۔""مجھے تو ماما نے نہیں بتایا""""

""""جس دن آپ لاہور ہسپتال گئی تھی اس دن میں نے کال کی تھی۔ مجھے آپ سے بات کرنی تھی پر آپ نے نمبر ہی بند کیا ہوا تھا۔ اس لیے مجبوراً ان کے نمبر پر کال کرنی پڑی۔ پھر آپ کی ماما نے یہ خبر سنا دی""""آپ نے میرے سے کیا بات کرنی تھی اس نے یک دم پوچھا تھا۔""""آپ یاد آ رہی تھی""""پہلی بار اعتراف ہوا تھا۔ وہ آگے سے خاموش ہو گئی۔ آہل سے اس کی خاموشی برداشت نہیں ہوئی۔ وہ اتنے دنوں بعد

اس کی آواز سن رہا تھا پر اب اس کی خاموشی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

""بتائیں نا۔ کیسی طبیعت ہے اب آپ کی؟اس نے پوچھا تھا۔""اب ٹھیک ہوں میں""اس نے جواب دیا تھا۔الحمدُاللہ آہل کے لبوں سے بے ساختہ نکلا تھا۔

""آپ کیسے ہیں""وہ اب پوچھ رہی تھی۔آہل کا دل کیا اسے سب بتا دے جو پچھلے دنوں میں اس پر بیتی تھی۔پر اس نے ابھی بتانا مناسب نہ سمجھا۔اعتراف محبت کے لیے بھی بہت ہمت کی ضرورت ہوتی ہے۔""میں اب ٹھیک ہوں""اب وہ واقعی بالکل ٹھیک تھا۔""آپ میرے سے اب روز بات کریں گی نا؟""""جی""اس نے جواب دیا تھا۔اس جواب نے اسے زندگی کی ساری خوشیاں دے دیں تھی۔وہ اب روز بات کرتے تھے۔آہل خوش تھا۔ایک بار اس نے پھر سے جو چاہا تھا پا لیا تھا۔

وہ پہلے کی طرح کسی بات کی ضد نہیں کرتا تھا۔وہ باتیں مانتا تھا نمازیں پڑھتا تھا۔وہ اس کی محبت میں بدل رہا تھا۔یہ محبت کا آغاز تھا جس سے وہ اللہ کی طرف جا رہا تھا۔یا پھر وہ صرف محبوب کے لیے تھا۔وہ اس کا فرماں بردار بن گیا تھا۔

وقت گزر رہا تھا۔آش کے پیپرز بھی ہو گئے تھے اور اس نے بھی پیپرز دے دیے تھے۔ابھی تک محبت کا اعتراف نہیں ہوا تھا۔لیکن وہ اسے بتانے لگ گیا تھا کہ وہ اسے یاد کرتا ہے۔اس کے بارے میں سوچتا ہے۔

رمضان شروع ہو گیا تھا۔اسنے زندگی میں پہلی بار سارے روزے رکھے تھے۔امام صاحب سے روز قرآن بھی پڑھتا تھا۔اس نے بچپن میں قرآن پڑھا ہوا تھا لیکن اب بھول چکا تھا۔اس لیے روز قرآن پڑھتا اور سیکھتا تھا۔وہ اس بار اعتکاف میں بیٹھا تھا۔اس نے ادھر ایک ہی دعا مانگی تھی کہ اسے بس آبش مل جائے۔صرف وہی تو چاہیے تھی۔باقی تو سب کچھ تو اس کے پاس تھا۔

وہ جب اعتکاف سے چاندرات کو اٹھا تھا تو سب سے بڑی خوشی یہ تھی کہ وہ آج دس دنوں بعد آبش سے بات کرے گا۔بہت سارے لوگ ملنے آئے تھے۔اسلیے وہ رات کو دیر سے فارغ ہوا تھا۔

باب آٹھ: اظہارِ محبت

وہ چاندرات اس کی زندگی کی سب سے خوبصورت رات تھی کیوں کہ اس رات آبش نے اس سے محبت کا اظہار کیا تھا۔ آسمان پر چاند نہیں تھا پر ہر سمت چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ اسے اعتکاف کا صلہ مل چکا تھا۔ اسے ہمیشہ خواہش کرنے پر ہی سب کچھ مل جایا کرتا تھا۔ اب محبت کا اعتراف بھی پہلے اس کی طرف سے ہو گیا تھا۔ تو وہ بہت خوش ہو گیا تھا۔ آبش نے میسج کر کے اظہار کیا تھا تو وہ میسج پڑھتے ہی سجدے میں گر گیا تھا۔ اس نے اللہ کا بہت شکر ادا کیا تھا۔ آنسو آج بھی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ پر یہ آنسو خوشی کے تھے۔ ان سے بڑھ کر اور کوئی چیز قیمتی نہیں ہوتی۔

اگر اظہار اس کی طرف سے ہو گیا تھا تو اب سب کچھ قبول کرنا اس پر بھی فرض تھا۔ اس

نے سجدہ ادا کرنے کے بعد اسے کال کی تھی۔

""تیری آنکھوں کے دریا کا اترنا بھی ضروری تھا۔ محبت بھی ضروری تھی بچھڑنا بھی ضروری تھا۔ ضروری تھا کہ ہم دونوں طوافِ آرزو کرتے۔۔۔۔۔۔۔

طوافِ آرزو دونوں نے کیا تھا۔ وہ اکیلا محبت نہیں کرتا تھا۔ محبت محبوب کی طرف سے بھی تھی۔ شاید وہ اظہار کرنے کے بعد تھوڑا گھبرائی ہوئی تھی۔

سلام دعا کے بعد اس نے آبش سے حال پوچھا تھا۔

""آپ نے میسج پڑھا؟"" وہ اتنی عام باتیں کر رہا تھا کہ اسے لگا آہل نے ابھی تک میسج ہی نہیں پڑھا۔

""جی پڑھ لیا ہے"" اسی عام سے لہجے میں جواب دیا تھا۔ ""پھر؟"" پوچھا گیا تھا۔

""پھر کیا آبش"" پھر عام سا لہجہ۔۔ آہل کبھی نہیں ٹھیک ہو سکتا۔ ""کچھ نہیں"" آبش نے غصے سے کہا تھا۔ وہ جب بھی اسے تنگ کرتا تھا تو وہ پتا نہیں، کچھ نہیں کہہ کر خاموش ہو جاتی تھی۔

"آبش" نام پکارا گیا تھا۔ وہ خاموش رہی۔

""""آبش """ پھر پکارا گیا۔ وہ پھر بھی خاموش رہی۔ اسے اب اظہار کرنا تھا۔ سب کچھ بتانا تھا۔

""""آبش میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں """ وہ دھیرے سے بولا تھا۔

""""جی بتائیں میں سن رہی ہوں """ اس بار اس کی آواز بھری ہوئی تھی۔ شاید وہ رونے لگ گئی تھی۔

پھر آہل نے اسے بتانا شروع کیا۔ اس کو پہلی بار دیکھنے سے لے کر اب تک جو کچھ اس پر گزری تھی اس نے ایک ایک لفظ بتا دیا۔ وہ خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔ جب وہ بیمار تھی تب اس کی کیا حالت ہو گئی تھی۔ وہ بھی بتا دیا۔ کیسے اس کے لیے اس نے خدا کی طرف رجوع کیا تھا۔ وہ آج سب کچھ بتائی جا رہا تھا اور وہ خاموشی سے سن رہی تھی۔

""""آبش میرے پاس آپ کی ایک تصویر بھی ہے۔ میں نے آپ کی کمرے والی تصویر کو اپنے موبائل میں قید کر لیا تھا۔ اگر آپ کہیں گی تو میں وہ بھی ڈلیٹ کر دوں گا """

وہ اس سے آج کچھ بھی چھپانا نہیں چاہتا تھا۔ """" نہیں رہنے دیں """ وہ اب پہلی بار بولی

تھی۔اس چاندرات وہ ساری رات اس سے بات کرتا رہا تھا۔اور دونوں نے اکٹھے نمازِ فجر ادا کی تھی۔پھر سارا دن ہی وہ بات کرتے رہے تھے۔آہل کے لیے واقعی آج عید کا دن تھا۔وہ بہت خوش تھا۔اس نے سب سے آج خوش ہو کر بات کی تھی۔وہ ادیبہ سے بھی آج خوش ہو کر کافی دیر باتیں کرتا رہا تھا۔آج کا دن سب دنوں سے زیادہ خوبصورت تھا۔

ملتان کراچی سے بہت دور تھا۔وہ ملتان میں اس کے آس پاس رہنا چاہتا تھا۔ملتان میں میڈیکل کالج تھے۔اسے وہاں ایڈمیشن لینا تھا۔اگر میرٹ پر ایڈمیشن نہ بھی ہوتا تو اس کے ڈیڈی کے پاس اتنا پیسہ تھا کہ وہ سیلف پر ایڈمیشن کروا سکتے تھے۔پر ابھی اپنے ممی ڈیڈی کو ملتان پڑھنے پر راضی کرنا تھا۔لوگ ملتان سے کراچی پڑھنے جاتے ہیں اسے کراچی سے ملتان پڑھنا تھا۔اسے ملتان سے بھی عشق ہو گیا تھا۔

ایلیولز کے پیپرز کے بعد اس نے ایک دن اپنے ممی ڈیڈی سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔وہ ہمیشہ سے اس کی ہر بات مان لیتے تھے۔آج بھی اسے یقین تھا کہ وہ اس کی بات

مان لیں گے۔

""""ڈیڈی میں ملتان سے ایم۔بی۔بی۔ایس کرنا چاہتا ہوں""""اس نے اپنے ڈیڈی کے کمرے میں جا کر کہا تھا۔وہ اس کی بات سن کر حیرانی سے کھڑے ہو گ ئے تھے۔وہ ہمیشہ سے الٹی سیدھی خواہشات کر کے ایسے ہی حیران کر دیا کرتا تھا۔""""کیوں"""" انھوں نے غصے سے پوچھا تھا۔پچھلے کچھ عرصے سے ان کا بیٹا بدل گیا تھا۔اب انھیں اس کو اٹھانے کے لیے زلزلہ لانے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔اس نے اپنے آوارہ دوستوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بھی بند کر دیا تھا۔وہ ساری نمازیں بھی باقاعدگی سے پڑھتا تھا۔

اس نے کچھ دنوں پہلے اپنے گھر کے ساتھ ایک مسجد تعمیر کرنے کا کہا تھا۔پہلے تو وہ بہت حیران ہوئے تھے اور انھوں نے صاف انکار کر دیا تھا لیکن بعد میں اس کی بار بار ضد کرنے پر وہ مان گ ئے تھے۔وہ ان کی اکلوتی اولاد تھی۔وہ اس کی خواہش پوری نہ کرتے تو پھر کیا کرتے۔

""""کیوں کہ ملتان کے میڈیکل کالجز یہاں کے میڈیکل کالجز سے زیادہ اچھے ہیں""""

یہ انتہائی بے تکا سا جواب تھا۔ وہ خود بھی جانتا تھا اس جواب کا کوئی سر پیر نہیں ہے۔

وہ اب ڈھیٹائی سے اپنے باپ کا چہرہ دیکھ رہا تھا جو تقریباً قتل کرنے والی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

""""تم ملتان نہیں جا سکتے۔ کراچی کے جس کالج میں کہو گے میں ایڈمیشن کروا دوں گا۔"""" انھوں نے خفگی سے کہا تھا۔ """"لیکن میں ملتان پڑھنا چاہتا ہوں"""" وہ وہیں بیٹھا بیٹھا اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا اور ڈھیٹوں کی طرح مسکرا بھی رہا تھا۔ اب کی بار اس کے ڈیڈی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ اس کی مسکراہٹ کا راز تلاش کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس کے ذہن میں کوئی تو منصوبہ تھا وہ وہی پتا لگانے کی کوشش کر رہے تھے۔

""""میں وہیں ایڈمیشن لوں گا میرے پیارے ڈیڈی آپ دیکھ لینا"""" وہ اپنا فیصلہ سنا کر وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ اس نے سندھ کی بجائے پنجاب کے اینٹرنس ٹیسٹ کی تیاری کرنا شروع کر دی۔ پنجاب کا ڈومیسائل تھا ہی اس لیے اس نے سوچ لیا تھا اسے اب کیا کرنا ہے۔

"محبت روح کی لازم غزا ہوتی ہے" اور وہ غزا اسے پاک محبت کی صورت میں مل رہی تھی۔ وہ ایک ایسی لڑکی سے محبت کرتا تھا جو بہت پاک تھی۔ اللہ سے ڈرتی تھی اس کے نبی ﷺ سے محبت کرتی تھی۔ اس سے سچی اور پاک محبت کرتی تھی۔ کبھی ان میں کوئی اخلاق سے گری ہوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ اتنا عرصہ بات کرنے کے باوجود وہ زیادہ بے تکلف نہیں ہوئی تھی۔

وہ اس سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔ محبت کرنے والا اجرت کا طالب نہیں ہوتا۔ اسے محبت دے دی گئی تھی۔ دوسرے لفظوں میں اسے ایمان عطا کیا گیا تھا۔

وہ ساری فرضی عبادتیں کرتا تھا۔ لیکن یہ صرف آبش کے لیے تھا۔ اس کو کبھی اللہ کے خوف سے نماز میں رونا نہیں آیا تھا۔ وہ جب کبھی نماز میں رویا تھا تو بھی صرف آبش کے لیے تھا۔ وہ صرف آبش کا عاشق تھا۔ لیکن اسے اس بات کا کبھی احساس نہیں ہوا تھا۔ اسے کبھی محسوس بھی نہیں ہوا کہ وہ یہ سب آبش کے لیے کر رہا ہے۔ وہ جسے ایمان سمجھتا تھا وہ ایمان نہیں تھا۔ وہ صرف ایک لڑکی سے محبت تھی۔ ایسی محبت جس

کو وہ کھونا نہیں چاہتا تھا۔اور اسے لہ کھونے کے ڈر سے وہ عبادت کرتا تھا۔ سجدہ اللہ کو کرتا تھا لیکن دل میں بس آبش تھی۔وہ محبت میں اندھا ہو گیا تھا۔وہ غلطی پر تھا ایسی غلطی جو اوپر سے تو نیکی لگتی ہے اور انسان کو پتا بھی نہیں چلتا کہ وہ گناہ میں شمار ہو جاتی ہے۔

اس کا اے لیولز کا رزلٹ آ گیا تھا۔اور انٹری ٹسٹ میں بھی اچھے نمبرز لیے تھے۔اس نے صرف ملتان ہی کہ لیے اپلائے کیا جب میرٹ لسٹ لگی تو اس کا نام ٹاپ پہ تھا۔اس کا ایڈمیشن ہو گیا تھا۔وہ میرٹ لسٹ دیکھ کر بہت خوش ہوا۔وہ سب سے پہلے یہ بات آبش کو بتانا چاہتا تھا۔اس نے ابھی تک اپنی اس حرکت کا اس سے زکر نہیں کیا تھا۔ اسے پتا تھا وہ بہت خوش ہو گی۔وہ بے شک اس سے نہ ملے پر اس کے قریب رہنے کا خیال ہی زندگی بخشتا تھا۔اس نے اسے کال کی۔ نہیں اٹھائی گ ئی۔شاید وہ مصروف ہو گی۔کوئی بات نہیں وہ اسے بعد میں بتا دے گا۔ابھی تک یہ بات گھر میں کسی کو نہیں پتا تھی۔ ممی ڈیڈی کو بتانا ان کے سر پر بم پھوڑنے کے مترادف تھا۔اسے لوگوں کو حیران کرنے میں بہت مزہ آتا تھا۔اور اپنے ماں باپ کی تو بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔

""""ممی ڈیڈی آج کا دن آپ دونوں کے لیے بہت یادگار ہونے والا ہے""""اس نے ہنس کر کہا اور پھر باہر آ گیا۔ باہر صوفے پر روز کی طرح پھپھو ممی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔اور ان کے ساتھ ادیبہ اور سمرہ بھی بیٹھی تھیں۔وہ تقریباً روز ہی گھر آئی ہوتی تھی۔

""""ممی""""اس نے اپنی ماں کے پاس آتے ہوئے کہا اور پھر سب کو سلام کیا۔وہ سب کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا۔وہ سب کا حال چال پوچھ رہا تھا۔اس نے آج پہلی بار پھپھو کے سوٹ کی تعریف کی تھی۔سب حیران تھے۔وہ ایسا نہیں کرتا تھا۔تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد وہ اپنی ممی کی کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

""""ممی آپ کے لیے ایک گڈ نیوز ہے۔آپ ابھی سننا چاہیں گی یا رات نو بجے کے بلیٹن کے بعد سنیں گی؟""""

رات نو بجے کے بلیٹن سے مراد تھا کہ ڈیڈی کے ساتھ سنیں گی یا آپ کو ابھی سنا دوں؟اس کے ڈیڈی رات کو نو بجے گھر آیا کرتے تھے اور آتے ہی گھر میں نیوز چینل لگ جاتا تھا۔

''''ابھی سنادو آہل کیا بات ہے''''اس کی ممی نے کہا تھا۔

اس نے ایک بار رک کے سب کی شکلیں باری باری غور سے دیکھی۔وہ جانتا تھا یہ سب سننے کے بعد وہ سب کی شکلوں کے رنگ اڑتے ہوئے دیکھے گا۔

''''ممی میرا میڈیکل کالج میں ایڈمیشن ہو گیا ہے۔''''وہ رکا۔سب ایک دم خوش ہوئے تھے۔پھر سب کو دیکھ کر بولا۔''''پر یہاں نہیں۔ملتان کے میڈیکل کالج میں ایڈمیشن ہوا ہے''''

اس کی ممی کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔انھوں نے اس کی ملتان پڑھنے والی بات کو بہت معمولی لیا تھا۔وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ کراچی کو چھوڑ کر اپنے دوستوں کو چھوڑ کر ملتان جانا چاہے گا۔

''''تم وہاں نہیں پڑھ سکتے''''انھوں نے سانس لیا پھر بولی تو ان کا لہجہ منت والا تھا۔

''تم یہی کراچی میں پڑھو گے آہل۔میں اپنے سے اتنی دور تمہیں جانے نہیں دوں گی۔''''

اس نے اپنی ممی کی آنکھوں میں دیکھا اور مسکرا دیا۔ وہ اب اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ باہر کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے ایک نظر سب کی چہروں کی طرف دیکھا سب بہت حیرانی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ اصل حوایاں ادیبہ کے چہرے سے اڑی ہوئی تھیں۔ وہ سارا وقت آہل پر نظر رکھا کرتی تھی۔ لیکن اب وہ اتنی دور جا رہا تھا وہ اس پر اب کیسے نظر رکھے گی۔۔بے چاری اس نے دل میں سوچا تھا۔

وہ نو بجے کے بعد گھر واپس آیا تھا۔ اس کے ڈیڈی کو اس کی ممی نے بریکنگ نیوز دے دی تھی اس لیے ٹی وی بند تھا۔ آج کے لیے یہ خبر کافی تھی۔ وہ یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ کتنا ضدی تھا۔ اور ضد پوری کروانے کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا۔ اس نے اچھی طرح ساری صورتحال کا جائزہ لیا تھا اور پھر اپنے ڈیڈی کے کمرے میں آ گیا جہاں ممی ڈیڈی دونوں موجود تھے۔ اس کو دیکھتے ہی اس کے ڈیڈی نے اس سے غصے سے پوچھا تھا:

""""یہ میں کیا سن رہا ہوں؟""""

""""کیا ڈیڈی"""" بلا کی معصومیت سے جواب دیا گیا تھا۔ بچپن سے لے کر اب تک کچھ

بھی کرنے کے بعد وہ ایسا ہی منہ بنالیا کرتا تھا۔

""""تم ملتان میں نہیں پڑھ سکتے تمہیں ایک بار کہے کی سمجھ نہیں آتی"""" وہ شدید غصے میں لگ رہے تھے۔اس نے آگے بڑھ کر کرسی کھینچی اوراس پر بیٹھ گیا۔اس کے ممی ڈیڈی دونوں کھڑے ہوئے تھے۔اس نے بیٹھ کر جواب دیا تھا""""نہیں""""

""""تو پھر دوبارہ سن لو تم ملتان میں نہیں پڑھ سکتے ورنہ تیسری بار تم سننے کے قابل نہیں رہو گے"""" انھوں نے تیز لہجے میں کہا تھا۔

""""پیارے ڈیڈی اگر یہ دھمکی ہے تو آپ پر بالکل سوٹ نہیں کر رہی پلیز"""" وہ اب کرسی سے اٹھا اور بیڈ پر جا کر لیٹ گیا وہ بہت ڈھیٹائی سے اپنی بات منوایا کرتا تھا۔

""""تم بس کراچی میں ہی رہو گے۔میں تم سے دور نہیں رہ سکتی۔میرا تمہارے سوا کوئی نہیں ہے۔میں کیا کروں گی تمہارے بغیر"""" اب کی بار اس کی ممی بولی تھی۔

""""پھپھو ہیں نا آپ کی۔انھیں اپنے گھر ہی رکھ لیں۔ویسے بھی تو ہر وقت یہیں ہوتی ہیں۔ان سے سارا دن باتیں کیا کرنا"""" ڈھیٹائی کی انتہا تھی۔اس کی ممی نے غصے سے اسے دیکھا تھا۔

""""ممی میرا کراچی میں ایڈیشن نہیں ہو سکتا""""اس نے اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا تھا۔

""""کیوں""""اس کے ڈیڈی نے پوچھا تھا۔

""""کیوں کہ میں نے پنجاب کے میڈیکل کالجز کا انٹری ٹسٹ دیا تھا۔ کراچی میں تو کب کے ایڈمیشن ہو گئے اب تو کلاسز شروع ہوئے بھی مہینہ ہو گیا ہے""""وہ تھوڑا رکا تھا۔اس نے دونوں کے چہروں کو غور سے دیکھا پھر بولا۔""""اب میرا اگر آپ کراچی میں ہی ایڈمیشن کرانا چاہتے ہیں تو میرا ایک سال اور لگ جائے گا اور اگلی بار پتا نہیں میں شاید پڑھوں بھی نہ۔۔۔""""اس کے ماں باپ کو پریشان کرنے کے لیے یہ بات کافی تھی۔اسے سن کر ان کا غصہ یقیناً ختم ہو جانا چاہیے تھا۔اور ایسا ہی ہوا تھا۔

""""تم ایسا کیسے کر سکتے ہو آہل؟""اس کی ممی پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔

""""ممی یہ کون سا کوئی مشکل ہے۔بہت آسانی سے میں نے یہ کر لیا۔پنجاب میں انٹری ٹسٹ بعد میں ہوتے ہیں تو۔۔۔""""وہ اب پوری تفصیل بیان کرنے لگ گیا تھا۔اس کی ممی اسے اور بھی مزید اموشنل بلیک میل کرنے کی کوشش کرتی رہی۔پر وہ ہر بات کا الٹا جواب دیتا رہا۔پھر بھوک کا بہانہ کر کے وہاں سے اٹھ کر کچن میں آ گیا۔اسے پتا تھا

اس نے سارے راستے بند کر دیے ہیں اس لیے اس کے ماں باپ کو ہر حالت میں اس کی بات ماننی پڑنی تھی۔اور ایسا ہی ہوا۔ایک ہفتے تک تین چار بار بحث کے بعد وہ اس کی بات مان گ ۓ تھے۔

باب نو: خاکِ محرم

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہتے ہیں جس سرزمین کو مدینۃ الاولیا

ہم نے وہاں کی مٹی بھی خاکِ شفا پائی ہے

جس رات اس نے اپنے ممی ڈیڈی کو ملتان جانے کی بات بتائی تھی۔اسی رات اس نے آبش کو بھی بتایا تھا۔آبش بھی سب کی طرح چونک گ ئی تھی۔اس کے بعد اس نے کہا تھا۔

''''آپ پلیز گھر مت آنا۔ یا میرے سے ملنے کی کوشش بھی نہ کرنا۔ میں نہیں چاہتی کہ کسی کو بھی شک ہو''''

وہ اگر نہ بھی کہتی تو اس نے گھر نہیں جانا تھا۔ وہ بس ملتان کے نام سے ہی سکون پا لیتا تھا۔

''تم ملتان کیوں جانا چاہتے ہو؟''اس کی ایک مہینے تک کلاسز شروع ہونے والی تھی۔ روز اس سے تین چار بار یہ سوال پوچھا جاتا تھا۔ وہ بس یہی کہتا تھا''ملتان میں اچھی پڑھائی ہوتی ہے''کوئی بھی اس کی بات پر یقین نہیں کرتا تھا۔ اب سوال پوچھنے پر اس نے کہا تھا''''ممی ملتان مدینۃ الاولیا ہے۔ ادھر کی مٹی بہت پاک ہے۔ بس میں بھی پاک ہونے کے لیے جانا چاہتا ہوں''''

اس کی ممی، پھپھو، ادیبہ سب یہ بات سن کر حیران ہو گئے تھے۔ اسے لوگوں کو حیران کرنا آتا تھا۔ اور یہ صرف وہی کر سکتا تھا۔ اس نے یہ بات سب کو چپ کروانے کے لیے کہی تھی۔ اور واقعی سارے چپ ہو گئے تھے۔ پھر دوبارہ کسی نے بھی اس سے یہ سوال نہیں پوچھا تھا۔

دسمبر کے آخری دنوں میں اسے ملتان جانا تھا۔اور جنوری میں اس کی کلاسز شروع ہونی تھی۔اس لیے وہ دسمبر کی ستاءس تاریخ کو ملتان پہنچ گیا۔

دسمبر کے آخری دنوں میں اسے ملتان جانا تھااور جنوری میں اس کی کلاسز شروع ہونی تھی۔اسلیے وہ ستاءس دسمبر کو ملتان پہنچ گیا۔ملتان پہنچتے ہی آبش کی خوشبواسے آنے لگ گئی۔اسکے ڈیڈی بھی اسی کے ساتھ آئے تھے۔اسے ہاسٹل میں اڈجسٹ کرواکر انھوں نے واپس جانا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

محبوب کے شہر کی مٹی بھی بہت عزیز ہوتی ہے۔عاشقوں کے لیے وہ کسی قیمتی ہیرے موتیوں سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔اور محبوب کے شہر کی خوشبو کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ دلکش ہوتی ہے۔

ملتان کا میڈیکل کالج زیادہ بڑا نہیں تھا۔کراچی میں اس سے بڑے بڑے بہت سے

کالجز تھے۔ ہسپتال اور کالج کی بلڈنگ ساتھ ساتھ تھی۔ اور کالج کے سامنے ہی ہاسٹل تھا۔ وہ ہاسٹل میں داخل ہوا۔ وہاں اندر جاتے ہی وہ ہاسٹل کا جاءزہ لینے لگا۔ داخل ہوتے ہی راہداری کے دونوں اطراف میں لان تھا۔ جہاں بیٹھنے کے لیے گھاس لگائی ہوئی تھی۔ اور بہت سارے گملے رکھے ہوئے تھے۔ آگے چل کر ہاسٹل کی عمارت تھی۔ اس کے ڈیڈی نے انکل افضل جن کے بیٹے کی شادی پر ملتان آئے تھے ان سے کہہ کر سارے انتظامات کرا لیے تھے۔ ڈیڈی اسے ہاسٹل میں چھوڑ کر واپس چلے گ ئے۔ وہ اندر کمرے میں آیا تو کمرہ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ تین سٹوڈنٹس نے ایک کمرے میں رہنا تھا۔ نیچے میٹرس بچھا کر انھیں رہنا تھا۔ دیوار کے ساتھ الماریاں بنی ہوئی تھیں اس میں ایک الماری میں اس نے اپنا سامان رکھ لیا۔ اور نیچے میٹرس بچھا کر اس پر بیٹھ گیا۔

""آبش آپ کے لیے کچھ بھی"" اس نے بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔ اس نے آبش کو اپنے پہنچنے کی اطلاع دے دی تھی۔ وہ اس وقت سکول میں ہو گی۔ وہ اسے کال نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے اپنی ممی کو بھی فون کر کے اپنے پہنچنے کا بتا دیا۔

اچانک کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور ایک لڑکا پانچ چھ بیگ اٹھائے کمرے میں داخل ہوا۔

اس کا چہرہ بیگوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔وہ ابھی کمرے میں داخل ہی ہوا تھا کہ سارے بیگوں سمیت وہ زمین پر گر گیا۔آہل اسے وہیں بیٹھا دیکھتا رہا۔وہ اب مشکلوں سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔اس نے سفید رنگ کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی اور آنکھوں پر نظر کے چشمے لگائے ہوئے تھے۔وہ عام سی شکل کا لڑکا تھا۔اس نے اب آہل کو دیکھا تھا۔اور اسے دیکھ کر پورا منہ کھول کر مسکرایا تھا۔وہ اس کے پاس آکر زبردستی اس کے گلے ملا تھا۔پھر وہ اپنا سامان ویسے ہی چھوڑ کر آہل کے پاس آکر بیٹھ گیا اور اس نے بولنا شروع کر دیا۔اس نے اپنا نام عرش بتایا تھا۔اس کا تعلق بہاولپور سے تھا۔اس کے دو بھائی اور تین بہنیں تھی۔اسکا باپ ٹریفک پولیس میں تھا۔اس کی ماں ایک سرکاری سکول میں ٹیچر تھی۔وہ گھر میں سب سے چھوٹا تھا۔باقی خاندان کے ناموں سے لے کر خاندان کے جھگڑوں کے بارے میں وہ ایک ہی بار میں بتا چکا تھا۔اور آہل اس کی باتیں سن کر زبردست قسم کا بور ہو رہا تھا۔وہ باتیں کرتے کرتے اچانک رکا اور کچھ یاد کرتے ہوئے آہل سے کہا"اوہ میں باتیں کرتے کرتے بھول ہی گیا کہ مجھے ابھی اپنا میٹرس

باہر سے لانا

ہے۔اور تم نے بھی مجھے یاد نہیں کروایا""" آہل اس کی شکل دیکھ کر رہ گیا۔

وہ باہر گیا تو آہل کو ذرا سکون آیا۔ پھر وہ میٹرس لے کر واپس آگیا۔ آہل نے اسی کے ساتھ دوپہر اور رات کا کھانا کھایا تھا۔ عرش اسے رات تک اپنی پوری زندگی کی باتیں بتا چکا تھا۔ آہل نے ہوں ہاں کے علاوہ زیادہ بات نہیں کی تھی۔ وہ بار بار درمیان میں آبش کو کال ملا کر دیکھتا رہا پر کال اٹنڈ نہیں کی گئی۔ اور وہ رات کے دس بجے بیٹھا عرش کی کسی فلاپ لو سٹوری کی بورنگ کہانی سن رہا تھا اور ساتھ ساتھ آبش کو کال بھی ملا رہا تھا۔ اب کی بار کال اٹینڈ ہو گئی۔ آہل کی جان میں جان آئی۔ آہل اٹھ کر باہر آگیا۔ آبش کے پیپرز ہو رہے تھے جن کی وجہ سے وہ مصروف تھی۔ اس لیے ان کی دو منٹ سے زیادہ بات نہیں ہو سکی۔ آہل کو اس میں بھی سکون مل گیا تھا۔ وہ آبش کے اتنا قریب تھا اسے اس فضا میں بھی آبش کی خوشبو آ رہی تھی۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے آبش اس کے پاس ہی ہے۔ اس لیے وہ وہیں باہر لان میں بیٹھ گیا۔ اور ویسے بھی وہ عرش کی مزید باتیں برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے ادھر بیٹھنا زیادہ مناسب تھا۔ پھر رات گئے تک ادھر ہی بیٹھا رہا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ اب عرش سو چکا ہو گا پھر اندر آگیا۔ وہ واقعی سو چکا تھا۔

اگلی صبح جب وہ جاگا تو ایک اور لڑکا ان کے کمرے میں تھا۔ عرش نے بتایا کہ اس کا نام شہروز ہے اور وہ ان کا تیسرا روم میٹ ہے۔

جنوری شروع ہو گیا تو ان کی کلاسز بھی شروع ہو گئی۔ ملتان میں کراچی کی نسبت بہت زیادہ ٹھنڈ تھی۔ اس لیے وہ زیادہ باہر نہیں جاتا تھا۔ لیکن آبش کے گھر کے دن میں دو چکر لگانا تو وہ فرض سمجھتا تھا۔ وہ اس کے گھر کے گیٹ کے پاس جا کر کھڑا ہو جاتا تھا اور باہر سے گھر کو دیکھتا رہتا تھا اور پھر کچھ دیر بعد واپس آ جایا کرتا تھا۔ ایسا کرنے میں بھی اسے سکون ملتا تھا۔ اس کی عرش اور شہروز کے ساتھ کافی دوستی ہو گئی تھی۔ عرش بہت ہی دل پھینک لڑکا تھا۔ اس کا آئے روز کلاس کی ہر دوسری لڑکی پر دل آیا ہوتا تھا لیکن اس کے برعکس شہروز بہت سلجھا ہوا تھا۔ وہ بہت کم بولتا تھا۔ بس کام کے وقت ہی بات کیا کرتا تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں بہت گہرائی تھی۔ وہ اکثر لال اور سوجی ہوئی رہتی تھی جیسے وہ تنہائی میں بہت روتا ہو گا۔ آہل اس سے اس کی اداسی کی وجہ پوچھنا چاہتا تھا۔ لیکن کبھی پوچھ نہ سکا تھا۔

باب دس: انتہائے عشق

ایک دن عرش اور آہل باہر ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے گئے ہوئے تھے۔ شہروزان کے ساتھ نہیں گیا۔ آج وہ صبح سے ہی کچھ بجھا بجھا سا لگ رہا تھا۔ آہل اسے باہر ساتھ لے کر جانا چاہتا تھا لیکن اس نے صاف انکار کر دیا تھا۔ اس لیے وہ دونوں چلے گئے۔ جب وہ واپس آئے تو شہروز آہل کے میٹرس پر اس کا کمبل لے کر لیٹا ہوا تھا۔ آہل ان لوگوں میں سے تھا جن کو اپنے بستر کے بغیر نیند نہیں آتی تھی۔ اس لیے آہل نے اسے ہلا کر کہا""""شہروز یار اپنے بستر پر چلے جاؤ""""آگے سے کوئی جواب نہیں آیا۔ شاید وہ بہت گہری نیند میں تھا۔ آہل نے اسے پھر ہلایا پر پھر بھی وہ نہیں ہلا۔ آہل نے اس کے منہ سے کمبل اتارا تو دیکھا کہ اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ اور وہ بے ہوش پڑا تھا۔ آہل اور عرش دونوں اسے دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ دونوں نے اسے جلدی سے اٹھایا اور ہسپتال لے آئے۔ اور ایمرجنسی وارڈ میں پہنچا دیا۔ پھر آہل نے شہروز کا موبائل لے کر اس کی خراب طبیعت کی اطلاع اس کے گھر والوں کو بھی دے دی اور وہ دونوں ادھر ہی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

کچھ دیر بعد ڈاکٹر باہر آیا انھوں نے بتایا کہ شہروز نے بہت ساری نیند کی گولیاں کھالی ہیں ابھی وہ خطرے سے باہر نہیں آئے آپ سب دعا کریں۔آہل اور عرش یہ سن کر بہت پریشان ہو گئے تھے۔عرش کا تعلق فیصل آباد سے تھا۔تقریباً پانچ گھنٹوں میں انھیں ملتان پہنچ جانا چاہیے تھا۔رات کو آہل نے اس کے گھر والوں کو اطلاع دے دی تھی۔اب تہجد کا وقت ہونے والا تھا اب تک شہروز کے گھر والے نہیں پہنچے تھے۔وہ بہت گھبرا گیا تھا۔اس نے دوبارہ اس کے گھر والوں کو کال کی انھوں نے بتایا کہ بس وہ آدھے گھنٹے تک پہنچ رہے ہیں اس پر آہل کو تھوڑی تسلی ہوئی۔

تھوڑی دیر میں شہروز کے امی ابو ہسپتال آگئے تھے۔ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی۔جو مسلسل رو رہی تھی۔شہروز کی تو کوئی بہن نہیں ہے تو یہ کون ہو سکتی آہل نے سوچا تھا۔وہ انہی کی ہم عمر لگ رہی تھی۔

وہ رات اس کے ماں باپ کے لیے بہت بھاری رہی تھی۔اب صبح ہو چکی تھی۔اس کی ماں مسلسل کچھ پڑھ کر شہروز کی طرف پھونک رہی تھی۔آہل کو ان پر بہت ترس آرہا تھا اور شہروز پر بہت افسوس ہو رہا تھا۔آخر اس نے خود کشی کی کوشش کیوں کی۔

سارا دن اسی کشمکش میں گزرا تھا۔ڈاکٹر نے شام کو آکر بتایا تھا کہ اب شہروز خطرے سے باہر ہے۔وہ لڑکی جوان کے ساتھ تھی سنتے ہی سجدے میں گر گئی تھی۔اس کے ماں باپ بھی بہت خوش تھے۔آہل نے صبح اس کے ماں باپ کو زبردستی ناشتہ کروا دیا تھا۔پر اس لڑکی نے اب تک کچھ نہیں کھایا تھا۔رات تک شہروز کو ہوش آگیا۔سب سے پہلے اسکے ماں باپ اس سے اندر ملنے گئے۔ان کے باہر آنے کے بعد وہ لڑکی اندر گئی تھی۔ڈاکٹر نے آہل کو شہروز کے کسی پیپر زپر ساءن کرانے کے لیے کہا تھا۔یہ پولیس کیس تھا لیکن ڈاکٹر سے کافی جان پہچان تھی اس لیے انھوں نے پولیس کو اطلاع نہیں تھی۔

""""مجھے معاف کر دو شہروز۔میں اب کبھی تمہیں چھوڑنے کا سوچوں گی بھی نہیں""""

آہل جیسے ہی شہروز کے کمرے میں داخل ہونے لگا تو اندر سے آواز آرہی تھی۔وہ لڑکی

روتے ہوئے شہروز سے کہہ رہی تھی۔اس لیے آہل وہیں سننے کے لیے رک گیا۔

""میں نے تم سے اتنی محبت کی تھی۔میں نے تمہیں اتنا ٹوٹ کر چاہا اور تم نے کیا کیا؟ مجھے چھوڑ دیا؟""اب شہروز اسے کہہ رہا تھا۔وہ آگے سے روئے جا رہی تھی۔شہروز پھر بولا تھا۔""تم نے ایسا کیوں کیا لاریب؟میرا قصور کیا تھا ہاں؟بولو""

""تو تم میرے سے اپنا قصور پوچھتے۔اتنی سی بات پر اپنی جان لینے کی کوشش کر لی؟ اپنے ماں باپ کا ہی کچھ خیال کرتے۔""

""اتنی سی بات؟میڈم آپ کے لیے یہ اتنی سی بات ہو گی۔پر میرے لیے تم سے بڑھ کر کوئی نہیں۔تم نہیں تو کوئی نہیں۔ماں باپ بھی نہیں""پھر شہروز نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا تھا""اب مجھے کبھی چھوڑ کر تو نہیں جاؤ گی نا؟""

""کبھی نہیں""اس نے جواب دیا تھا۔آہل کو اس لڑکی کا جواب سن کر بہت سکون ملا تھا۔وہ کبھی آبش سے دور جانے کا نہیں سوچ سکتا تھا۔تو اگر کوئی اس کی طرح کا عاشق تھا تو اس کی محبت کا دور جانا کیسے برداشت کرتا۔الحمدُللہ"آہل نے دھیرے سے اللہ کا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شکرادا کیا تھا۔ یہ شکر اس کی زندگی سے زیادہ اس کی محبت کے ملنے پر ادا کیا گیا تھا۔

تم نے لاریب کے لیے خودکشی کی تھی؟"""کچھ عرصے بعد ایک دن آہل نے شہروز سے پوچھا تھا۔ وہ ایک منٹ کے لیے بوندلا گیا پھر ڈر کر پوچھا تھا۔""""تم۔۔ تمہیں کیسے پتا؟""""""ڈرو مت شہروز میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔ میں نے تمہاری اور لاریب کی ہسپتال والی ساری باتیں سن لی تھی۔""""وہ شہروز سے بہت دھیمے انداز میں کہہ رہا تھا۔ عرش کمرے میں نہیں تھا۔ بس وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ اب کمرے میں بالکل خاموشی تھی۔ شہروز کسی گہری سوچ میں غرق لگ رہا تھا۔ تھوری دیر بعد وہ بولا تو اس کی آواز نے کمرے کی خاموشی کو توڑا۔""""وہ میری زندگی ہے۔ میں اس کے بغیر سانس لینے کا بھی نہیں سوچ سکتا۔ میری زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ۔ میں اس کے لیے سب کچھ قربان کر سکتا ہوں۔ سب کچھ۔ جان دینا تو ایک بہت چھوٹی چیز ہے""""

وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھے کہہ رہا تھا۔""""مجھے بہت خوشی ہے وہ تمہیں مل گئی۔""""

آہل نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تھا۔""""اللہ کرے تم دونوں ہمیشہ خوش رہو""""

اب شہروز نے اس کی طرف دیکھ کر""""آمین""""کہا تھا۔

""""تم نے کبھی کسی سے محبت کی ہے آہل؟"""" تھوڑی دیر بعد آہل نے پوچھا تھا۔ آہل نے نہ چاہتے ہوئے بھی اعتراف کیا تھا۔ """"ہاں کی ہے۔ شاید میری محبت تمہاری محبت سے بھی زیادہ شدید ہے۔ مجھے اس سے عشق ہے"""" پھر آہل نے شہروز کو آبش کے بارے میں بتا دیا۔ دو عاشق آپس میں ملے تھے۔ اور ایسے عاشق جو محبت میں دیوانگی تک جا پہنچے تھے۔ اس دن کے بعد آہل اور شہروز کی دوستی بہت گہری ہو گئی اور وہ اپنی ہر بات ایک دوسرے سے کرنے لگے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آبش کے میٹرک کے امتحان ہو رہے تھے۔ اس لیے آہل اور اس کی بات نہ ہونے کے برابر ہوتی تھی۔ آہل اس کے لیے روز دعا کرتا تھا۔ آہل کو ملتان آئے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا تھا پر ابھی تک اس نے آبش کو نہیں دیکھا تھا۔ اسے آبش کو دیکھنے کی شدید خواہش تھی۔ اور یہ خواہش جلدی ہی پوری ہونے والی تھی۔

گیارواں باب: جادو نگری

لاہور میں آہل کی ممی کے کسی رشتہ دار کی شادی تھی۔انھوں نے دو دن ملتان رک کر لاہور جانا تھا۔انھوں نے ملتان میں آنٹی نیلو فر کے گھر رکنا تھا اور پھر آنٹی نیلو فر نے بھی انہی کے ساتھ لاہور جانا تھا۔آہل کی ممی نے بھی دو دن آہل کو ان کے پاس آنٹی نیلو فر کے گھر آنے کے لیے کہا تھا۔آہل یہ سن کر بہت خوش ہوا تھا۔آہل نے یہ بات آبش کو بتائی تھی۔آبش نے اس کو سب کے سامنے کسی بھی بے تکلفی کرنے سے روکا اور اس سے کسی بھی قسم کی بات کرنے سے منع کیا تھا۔اور وہ فوراً مان گیا تھا۔

آخر وہ دن آ ہی گیا جس دن اس کی ممی نے ملتان آنا تھا۔اس دن آہل کے بہت اہم لیکچر تھے اس لیے وہ ایرپورٹ پر انھیں لینے نہیں جا سکتا تھا۔آبش کی فیملی نے انھیں لینے جانا تھا۔اور اس نے شام کو آبش کے گھر جانا تھا۔اس کی ممی نے ایڈریس میسج کر دیا تھا اب انھیں کیا پتا کہ آہل روز دن میں اس کے گھر کے کتنے چکر لگاتا ہے۔ممی تو سمجھ رہی تھی کہ ان کا معصوم بچہ بس ایک بار ہی تو آیا تھا اسے کہاں یاد ہونا ہے۔پر انھیں یہ نہیں

پتا کہ ان کا معصوم بچہ اپنے گھر کا تو پتا بھول سکتا ہے پر آبش کے گھر کا پتا نہیں بھول سکتا۔

شام ہو گئی اور وہ وقت قریب آگیا جب آبش کا دیدار ہونا تھا۔ وہ گھر آگیا۔ گھر آ کر وہ گیٹ سے اندر آیا۔ اندر آ کر اس نے گھر کا جاءزہ لیا تھا۔ لان اب بھی اسی طرح بہت صاف ستھرا تھا۔ آم کے درخت کے ساتھ ایک بڑی چھتری لگی ہوئی تھی جس کے نیچے میز اور کرسیوں کے پھول بنے ہوئے تھے۔ باقی سب باہر ویسا ہی تھا۔ اس نے آگے جا کر داخلی دروازہ کھولا۔ سنہری فانوس پھر سے چمکا تھا۔ پر باہر روشنی کم ہونے کی وجہ سے سنہری رنگ میں اتنا اثر نہیں تھا۔ اس کے ساتھ والے چھوٹے فانوس جل رہے تھے جن کی روشنی کسی قسم کا رکس کر رہی تھی۔ اس کی دل کی دھڑکنے تیز ہو گئی۔ آبش کہیں قریب ہی ہو گی۔ اسے پھر سے دیکھنے کا احساس ہی اس کے اندر نئی روح پھونک رہا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی صوفے پر اس کی ممی اور آنٹی نیلوفر بیٹھی ہوئی تھی۔ اور ان کے ساتھ حسبِ توقع ادیبہ اور پھپھو بھی بیٹھی تھی۔ انھیں دیکھ کر آہل اندر تک جل گیا۔ """"پھپھو کو اپنے گھر میں چین نہیں ملتا"""" وہ بس سوچ کر رہ گیا

کہہ نہیں پایا۔اس نے پاس جا کر سب کو سلام کیا تھا۔وہ اپنی ممی سے کافی دنوں بعد مل رہا تھا تو انھوں نے اپنے بیٹے کو گلے لگا لیا تھا اور ملتے ہوئے اپنی آنکھیں نم کر لی تھیں۔ ماں کی ممتا ہوتی ہی ایسی ہے۔اپنے بچوں کے لیے ساری عمر تڑپتی ہی رہتی ہے۔بیشک بچوں کو اپنی ماں کی فکر ہو یا نہ ہو۔وہ اپنی ماں سے ملنے کے بعد صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔وہ بیٹھا چائے پی رہا تھا جب باہر سے گاڑی کے ہارن کی آواز آئی۔آنٹی نیلوفر نے بتایا کہ آبش اکیڈمی سے آگئی ہے۔آبش کا نام سنتے ہی آہل کا دل بے اختیار ہو گیا۔اس کی سانسیں پھر سے بے ترتیب ہو گئی۔تو اس کا محبوب آگیا تھا۔آج وہ اسے کتنے دنوں بعد اسے دیکھنے والا تھا۔

دروازہ کھلا۔سنہری روشنی پھیل گئی۔اس کا سنہری چہرہ سورج کی طرح دمک رہا تھا۔ اگر اندر فانوس نہ بھی ہوتے تو اس کی روشنی چاروں طرف پھیل جانی تھی۔وہ فیری تھی۔وہ اپنے جادو سے آس پاس کی ہر چیز روشن کر دیتی تھی۔وہ اب سب کے پاس کھڑی تھی۔اس نے سب کو سلام کیا تھا۔اس نے سفید رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی اور ساتھ لال رنگ کا ڈوپٹہ حجاب کیطرح لیا ہوا تھا۔اس کا خوبصورت چہرہ اس لال

رنگ کی وجہ سے بہت ہی خوبصورت لگ رہا تھا۔آہل اسے دیکھے جا رہا تھا۔اس کی نظریں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔وہ فیری اب آہل کے پاس آ رہی تھی۔ وہ آہل کے سامنے آ کر اب کھڑی ہو گئی۔""""آہل بھائی اَلسَلامُ عَلَیکُم""""وہی سحر طاری کر دینے والی جادوئی آواز۔آہل کو ارد گرد کا سب کچھ دکھنا بند ہو گیا تھا۔اس سے اتنا عرصہ بات کرنے کے باوجود اب بھی اس کے سامنے بولنے کی ہمت نہیں آئی تھی۔ادیبہ اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔اس نے آہل کو ہلایا""آہل آبش سلام کر رہی ہے۔اسے جواب تو دے دو""""آہل کسی جادو نگری سے باہر آیا تھا۔ادیبہ کے کہنے پر آہل نے نظریں جھکالیں پر اس سے کچھ بولا نہ گیا۔وہی سارے الفاظ ایک بار پھر سے ختم ہو گئے تھے۔ابھی تک اس میں اس کو جواب دینے کی ہمت نہیں آئی تھی۔ اسے بے اختیار خود پر غصہ آیا۔آبش نے کیا سوچا ہو گا کہ اس کے روکنے کے باوجود وہ پھر اسے گھور رہا تھا۔پر یہ بات اس کے اختیار میں کہاں تھی۔اگر اس کی اختیار میں ہوتی تو وہ ایسا کبھی کرتا ہی کیوں۔وہ پری جادو کا کوئی حسار بناتی تھی۔اور اسے اپنے دیس میں لے جاتی تھی۔جہاں رنگ تھے۔اس کی خوشبو تھی۔اور بس پاگل کر دینے والا جادو تھا۔

حماد پڑھائی کے سلسلے میں ملک سے باہر چلا گیا تھا۔اور انکل حیات بھی کہیں نظر نہیں آ رہے تھے۔اس لیے آہل وہاں سے اٹھ کر باہر لان میں آ گیا اور ادھر ٹہلنے لگا۔آہل کی آنکھوں کے سامنے ابھی تک آبش کا ہی چہرہ تھا۔اس کی وہ جھکی ہوئی آنکھیں،اس کی کانپتی ہوئی پلکیں،اس کا سنہری چہرہ۔آہل کو اس لڑکی کی ہر ادا سے عشق تھا۔دوسروں کی نظر میں وہ جو بھی تھی آہل کی نظر میں وہ فیری تھی جو سامنے ہونے پر آہل کے ہوش اڑا دیتی تھی۔اس میں ایسی کشش تھی جو ساری حسوں پر غالب آ جاتی تھی۔آہل اسی کے خیالوں میں غرق تھا کسی کی آواز پر چونکا۔پیچھے مڑا تو ادیبہ کھڑی تھی۔""آہل یہاں کیا کر رہے ہو؟"" وہ آہل سے پوچھ رہی تھی۔""ایک پری کو اپنے قابو میں کرنے کے لیے چِلا کاٹ رہا ہوں"" وہ ادیبہ کو کبھی بھی سیدھے منہ جواب نہیں دیتا تھا۔

""اچھا۔تو اگر وہ پری قابو میں نہ آئی تو کیا کرو گے؟""ادیبہ نے اسی کے انداز میں پوچھا تھا۔""تو میں اس کے قابو میں آ جاؤں گا اور پوری زندگی اس پری کی غلامی کروں گا""

آہل نے اسے چڑانے کی کوشش کی تھی۔اور وہ واقعی چڑ گئی تھی۔""آہل خدا کرے تمہیں وہ پری کبھی نہ ملے اور تم اس کے ہجر میں ساری زندگی تڑپتے ہی رہو""

ادیبہ کی آنکھیں یہ کہتے ہوئے نم ہو گئی تھیں۔اور وہ یہ کہہ کر مڑ گئی۔"""" جاؤ جاؤ جیسے تم سے پوچھ کر ملنا ہے نا اس نے"""" پیچھے سے ہنستے ہوئے آہل نے کہا تھا۔

رات کو آہل نے سب کے ساتھ کھانا کھایا تھا اور احتیاطاً وہ آبش سے کچھ فاصلے پر بیٹھا تھا کہ آبش کی اسے شکل نہ دکھے ورنہ ایک بار پھر وہ جادو نگری میں چلا جائے گا۔حماد پڑھائی کے سلسلے میں لاہور گیا ہوا تھا اور وہیں سے انجینئرنگ کر رہا تھا۔اس لیے اب گھر پر آنٹی انکل اور آبش ہی ہوتے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کھانے کے بعد سب کا آسکریم کھانے کا موڈ بن گیا۔اسی بہانے تھوڑی آوٹنگ بھی ہو جائے گی۔وہ بھی سب کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گیا کیوں کہ آبش بھی جا رہی تھی۔آبش کے ساتھ ہونے کا احساس ہی بہت تھا۔وہ آگے انکل حیات کے ساتھ بیٹھ گیا اور آبش پیچھے بیٹھی ہوئی تھی۔آبش کا میسج آیا تھا۔""سلام کا جواب دینا فرض ہوتا ہے"""" اور ساتھ میں زبان نکال کر مسکراتا ہوا ایک چہرہ۔آہل کو میسج پڑھ کر بہت ہنسی آئی تھی۔""آپ نے خودی تو بات کرنے سے منع کیا تھا"""" آہل نے جواب دیا تھا۔

''میں نے بات کرنے سے منع کیا تھا۔ سلام کا جواب دینا تو فرض ہے'' آہل بھی پھر آہل تھا۔ بہت شرارتی انداز میں اسے جواب دیا تھا۔ ''''آپ کے سامنے آپ کے اس آہل بھائی کی بولتی بند ہو جاتی ہے'''' اس نے آہل کو ابھی بھی بھائی کہا تھا اس پر وہ اسے چھیڑ رہا تھا۔ آگے سے آبش نے ایک مسکراتا ہوا چہرہ بھیج دیا تھا۔ اور پھر وہ ریسٹورنٹ آ گ ئے۔ وہاں پر آہل اپنی ممی کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور ادیبہ ہمیشہ کی طرح آہل کے ساتھ بیٹھ گ ئی اور اس کے ساتھ آبش بیٹھی تھی۔ وہ ادیبہ سے وقفے وقفے سے کوئی نہ کوئی بات کر رہی تھی۔ اور ہلکی سی آواز اسے بھی آ جاتی تھی۔ اتنے میں تین لڑکے سامنے آ کر بیٹھ گ ئے۔ وہ مسلسل آبش کو دیکھ رہے تھے۔ آہل کو اتنا غصہ آ رہا تھا کہ اگر اس کا بس چلتا تو وہ انھیں مار دیتا۔ وہ آبش کو دیکھتے آپس میں کوئی بات کرتے اور ہنسنے لگ جاتے۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ آبش کو چھپا لے۔ اس کو دیکھنے کا صرف اسی کو حق تھا اور کسی کو وہ کیوں دیکھنے دیتا۔ اتنے میں ایک لڑکے نے موبائل نکالا اور آبش کی تصویر بنا لی۔ اب آہل کی بس ہو گ ئی۔ اب وہ آسانی سے ان کو چھوڑنے والا نہیں تھا۔ وہ سب کے سامنے تماشا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے ہاسٹل میں ضروری کام کا بتا کر باہر آ گیا اور شہروز کو ساری صورتحال کے بارے میں بتا کر اپنے کافی سارے دوستوں کو بلوا لیا۔ تھوڑے ہی وقت میں دس گیارہ بندے ریسٹورنٹ کے باہر موجود تھے۔ اب بس

ان لڑکوں کے باہر آنے کا انتظار کرنا تھا۔پہلے ادیبہ باہر نکلی اور اس کے پیچھے آبش اور باقی سب بھی آگ ئے اور وہ گاڑی میں بیٹھ کر چلے گ ئے۔آہل چھپ گیا تھا تا کہ کسی کی نظر نہ پڑے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ لڑکے بھی باہر آگ ئے۔ان سب نے ان تینوں کو گھیر لیا اور ایک ویران سڑک پر لے آئے۔پھر آہل نے اس لڑکے کو اتنا مارا جس نے آبش کی تصویر بنائی تھی کہ اس کے منہ سے خون بہنے لگ گیا۔آہل اسے مارے جارہا تھا۔اس کی ہمت کیسے ہوئی تھی آبش کو دیکھنے کی اس کی تصویر بنانے کی۔وہ بس اس کی ہی تھی۔ صرف اور صرف اس کی۔ شہروز نے آگے بڑھ کر آہل کو پیچھے ہٹالیا ورنہ آہل نے اس لڑکے کو مار ہی دینا تھا۔آہل نے ان تینوں کا موبائل لیا اور موبائل ری سٹ کر کے ان کو واپس دے دیا۔اب موبائل میں کچھ بھی نہیں تھا۔اب اس نے ان کو جانے دیا اور خود سب کے ساتھ ہاسٹل آگیا۔رات کو آہل نے شہروز کو اپنی سلام کے جواب نہ دینے والی حرکت بتائی تھی۔اور پھر دونوں اسی بات پر گھنٹوں ہنستے رہے تھے۔

بارہواں باب: جنت

صبح آہل کا لیکچر تھا پر لینے کو کہاں دل کر رہا تھا۔ لیکن شہروز کے اسرار پر وہ کالج چلا گیا پر آبش کے چہرے نے اسے کہاں کچھ دیکھنے یا سننے نہ دیا اس لیے جلدی ہی واپس آ گیا اور ایک بجے کے قریب وہ آبش کے گھر میں موجود تھا۔ ادھر جا کر ملازم نے بتایا کہ سب مارکیٹ گئے ہوئے ہیں اور اسے ٹی وی لاؤنج میں بیٹھ کر انتظار کرنے کے لیے کہا۔ وہ یہ موقع کیسے جانے دے سکتا تھا۔ کچھ دیر وہاں بیٹھنے کے بعد وہ اٹھا اور آبش کے کمرے میں آ گیا۔ کمرے اب بھی بالکل ویسا ہی تھا۔ اتنا ہی صاف ستھرہ۔ ہر چیز ویسے ہی سلیقے سے رکھی ہوئی تھی۔ کمرے میں ایک دو تبدیلیاں کی ہوئی تھی۔ بیڈ کے ساتھ ایک گول سفید جھولار کھا ہوا تھا۔ جس پر ایک ڈائری پڑی ہوئی تھی۔ اس نے وہ ڈائری اٹھالی۔ اچھا تو وہ پری ڈائری بھی لکھتی تھی۔ پہلے پیج پر آبش حیات خان لکھا ہوا تھا اور نیچے گفٹڈ بائے ادیبہ نور لکھا ہوا تھا۔ باقی پوری ڈائری خالی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ادیبہ نے اسے ابھی یہ گفٹ دی تھی۔ آہل ادھر ہی جھولے پر جا لیٹے کتنے ہی پل بیٹھا رہا اور بے مقصد کتنی ہی بار اس کے نام پر ہاتھ پھیرتا رہا۔ اس کے نام میں بھی اس کے لیے شفا رکھی ہوئی تھی۔ اس کمرے میں سے اسے آبش کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس کا بس چلتا تو پوری زندگی اسی کمرے میں بیٹھا رہتا اور اس کی جان بھی اسی کمرے میں نکل جاتی۔ اس نے پھر بہت عقیدت سے اس کے نام کو چوما تھا جیسے کوئی بہت پاک چیز ہو

اور اسے چومنے کا بھی ثواب ملتا ہو۔ پھر وہ وہاں سے اٹھ گیا اور ڈائری وہیں رکھ دی۔ سامنے رائٹنگ ٹیبل پر ایک لیب ٹاپ پڑا ہوا تھا۔ آہل نے اسے آن کیا۔ سکرین پر آبش کی تصویر لگی ہوئی تھی۔ آہل اس تصویر کو دیکھ کر رہ گیا۔ ہرے رنگ کی ایک فراک پہنی ہوئی تھی۔ بالوں کا ڈھیلا جوڑا بنایا ہوا تھا اور دونوں طرف سے لٹیں نکالی ہوئی تھی جو رول ہو کر گردن تک آ رہی تھی۔ آنکھوں میں ہلکے نیلے رنگ کے لینس لگائے ہوئے تھے۔ اور ہونٹوں پر لال رنگ کی لپ سٹک۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ آہل کو لگا کہ اس سے خوبصورت کبھی اس نے کچھ نہیں دیکھا۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا تھا۔ آہل نے موبائل نکال کر اس کی بھی ایک تصویر لے لی اور پھر لیب ٹاپ بند کر دیا۔ پھر اپنے آپ کو تھوڑا ہوش میں لاتے ہوئے سامنے رنگین بنٹوں والا دروازہ کھولا اور پینٹنگ روم میں آ گیا۔ ادھر بورڈ پر ایک تصویر لگی ہوئی تھی۔ نیلے رنگ کی خوبصورت پانی کی ندی تھی۔ نیلا چمکدار پانی۔ سامنے سورج بنایا ہوا تھا۔ سورج کی کرنیں پانی پر پڑ رہی تھی اور سات رنگ کی دھنک بن رہی تھی۔ اس ندی کے کنارے پر ایک بڑا درخت لگا ہوا تھا۔ اس درخت کے نیچے ایک چھوٹا سا گھر بنایا ہوا تھا۔ اس گھر کے اوپر سنہری حروف سے جنت لکھا ہوا تھا۔ اتنی خوبصورت تصویر تھی کہ آہل دیکھ کر رہ گیا۔ اسے واقعی رنگوں سے کھیلنے کا فن آتا تھا۔ آہل نے آبش کی اس

جنت کی بھی تصویر لی لی۔اب آہل نے باہر لان کی طرف والی کنڈی کھولی۔آم کا
درخت اس بڑی چھتری کی وجہ سے اب نظر نہیں آ رہا تھا۔اس نے دروازہ بند کر دیا۔
اسے کافی دیر ہو گئی تھی وہاں اس سے پہلے کوئی آئے اسے آبش کے کمرے سے باہر
آجانا چاہیے۔اس لیے وہ دروازہ بند کر کے وہ کمرے سے باہر آگیا اور ٹی وی لاونج میں آ
کر بیٹھ گیا۔ابھی تک کوئی نہیں آیا تھا۔وہ وہیں بیٹھا رہا۔تھوڑی دیر میں اٹھ کر اس نے
وضو کیا اور سیڑھیوں کے نیچے جہاں اس نے آبش کو نماز پڑھتے دیکھا تھا۔اسی جگہ نماز
پڑھنے لگ گیا۔عجیب سی خوشی محسوس ہو رہی تھی۔ایسا لگ رہا تھا آبش اس کے پاس
ہی ہے۔وہ اب نماز پڑھ چکا تھا۔سب کے بولنے کی آواز آ رہی تھی۔تو سب آگ ئے
تھے۔اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیے اور نظریں جھکا لیں۔آبش نماز پڑھنے کے لیے
وہاں آئی تھی۔اس نے آہل کو نہیں دیکھا۔اور بالکل پاس آگ ئی۔اور جب اچانک
اس نے آہل کو دیکھا تو ڈر گ ئی اور پیچھے ہو گ ئی۔""""بھائی میں نے آپ کو دیکھا ہی
نہیں آپ کب آئے"""" آہل نے نظریں اٹھا کے اسے دیکھا۔کالے رنگ کا ڈوپٹہ
حجاب کی طرح لیا ہوا تھا۔اور چہرے پر پانی کی بوندیں چمک رہی تھیں۔وہ یہ بھول گیا
کہ وہ دعا مانگ رہا تھا۔دعا تو قبولیت کی شکل میں سامنے کھڑی تھی۔وہ پری پھر اسے
جادو نگری میں لے گ ئی تھی۔جہاں پر صرف رنگ تھے۔اس کی خوشبو تھی۔اس کی

آواز تھی۔اور بس وہ اور آبش تھے۔وہ اسے دیکھی جا رہا تھا۔آبش نے نماز پڑھنی تھی پر آہل اس وقت کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے قاصر تھا۔وہ وہیں نظریں جھکائے اس کے جانے کا انتظار کرتی رہی اور جب آہل نہیں اٹھا تو اپنے کمرے میں چلی گ ئی۔پھر آہل کو جب ہوش آیا تو وہاں نہیں رکا اور کسی کو اپنے ہونے کا احساس دلائے بغیر ہاسٹل آ گیا اور وہاں آکر لیٹ گیا۔کیا ہو جاتا ہے اسے۔کیوں کچھ سمجھ نہیں آتی۔کیوں وہ اسے پاگلوں کی طرح دیکھنے لگ جاتا ہے۔اسے اپنے کیے پر بہت غصہ آ رہا تھا۔اس نے موبائل نکالا اور کال ملائی۔فون اٹھا لیا گیا۔اس نے سلام کے بعد آبش سے معافی مانگی۔""""سوری کیوں""""اس نے پوچھا تھا۔""""میں پھر سے آپ کو دیکھتا رہا اور آپ میرے انتظار میں کھڑی رہی۔"

"کوئی بات نہیں۔مجھے پتا ہے آپ کی میرے سامنے بولتی بند ہو جاتی ہے آہل بھائی""""اخری دو الفاظ پر زور دے کر کہا تھا۔""""اف ایک تو یہ بھائی پتا نہیں کب جان چھوڑے گا۔ابھی تو نہ کہو بھائی"وہ منت کرنے لگا۔"اچھا نہیں کہتی بھائی"اور پھر وہ کہہ کر ہنس دی تھی۔آہل بھی ساتھ ہی ہنسا تھا۔پھر تھوڑی دیر بعد آبش نے بعد میں بات کرنے کا کہہ کر کال کاٹ دی۔

آہل کو آبش سے خوبصورت اس دنیا میں کوئی نہیں لگتا تھا۔یہی محبت کے سب سے بڑی خوبصورتی ہوتی ہے۔کہ اپنا محبوب عاشق کو سب سے خوبصورت لگتا ہے۔محبت کرنا اگر کسی کے بس میں ہوتا تو ہر کوئی بہترین محبوب تلاش کرتا۔وہ جو دنیاوی اعتبار سے مکمل ہوتا۔لیکن یہی تو محبت کی خوبصورتی ہے کہ اسے اپنا عام سا محبوب بھی دنیا کے لاکھوں خاص لوگوں سے بڑھ کر لگتا ہے۔اور وہ اس محبت کے لیے جنت بھی قربان کر سکتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تیرہواں باب: قیامت

شام کو آہل آبش کے گھر آ گیا۔اسے اپنی ممی کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔انھیں ڈھونڈنے کے لیے وہ کچن میں گیا تو آبش کچن میں تھی۔وہ آہل کو دیکھ کر چونک

گ ئی۔ وہ کوئی کام کر رہی تھی۔ ڈوپٹہ اس کے پاس نہیں تھا۔ آہل اسے مسلسل دیکھی جا رہا تھا۔ آبش کو اس کا ایسے دیکھنا اچھا نہیں لگا۔ پر آہل کے بس میں کچھ نہیں تھا۔ وہ بس اسے دیکھی جا رہا تھا۔ کالے رنگ کی قمیض شلوار میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ آبش کا چہرہ اب غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔ وہ جو کام کر رہی تھی اسے چھوڑ کر باہر چلی گ ئی اور آہل وہیں کھڑا رہا۔ ادیبہ وہیں ہی کھڑی تھی۔ اس نے بھی یہ سب دیکھا تھا۔ اس نے آہل کو بہت عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔ آہل کچن سے باہر چلا گیا تھا۔ آبش کو آہل کے اسے دیکھنے پر بہت غصہ آیا تھا۔ پر وہ کیا کرے وہ تو بے بس تھا۔ آہل کو بہت فکر ہو رہی تھی کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو گ ئی ہو۔ آہل نے اسے میسج کیا

""""آپ کو کیا ہوا آبش؟ آپ کو پتا ہے میں آپ کو دیکھنے کے بعد بے بس ہو جاتا ہوں۔ پھر اس طرح غصہ ہو کر وہاں سے کیوں چلی گ ئی؟"""" جواب نہیں آیا تھا۔ رات تک کوئی جواب نہیں آیا۔ آہل کی بے چینی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ وہ سچ میں ناراض ہو گ ئی تھی۔ اور آبش کی ناراضگی اسے برداشت نہیں تھی۔

رات کے کھانے کے وقت سب ٹیبل پر موجود تھے۔ وہ بھی تھی۔ پر اب آہل اسے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔وہ ان سب کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا پھر آنٹی نیلوفر نے بتایا کہ آج کا سارا کھانا آبش نے بنایا ہے۔آہل کو لگا اس کے سامنے جنت کی کوئی نعمت لا کر رکھ دی گئی ہے۔تو اس کی آبش کو کھانا پکانا بھی آتا تھا۔اس نے کھانا شروع کیا۔اسے ایسا لگا جیسے اسے آبِ حیات مل گیا ہو۔اس نے آج بہت سارا کھانا کھایا۔وہ یہ آبِ حیات چھوڑنا نہیں چاہتا تھا.

رات کو سوتے وقت آبش سے تھوڑی بات ہوئی تو اسے سکون مل گیا۔آہل نے اس سے معافی مانگ لی۔اسے واقعی بہت برا لگا تھا۔لیکن آہل کے بار بار معافی مانگنے پر اس نے معاف کر دیا۔آہل نے اس کے کھانے کی بہت تعریف کی تھی اس بات پر وہ بہت خوش ہو گئی۔پھر تھوڑی سی بات کے بعد بات ختم ہو گئی۔ممی نے اگلے دن لاہور کے لیے نکلنا تھا اور پتا نہیں وہ پھر کب آبش کو دیکھے گا وہ یہی سوچتا سوچتا سو گیا۔

محبت شراب سے بھی زیادہ نشیلی ہوتی ہے۔شراب کا نشہ تو وقتی ہوتا ہے۔جو کچھ وقت بعد اتر جاتا ہے پر محبت کے نشے میں تو ہر وقت انسان دھت رہتا ہے۔انسان کچھ بھی کر

رہا ہو پر اس کے دل و دماغ پر اسکا محبوب ہی سوار رہتا ہے۔ محبت دنیا کو رنگین بنا دیتی ہے۔ انسان کو ہر رنگ میں خوبصورتی دیکھائی دیتی ہے۔ گیت بہت ہی سریلے لگتے ہیں۔ ہر گیت ان کی ہی کہانی پیش کرتا ہے۔ غمِ جاناں کے علاوہ باقی سارے غم انسان کو بہت چھوٹے لگتے ہیں۔ محبوب کی خوشی ہی سب سے قیمتی چیز لگتی ہے۔ غرض محبت انسان کو جینا سیکھا دیتی ہے۔ ایک کا ہو کر رہنا سکھا دیتی ہے۔ پر سچی محبت بھی قسمت والے لوگوں کو نصیب ہوتی ہے ان چند لوگوں کو جنہیں اللہ اپنے قریب لانا چاہتا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگلے دن اس کی ممی باقی سب کے ساتھ لاہور چلی گئی۔ اور آہل ہاسٹل آ گیا۔ وہ بہت اداس ہو گیا۔ آبش کو نہ دیکھ پانے کا احساس کتنا جان لیوا تھا وہ اور کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اس کے جسم سے روح پرواز کر رہی تھی۔ اسے ایسا لگ رہا رھا ابھی اسکا دل بند ہو جائے گا۔ پر پھر آبش نے اسے بہت پیار سے سمجھایا اور تسلی دی تو اس کی اداسی ختم ہو گئی۔

وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ اچھا وقت ہمیشہ تیزی سے گزر جاتا ہے۔ پر برا وقت ٹھہر

جاتا ہے۔ رک جاتا ہے۔ کبھی نہ ختم ہونے والا عذاب بن جاتا ہے۔ اور یہ وقت اس پر بھی آنے ہی والا تھا۔ آہل نے اپنے پہلے سال کے پیپرز دے دیے تھے اور آبش بھی فرسٹ ایر میں تھی۔ اور اس کا کالج آہل کے ہاسٹل کے قریب تھا۔ آہل اکثر اسے دیکھنے کی غرض سے کالج کی چھٹی کے وقت کالج کے باہر جا کر کھڑا ہو جاتا تھا اور کبھی کبھار ایک جھلک اس کی نصیب بھی ہو جاتی تھی۔ لیکن آبش کو اپنی اس حرکت کے بارے میں نہیں بتایا تھا وہ نہیں چاہتا تھا آبش کو خبر ہو اور وہ اسے روک دے۔ آہل بہت خوش تھا۔ اسے نہیں پتا تھا کہ کچھ ہی دنوں میں اس پر قیامت آنے والی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب سے وہ آبش کے گھر سے آیا تھا وہ کچھ اکھڑی اکھڑی سی تھی۔ اسے وجہ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اس نے بہت بار پوچھنے کی کوشش بھی کی پر وہ آگے سے ٹال دیتی۔ وہ آہل سے ٹھیک طریقے سے بات نہیں کر رہی تھی۔ پھر آخر وہ قیامت کا دن آ ہی گیا جس کی اہل نے کبھی آرزو نہیں کی تھی۔

کہتے ہیں کہ اچھا وقت تیزی سے گزر جاتا ہے اور بڑا وقت ٹھہر جاتا ہے۔ آہل کو آبش سے بات کرتے ہوئے پانچ سال ہو گئے تھے اور وہ ایم بی بی ایس کے تیسرے سال

میں تھا۔جب اس کے خوشی کے دن ہمیشہ کے لیے ختم ہونے والے تھے اور اسے اب ساری زندگی ہجر ہی نصیب ہونا تھا۔اس پر ایک قیامت گزرنے والی تھی۔انسان جب خوش ہوتا ہے تو وہ دکھ کے بارے میں سوچتا تک نہیں پر دکھ کے دنوں میں ہمیشہ خوشی کے لمحے یاد آتے ہیں۔یہی انسان کی فطرت ہے۔اور وہ اسی فطرت پر پیدا کیا گیا ہے۔

جب سے وہ آبش کے گھر سے آیا تھا وہ کچھ اکھڑی اکھڑی سی تھی۔اسے وجہ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔اس نے بہت بار پوچھنے کی کوشش بھی کی پر وہ آگے سے ٹال دیتی۔وہ آہل سے ٹھیک طریقے سے بات نہیں کر رہی تھی۔پھر آخر وہ قیامت کا دن آ ہی گیا جس کی آہل نے کبھی آرزو نہیں کی تھی۔

اس قیامت کی رات کو حسبِ معمول آہل نے آبش کو کال ملائی تھی۔کال نہیں اٹھائی گئی۔وہ کال ملاتا گیا پر کال نہیں اٹھائی جا رہی تھی۔تقریباً ایک گھنٹے بعد کال اٹینڈ ہوئی۔

""""ہیلو آبش آپ کہاں تھی یار؟ میں کب سے آپ کو کال کر رہا تھا۔اب تو میں پریشان ہو گیا تھا""""فون اٹینڈ ہوتے ہی وہ بولنا شروع ہو گیا تھا۔ آگے سے آبش کی رونے کی آواز آرہی تھی۔ آہل کا دل بیٹھ گیا۔""""آبش آپ رو رہی ہیں؟ کیا ہوا ہے۔سب ٹھیک تو ہے نا؟ پلیز آپ مجھے بتائیں۔""""وہ روئے جارہی تھی۔اور آہل کی جان نکل رہی تھی۔وہ کافی دنوں سے پریشان لگ رہی تھی۔ ٹھیک سے بات بھی نہیں کرتی تھی۔آہل نے اس کا ٹھیک سے نہ بات کرنا تو برداشت کر لیا پر اس کا رونا نہیں برداشت ہو رہا تھا۔ پھر وہ بولنا شروع ہوئی تو آہل کی واقعی جان نکل گ ئی۔اسے لگا بس یہ آخری رات ہے۔یہ رات کبھی نہیں ختم ہو گی۔اور جب ختم ہوئی تو صبح قیامت ہو گی۔سب فنا ہو جائے گا۔اور واقعی اس پر قیامت ہی گزر رہی تھی۔آسمان اس کے سر پر توڑ دیا گیا تھا۔

پہلا باب: محرمِ دل سے دلِ نامحرم تک

وہ کالج سے واپس آئی تھی۔خلافِ معمول اس کے بابا آج گھر پر تھے۔اور ماما کو غصے میں

کچھ کہہ رہے تھے۔اس کو آتا دیکھ کر خاموش ہو گ ئے۔ماما بہت پریشان لگ رہی تھیں۔

""""ماما کیا ہوا ہے؟آپ بہت پریشان لگ رہی ہیں؟بابا کس لیے غصہ کر رہے تھے؟""""آبش نے اپنی ماما سے پوچھا۔

""""آبش تم نے اچھا نہیں کیا۔ہمیں پورے خاندان کے سامنے بے عزت کر دیا""""اس کی ماما نے غصے سے کہا تھا۔آبش نے حیران ہو کر اپنی ماما کو دیکھا۔اس کی سمجھ میں نہیں آیا انھوں نے کیا کہا ہے۔""""ماما میں نے بے عزت کیا؟کیا مطلب کیسے؟میں نے کیسے کیا؟""""

""""آبش اپنی بکواس بند کرو۔تم ہمارا مان تھی۔ہمارا غرور تھی۔تم نے ہمارا مان توڑ دیا۔تم پر خود سے زیادہ اعتماد تھا۔تم نے خاک میں ملا دیا""""اس کی ماں کا لہجہ اتنا تیز تھا کہ بے اختیار اس کی انکھوں سے آنسو بہنے لگ گ ئے۔""""بابا آپ بتائیں میں نے کیا کیا ہے؟ماما کیوں غصہ کر رہی ہیں۔میں نے آپ کا مان کیسے توڑ دیا؟""""اس نے منمناتے ہوئے اپنے بابا سے کہا تھا۔""""آبش تم یہ بتاؤ وہ سن کر تم میرے سامنے کھڑے رہنے کی ہمت کر پاؤ گی؟""""وہ بہت غصے سے کہہ کر باہر چلے گ ئے تھے۔اب آبش نے

پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔اس کے ماں باپ اس سے اس لہجے میں بات کیوں کر رہے تھے۔پہلے تو انھوں نے کبھی اس سے ایسے بات نہیں کی۔وہ روتے روتے اپنے کمرے میں چلی گ ئی۔وہ وہاں جا کر بھی مسلسل روئے جا رہی تھی۔ماما تو پہلے بھی ڈانٹ دیتی ہیں پر اس بار بابا نے بہت غصے سے کہا تھا۔اور وہ برداشت کرنا بہت مشکل ہو رہا تھا۔اب کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔اس کی ماما کمرے میں آئی تو ان کی بھی آنکھیں لال تھی۔ جیسے وہ بھی رو رہی تھیں۔انھوں نے اسی تیز لہجے میں کہا تھا""""آبش اپنا ضروری سامان ایک بیگ میں ڈال لو ہمیں ابھی تھوڑی دیر تک کراچی جانا ہے"

""""کیوں جانا ہے کراچی؟کیا ہوا ہے ماما؟مجھے آپ بتا کیوں نہیں رہے ہیں؟""""اس نے روتے ہوئے منت کی تھی۔""""آبش تم نے پوری دنیا کے سامنے رسوا کر کے رکھ دیا ہے اور پھر دھڑلے سے پوچھ رہی ہو کہ کیا ہوا ہے؟""""

پر ماما مجھے سچ میں نہیں پتا کہ کیا ہوا ہے۔میں نے ایسا کیا کیا جس سے آپ لوگوں کی عزت پر آنچ آئی""""وہ اب اٹھ کر کھڑی ہو گ ئی تھی۔اور اپنی ماں کے پاس آ کر پوچھ رہی تھی۔""""تم نے سب کچھ تو کر لیا ہے آبش ابھی اور کیا کرنا باقی رہ گیا ہے؟تم نے ہمیں کسی کے سامنے سر اٹھا کہ بات کرنے کے قابل نہیں چھوڑا۔اس سے تو بہتر تھا تم

www.neweramagazine.com

پیدا ہوتے ہی مر جاتی۔""" اور آبش کو لگا وہ واقعی مر گئی ہے۔اب اور کچھ پوچھنے کی گنجائش ہی نہیں رہی تھی۔وہ چپ چاپ وہاں سے ہٹ کر اپنے بیگ میں کپڑے ڈالنے لگ گئی اور یہی سوچ رہی تھی کہ ایسا کیا گناہ ہو گیا ہے جو اس کے ماں باپ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔وہ چار بجے کی فلائیٹ سے کراچی کے لیے نکل گئے۔سارے راستے ان تینوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی۔اس کو کوئی وجہ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔سوچ سوچ کر اس کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔آج کالج میں بھی کچھ نہیں کھایا تھا۔اور آ کر تو اتنی مہلت ہی نہیں ملی تھی کہ کھانے کے بارے میں سوچا بھی جاتا۔ اب بہت بھوک لگ رہی تھی۔ لیکن اس وقت حالات ایسے نہیں تھے کہ کچھ بھی کھایا جاتا۔اس لیے وہ خاموش ہی رہی۔کراچی پہنچنے کے بعد وہ تینوں ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ ٹیکسی ایک ہسپتال کے سامنے رکی تھی۔اس کے ماما بابا نیچے اتر گئے۔وہ بھی ان دونوں کے ساتھ اتری تھی۔وہ ہسپتال کیوں آئے تھے؟کیا کوئی بیمار ہے جس کے لیے وہ اتنی جلدی ملتان سے یہاں آئے ہیں۔پر اگر کوئی بیمار ہے بھی تو اللہ اسے شفا دے گا اس کو اتنا ڈانٹنے کے بعد یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی۔وہ یہی سب سوچے جا رہی تھی۔اندر آ کر وہ ایک ہال میں چلے گئے جہاں آنٹی علیشا (آہل کی ممی)،انکل سعد،ادیبہ اور اس کی ممی، بابا اور سمرہ بیٹھے ہوئے تھے۔آنٹی علیشا نے جیسے ہی آبش کو

دیکھا اس کی طرف غصے سے آئی اور اس کے منہ پر زور سے تھپڑ مار دیا۔ تھپڑ اتنی زور سے لگا کہ دو منٹ تو آبش کو سب کچھ سننا بند ہو گیا۔ وہ آبش کو ایک اور تھپڑ مارنے ہی والی تھی کہ انکل سعد نے آگے بڑھ کر انھیں روک لیا۔ آبش ہکا بکا انھیں دیکھ رہی تھی۔ آبش نے اپنی ماما کی طرف دیکھا تھا وہ چپ چاپ منہ نیچے کر کے کھڑی تھی۔ ان کی بیٹی پر کسی نے ہاتھ اٹھایا ہے وہ کیسے چپ رہ سکتی ہیں۔ انھوں نے کبھی نہیں ہاتھ لگایا تو کسی کا تھپڑ لگانا وہ کیسے برداشت کر گئی تھی۔ اس کے بابا کا بھی سر جھکا ہوا تھا۔ جیسے اپنی کسی بات سے بہت شرمندہ ہوں۔ آبش کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سمندر نکلا تھا۔ اس کا یہاں کوئی بھی اپنا نہیں تھا۔ """"تو یہاں لینے کیا آئی ہے۔ دفاہو جا یہاں سے۔ تجھ جیسی آوارہ لڑکیاں ہوتی ہیں جو پہلے لڑکوں کو ورغلاتی ہیں اور پھر اپنا شوق پورا کر کے چھوڑ دیتی ہیں۔ اگر میرے بیٹے کو کچھ ہو گیا تو زندہ تو بھی نہیں رہے گی"""" آنٹی نے چیختے ہوئے بہت برے انداز میں آبش سے کہا تھا۔ کہنے کے بعد وہ زمین پر بیٹھ کہ زور زور سے رونے لگ گئی تھی۔

آوارہ لڑکی؟ وہ آوارہ لڑکی نہیں ہے۔ اور ان کا بیٹا؟ آہل بھائی؟ انھیں کیا ہوا ہے؟ اگر کچھ ہوا بھی ہے تو اس سب میں اس کا کیا قصور؟ وہ سب اتنی بری نظروں سے اس کو

کیوں دیکھ رہے ہیں؟آبش نے سب کو دیکھا تھا سب اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔اور جنہیں دیکھنا چاہیے تھا انھوں نے ایک بار بھی نہیں دیکھا تھا۔ان کا سر ہی جھکا ہوا تھا۔ اگر میرے ماما بابا کر سر میری وجہ سے جھکا ہے تو وہ خود کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔ اس نے سوچا تھا۔

سامنے آئی سی یو تھا۔باہر لال بتی جل رہی تھی۔اندر کسی کی جان بچانے میں ڈاکٹر لگے ہوئے تھے۔اندر کون ہوگا۔اس نے سوچا۔تھوڑی دیر میں سب بیٹھ گ ئے۔پر آبش اور اس کے ماما بابا کھڑے رہے تھے۔وہ شکل سے بہت تھکے ہوئے لگ رہے تھے۔وہ انھیں بیٹھانا چاہتی تھی۔ان کے ایک بار گلے لگنا چاہتی تھی۔وہ ان سے اپنا جرم پوچھنا چاہتی تھی۔اس کی ماما مسلسل رو رہی تھی۔اپنی ماں کا رونا کون برداشت کرتا ہے۔اس وقت آبش نے سوچا تھا کہ اگر واقعی اس نے کچھ کیا ہے تو سچ میں اسے پیدا ہوتے ہی مر جانا چاہیے تھا۔اتنے میں آئی سی یو کا دروازہ کھلا تھا۔لال بتی بند ہو گ ئی تھی۔آ نٹی علیشا فوراً اٹھ کر ڈاکٹر کے پاس گ ئی تھی۔""""میرا بیٹا کیسا ہے ڈاکٹر صاحب۔مجھے اس سے ملنا ہے۔اب خطرے والی کوئی بات تو نہیں ہے؟""""""""جی ہم نے زہر نکال دیا

ہے۔اب وہ خطرے سے باہر ہے۔باقی کوئی زہر کے اثرات نظر نہیں آ رہے۔لیکن حتمی فیصلہ اس کے ہوش میں آنے کے بعد کیا جائے گا۔آپ تب ہی مل سکیں گی'''' ڈاکٹر کہہ کر چلا گیا اور آنٹی علیشہ سجدے میں گر گئی۔باقی سب نے بھی اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔تو اندر آہل بھائی ہیں۔لیکن انھیں کیا ہوا ہو گا۔اب آہل کو آئی سی یو سے دوسرے کمرے میں منتقل کیا جا رہا تھا۔اور اس کے ساتھ ہی سب اسٹریچر کے پیچھے پیچھے چل دیے۔بس ادیبہ اور آبش ادھر رہے۔آبش کھڑی سب کو جاتا دیکھ رہی تھی۔

''''آبش تم نے ایسا کیوں کیا؟'''' پھر ایک بار وہی سوال پوچھا گیا تھا۔اس ''ایسا'' کا مطلب ہی آبش کو نہیں معلوم تھا۔پہلے ایسا کا مطلب پوچھنا تھا۔''''پر آپی پہلے یہ تو بتائیں میں نے کیا کیا ہے۔مجھے کوئی نہیں بتا رہا۔آپ تو میری دوست ہیں نا پلیز آپ مجھے بتا دیں'''' اس نے ادیبہ کے پاس آ کر بہت مان سے پوچھا تھا۔''''آہل نے تمہاری وجہ سے خودکشی کرنے کی کوشش کی ہے۔اور تم کہہ رہی ہو تم نے کیا کیا ہے۔شرم آنی چاہیے تمہیں۔میں نے تمہیں ایک اچھی لڑکی سمجھا تھا۔''''آبش کے یہ سن کر ہوش اڑ گئے۔اس کی وجہ سے خودکشی۔نہیں۔ایسا کیوں ہو گا۔کوئی بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔''''آپی میری وجہ سے خودکشی؟لیکن کیوں؟'''' وہ پوچھے بغیر

نہیں رہ سکی۔""""تم پچھلے پانچ سالوں سے اس سے بات کرتی رہی۔اس سے اعترافِ محبت کرتی رہی۔اور پھر اسے چھوڑ دیا؟""""آبش کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔

""""ادیبہ آپی میں نے توان سے ایک دن بھی بات نہیں کی۔آپ پانچ سال کا کہہ رہی ہیں۔ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔آپ سب کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے""""آبش نے تیزی سے کہا تھا۔

""""آبش تمہارے میسجز اب بھی آہل کے موبائل میں ہیں۔جھوٹ بولنے کا اب کوئی فائدہ نہیں ہے۔بہتر ہے کہ تم اعتراف کر لو""""اس نے غصے سے آبش کو کہا تھا۔اس نے آج ہر انسان کا بدلتہ ہوا رویہ دیکھا تھا۔پہلے ادیبہ آپی کتنے پیار سے بات کرتی تھی۔اور آنٹی علیشہ نے بھی تو ہمیشہ بہت پیار سے بات کی تھی اور آج سب کے سامنے تھپڑ مارا تھا۔اس کے ماں باپ بھی اس کی کوئی بات ماننے کو تیار نہیں تھے۔اسے لگا کہ ساری دنیا ایک طرف چلی گئی ہے اور وہ اکیلی اس پار رہ گئی ہے۔""""آبش یہ خط پڑھو یہ آہل نے خودکشی کرنے سے پہلے تمہارے لیے لکھا تھا۔""""ادیبہ نے آبش کے ہاتھ میں ایک کاغذ پکڑایا تھا۔پھر وہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

آبش تھوڑی دیر اس کاغذ کو دیکھتی رہی۔وہ سوچ رہی تھی کہ اسے یہ کھولنا چاہیے یا

نہیں۔ پھر ہمت کر کے اس نے کھول لیا تھا۔اس میں لال رنگ سے جیسے خون کا رنگ ہوتا ہے پہلی دو سطر چھوڑ کر لکھا ہوا تھا۔

""""آبش میری محبت پاک تھی۔ بہت پاک تھی۔

میں نے اس دنیا میں سب سے زیادہ آپ کو چاہا ہے۔ بس آپ ہی کو چاہا ہے۔ میں نے آپ کو کبھی دھوکہ نہیں دیا اور نہ ہی کبھی دھوکہ دینے کا سوچا ہے۔ آپ میرے لیے اللہ کا بہترین تحفہ تھی۔ آپ کی وجہ سے میں نے اس پاک ذات کی طرف رجوع کیا تھا۔ آپ مل جاتی تو میری ہر دعا قبول ہو جاتی۔ ہر آرزو مکمل ہو جانی تھی۔ پر شاید ایسا قسمت کو منظور نہیں تھا۔ میں نے آپ کو یقین دلانے کی بہت کوشش کی۔ لیکن آپ نے میرا یقین ہی نہیں کیا۔ آپ ہی تو میرا یقین کرتی تھی۔ مجھے ایسی دنیا میں رہنے کا حق نہیں ہے جس میں آپ میرے پاس نہیں ہو گی۔ میں اپنی زندگی میں تو آپ کو اپنی محبت کا یقین نہیں دلا پایا پر میرے مرنے کے بعد یہ یقین کر لینا کہ میں نے آپ سے سچی محبت کی ہے۔ ہر ناپاکی سے پاک محبت کی ہے۔

اب میں آپ سے دور جا رہا ہوں پر میری محبت آپ کے پاس امانت ہے۔اس میں خیانت نہ کرنا۔آبش صرف آہل کی ہے۔

اللہ حافظ میری بیوٹیفل فیری""

اس نے بہت بار یہ خط پڑھا۔اللہ اگر آہل بھائی مر جاتے تو اسی غلط فہمی میں رہتے کے میں نے ان کی محبت کا یقین نہیں کیا۔پر کون سی محبت ؟انھوں نے تو کبھی محبت کا اعتراف نہیں کیا۔وہ یہی سوچ رہی تھی۔اتنے میں عشاء کی اذانیں ہونے لگ گئی۔وہ اٹھی اور نماز پڑھنے کے لیے وضو کیا اور پھر اس کمرے میں آ گئی جہاں بہت سے لوگ نماز ادا کر رہے تھے۔آبش اندر جا کر قبلہ رخ کھڑی ہو گئی اور نماز کی نیت کر لی۔وہ ساری نماز میں روتی رہی۔اور پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیے۔

""اے بلندیوں کے رب۔اے میرے پیدا کرنے والے۔یہ تیرا کیسا امتحان ہے؟تو جانتا ہے نا کہ میں بے قصور ہوں پر پھر بھی مجھے رسوا کیا جا رہا ہے۔میرے والدین کو سب کے سامنے مجرموں کی طرح کھڑا ہونا پڑ رہا ہے۔

میرے پروردگار تو ان کاموں سے بھی واقف ہے جو ہم سب کے سامنے کرتے ہیں۔ اور ان سے بھی واقف ہے جو ہم اکیلے کرتے ہیں۔ اور تو جانتا ہے میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ یا اللہ پاک میرے والدین میرا اعتبار نہیں کر رہے۔ اب تو ہی کچھ کر۔ میرے اللہ مجھے رسوا ہونے سے بچالے۔ میری حیا، میری عزت پر آنچ آ رہی ہے تو مجھے ناپاک ہونے سے بچالے۔ مجھے لوگوں کے سامنے رسوا نہ کر۔ اگر میرے سے کوئی غلطی ہو گئی ہے جس کی یہ سزا ہے تو اے غفور الرحیم میں تجھ سے اپنی غلطی کی معافی مانگتی ہوں۔ میں نے وہ غلطی جان بوجھ کر نہیں کی۔ پر تو تو معاف کرنے والا ہے۔ میرے رب مجھے معاف کر دے۔ مجھے رسوا ہونے سے بچالے۔ یہ خط میرے لیے نہیں ہے دنیا کو اس بات کا یقین دلا دے۔""

وہ کافی دیر دعا مانگ کر روتی رہی۔ جب دل ہلکا ہو گیا تو اٹھ کر باہر آ گئی۔ اور اسی ہال میں جا کر بیٹھ گئی۔ اور ایک بار پھر سے خط پڑھنے لگ گئی۔

""آبش میری محبت پاک تھی۔ بہت پاک تھی۔""

کوئی اور آبش ہو گی۔ میں ہو ہی نہیں سکتی۔ ابھی آہل بھائی کو ہوش آئے گا۔ اور وہ سب کو بتا دیں گے۔ وہ خود سے کہہ رہی تھی۔ کیا مان تھا خود پر۔ وہ مطمئن ہو گئی تھی۔

کبھی کبھی اللہ کے سامنے رو دینے سے سارا غم ختم ہو جاتا ہے۔اللہ کی ذات ہی ایسی ہے۔ عظیم، برکتوں والی۔وہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔اسے ہمارے اچھے برے کا ہم سے زیادہ پتا ہوتا ہے۔وہ جو کچھ بھی کرتا ہے اس میں ہماری ہی بہتری ہوتی ہے۔بے شک وہ رسوائی ہی کیوں نہ ہو۔اگر ایک ماں اپنے بچے کی انگلی پکڑ کر کسی میلے میں سے گزر رہی ہو اور اس کے بچے کی انگلی چھوٹ جائے تو وہ بچے سے زیادہ خود بے چین ہو جاتی ہے۔اور اللہ تو اس ماں سے ستر گنا زیادہ اپنے بندوں کو چاہتا ہے تو وہ ان کا برا کبھی کر ہی نہیں سکتا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوسرا باب: شرک

""""ہیلو آبش آپ کہاں تھی یار؟ میں کب سے آپ کو کال کر رہا تھا۔اب تو میں پریشان ہو گیا تھا"""فون اٹینڈ ہوتے ہی وہ بولنا شروع ہو گیا تھا۔آگے سے آبش کی رونے کی آواز آ رہی تھی۔آہل کا دل بیٹھ گیا۔""""آبش آپ رو رہی ہیں؟کیا ہوا ہے۔سب ٹھیک تو ہے نا؟ پلیز آپ مجھے بتائیں۔""""وہ روئے جا رہی تھی۔اور آہل کی جان نکل

رہی تھی۔ وہ کافی دنوں سے پریشان لگ رہی تھی۔ ٹھیک سے بات بھی نہیں کرتی تھی۔ آہل نے اس کا ٹھیک سے نہ بات کرنا تو برداشت کر لیا پر اس کا رونا نہیں برداشت ہو رہا تھا۔ پھر وہ بولنا شروع ہوئی تو آہل کی واقعی جان نکل گ ئی۔ ""آہل آپ نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا۔ آپ نے مجھے دھوکہ دیا۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ آپ اس حد تک گر جاؤ گے۔"" اس کی آواز میں اتنی اجنبیت تھی آہل کو لگا جیسے اس کے جسم سے کسی نے روح نکال لی ہوتی ہے۔ ""میں نے آپ کو دھوکہ نہیں دیا آبش۔ آپ کو لگتا ہے میں آپ کو دھوکہ دے سکتا ہوں؟ آپ کا آہل آپ کو دھوکہ دے سکتا ہے؟ میں آپ کو دھوکہ دینے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا"" آہل نے بہت مان سے کہا تھا۔ ""آپ جھوٹے ہیں۔ آپ نے ہمیشہ میرے سے جھوٹ بولا ہے۔ آپ کا رشتہ ادیبہ سے ہو چکا ہے۔ آپ کی ادیبہ سے شادی ہونی ہے۔ آپ کی ممی انھیں بہو بنانا چاہتی ہیں۔ اور آپ نے مجھے اتنے عرصے سے دھوکے میں رکھا آہل۔ میں آپ کو ایسا نہیں سمجھتی تھی"" اب اس کے رونے کی آواز تیز ہو گ ئی تھی۔ آہل سے اس کا رہنا کبھی برداشت نہیں ہوتا تھا۔

""آبش ایسا نہیں ہے۔ میرا یقین کرو۔ میں آپ سے سچ میں محبت کرتا ہوں۔ ادیبہ

کے بارے میں ممی کا یہ خیال ضرور تھا کہ وہ ان کی بہو بنے۔پر میں نے انھیں منا کر دیا تھا۔اور میری شادی میری مرضی کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔"""آگے سے بالکل خاموشی ہو گ ئی۔""""آبش آپ سن رہی ہیں"""کافی دیر جواب نہ ملنے پر آہل نے پوچھا تھا۔""""آہل آپ نے میرے ہوتے ہوئے بھی دوسری لڑکیوں سے بات کی۔ ان کو بھی دھوکے میں رکھا اور مجھے بھی دھوکہ دیتے رہے"""اب وہ سسکیاں لے کر رونے لگ گ ئی۔""""آہل اس بار جھوٹ نہ بولنا۔مجھے سب پتا ہے۔مجھے یہ بھی پتا ہے کہ آپ کا روبی نام کی لڑکی سے افیر ہے۔آپ نے ادیبہ آپی کو بھی دھوکے میں رکھا ہوا ہے۔آپ سے زیادہ دھوکے باز انسان میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"""آہل کو لگا جیسے اس کی سر پر آسمانی بجلی زور سے گر گ ئی تھی۔وہ اب بھی کبھی کبھار روبی سے بات کر لیتا تھا۔پر وہ بات دوستی کی حد تک تھی۔پر اس سب کا آبش کو کیسے پتا۔

""""آبش مجھے معاف کر دو۔اگر میری وجہ سے آپ کا دل دکھا ہے۔پر میں نے سچ میں آپ ہی سے محبت کی ہے میرا یقین۔۔۔"""وہ کہنا چاہتا تھا پر آبش نے اس کی بات کاٹ دی۔""""یقین آہل مومن ایک سوراخ سے دوبار ڈنسا نہیں جاتا"""وہ کیا کہہ رہی تھی۔وہ اس کی نظر میں زہریلہ سانپ بن گیا تھا۔آہل کی آنکھوں سے اشک جاری ہو گ ئے۔وہ لڑکی جو اس کی زندگی تھی وہ اس سے دور جا رہی تھی۔""""آہل معاف

کر دوں۔آہل اگر کوئی اور گناہ کیا ہوتا تو شاید معاف بھی کر دیتی۔پر شرک؟شرک تو خدا بھی معاف نہیں کرتا میں تو پھر ایک معمولی انسان ہوں۔""آہل کو سانس بھی نہیں آرہی تھی۔اسے لگا بس اس کی زندگی ختم ہو گئی ہے۔یہ زندگی کی آخری رات ہے۔""آہل اگر مجھے زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو کبھی دوبارہ میرے سے بات کرنے کی کوشش نہ کرنا۔اور اگر آپ نے ایسا کیا تو میں خود کو ختم کر لوں گی۔جس انسان کو ایک کا ہو کر رہنا نہیں آتا وہ پوری زندگی میرا کیا ساتھ دے گا۔اب میں مزید دھوکہ نہیں کھا سکتی۔""اب آبش رو نہیں رہی تھی۔پر اب کی بار آہل نے پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع کر دیا۔وہ اسے دور جاتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

""آبش پلیز رحم کرو میرے پر۔ایسا مت کہو۔میں نے محبت میں کبھی شرک نہیں کیا۔صرف آپ کی تمنا کی ہے۔آپ کی خواہش کی ہے۔آپ ہی کی عبادت کی اور صرف آپ ہی کے نام کا کلمہ پڑھا ہے۔آپ مجھے نہیں چھوڑ سکتی۔آپ ایسا نہیں کر سکتی آبش""اب وہ اپنی محبت کی بھیک مانگ رہا تھا۔

""آبش آپ مجھے کوئی سزا دے دو۔ہاں میں مانتا ہوں میں نے غلط کیا ہے۔پر میرا ارادہ غلط نہیں تھا۔میری محبت آپ کے لیے پاک تھی۔اور ہمیشہ ایسی ہی رہے گی۔

میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں۔آبش میں آپ کے بغیر جینے کا سوچ بھی نہیں سکتا ہوں۔میں مر جاؤں گا۔""""تو پھر مر جاؤ۔پر میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔میں آپ پر دوبارہ سے اعتبار کرنے کی غلطی نہیں کروں گی۔""جواب فوراً دیا گیا تھا.آہل کو ایسا لگا اس کی زندگی کی تسبیح ٹوٹ گ ئی ہے اور اس کے دانے بہت تیزی سے گرنا شروع ہو چکے ہیں۔

آہل نے آبش کا اعتبار توڑا تھا۔وہ تو اس پر اندھا یقین کرتی تھی۔ کبھی کچھ نہیں چاہا تھا۔ انسان کو سب سے زیادہ دکھ تبھی ہوتا ہے جب وہ کسی پر اندھا اعتماد کرے اور اگلا شخص یہ ثابت کر دے کہ وہ واقعی اندھا ہے۔

آہل آبش سے بات کر کے پوری طرح ٹوٹ چکا تھا۔وہ اپنے ہاسٹل کے کمرے میں چلا گیا۔اس کا سارا وجود اندر سے چکنا چور ہو گیا تھا۔اندر عرش اور شہروز مووی دیکھ رہے تھے۔انھوں نے آہل کو متوجہ کرنے کی کوشش کی پر آہل کو کوئی چیز اب مائل نہیں کر سکتی تھی۔جب سناٹا روح میں اتر جائے پھر دنیا کی رونکیں متاثر نہیں کرتی۔وہ رات کو باہر لان میں آ گیا اور ساری رات روتا رہا۔صبح جب کلاس کا وقت ہوا تو سب کلاس

لینے چلے گئے اس وقت آہل اندر کمرے میں آگیا۔آنکھیں قرب سے جل رہی تھی۔اوران سے لہو ٹپک رہا تھا۔""اگر میرے سے بات کرنے کی کوشش کی تو میں خود کو ختم کرلوں گی""یہ بات برداشت نہیں ہو رہی تھی۔آبش کے لیے میں اتنا اہم تھااوراب میرے بارے میں ہی ایسا کہا جارہا ہے۔میرے سے وہ کبھی بات نہیں کرے گی۔اوریہی بات جان نکالنے کے لیے کافی تھی۔وہ بالکل ٹوٹ گیا تھا۔انسان جسے سب سے زیادہ چاہتا ہے۔اللہ اسی کے ہاتھوں انسان کو توڑ دیتا ہے۔اس نے نماز پڑھنا بھی چھوڑ دی۔اب پڑھائی چھوڑنے کا فیصلہ بھی کرچکا تھا۔ملتان کی مٹی اس کے لیے نا محرم ہو چکی تھی۔توپھر اس خاکِ نا محرم پر رہ کر کیا کرنا تھا۔اس لیے اس نے ہمیشہ کے لیے ملتان کو خدا حافظ کہااور کراچی آگیا۔

تیسرا باب: جنونیت

کراچی واپس آنے کے بعد آہل بالکل بدل گیا تھا۔وہ سارا سارا دن گھر سے باہر رہتا تھا۔اب تو راتیں تک باہر گزارنے لگ گیا تھا۔چین سموکر بن گیا تھا۔سگریٹ کی پوری

پوری ڈبی ایک ہی بار میں ختم کر دیتا تھا۔اس کے والدین نے اسے بہت سمجھانے کی کوشش کی تھی پر اس نے نہ پڑھنے کی قسم کھالی۔وہ اس بات سے بہت پریشان تھے۔ اس کی صحت دن بدن بگڑتی جا رہی تھی۔وہ ان کی اکلوتی اولاد تھی۔وہ اپنی آنکھوں کے سامنے اس کا مستقبل برباد ہوتے دیکھ رہے تھے۔آہل رات کو گاڑی لے کر نکل جایا کرتا تھا۔""""تو مر جاؤ """" یہ جملہ سوچ کر فل سپیڈ میں گاڑی سڑکوں پر گھوماتا تھا۔ جیسے اس نے کہہ دیا ہے کہ مر جاؤ۔اب مر بھی گیا تو کیا ہو گا۔پر جب اس سے تھک جاتا تھا تو سمندر کے کنارے جا کر بیٹھ جاتا تھا۔گیلی ریت اس کے دل کی طرح تھی۔ اسے بھی پانی نے گیلا کیا تھا اور اس کے دل کو بھی آبش کی محبت گیلا کر رہی تھی۔پانی بار بار آ کر نہ گیلی ریت کو سوکھنے دیتا تھا اور نہ آبش کی یاد اس کے دل کو قرار لینے دیتی تھی۔اور پھر آہل کبھی کبھی اسی گیلی ریت پر بیٹھا بیٹھا سو جاتا تھا۔نیند کا کیا ہے وہ تو سولی پر بھی آ جاتی ہے۔اور پھر اس نے شراب پینا بھی شروع کر دی۔وہ آبش کو تھوڑی دیر کے لیے بھولنا چاہتا تھا اپنے دل کی ریت کو سوکھانا چاہتا تھا پر اس شراب کے نشے میں بھی دم نہیں تھا۔اس نشے میں بھی وہ لڑکی اسے کبھی نہیں بھولی تھی وہ اسی کو یاد کرتا تھا۔وہ اللہ سے دور بہت دور چلا گیا تھا۔وہ تب بھی اللہ کے قریب آیا ہی کب تھا۔اسے لگتا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کرتا ہے پر اصل میں تو وہ آبش کی عبادت کرتا تھا۔اب آبش

نہیں تھی تو نماز روزہ کس کام کا تھا۔پر وہ یہ سوچتا تھا کہ اتنی عبادت کی اور اللہ سے صرف ایک ہی تو چیز مانگی اور اس نے وہ بھی چھین لی۔

شہر وز اس سے ملنے کراچی آیا تھا۔وہ کسی سے نہیں ملتا تھا پر اس سے مل لیا تھا۔اسے لگتا تھا کہ اسے کوئی نہیں سمجھ سکتا لیکن صرف شہر وز ہی ہے جو اسے سمجھے گا۔وہ بھی تو اس قرب سے گزرا تھا۔آہل بہت کمزور ہو گیا تھا۔شہر وز اسے دیکھ کر حیران رہ گیا۔

""آہل یار یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟سب ٹھیک تو ہے؟تم اچانک ہی ملتان سے چلے گیے۔اور پھر اتنے دن ہو گئے واپس نہیں آیے۔مجھے تمہاری فکر ہو رہی تھی۔اس لیے میں تمہارا حال احوال پوچھنے تمہارے گھر آگیا۔""شہر وز نے بہت فکر مندی سے پوچھا۔

""شہر وز اس نے مجھے چھوڑ دیا۔میری قسمت نے میرے سے منہ موڑ لیا۔جب اس نے ہی میرے سے سب تعلق ختم کر دیے تو پھر میں اس کے شہر میں کس حق سے رہوں""آہل بہت اداسی سے کہہ رہا تھا۔""کس نے چھوڑ دیا آہل""شہر وز نے پوچھا۔

""""آبش نے چھوڑ دیا""""

""""آبش نے پر کیوں؟ کیا ہوا؟""""

""""وہ کہتی ہے میں نے اسے دھوکہ دیا۔ شہروز تم بتاؤ میں اسے کبھی دھوکہ دے سکتا ہوں؟اس نے شہروز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے پوچھا تھا۔""""نہیں کبھی نہیں ۔اس کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ تم اس کی غلط فہمی دور کر دو۔""""

""""میں نے بہت صفایاں دی تھی۔پر اس نے میری بات نہیں مانی۔اب میں اس سے بات نہیں کر سکتا۔اس نے مجھے بات کرنے سے روکا تھا۔میں اس کی بات ٹال نہیں سکتا۔میری سانسیں بس تھمنے والی ہیں۔ جس محبت کی ڈور کے ساتھ وہ اور میں بندھے ہوئے تھے وہ میں نے اسے دھوکہ دے کر توڑ دی۔وہ ٹھیک کہتی ہے میں منافق ہوں۔ کافر ہوں۔ میں نے محبت میں شرک کیا ہے۔اس کے ہوتے ہوئے روبی سے بات کرتا تھا۔اس سے پہلے اتنی لڑکیوں کو دھوکے میں رکھا ہوا تھا۔میں اس کے قابل نہیں تھا۔ تبھی تو میں اس سے دور کر دیا گیا۔بہت دور ہو گیا ہوں میں۔اب میرے پاس جینے کی کوئی وجہ نہیں رہی۔""""اس نے قرب سے تڑپتے ہوئے کہا تھا۔

""""نہیں آہل ایسا نہیں کہتے۔ تمہیں تو پتا ہے نا میں نے بھی لاریب کی وجہ سے خودکشی

کی تھی۔اور میں خوش قسمت تھا جو بچ گیا۔اور پھر لاریب مجھے مل گ ئی۔پر مجھے تب بہت برا لگا تھا جب میں نے اپنے ماں باپ کو دیکھا۔وہ کتنے بے بس کھڑے تھے۔میں نے ایک لڑکی کی محبت میں ان کی محبت نظرانداز کر دی۔اگراب کبھی لاریب مجھے چھوڑ بھی دے پر میں کبھی خودکشی نہیں کروں گا۔اپنے ماں باپ کے لیے زندہ رہوں گا۔ان کی محبت کافی ہونی چاہیے۔تمہارے ماں باپ بھی تم سے بہت پیار کرتے ہیں۔تمہیں ان کیلیے زندہ رہنا ہے۔وہی زندہ رہنے کی وجہ کافی ہیں۔آئی سمجھ۔""

آہل تھوڑی دیر چپ رہا۔پھر اٹھ کے کھڑا ہو گیا۔""شہروز کھانا کھا کر جانا۔میں باہر جا رہا ہوں""اور یہ کہہ کر اٹھ کر چل دیا۔شہروز پیچھے سے اسے آوازیں دیتا رہ گیا۔پر اس نے ان سنی کر دی۔آہل رات دیر سے واپس لوٹا تھا۔آہل کے دماغ میں بس ایک ہی بات تھی کہ شہروز نے خودکشی کی تھی اور وہ بچ گیا پھر اسے لاریب مل گ ئی۔اب وہ بھی کوشش کرے گا۔اگر بچ گیا تو آبش مل جائے گی۔اور اگر مر گیا تو بھی وہ موت اس زندگی سے بہتر ہو گی جو وہ اب گزار رہا ہے۔آبش کے بغیر جینے کا کوئی فائدہ نہیں۔پھر بھی احتیاطاً اس نے وائس ریکارڈ کی اور ایک گھنٹے کا ٹائم لگا کے اپنی ممی کے نمبر پے سنڈ کر دی۔ایک گھنٹے بعد ان کا موبائل بجے گا اور وہ اس کی آواز سن لیں گی۔اور فوراً

اسے ہسپتال لے جایں گی۔

پھر اس نے باہر ٹی وی لاؤنج کے میڈیکل ریک میں سے کافی ساری نیند کی گولیاں نکالی اور اپنے کمرے میں آگیا۔آج پہلی بار اس نے کمرے کا دروازہ لاک نہیں کیا۔وہ اب پانی کے گلاس کو اوپر تک پانی سے بھر رہا تھا۔اس نے وہ گلاس بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔اب وہ اپنا موبائل سامنے ایل ای ڈی کے ساتھ کنیکٹ کر رہا تھا۔اس نے ایل ای ڈی پر آبش کی تصویر لگا دیں۔سفید پاؤں کو چھوتی فراک،کمر کو چھوتے بال،گہری آنکھیں وہ واقعی بہت خوبصورت تھی۔دوسری تصویر ہرے سوٹ میں تھی۔اس میں بھی وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔آہل اس کے لیے سو بار بھی خودکشی کر سکتا تھا۔

اب وہ سپیکرز پر گانا لگا رہا تھا۔وہی گانا۔۔۔۔۔۔''تیری انکھوں کے دریا۔۔۔۔۔۔۔''''

ابھی گانا شروع ہوا تھا۔

''''لفظ کتنے تیرے پیروں سے لپٹے ہوں گے۔تو نے جب آخری خط میرا جلایا ہو گا۔۔۔۔۔''''

خط؟پھر اس نے ایک کاغذ لیا اور پھر بلیڈ سے بازو پر کافی سارے کٹس لگائے۔پھر اس

NEW ERA MAGAZINE .com

نے خون سے خط لکھنا شروع کر دیا۔ پیچھے گانا چل رہا تھا۔

""تیری آنکھوں۔۔۔۔۔""

اب اس نے خط لکھ لیا تھا۔ خط لکھنے کے بعد اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

پھر اس نے ایک ایک کر کے گولیاں نگلنا شروع کر دیں۔ پیچھے گانے کی آواز آ رہی تھی۔

""مگر پھر آرزوؤں کا بکھرنا بھی ضروری تھا""

آہ۔اس کے منہ سے درد کی ایک کراہ نکلی۔ بازو کے درد کی نہیں۔ آبش کے دیے ہوئے درد کی تھی۔ پھر اس نے اٹھ کر گانے کا والیم فل کر دیا اور لائیٹ بند کر کے بستر پر لیٹ گیا۔اب وہ گانا بہت غور سے سن رہا تھا۔

""بتاؤ یاد ہے تم کو وہ جب دل کو چرایا تھا""

اسے آبش کا چہرہ یاد آ گیا۔وہ پہلے دن کا سنہری چہرہ۔اس نے اب ایل ای ڈی پر اس کا چہرہ دیکھا۔"بیوٹی فل فیری" زیرِ لب کہا تھا۔

""چرائی چیز کو تم نے خدا کا گھر بنایا تھا۔""

ہاں اس نے بھی تو میری محبت کو بہت پاک سمجھا تھا۔اس نے سچی محبت کی تھی۔بہت پاک محبت۔۔۔۔میرے دل کو خدا کا گھر ہی تو مانا تھا۔

""وہ جب کہتے تھے میرا نام تم تسبیح میں پڑھتے ہو""

""تسبیح""آہ۔

""آہل تمیں ایک بات بتاؤں""ایک بار آبش نے آہل سے کہا تھا۔""میں جب تسبیح کرتی ہوں نا تو میرا دل کرتا ہے میں آپ کا نام بھی تسبیح میں پڑھوں۔آپ بھی میرے لیے بہت پاک چیز ہیں""اور اب تسبیح کا نام سنتے ہوئے وہ کتنا یاد آئی تھی۔

""محبت کی نمازوں کو قضا کرنے سے ڈرتے ہو"

آبش آپ نے مجھے کیسے چھوڑ دیا۔آپ نے تو کبھی نمازِ عشق تک قضا نہیں کی تھی۔اس کو بے انتہا یاد آرہی تھی۔

""مگر اب یاد آتا ہے وہ باتیں تھی محض باتیں۔انہی باتوں ہی باتوں میں مکرنا بھی ضروری تھا""

اس نے مجھے چھوڑ دیا۔اور وہ کہتی ہے میں نے اسے دھوکہ دیا۔اگر میں اس کو دھوکہ

دے رہا تھا تو میں اس کو چھوڑتا پر میری سانسیں تو اس نے کھینچ لی ہیں۔

اب آہستہ آہستہ آبش کی تصویر دھندلی ہونے لگ گئی تھی۔ گانے کی آواز کہیں بہت دور سے آتے ہوئے سنائی دے رہی تھی۔ اسے نیند اپنے آغوش میں لے رہی تھی۔

""وہیں ہیں صورتیں اپنی وہی میں ہوں وہی تم ہو۔

مگر کھویا ہوا ہوں میں مگر تم بھی کہیں گم ہو۔

اس نے سوچنے کی کوشش کی تھی پر سب کچھ بھولتا جا رہا تھا۔ بس دور کہیں سے گانے کی آواز آ رہی تھی۔ اب اسے دیکھائی دینا بھی بند ہو گیا۔ اس نے اپنی انکھیں بند کر لیں۔ گانے کے بول سننا بند ہو گئے۔ نیند پوری طرح حاوی ہو گئی تھی۔

""محبت میں دغا کی تھی سو کافر تھے سو کافر ہیں۔

ملی ہیں منزلیں پھر بھی مسافر تھے مسافر ہیں۔

تیرے دل کے نکالے ہم کہاں بھٹکے کہاں پہنچے۔

مگر بھٹکے تو یاد آیا بھٹکنا بھی ضروری تھا۔

رات ایک بجے آہل کی ممی کے نمبر پر کال آئی تھی۔وہ نیند میں تھی پھر آہل کا نام پڑھ کر اٹھ گ ئی۔

""""ہیلو ممی۔میں آپ کو چھوڑ کر چلا گیا ہوں۔میں آپ سے بہت دور چلا گیا ہوں۔ میں نے خود کشی کر لی ہے۔ممی آبش کو بتا دینا میں اس سے بہت پیار کرتا تھا۔میں نے اسے دھوکہ نہیں دیا۔اس سے کہنا مجھے معاف کر دے۔

ممی اپنا اور ڈیڈی کا بہت خیال رکھنا۔میں اپنے کمرے میں ہی ہوں۔اللہ حافظ۔۔۔""""""""""""""""""""""""""

اس کی ماں کی تو جان ہی نکل گ ئی۔وہ فوراً ننگے پاؤ ں اپنے بیٹے کے کمرے کی طرف بھا گی۔وہ بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔انھوں نے اسے ہلا یا پر وہ نہیں ہلا۔انھوں نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔آہل کے ڈیڈی بھاگتے ہوئے آئے تھے۔انھوں نے آہل کو چیک

کیا۔وہ زندہ تھا۔اس کی سانسیں چل رہی تھیں۔انھوں نے گاڑی نکالی۔آہل کے ہاتھ میں ایک خط تھا۔وہ بھی انھوں نے ساتھ ہی رکھ لیا۔ہسپتال جاتے ہوئے راستے میں وہ خط پڑھا تھا۔وہ ایل ای ڈی پر آبش کی تصویریں بھی دیکھ چکے تھے۔اگر ان کے بیٹے کو کچھ ہو گیا تو آبش بھی زندہ نہیں رہے گی۔اس کی ممی نے روتے ہوئے کہا تھا۔ہسپتال جاتے ہی اسے آئی۔سی۔یو میں ایڈمٹ کر لیا گیا۔اس کے ڈیڈی نے سب کو فون کر کے بلایا تھا۔تھوڑی ہی دیر میں پھپھو،ان کے شوہر،ادیبہ ، سمرہ اور احمد آگ ئے تھے۔صبح ہو گ ئی تھی۔آہل ابھی بھی خطرے سے باہر نہیں آیا تھا۔اس کی ممی پتا نہیں کتنی بار وہ خط پڑھ چکی تھی۔ایک ایک کر کے سب نے وہ خط پڑھا تھا۔گیارہ بجے کے قریب اس کی ممی کی بس ہو چکی تھی۔اس نے انکل حیات کو فون کیا۔اور بہت برے لہجے میں ان کی بیٹی کے کرتوت انھیں بتائے تھے۔اور ان سب کو آبش سمیت کراچی بلایا تھا۔وہ ایک ماں تھی اور آہل ان کی اکلوتی اولاد تھی۔وہ کسی کے لیے اپنے بیٹے کو مرتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

تیسرا باب: محرم

آہل کو ہوش رات دیر سے آیا تھا۔آبش تب تک اٹھ کہ سب کے پاس گ ئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں وہ خطاب بھی تھا پر وہ بہت پر سکون تھی۔سب آہل کے کمرے کے باہر موجود تھے۔سامنے شیشے کا دروازہ تھا جس سے آہل دکھائی دے رہا تھا۔اس کے وجود میں حرکت ہوئی تھی اور وہ سب نے دیکھی تھی۔سب اٹھ کر کھڑے ہو گ ئے تھے۔تھوڑی دیر بعد نرس نے آکر کہا تھا کہ ایک ایک کر کے وہ آہل سے مل سکتے ہیں۔سب سے پہلے آہل کے ممی اس سے ملنے گ ئی تھی۔ان کے پیچھے ہی اس کے ڈیڈی بھی چلے گ ئے تھے۔پھر ادیبہ اندر چلی گ ئی۔آبش سب کو شیشے کے دروازے سے دیکھ رہی تھی۔اب ادیبہ باہر آئی تھی۔اس نے سب کو اندر آنے کا کہا تھا۔سب ہی اندر چلے گ ئے پر آبش باہر ہی بیٹھی رہی۔وہ سب کو بس باہر سے دیکھ رہی تھی۔کچھ دیر بعد پھپھو باہر آئی تھی۔وہ کچھ غصے میں لگ رہی تھی۔پھر ساتھ ہو ادیبہ باہر آگ ئی تھی۔وہ آکر آبش کے پاس بیٹھ گ ئی۔نہ آبش نے کوئی بات کی اور نہ ہی وہ کچھ بولی۔اب وہ آبش کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔کتنے ہی دیر وہ غور سے آبش کو دیکھتی رہی تھی۔پھر اسے پتا نہیں کیا ہوا وہ اپنی ماں کے گلے لگ گ ئی اور اونچا اونچا

رونا شروع کر دیا۔آبش یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔پر اس نے ایک لفظ منہ سے نہیں نکالا۔کیوں کہ ابھی بہت ساری باتوں سے پردہ اٹھنا باقی تھا۔پانچ منٹ کے بعد وہ شیشے والا دروازہ کھلا تھا اور آبش کے ماں باپ باہر آئے تھے۔پھر آبش کی ماں نے اسے اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا۔آبش ان کے پیچھے چل پڑی۔وہ اسی کمرے میں آگ ئے جہاں آبش نے نماز پڑھی تھی۔رات کے اس پہر اندر کمرے میں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔اس کی ماما نیچے بیٹھی ہوئی تھی۔وہ بھی ان کے ساتھ جا کر نیچے بیٹھ گ ئی۔انھوں نے بولنا شروع کیا۔

""آبش تم نے ہمارا مان توڑ دیا۔تم نے ہمارے مان کو خاک میں ملا دیا۔"" آبش نے بولنے کی کوشش کی پر انھوں نے چپ کرا دیا۔""آبش ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی ہے۔مجھے تم سے کوئی صفائیاں نہیں چاہیے میں بس یہ بتانے کے لیے تمہیں یہاں لائی ہوں کہ تمہارا کل آہل کے ساتھ نکاح ہے۔""

دوسرا طواف

اس نے بلیک شیر وانی پہنے خود کو شیشے میں دیکھا تو وہ بہت اچھا لگ رہا تھا۔لمبے قد پر شیر وانی بہت جچتی ہے۔اس کے لمبے قد اور چوڑے شانے کی وجہ سے وہ شیر وانی پہنے بہت ہی خوبرو لگ رہا تھا۔اس نے جل لگا کر بال پیچھے کیے ہوئے تھے۔ہلکی سی شیو بڑھی ہوئی تھی جو شخصیت کی کشش میں اضافہ کر رہی تھی۔شہد رنگ کی چمکدار آنکھیں،اس پر لمبی گھنی پلکیں وہ صحیح معنوں میں بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔""''آج تو بھابی بھی تمہیں دیکھ کر اپنے ہوش کھو دے گی''''ساتھ کھڑے شہروز نے آہل کو چھیڑتے ہوئے کہا تھا۔اس بات پر آہل شرمایا تھا۔اس کے نام پر اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔اس کے ممی اب اس کے پاس آئی تھیں۔اس کو دیکھ کر انھوں نے نظر اتاری تھی۔اپنے بیٹے کے سر پر پیار کیا تھا۔پھر وہ شہروز اور اپنی ممی کے ساتھ باہر لان میں آ گیا تھا۔جہاں نکاح کی تقریب کا انتظام کیا گیا تھا۔اس کی ممی جتنے قریبی لوگوں کو بلوا سکتی تھی انھوں نے بلوا لیا تھا۔آخر کو ان کے اکلوتے بیٹے کا آج نکاح تھا۔شہروز اور وہ دونوں سٹیج پر جا کر بیٹھ گئے تھے۔آہل آج بہت خوش تھا۔آبش اس کے نکاح میں آنے والی تھی۔وہ پری آج آہل کی ہمیشہ کے لیے ہونے والی تھی۔ابھی ڈاکٹر نے آہل کو آرام کرنے کے لیے سختی سے کہا تھا لیکن جب انسان اندر سے خوش اور سکون میں ہو تو دنیا کی کوئی بیماری حاوی نہیں ہو سکتی ہے۔وہ آج سارا درد بھولے بیٹھا تھا۔آج تو بس دل و

دماغ پر آبش ہی آبش تھی۔

اب آبش کو ممی اور پھپھو پکڑے لارہی تھیں۔ آہل اس کو دیکھ کر رہ گیا۔ وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ آہل کو ایسا لگا کہ یہ واقعی اس دنیا کی نہیں ہے۔ یہ کسی پریستان یا جادو نگری سے آئی ہے۔ اور اب وہ پھر جادو نگری میں اس کے ساتھ جارہا تھا۔۔ آبش نے گرے اور ٹی پنک کلر کی پاؤں کو چھوتی میکسی پہنی ہوئی تھی۔ اس کے گھیرے پر بہت نفیس گاجری رنگ کے نگ جڑے ہوئے تھے۔ ایک لال رنگ کاربن بیلٹ کی طرح بندھا ہوا تھا۔ جو اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کررہا تھا۔ کمر سے نیچے آتے بالوں کے کرل بنائے ہوئے تھے۔ اس نے گاجری رنگ کا ڈوپٹہ بہت خوبصورتی سے سیٹ کیا ہوا تھا۔ آہستہ آہستہ وہ آہل کے پاس آرہی تھی۔ آس پاس کیا ہورہا تھا۔ آہل کو کچھ نہیں پتا تھا۔ وہ ہوش میں ہی کہاں تھا۔ وہ پہلے کبھی اس کو دیکھ کر ہوش میں نہیں رہا تھا اور اب تو معاملہ ہی الگ تھا۔ اب وہ آہل کے پاس آگئی تھی۔ وہ قریب سے کتنی خوبصورت لگ رہی تھی۔ آہل نے تو کبھی اسے اتنے قریب سے نہیں دیکھا تھا۔ اللہ کیوں اتنا بے نیاز ہے۔ اسے دنیا کی سب سے قیمتی چیز آج عطا کردی گئی تھی۔ اب آبش

کو آہل کے ساتھ بیٹھا دیا گیا تھا

۔آہل اسی طرح بت بنے کھڑا تھا۔ چسمِ تصور میں وہ ابھی بھی اپنے سامنے دیکھ رہا تھا۔ گرے اور ٹی پنک میکسی، براؤن بال، جھکی ہوئی پلکیں، لال لپسٹک۔۔۔۔۔شہروز نے اب آہل کو جھنجھلایا تو اسے ہوش آیا۔ ساری آوازیں پھر سے سنائی دینے لگ گ ئی تھیں۔اب وہ پری آہل کے سامنے نہیں کھڑی تھی۔اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔ بالکل ساتھ۔۔بہت پاس۔۔اتنا پاس کے آہل کو اس کے سانسوں کی بھی آواز آرہی تھی۔

اب مولوی صاحب نکاح پڑھوانے کے لیے آگ ۓ تھے۔پہلے آبش کا نکاح پڑھایا گیا تھا۔آبش آہل کو قبول کررہی تھی۔ جتنی بار آبش نے "قبول ہے" کہا اتنی بار آہل کی آنکھوں سے ایک موتی نکلا تھا۔اور اس موتی کا نعم البدل دنیا کا کوئی خزانہ نہیں ہو سکتا۔

""آہل سکندر خان ولد سعد سکندر خان آپ کو آبش حیات خان ولد محمد حیات خان آپ کے نکاح میں دی جارہی ہے کیا آپ کو قبول ہے"""کیا دنیا کی کوئی نعمت اس سے زیادہ خوبصورت ہو گی۔ کیا کسی کو اس سے پہلے کبھی اتنی خوشی ملی بھی ہو گی؟ نہیں۔ آہل کو ابھی ہوش نہیں کھونے تھے۔ابھی تو اس پری کو قابو کرنے کا وقت تھا۔آج تو وہ اس کے حصار میں آرہی تھی۔پانچ سال کی ریاضت کا صلہ مل رہا تھا۔اس کا دل اس

وقت قابو سے باہر تھا۔آہل نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر ''دل و جان سے قبول ہے'' کہا تھا۔اب آہل تین بار اس پری کو دل و جان سے قبول کر چکا تھا۔اب آبش کو اپنے نام کی انگوٹھی پہنانے کا وقت تھا۔نکاح کی انگوٹھی۔اس کی ممی نے اسے انگوٹھی پکڑائی تھی۔ اسے ڈر تھا وہ پھر سے جادو نگری میں پہنچ جائے گا۔آبش کو پہلی بار چھونے کا خیال ہی سانسیں روک رہا تھا۔شہروز نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی تھی۔ ایک وہ ہی تھا جو اس وقت اس کی کیفیت سمجھ سکتا تھا۔آبش کی ماما نے اس کا ہاتھ آہل کے سامنے کیا تھا۔اس کے ناخنوں پر لال رنگ کی نیل پالش لگی ہوئی تھی۔اور اس کے ہاتھ۔جیسے کوئی نازک گلاب کا پھول ہو۔آہل نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔وہ اتنی عقیدت سے اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا جیسے آبش پیر ہو آہل اس کا مرید۔۔آبش کا ہاتھ اتنا نرم تھا کہ آہل کو لگا اگر وہ زور سے پکڑے گا تو وہ ٹوٹ جائے گا۔پھر آہل نے اس کے ہاتھ میں اپنے نام کی انگھوٹی پہنادی۔ابھی بھی وہ اس کا ہاتھ تھامے بیٹھا تھا۔ جنت اس کے پاس تھی اور کیا چاہیے تھا۔بس وہی تو اللہ سے مانگی تھی۔اور وہ عطا کر دی گئی تھی۔اب تو موت بھی آجاتی تو کیا فکر تھی۔آبش نے اب اپنا ہاتھ چھڑوالیا تھا۔ شاید اسے یوں سب کے سامنے اس کا ہاتھ پکڑنا پسند نہیں آیا تھا۔

اب سب مبارک باد دے رہے تھے اور آہل سب سے مبارک باد وصول کر رہا تھا۔ اب آبش کے بابا آہل سے گلے ملے تھے۔ آہل احترامً ان کے سامنے جھک گیا۔ اب انھوں نے آبش کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔ اور آبش نے ان کا ہاتھ پکڑا تھا اور پھر اٹھ کر ان کے گلے لگ کر رونے لگ گ ئی تھی۔ اس کے بابا بھی اسے گلے لگائے رو رہے تھے۔ آہل سے ان کا رونا دیکھا نہیں گیا۔ اس کی آنکھیں بھی نم ہو گ ئی تھی۔ ''آبش آپ آج رو لو جتنا رونا ہے اس کے بعد پوری زندگی آپ کو رونے نہیں دینا ہے'' آہل نے دل میں بہت مان سے کہا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد کھانا لگا دیا گیا اور آبش وہاں سے اٹھ کر اندر چلی گ ئی۔

رات دیر سے وہ باہر سے آیا تھا۔ اب مہمان جا چکے تھے جو چند ایک بچے تھے وہ بھی جانے ہی والے تھے۔ آہل بہت تھک چکا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں آرام کرنے جا رہا تھا کہ ممی کے کمرے سے گزرتے ہوئے آبش پر نگاہ پڑی تو وہ رک گیا۔ وہ جائے نماز بچھائے بیٹھی تھی۔ آہل اندر آگیا اور صوفے پر بیٹھ کر اسے دیکھنے لگ گیا۔ اب تو اسے

پاس سے دیکھنے کا دینی دنیاوی دونوں حق تھا۔ وہ اپنے ہاتھ جھولی میں رکھ کر بیٹھی تھی اور آہل کی پہنائی ہوئی انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی۔ جیسے بس نگاہیں انگوٹھی پر ہوں اور خود کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی ہو۔ آہل کو وہ کچھ اداس لگ رہی تھی۔ آہل اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔ اس سے اداسی کی وجہ پوچھنا چاہتا تھا پر اس کے سامنے بولنے کی کبھی ہمت ہی کہاں ہوئی تھی۔ وہ ابھی تک بالکل ویسی ہی بیٹھی اس انگوٹھی کو دیکھے جا رہی تھی۔ آہل وہاں سے اٹھا اور اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ آبش اتنی گہری سوچ میں تھی کہ اسے پتا ہی نہیں چلا آہل اس کے پاس بیٹھا ہے۔ اب آہل نے اس کا چہرہ پاس سے دیکھا تھا۔ پلکیں آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھیں اور اس پر آنسو ننھے موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔ ناک بالکل سرخ ہو رہی تھی۔ اور گال جو گلابی تھے اس وقت بالکل سرخ تھے۔ آہل کو لگا اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اس نے آبش کا ہاتھ تھاما تھا نازک گلاب کے پھول جیسا ہاتھ۔ آبش جو کسی بہت گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی حواس میں واپس آئی تھی اور فوراً آہل سے اپنا ہاتھ چھڑوا لیا تھا۔ پہلی بار آبش نے آہل کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ آبش کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھی۔ آہل کو لگا جیسے جھیل کی آبشار بہنے کو تیار ہے اور کسی بھی وقت وہ بہہ سکتی ہے۔ آہل کو پتا نہیں تھا۔ آبش روتے ہوئے اتنی پیاری لگ سکتی ہے۔ پھر آبشار بہنے لگ گئی تھی اور اس

کا پانی زمین پر نہیں سیدھا آہل کے دل پر لگا تھا۔ہائے وہ رو رہی تھی۔آہل کی آبش رو رہی تھی۔پر وہ کیوں رو رہی تھی۔آہل کیسے پوچھتا وہ تو اسے دیکھتے ہی مدہوش ہو جاتا تھا۔اب آبش اس کمرے سے جا چکی تھی۔لیکن آہل کے لیے وہ اب بھی اس کے سامنے ہی تو کھڑی تھی۔آہل کی آنکھیں بھی نم تھی۔یہ محبت انسان کو کتنا کمزور بنا دیتی ہے۔چھوٹی چھوٹی بات پر اتنے سخت دل مرد کو بھی رلا دیتی ہے۔پھر آہل اپنے کمرے میں آگیا۔اور آبش کا نمبر ملایا۔وہ آبش سے اس کے رونے کی وجہ پوچھنا چاہتا تھا۔نمبر بند جا رہا تھا۔اس نے کافی بار کوشش کی نمبر آن نہیں ہوا۔اب اس کی ممی کمرے میں اسے دوا کھلانے آئی تھی۔اس نے اپنی ممی سے آبش کے رونے کا ذکر کیا تھا۔اس کی ممی نے اسے تسلی دی تھی کہ نکاح کے وقت ہر لڑکی ہی روتی ہے۔یہ نکاح بہت حساس ہوتا ہے۔اپنے ماں باپ کو چھوڑنے کا تصور ہی آنکھوں میں پانی لانے کے لیے کافی ہوتا ہے۔یہ سن کر وہ مطمئن ہو گیا تھا۔

آبش کی صبح کی فلائیٹ تھی۔پر وہ رات کو تین بجے تو سویا تھا۔جب اس کی آنکھ کھلی تو صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔جلدی جلدی وہ باہر آیا تھا ممی نے بتایا وہ تو کب کے جا چکے

ہیں۔ دوا کے زیر اثر وہ سو رہا تھا اس لیے اسے کسی نے اٹھانا مناسب نہیں سمجھا۔ آہل کو خود پر شدید غصہ آیا۔ آبش کیا سوچ رہی ہو گی کہ وہ اسے ایر پورٹ تک چھوڑنے نہیں آ سکا۔ چلو وہ موبائل پر معافی مانگ لے گا۔ اس نے اپنی ممی سے بھی کہہ دیا کے جب آنٹی نیلوفر سے بات ہو وہ آبش کو کہہ دیں اپنا نمبر آن کر لے۔ پھر کہہ کر وہ اپنے کمرے میں آگیا تھا۔ آہل بہت خوش تھا۔ اسے اس کی بیوٹی فل فیری مل گئی تھے۔ وہ اب واقعی جادو نگری میں آچکا تھا۔ جہاں صرف وہ اور آبش تھے۔ آبش سفید فراک میں نظریں جھکائے ہوئے اس کی ساتھ تھی۔ ""آبش ایک بار نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھو""فرمائش کی گئی تھی۔ گھنی پلکیں اٹھائی گئی تھیں۔ فرمائش پوری ہوئی تھی۔ وہ ہلکی براؤن ہیزل رنگ کی آنکھیں لیے آہل کی انکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ آہل ان آنکھوں میں کھو گیا۔ اس دنیا میں اس سے خوبصورت کوئی منظر ہو سکتا تھا۔ دروازہ بجا تو وہ خیال سے باہر آیا۔ وہ بے اختیار ہنسا تھا۔ پہلے تو وہ اسے دیکھ کر جادو نگری میں جاتا تھا اب اسے سوچ کر بھی پہنچ جاتا ہے اور یہ نکاح کا اثر تھا۔

آہل نے دروازہ کھولا شہروز کھڑا تھا۔ آہل نے اسے اندر بلالیا

""آہل یار اب مجھے اجازت دو میں جا رہا ہوں۔ اور اب آپ بتائیں جناب آپ کب

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تشریف لا رہے ہیں ؟اب تو وہ خاکِ نامحرم بڑی پکی محرم بن چکی ہیں""""

""""ان شاءاللہ بہت جلد۔میں نے اپنی لیو بھیجوادی ہے۔وہ اپروو ہو گ ئی ہے۔تواب پیپرز دینے آجاؤں گا"""آہل نے جواب دیا تھا۔

""""جی اب تم جلدی سے ملتان آؤ۔ گرینڈ والی ٹریٹ بھی لینی ہے"""پھر وہ دونوں گلے ملے تھے۔آہل نے اسے خدا حافظ کہا تھااور پھر شہروز چلا گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چوتھا باب: محرمِ نامحرم

پانچ منٹ کے بعد وہ شیشے والا دروازہ کھلا تھااور آبش کے ماں باپ باہر آئے تھے۔پھر آبش کی ماں نے اسے اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا۔آبش ان کے پیچھے چل پڑی۔وہ اسی کمرے میں آگ ئے جہاں آبش نے نماز پڑھی تھی۔رات کے اس پہر اندر کمرے میں

کوئی بھی موجود نہیں تھا۔اس کی ماما نیچے بیٹھی ہوئی تھی۔وہ بھی ان کے ساتھ جا کر نیچے بیٹھ گ ئی۔انھوں نے بولنا شروع کیا۔

""""آبش تم نے ہمارا مان توڑ دیا۔تم نے ہمارے مان کو خاک میں ملا دیا۔""""آبش نے بولنے کی کوشش کی پر انھوں نے چپ کرا دیا۔""""آبش ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی ہے۔مجھے تم سے کوئی صفائیاں نہیں چاہیے میں بس یہ بتانے کے لیے تمہیں یہاں لائی ہوں کہ تمہارا کل آہل کے ساتھ نکاح ہے۔""""

یہ کہتے ساتھ ہی وہ آبش کو وہاں اکیلا چھوڑ کر باہر چلی گ ئی تھی۔وہ بالکل اکیلی بیٹھی تھی۔اس کا واقعی اپنا کوئی نہیں تھا۔اب اس نے اونچا اونچا رونا شروع کر دیا۔اسے آہل سے نفرت ہو رہی تھی۔وہ جھوٹ بول رہا تھا۔سب جھوٹ بول رہے تھے۔اس نے کبھی آہل سے بات نہیں کی تھی تو نکاح کیوں کرے۔وہ اتنی جلدی ہار نہیں مان سکتی۔ وہ اٹھی اور ہال سے ہوتی ہوئی آہل کے کمرے کی طرف آ گ ئی۔باہر ڈاکٹر کھڑے انکل سعد کو ہدایت دے رہے تھے کہ اب آہل کو کسی قسم کا دکھ یا شاک نہیں دینا ورنہ اس کی حالت بگڑ سکتی ہے اور اسے نروس بریک ڈاؤن ہو سکتا ہے۔وہ بہت دنوں سے شدید دباؤ کی حالت میں رہ چکا ہے اس لیے جتنا ہو سکے اسے خوش رکھیں۔آبش یہ سن

کر الٹے قدم واپس اس کمرے میں آگئی تھی۔ عجیب مجبوری تھی۔ یا اللہ کیسا امتحان ہے یہ تیرا۔ میرے سے برداشت نہیں ہو رہا۔ یا تو یہ سب کچھ صحیح کر دے یا برداشت کرنے کی ہمت دے دے۔ اس نے اللہ کے سامنے جھولی پھیلائی تھی۔ اتنے میں اس کی ماما کھانا لے کر آگئی تھی۔ وہ صبح کی بھوکی تھی اس لیے بغیر کچھ بولے کھانا کھا لیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نکاح کا دن آگیا۔ آبش کو بغیر غلطی کی سزا مل رہی تھی۔ اور زیادہ دکھ کی بات یہ تھی کہ اس کے ماں باپ بھی اس کا اعتبار نہیں کر رہے تھے۔ دو دن اسے رہتے ہوئے یہ یقین ہو گیا تھا کہ آہل جھوٹ نہیں بول رہا۔ کوئی اور ہے جو آبش بن کر اس سے پانچ سال بات کرتا رہا ہے۔ پر یہ بات وہ سب کو کیسے بتائے۔ کوئی اس کی بات کا یقین کرنے کو تیار ہی نہیں تھا۔ وہ آج اس کے لیے تیار ہونے جا رہی تھی جو اس کے دل کا محرم ہی نہیں ہے۔ آبش نے چپ چاپ وہ میکسی پہن لی تھی۔ اسے پتا تھا کہ کسی نے اس کی بات پر یقین تو کرنا نہیں ہے ابھی جیسا سب کہہ رہے ہیں ویسا ہونے دیتے ہیں۔ باقی

جب سب کو اصل سچ پتا چلے گا تو رشتہ خود ی ختم ہو جائے گا۔وہ مطمئن ہو گی تھی۔

اسے سٹیج کی طرف لا یا جارہا تھا۔اس کا دل بیٹھے جارہا تھا۔"یا اللہ کوئی معجزہ ہو جائے اور یہ نکاح رک جائے۔ناجانے کون سی غلطی ہو گئی تھی جس کی سزا مل رہی تھی۔ اسے سٹیج پر بیٹھا دیا گیا۔اسے ایسے انسان کے ساتھ سٹیج پر بیٹھایا گیا تھا جس سے اسے سب سے زیادہ نفرت تھی۔اسی کی وجہ سے آج یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے۔اسے سب آوارہ لڑکی سمجھ رہے تھے۔اب مولوی صاحب نکاح پڑھا رہے تھے۔اس نے اپنی ماں کی طرف دیکھا تھا۔وہی ماما جو آبش کے کسی کھلونا ٹوٹنے کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو دیکھتے ہی اس کے ساتھ رونے لگ جاتی تھی۔پر آج وہ سر جھکائے خاموشی سے کھڑی تھی۔ماما کچھ تو بولیں آج آپ کی آبش کا دل ٹوٹا ہے۔آج وہ بہت روئی ہے آج آپ ساتھ کیوں نہیں رو رہی۔آپ ان سب کو منع کیوں نہیں کر دیتی۔اب اپنے بابا کی طرف دیکھا تھا۔وہی بابا جن سے وہ کوئی فضول سی خواہش بھی بہت مان سے منواتی تھی۔آج تو زندگی کا سب آہم دن ہے بابا آج آپ میری بات ہی نہیں مان رہے۔ آبش کے پاس آہل کو قبول کرنے کے علاوہ اور راستہ ہی نہیں تھا۔اس لیے اس لے

آہل کو تین بار قبول کر لیا۔آبش سر جھکائے آہل کا نکاح ہوتا سن رہی تھی۔دل اتنا ٹوٹ چکا تھا کہ بس کوئی ذرا سا اشارہ ملے اور وہ رو رو کے خود کو ختم کر لے۔اب آبش کو آہل نے انگوٹھی پہنانی تھی۔اس کی ماما نے خود اپنی بیٹی کا ہاتھ آہل کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔ اب آہل نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔پر۔۔آبش کو اس کے ہاتھ کے لمس میں کوئی اجنبیت محسوس کیوں نہیں ہو رہی۔وہ اتنی عقیدت سے ہاتھ پکڑے انگوٹھی ڈال رہا تھا کہ پہلی بار آبش کا دل اس کی لیے دھڑکا تھا۔اب آہل کی ممی کا ہاتھ اٹھا تھا۔وہی ہاتھ جو انہوں نے آبش کے منہ پر مارا تھا وہ بھی اس آہل کی وجہ سے۔آبش نے اپنا ہاتھ فوراً آہل کے ہاتھ سے چھڑوا لیا تھا۔آہل کی ممی ان دونوں کے سر پر پیار دے رہی تھی۔اور آبش کے دل میں آہل کے لیے نفرت کا لاوا ابل رہا تھا۔اب اس کے بابا آہل سے گلے مل رہے تھے۔آبش نے نظر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا تھا۔انھوں نے آبش کے سر پر پیار دیا تھا۔وہ ان سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔اپنی ناراضگی کا اظہار کرنا چاہتی تھی پر نا جانے کیا ہوا اس نے ان کا ہاتھ تھام لیا اور کھڑے ہو کر ان کے گلے لگ گئی۔ آنسوؤں کا جو سمندر وہ اتنی دیر سے روکے بیٹھی تھی ایک دم سے سب باہر آیا تھا۔اس کے بابا بھی رونے لگ گئے تھے۔وہ بھی کتنے بے بس تھے۔انسان کی عزت اس کے ہاتھوں کیا کچھ کرواتی ہے۔تھوڑی دیر رونے کے بعد آبش ان سے خود ہی پیچھے ہو

گ ئی اور دوبارہ آہل کے ساتھ بیٹھ گ ئی۔ایک پل چین نہیں مل رہا تھا۔وہ اور ادھر کتنی دیر بیٹھ کے سب کے سامنے تماشا بنے اس لیے وہ اندر آگ ئی۔

رات کو وہ نماز پڑھ کر یوں ہی جائے نماز پر بیٹھی تھی۔جب بھی نظر اس انگوٹھی پر پڑتی تھی سب کے بدلتے چہرے آنکھوں کے سامنے آجاتے تھے۔اس کی ماں باپ کی ڈانٹ۔اس کو بری لڑکی سمجھنا۔اس کی سب کے سامنے رسوائی۔اور وہ تھپڑ۔۔۔وہ تھپڑ تو پوری زندگی نہیں بھول سکتی۔اب اپنے ماں باپ کا خیال آیا تھا۔ان کو تو اس کی بات پر یقین کرنا چاہیے تھا۔اب اس نے رونا شروع کردیا۔وہ گردن جھکائے بنا آواز کے روئے جارہی تھی کہ کسی نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو وہ آہل تھا۔وہی آہل جس کی وجہ سے یہ سب ہو رہا تھا۔اس کی ہمت کیسے ہوئی میرا ہاتھ پکڑنے کی۔آبش نے اس سے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور اٹھ کے واش روم میں آگ ئی۔پتا نہیں کتنی بار اس نے اپنا ہاتھ دھویا تھا جیسے کسی ناپاک چیز کے چھونے سے ناپاک ہو گیا ہو اور اب وہ پاک کر رہی ہو۔ہائے یہ کیا ہو رہا تھا۔ادھر وہ اس کی محبت میں تڑپ رہا تھا۔ادھر یہ اس کی نفرت میں تڑپ رہی تھی۔

اس ساری رات وہ جاگتی رہی تھی۔ بس جلدی سے گھر جانے کا انتظار تھا۔ کہ کسی طرح صبح ہو اور وہ گھر چلی جائے۔ پھر وہ سوچ چکی تھی کہ اسے وہاں جا کر کیا کرنا تھا۔ اللہ اللہ کر کے صبح ہو گئی تھی۔ وہ سب سے سرسری سا ملی تھی اور ہوائی جہاز میں بھی سارے راستے خاموش رہی تھی۔ بات تو کوئی بھی نہیں کر رہا تھا۔ سب ابھی تک اس صدمے سے باہر ہی کہاں آئے تھے۔ پر جو آبش پر گزر رہی تھی اس کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

گھر پہنچنے کے بعد سب سے پہلے آبش نے وہ انگوٹھی اتاری تھی۔ ایک بار پھر سب کے بدلتے چہرے آنکھوں کے سامنے آگئے تھے۔ آہ۔ کیا غم تھا جس کا شکوہ کسی سے بھی نہیں کر سکتی تھی۔ کیوں کہ غم دینے والے بھی تو سارے اپنے ہی تھے۔ ماما بابا کی نظریں اور طنز، آنٹی علیشا کا تھپڑ، ادیبہ آپی کا سخت لہجہ وہ کچھ بھی تو نہیں بھولی تھی۔ اور شاید کبھی بھول سکتی بھی نہیں تھی۔ وہ کافی دیر انگوٹھی پکڑ کے بیٹھی رہی تھی اور اسے حقارت کی نظر سے دیکھتی رہی تھی پھر وہ اٹھی اور وہ انگوٹھی ایکویریم میں پھینک دی۔ اب انگوٹھی پانی کے نیچے چلی گئی تھی اور اس پر سے مچھلیاں گزرنے لگ گئی

تھیں۔اب آبش وہاں سے ہٹ گئی۔اور بیڈ پر جا کر لیٹ گئی۔اس نے کسی سے بھی بات نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اس نے رات کے وقت اپنے ماما بابا کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔آج دو دن اپنے کمرے میں بند رہنے کے بعد وہ باہر آئی تھی۔ایک نیا عزم نیا جوش لیے ہوئے کھڑی تھی۔آنکھوں کے نیچے دو ہی دن میں سیاہ ہلکے پڑ گئے تھے اور آنکھیں سوج کے گہری سرخ ہو رہی تھی۔ہاتھ میں ایک کتاب اٹھائی ہوئی تھی۔اب دروازہ کھولا گیا تھا وہ اندر آگئی تھی۔اندر آکر وہ اپنے ماما بابا کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

""ماما بابا میں نے آپ دونوں کو ہمیشہ اپنا خیر خواہ سمجھا ہے،ہمیشہ یہی سمجھا ہے کہ اگر کوئی بھی مسلہ ہوا آپ لوگ دوسروں کی بجائے میری بات پر یقین کریں گے۔پر۔۔ شاید حالات ہی ایسے پیدا کر دیے گئے تھے کہ آپ دونوں نے مجھ پر لگائی گئی تہمت کو سچائی سمجھ کر دوسروں کی طرح مجھے ذلیل کیا۔میرے بار بار کہنے پر ایک بار بھی میری بات سننے کی کوشش نہیں کی۔" وہ بہت دکھ میں بول رہی تھی۔اندر دکھ اور شکایات کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔وہ اسی طرح دکھ بھرے لہجے میں بولے جا رہی

تھی۔""""مجھے اس بات کا بہت دکھ ہے۔شدید افسوس۔آپ لوگوں کو تو میرا اعتبار ہونا چاہیے تھا۔اپنی آبش پر یقین ہونا چاہیے تھا۔لیکن آپ لوگوں نے ایسا نہ کیا۔اور جتنا برا میرے ساتھ کر سکتے تھے کیا۔مجھے ایسی غلطی کی سزا ملی جو میں نے کبھی کی ہی نہیں تھی۔میں پچھلے کچھ دنوں سے جس قرب سے گزری ہوں اس کا کوئی بھی اندازہ نہیں کر سکتا۔میں ابھی آپ لوگوں کو کچھ بتانا چاہتی ہوں۔آپ لوگ اب بھی میرا اعتبار نہیں کریں گے اس لیے یہ اللہ کا پاک کلام اپنے ساتھ لے کر آئی ہوں""""پھر اس نے قرآن پاک کھولا تھا۔اس کے ماما بابا اس کے بالکل پاس آگ ۓ تھے۔""""ماما بابا میں اس پاک کتاب کے اوپر ہاتھ رکھ کر اللہ کو حاضر ناضر مان کر کہتی ہوں کے میں نے آہل بھائی سے کبھی بات نہیں کی۔پانچ سال بات کرنے کا میرے پر الزام لگایا گیا ہے۔پر میں نے کبھی پانچ منٹ بھی بات نہیں کی۔اگر میں جھوٹ بول رہی ہوں تو دنیا اور آخرت میں اس پاک کلام کے سامنے جھوٹ بولنے کی سزا مجھے ملے گی۔""""یہ کہنے کے ساتھ ہی وہ چپ ہو گ ئی تھی اور قرآن پاک بند کر دیا تھا۔اس کے ماں باپ حیران بیٹھے اسے سن رہے تھے۔پھر اس کی ماما اٹھ کر اسکے پاس آئی تھی۔انھوں نے اسے گلے سے لگایا تھا۔وہ روتے ہوۓ اپنی بیٹی کو پیار کر رہی تھی۔""""بیٹا ہمیں معاف کر دو۔واقعی ہم سے بہت بڑی غلطی ہو گ ئی۔ہم بھی کیا کرتے انھوں نے اتنے یقین

کے ساتھ آپ کے بارے میں باتیں کہی تھی کہ ہم بہت شرمندہ ہوگئے تھے"""" اب اس کے ماما بابا اس سے معافی مانگ رہے تھے۔""""تو انھوں نے یہ سب ہم سے جھوٹ بولا۔ میں ان پر۔۔۔""""آبش نے اپنے بابا کی بات کاٹی تھی۔""""نہیں بابا جھوٹ وہ لوگ بھی نہیں بول رہے۔ کوئی اور ہے جو آہل بھائی سے میرا نام لے کر پانچ سال تک بات کرتا رہا ہے۔ میں نے آہل بھائی کے موبائل میں اس کے میسجز پڑھیں ہیں۔ اور وہ نمبر بھی میں یاد کر چکی ہوں۔ اب بس پتا یہ لگانا ہے وہ نمبر کس کا ہے""""آبش نے اپنے بابا کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تھا۔""""آبش آپ وہ نمبر مجھے دو۔ میرا ایک دوست انٹیلیجنس ایجنسی میں ہے میں صبح ہوتے ہی اس کے پاس جاؤں گا اور اس نمبر کا سارا ریکارڈ نکلوا کے لاؤں گا۔"اس کے بابا نے آبش کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

""""لیکن اس سے کیا ہوگا آبش کا نکاح تو ہو چکا ہے اب وہ۔۔۔۔""""اب کی بار اس کی ماما نے کہا تھا لیکن اس کے بابا نے ان کی بات کاٹ دی۔"میں اس جھوٹے نکاح کو نہیں مانتا۔ یہ جس طرح جلدی میں دھوکے سے کیا گیا ہے اسی طرح میں ختم کروادوں گا""""آبش کے ہاتھوں کی گرفت اپنے بابا کے ہاتھوں پر مضبوط ہوگئی تھی۔

پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنے کمرے میں واپس آگ ئی تھی۔دل پر ایک بوجھ سا تھا جو اتر گیا تھا۔ماما بابا اب اس کے ساتھ تھے اب تو بے شک پوری دنیا بھی اس کے خلاف ہو جائے اسے کوئی فکر نہیں ہونی تھی۔پھر وہ ایکویریم کے پاس آگ ئی تھی۔دھں لک رنگ کی روشنی میں اس نے انگوٹھی کو دیکھا تھا۔انگوٹھی کا ہیرا آگے سے ایکویریم کی ریت میں دھنسا ہوا تھا۔مچھلیاں اس کے اوپر سے گزر گزر کے جا رہی تھیں۔""""اس انگوٹھی کو ادھر ہی ہونا چاہیے""""آبش نے آخری نگاہ اس پر ڈالی تھی اور غصے سے کہتی ہوئی اپنے بیڈ پر آکر لیٹ گ ئی تھی۔اور صبح کا بے صبری سے انتظار کرنے لگ گ ئی تھی۔کیوں کہ صبح اس آبش کا راز واش ہونے والا تھا جس نے آہل سے پانچ سال بات کی تھی۔

اگلے دن اس کے بابا صبح ہوتے ہی گھر سے نکل گ ئے تھے۔اور دوپہر میں گھر آ گ ئے تھے۔آبش تیزی میں اپنے کمرے سے باہر آئی تھی۔آبش ان کے ہاتھ میں ڈھیر سارے کاغز پکڑے ہوئے دیکھ رہی تھی۔پھر انھوں نے آبش اور اس کی ماما کو

اپنے پاس بیٹھایا اور بتانے لگے۔""یہ نمبر امتیاز خان صاحب کے نام ہے۔اور یہ پچھلے پانچ سال سے ادیبہ امتیاز کے زیرِ استعمال ہے۔اس نے اپنا نام لے کر اپنی دوستوں کو میسجز اور کالز کی ہوئی ہیں اس لیے ہمیں نام پتا لگانے میں زیادہ مشکل نہیں ہوئی۔""

آبش اور اس کی ماں بہت حیرانی سے سن رہی تھی۔""اور یہ سم اس نے اپنے گھر والوں سے چھپ کہ رکھی ہوئی ہے۔اس کے گھر والوں کو اس بات کا بالکل علم نہیں ہے""""ادیبہ آپی؟ادیبہ آپی ایسا کیوں کریں گی؟اور میرا نام لے کر ہی کیوں؟ وہ اپنا نام لے کر بھی تو بات کرسکتی تھی. پھر میرا ہی نام کیوں لیا۔وہ تو میری اتنی اچھی دوست تھی پھر انھوں نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟""آبش کو صحیح معنوں میں صدمہ لگا تھا۔

پانچواں باب: بچپن کی محبت

ادیبہ بچپن سے ہی آہل کو پسند کرتی تھی۔ پلے گروپ سے ایک ہی سکول میں پڑھے تھے۔ وہ دونوں ہم عمر تھے ہمیشہ ساتھ رہتے تھے۔ ادیبہ کا آہل کے علاوہ اور کوئی بھی دوست ں میں تھا۔ اسلیے وہ ہمیشہ آہل کے ساتھ ہوتی۔ اسی کے ساتھ پڑھتی، اسی کے ساتھ باتیں کرتی رہتی۔ اکثر آہل کا ہوم ورک بھی وہ خودی کرتی تھی۔ اور اس کے بدلے میں آہل کافی وقت اس کے ساتھ گزارا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ اسے بس آہل کا ساتھ ہی چاہیے تھا۔ اور اس کے لیے وہ اس کا ہر کام کر دیتی تھی۔ آہل اکثر خود کلاس میں شرارت کر کے ادیبہ کا نام لگا دیتا تھا اور ٹیچر اس کو ڈانٹ دیا کرتی تھی وہ یہ بھی برداشت کر لیتی تھی۔ اس بات پر بھی وہ آہل سے کبھی ناراض نہیں ہوئی تھی۔ پنجم کلاس کے درمیان تک تو ایسے ہی چلتا رہا۔ لیکن پھر ان کے سیکشن میں ایک ن ئی لڑکی نے ایڈمیشن لیا۔ وہ کنیڈا سے آئی تھی۔ وہ بہت ہی پیاری تھی۔ اس کا نام ردابہ تھا۔ آہل اسے پہلی نظر میں دیکھ کر اس کا عاشق ہو گیا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ آہل نے ردابہ کے ساتھ بیٹھنا شروع کیا۔ وہ ادیبہ سے سارا سلیبس پوچھ پوچھ کر ردابہ کو بتایا کرتا تھا۔ اس کی ہر طرح سے مدد کرتا تھا۔ کچھ دنوں میں ہی ان دونوں میں اتنی دوستی ہو گ ئی کہ آہل نے ادیبہ کو مکمل طور پر اگنور کرنا شروع کر دیا۔ سکول سے آنے کے بعد جیسے وہ ہوم ورک کرنے ادیبہ کے پاس آیا کرتا تھا اب ردابہ کے گھر

جانے لگ گیا تھا۔ پھر سارا وقت اسی کے ساتھ کھیلتا رہتا تھا۔ ادیبہ سے یہ بات برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ وہ آہل کے ساتھ بیٹھنے کی کوشش کرتی تو آہل اسے ڈانٹ کر اٹھا دیتا کہ یہ ردابہ کی جگہ ہے تم کہیں اور جا کر بیٹھو۔ اگر وہ اس کے گھر کبھی کھیلنے آتی اور اتفاق سے وہ بھی گھر ہوتا تو وہ سارا وقت اس کے سامنے ردابہ ردابہ کرتا رہتا۔ اور یہ ردابہ لفظ ادیبہ کے سیدھا دل پر لگتا تھا۔ ادیبہ کا اتنی سی عمر میں ہر روز دل ٹوٹتا تھا۔ لیکن وہ ہر روز ایک نئے عزم سے آہل کے پاس آتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر دیکھتے ہی دیکھتے فائنل پیپرز آگئے تھے۔ اس دن آہل ادیبہ کے پاس آیا تھا۔

""""ادیبہ مجھے بھی پیپرز کی تیاری کروا دو"

تب ادیبہ کا دل کیا وہ اسے انکار کر دے۔ اسے نہ پڑھائے اس سے بدلہ لے۔ لیکن وہ آہل کو کیسے انکار کر سکتی تھی۔ ادیبہ نے اسے پیپر کی تیاری کروا دی تھی۔ وہ پیپرز میں سارا وقت ادیبہ کے پاس ہی رہتا تھا۔ اس کے ساتھ بیٹھتا۔ اس کے ساتھ سکول جاتا اس کے ساتھ واپس آتا۔ ادیبہ اس بات سے بہت خوش تھی۔ اسے لگ رہا تھا اس کا آہل واپس آگیا ہے۔ اب وہ ہمیشہ اس کے ساتھ ہی رہے گا۔ مگر جیسے ہی اس نے آخری

پیپر دیا وہ پھر سے ادیبہ کو بھول کر ردابہ کے پاس چلا گیا تھا۔

پھر آہل نے یہ معمول ہی بنالیا تھا۔ کہ جب بھی پیپرز ہوتے وہ ان دنوں ادیبہ کے ساتھ رہتا تھا۔اس سے پڑھتا۔اس کا سایہ بن کے رہتا اور جب پیپرز ختم ہو جاتے وہ ادیبہ کو پھر سے بھول جاتا۔ پھر تو ادیبہ نے پیپرز آنے کے خواہش کرنا شروع کر دی تھی۔ وہ اسی انتظار میں رہتی کے کب پیپرز آئیں اور کب آہل اس کے ساتھ وقت گزارے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر جب وہ آٹھویں کلاس میں تھے تب ادیبہ نے نوٹ کیا کہ ردابہ ہر وقت خاموش رہتی ہے اور آج کل وہ آہل کے ساتھ بھی نہیں بیٹھ رہی۔ بہت گم سم رہتی ہے۔ایک دن ادیبہ نے ردابہ سے اس کے خاموش رہنے کی وجہ پوچھی تھی۔ تو اس نے بتایا کہ آہل اب اس سے بات نہیں کرتا ہے۔ وہ اب کبھی اس کے ساتھ بھی نہیں بیٹھنا چاہتا۔ ٹیوشن میں بھی وہ اس کے ساتھ نہیں بیٹھتا وہاں ایک لڑکی ہانیہ ہے اب وہ اسی کے ساتھ بیٹھتا ہے، اسی کے ساتھ کھیلتا ہے۔ پتا نہیں یہ سن کر ادیبہ کو بہت سکون ملا تھا۔ جتنا برا ردابہ کے آنے پر اس نے محسوس کیا تھا وہ اب وہی سب ردابہ محسوس کر رہی

تھی۔اوراس کے سکون کے لیے یہ بات کافی تھی۔پھر وہ وہاں سے اٹھی اور آہل کے ساتھ بیٹھ گئی۔آہل نے خوشی سے ادیبہ کو اپنے ساتھ بیٹھایا تھا۔ادیبہ اب روز ہی آہل کے ساتھ بیٹھتی تھی۔آہل اس لیے ساتھ بیٹھاتا تھا کہ ردابہ اس کے ساتھ نہ بیٹھ جائے اب اسکا ردابہ سے دل بھر گیا تھا۔پھر جلد ہی آہل نے ہانیہ کو بھی چھوڑ دیا تھا کوئی اور لڑکی اسے پسند آ گئی تھی۔اوراس کے تھوڑے عرصے بعد ایک اور لڑکی اسے پسند آ گئی اور وہ خود نا جانے کتنی ہی لڑکیوں کی پسند بن چکا تھا۔وہ تھا ہی اتنا خوبصورت۔کوئی بھی لڑکی اس کے پاس سے گزرتی تو اسے رک کے ایک بار دیکھا ضرور کرتی تھی۔دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کر دینے والی کشش تھی۔۔۔وہ اپنی اسی پر کشش پرسنیلٹی کی وجہ سے سکول میں کافی مشہور تھا۔اس لیے وہ جس بھی لڑکی سے بات کرنا چاہتا تھا وہ اس سے آسانی سے بات کر لیا کرتی تھی۔آہل میں سب سے پر کشش اس کی آنکھیں تھیں۔شہد رنگ کی گھایل کر دینے والی آنکھیں۔۔۔اوراس کی دائیں گال پر پڑتا ہوا گہرا ڈمپل لڑکیوں کو اس کی طرف اٹریکٹ کرنے کے لیے کافی تھا۔روز کوئی نہ کوئی اسے پھول اور لو لیٹر دیا کرتی تھی۔وہ سب کچھ خوشی سے قبول کرتا تھا لیکن بات صرف انہی لڑکیوں سے کرتا تھا جنہیں وہ خود پسند کرتا تھا۔پھر او لیولز کے آخر تک آہل کو مزید چار وقتی محبتیں ہو چکی تھی۔چند دن ان سے بات کرنے کے

بعد وہ انھیں چھوڑ دیتا تھا۔ادیبہ کو یہ بات اچھی طرح معلوم تھی۔اس لیے اب ان لڑکیوں کی وجہ سے ادیبہ کا کبھی دل نہیں دکھا تھا۔وہ جتنا ہو سکتا تھا آہل کے ساتھ ساتھ ہی رہتی تھی۔پھر دونوں نے اولیولز کر لیا تھا۔پھر آگے ادیبہ نے آئی سی ایس کرنا تھا اور آہل کو اے لیولز کرنا تھا اسلیے اب دونوں کے کالج الگ ہو گ ئے۔

کالج میں جا کر ادیبہ کی دوستی روبی نام کی لڑکی سے ہوئی۔ادیبہ کو وہ بہت اچھی لگتی تھی۔اس نے زندگی میں پہلی بار کوئی دوست بنائی تھی۔ادیبہ نے اپنی آہل سے شدید محبت کا اظہار بھی کیا تھا۔وہ پہلی لڑکی ہی تو تھی جس کے سامنے وہ اعتراف کر رہی تھی۔ پھر وہ دونوں بہت پکی دوستیں بن گ ئی تھیں۔اپنی ہر بات ایک دوسرے سے کر لیتی تھیں۔

پر شاید قسمت لکھ چکی تھی کہ ادیبہ جس کے بھی قریب جائے گی وہ اسے دھوکہ دے گا۔ایک دن روبی ادیبہ کے گھر پر تھی اور اسی دن اتفاق سے آہل بھی ادیبہ کے گھر کسی کام کے سلسلے میں آیا۔روبی نے آہل کو دیکھا اور بس دیکھتی رہ گ ئی۔ صحیح معنوں میں

اسے آہل بہت پسند آیا تھا۔آہل کو بھی پہلی نظر میں وہ اچھی لگی تھی۔آہل اس کے پاس آکر بیٹھ گیا۔پھر آہل نے ادیبہ کو اپنے لیے چائے بنانے کے لیے بھیجا تھا۔پیچھے سے روبی اور آہل نے نمبر ا کسچینج کر لیے اور جب وہ چائے لے کر واپس آئی آہل جا چکا تھا۔

ادیبہ کو روبی نے بھی اس نمبر والی بات سے بے خبر رکھا۔اب دن بدن روبی ادیبہ سے دور ہوتی جا رہی تھی۔وہ کالج میں بھی اس کے ساتھ نہیں بیٹھتی تھی۔وہ کلاس میں ہر وقت موبائل پر ہی لگی رہتی تھی۔ادیبہ کو شک ہو گیا کہ جو بھی ہے وہ کسی لڑکے سے بات کرتی ہے تبھی وہ دور ہوئی ہے۔وہ موبائل دیکھنا چاہتی تھی اور کسی موقع کے انتظار میں تھی۔پھر ایک دن وہ موقع مل گیا تھا۔روبی کلاس سے باہر تھی اور اس کا موبائل اس کے بیگ میں ہی پڑا ہوا تھا۔ادیبہ نے جب موبائل دیکھا تو اس کا دل چکنا چور ہو گیا۔اس کا دوستی پر سے اعتبار اٹھ چکا تھا۔اس میں آہل سے میسجز اور کالز کا ریکارڈ تھا۔دن میں تین تین گھنٹے کی کال۔۔۔رات کو کالز۔۔آہل نے اس کی تو کبھی کال اٹنڈ نہیں کی لیکن اس کی دوست سے اتنی اتنی دیر تک باتیں کرتا رہتا تھا۔اس نے اس وقت روبی سے کچھ بھی نہیں کہا۔لیکن اس دن گھر آکر وہ بہت روئی تھی۔سارا دن ہی

روتی رہی تھی۔اس نے زندگی میں ایک ہی تو دوست بنائی تھی اور اس نے بھی دھوکہ دے دیا تھا۔ادیبہ نے اس وقت اپنے سے عہد کیا تھا کہ وہ جلد ہی روبی کو بھی اسی قرب سے گزارے گی جس سے وہ اس وقت گزر رہی تھی۔

آبش کے بابا نے وہ رات جیسے تیسے کر کے گزاری تھی۔ان کی بیٹی کو بدنام کیا گیا تھا۔ ان کو خود کو پورے خاندان کے سامنے رسوا کیا گیا تھا۔مجرموں کی طرح بغیر کسی جرم کے وہ سب کے سامنے سر جھکائے ہاتھ باندھے کھڑے کئے گئے تھے۔ان کی اپنی بیٹی ان دنوں کس قرب سے گزری تھی انھیں ایک ایک چیز کا بری طرح احساس ہو رہا تھا۔بس وہ صبح ہونے کے انتظار میں تھے کہ جیسے ہی صبح ہو وہ کراچی جایں اور آہل سے اپنی بیٹی کو آزاد کروالیں۔۔۔۔۔۔۔

چھٹا باب: کٹھ پتلی

ادیبہ نے جب موبائل دیکھا تو اس کا دل چکنا چور ہو گیا۔اس کا دوستی پر سے اعتبار اٹھ چکا تھا۔اس میں آہل سے میسجز اور کالز کا ریکارڈ تھا۔دن میں تین تین گھنٹے کی کال۔۔۔ رات کو کالز۔۔آہل نے اس کی تو کبھی کال اٹنڈ نہیں کی لیکن اس کی دوست سے اتنی اتنی دیر تک باتیں کرتا رہتا تھا۔اس نے اس وقت روبی سے کچھ بھی نہیں کہا۔ لیکن اس دن گھر آ کر وہ بہت روئی تھی۔ سارا دن ہی روتی رہی تھی۔اس نے زندگی میں ایک ہی تو دوست بنائی تھی اور اس نے بھی دھوکہ دے دیا تھا۔ادیبہ نے اس وقت اپنے سے عہد کیا تھا کہ وہ جلد ہی روبی کو بھی اسی قرب سے گزارے گی جس سے وہ اس وقت گزر رہی تھی۔

ملتان شادی پر وہ آہل کے ساتھ ہی آئی تھی۔پہلے ہی دن اس نے نوٹ کر لیا کہ آہل آبش میں دلچسبی لے

رہا ہے۔آہل کا آبش کو دیکھتے رہنا۔۔اس کی بات کا جواب نہ دینا۔۔اس کے آنے پر کھو جانے۔۔آہل کو آبش بہت اچھی لگی تھی اور یہ ادیبہ سے زیادہ کون جان سکتا تھا۔اس نے تبھی سوچ لیا کہ اب آبش ہی آہل کو روبی سے دور کرے گی۔ لیکن کچھ ہی وقت میں وہ جان گ ئی تھی کہ آبش کو آہل میں ذرا بھی دلچسپی نہیں ہے۔اور وہ خود کبھی بھی آہل سے بات نہیں کرے گی اس لیے تب ادیبہ نے خود آبش بن کے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔اس نے تبھی آبش سے دوستی بھی کر لی۔اور اس سے نمبر بھی لے لیا تھا۔کراچی آنے کے بعد ادیبہ نے گھر والوں سے چھپ کے ایک سم لی اور اس سے صرف آہل کو میسج کیا۔وہ جانتی تھی کے آہل اس بات کا ذکر کسی سے بھی نہیں کرے گا لیکن پھر بھی احتیاطاً اس نے وعدہ لیا اور توقع کے عین مطابق وہ مان گیا تھا۔پھر اس نے اپنا نام آبش حیات خان بتا دیا۔لیکن یہ کیا۔۔۔؟اس نے آگے سے کوئی جواب ہی نہیں دیا۔وہ سمجھ رہی تھی آبش کا نام پڑھتے ہی آہل پاگل ہو جائے گا لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔بلکہ اس نے آگے سے پوچھا"کون آبش ؟"ادیبہ کو لگا شاید وہ واقعی اسے بھول گیا ہے یا بات نہیں کرنا چاہتا تبھی ایسے بہانے بنا رہا ہے۔بہتر ہوگا اسے بھی بات نہیں کرنی چاہیے۔وہ روبی کو اس سے دور کرنے کا اور کوئی طریقہ ڈھونڈ لے گی۔اس لیے اس نے موبائل آف کر دیا۔لیکن کچھ ہی دنوں بعد روبی کو روز روز خوش دیکھ کر

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تنگ آ گئی تھی۔ اسے کوئی اور ترکیب سوچ ہی نہیں رہی تھی۔ بہت سوچنے کے بعد بھی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ بس روبی کا ہنستا ہوا چہرہ نظر آ رہا تھا اس لیے اس نے دوبارہ نمبر آن کیا اور آہل کا نمبر ملایا۔ پر وہ آہل سے کیسے بات کر سکتی تھی۔ وہ تو ادیبہ تھی۔ اسلیے فوراً کال کاٹ دی۔ کچھ دیر بعد آہل کی کال آئی تھی لیکن اس نے کال کرنے سے منع کر دیا تو دوبارہ اس نے کال نہیں کی۔ اب آہل دوبارہ پوچھ رہا تھا کہ کون آبش۔ اس پر اس نے آبش کے بارے میں ڈیٹیل بتا دی کہ وہ آبش حیات خان ہے۔ انکل حیات کی بیٹی۔ اتنا آہل کے لیے کافی ہونا چاہیے تھا۔ اور وہ پہچان گیا۔ پھر ان کی آہستہ آہستہ بات ہونے لگ گئی۔ ادیبہ کو آبش کا نمبر لینے کا بہت فائدہ ہوا۔ اکثر باتوں کا جواب وہ آبش سے پوچھ کر دیا کرتی تھی۔ آہل جو اس سے بات پوچھتا ادیبہ وہی بات اپنے طریقے سے آبش سے پوچھتی اور آگے جو آبش کہتی وہ وہی آہل کو کہہ دیتی تھی۔ آہل ہر وقت اس سے بات کرتا رہتا تھا۔ اس نے روبی سے بالکل بات کرنا چھوڑ دی تھی۔

روبی کلاس میں بہت اداس رہتی تھی۔ اس کے چہرے کی وہ ہنسی بالکل غائب ہو گئی تھی جو ادیبہ کبھی بھی دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔ اور روبی کو ایسے اداس دیکھ کر ادیبہ کو بہت سکون ملتا تھا۔ وہ جو چاہتی تھی اس نے کر دیا۔ اس نے اپنے آہل کو روبی سے دور بہت دور کر دیا تھا۔ اور اس بات کی بہت خوشی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان دونوں کو بات کرتے ہوئے کچھ عرصہ ہو گیا تو آہل نے کال پر بات کرنے کی ضد کی تھی۔اب مشکل میں پڑ گئی تھی۔وہ کرے تو کرے کیا۔خود اپنی آواز میں بات کرتی تو آہل نے فوراً پہچان جانا تھا۔لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی آہل نے کال پر کبھی بھی آبش کی آواز نہیں سنی ہے تو کسی بھی لڑکی کی آواز میں بات کر سکتی ہے۔بہت سوچنے کے بعد اس کے ذہن میں وائس چینجر کا خیال آیا تھا۔جو کہ اس کے موبائل میں پہلے سے موجود تھی۔یہ ایپلیکیشن نوکیا کے ہر دوسرے موبائل میں موجود ہوتی ہے۔ اس لیے اس نے وہ کھولی اور لڑکی کی آواز لگا کر آہل سے بات کی۔اس نے بہت دعائیں کی تھی کہ آہل کو شک نہ ہو اور ایسا ہی ہوا تھا۔آہل کو بالکل بھی شک نہیں ہوا تھا۔آہل نے کبھی کال پر آبش سے بات نہیں کی تھی اور نہ ہی دو تین بار سے زیادہ کبھی اصل میں آبش کی آواز سنی تھی۔اس لیے اس بار تو وہ بچ گئی۔لیکن تھوڑے ہو دونوں بعد آہل نے ملنے اور تصویر دیکھانے کی ضد کرنا شروع کر دی۔چلو تصویر تو وہ آبش سے لے کر بھیج سکتی ہے لیکن ملنا۔۔۔۔؟وہ کیسے آہل سے ملے گی۔۔۔؟اسے یہ بات بھی اچھی طرح معلوم تھی کہ آہل اپنی بات منوا کر رہتا ہے۔یہ بات بھی وہ منوانا چاہتا تھا۔وہ بار بار ادیبہ کو بات نہ کرنے کی دھمکی دے رہا تھا۔ادیبہ بہت پریشان تھی۔وہ مل تو سکتی نہیں تھی اس لیے اس نے اس کہانی کو یہیں ختم کرنے کا سوچا۔اب ویسے بھی

جو وہ چاہتی تھی پورا ہو چکا تھا۔ روبی آہل سے دور ہو چکی تھی۔ اب آہل اس سے دوبارہ کبھی محبت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ زیادہ تو روبی کا دل ہی توڑنا چاہتی تھی اور وہ بہت برے طریقے سے ٹوٹ چکا تھا۔ اس لیے ادیبہ نے آہل سے بات کرنا ختم کر دی اور اپنا نمبر بند کر لیا۔ اس نے سوچا تھا ہمیشہ کی طرح آہل دو دن میں بھول جائے گا اور جلد ہی اس کو کوئی اور پری پسند آ جائے گی۔ لیکن شاید وہ اس بار غلط تھی۔ اور اس کو اس بات کا اندازہ بھی نہیں تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تقریباً مہینے بعد ایک دن یوں ہی اس نے سم آن کی تھی۔ وہ ابھی موبائل ہاتھ میں لیے بیٹھی ہی تھی کہ ممی کا آہل کے گھر جانے کا پروگرام بن گیا۔ وہ موبائل وہیں چھوڑ کر ان کے ساتھ چلی گئی تھی۔ وہ وہاں بیٹھے ہوئے تھے تو آہل آیا تھا۔ اس کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔ جیسے بہت عرصے سے کسی قرب سے گزرا ہو۔ ادیبہ کا دل بیٹھ گیا۔ وہ جتنی دیر گم سم بیٹھا رہا ادیبہ کے دل کی دھڑکنیں ڈوبتی رہیں۔ ہائے اب آہل نے رونا شروع کر دیا۔ شہد رنگ کی آنکھوں میں سے آنسو بہہ رہے تھے اور ادیبہ کو لگا اس کے دل کی دھڑکنیں بند ہو گئی۔۔۔ بند۔۔ بالکل بند۔۔ اس کی آنکھوں میں آنسو۔۔ اس کے

آہل کی آنکھوں میں آنسو۔۔وہ تو رونے والوں میں سے نہیں ہے۔بلکہ رلانے والوں میں سے ہے۔پھر اب وہ کیوں رو رہا ہے۔جیسے بہت درد سینے میں دفن ہوا اور اب وہ آنکھوں کے ذریعے باہر آ رہا ہو۔ادیبہ سے یہ سب کہاں برداشت ہونا تھا اس نے بھی رونا شروع کر دیا۔آہل اب اٹھ کر اندر جا چکا تھا۔پر ادیبہ ابھی تک روئے جا رہی تھی۔ آہل کیوں رو رہا تھا۔۔؟اسے کیا ہوا تھا۔۔۔؟اسے یہ ضرور پوچھنا تھا۔اس لیے وہ گھر آ گئی۔وہ آہل سے پوچھے گی۔پہلے چلو آبش کے بہانے ہی صحیح بات تو ہو جاتی تھی۔ آہل کے ہر کام کی اسے خبر رہتی تھی۔اس نے سوچ لیا تھا اسے کسی بھی طرح آج صرف بات کرنے کے لیے منا لے گی۔اس نے موبائل اٹھایا تھا۔اور موبائل پر آہل کی کال دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔آہل نے اسے کیوں کال کی تھی۔۔؟کیا وہ اس سے بات کرنے کے لیے رو رہا تھا۔۔۔؟نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟اس نے پھر آہل کو کال ملائی تھی۔کال اٹنڈ ہوتے ہی روتے ہوئے اس نے نہ ملنے کی بات کی تھی تو وہ فوراً مان گیا تھا۔آج پہلی بار آہل نے بات کرتے رہنے کی منت کی تھی۔اور تب ادیبہ کے دل پر جو گزری تھی وہ صرف وہی جانتی تھی۔تو وہ آبش سے بات کرنے کے لیے رو رہا تھا۔اور اب بات کرتے رہنے کی منت کر رہا تھا۔وہ تو ایسا نہیں تھا۔وہ کسی کی منت نہیں کرتا تھا۔لیکن آج آبش کی کر رہا تھا۔وہ آبش ہی کی تو کر رہا تھا۔ادیبہ تو اس کہانی

میں کہیں نہیں تھی۔۔۔۔۔دکھ درد تکلیف۔۔۔ابھی اس محبت نے اور کتنے امتحان لینے تھے۔۔۔؟لیکن پھر بھی وہ آہل سے بات کرنا چاہتی تھی۔اسے خوش دیکھنا چاہتی تھی۔اس لیے وہ مان گ ئی تھی۔وہ اب روز بات کرنے لگ گ ۓ۔وہ جو بات کہتی تھی آہل وہ مان لیتا تھا۔وہ جو چاہتی تھی آہل وہی کرتا کرتا۔اور سب سے بڑھ کر آہل اس کے علاوہ ابھی تک کسی اور لڑکی سے بات تک نہیں کرتا تھا۔

آبش بہت نیک لڑکی تھی۔ادیبہ یہ بات بہت اچھے سے جانتی تھی۔آبش اکثر ادیبہ سے دینی باتیں کرتی رہتی تھی اور وہی باتیں وہ آگے آہل سے کر دیتی تھی۔رمضان میں پہلی بار آہل نے آبش کے لیے روزے رکھے تھے۔اور پہلی بار ہی ادیبہ نے آہل کی وجہ سے پورے روزے رکھے۔تبھی آہل اعتکاف میں بیٹھا تھا۔یہ اتنے دنوں میں پہلی بار تھا کہ پورے دس دن اس کی آہل سے بات نہیں ہوئی تھی۔اس سے بات کرنے کی عادت ہو گ ئی تھی اور محبت مزید شدید ہو گ ئی تھی۔ان دنوں وہ شدید یاد آیا تھا۔اس نے تب ہی سوچ لیا تھا کہ آہل سے اعتراف محبت کے بعد سارا سچ بتا دے گی۔پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔اس لیے جب وہ واپس آیا تو اس نے اعتراف محبت کر لیا۔اس

نے میسج کر کہ اعتراف کیا تھا۔پر آہل کا جواب ہی نہیں آرہا تھا۔اس نے دوبارہ میسج کیا۔ پر اس نے جواب دینے کے بجائے کال کی تھی۔اب وہ اپنی آبش سے محبت کا اظہار کر رہا تھا۔شدید ٹوٹ کر چاہنے والی محبت۔۔اتنی شدت سے تو اس نے پہلے کبھی کسی لڑکی سے نہیں کی تھی۔وہ تب خاموش ہو گئی۔اب وہ ہر چیز کا اعتراف کر رہا تھا۔اپنی محبت قبول کر رہا تھا اور ادیبہ کے جسم میں سے روح نکلتی جا رہی تھی۔وہ یہ سن کر بہت ٹوٹ چکی تھی۔اب اور کیا کرتی اس لیے جیسا چل رہا تھا چلنے دیا۔ چلو وہ کسی بہانے سے ہی سہی اس سے بات تو کر ہی رہا تھا۔

ساتواں باب: بیری ہمدرد

جب آہل کا ملتان میں ایڈمیشن ہوا تھا تب اس نے اپنی ممی کو یہ بات بتائی تھی۔وہ اس وقت وہیں موجود تھی۔یہ سن کر اس کے ہوش اڑ گئے تھے۔اسے ڈر تھا وہاں جا کر سارا کھیل ہی الٹا نہ ہو جائے اور آہل کی کہیں آبش سے ملاقات نہ ہو جائے۔اس لیے آہل کو ابھی سے منع کر دینا چاہیے تھا۔اس لیے ادیبہ نے آہل کو منع کر دیا اور ہمیشہ کی

طرح وہ مان گیا تھا۔اب وہ ملتان چلا گیا تھا۔پر اس سے روز بہت پیار سے بات کرتا تھا۔ اسے یہی تو چاہیے تھا۔

کچھ عرصے بعد آہل کی ممی اور اس کی ممی کا لاہور شادی پر جانے کا پلان بنا۔انھوں نے دو دن آہل کے پاس بھی رکنا تھا اس لیے وہ بھی ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔آہل سے ملے ہوئے اسے دیکھے ہوئے کتنا عرصہ گزر گیا تھا۔اور اب اتنے عرصے بعد وہ اسے دیکھے گی۔وہ بہت خوش تھی۔اس لیے وہ اپنے جانے کے دن گننے لگ گئی۔اور آخر وہ دن آ ہی گیا جب وہ ملتان آ گئے۔

وہ اپنی سم ساتھ نہیں لائی تھی اس لیے اس نے اپنے اس نمبر سے کلاس فیلوز کو اپنی چھٹی کی درخواست دینے کا کہہ دیا تھا۔

آہل شام کے وقت آنٹی نیلوفر کے گھر آیا تھا۔اس کا چہرہ کتنا کھلا ہوا لگ رہا تھا۔بلیک کلر کی پینٹ شرٹ پہنے وہ ٹی وی لاؤنج کے دروازے سے داخل ہوا تھا۔اور اسے دیکھ کر ادیبہ کتنی خوش ہوئی تھی۔وہ اتنا پیارا لگ رہا تھا کہ ادیبہ کا دل کیا وہ فوراً اس کے پاس چلی جائے اور اسے ان سب سے دور لے جائے۔پر آہل نے ادیبہ کی طرف ایک بار بھی نہیں دیکھا۔۔۔وہ ایسے کیوں کرتا تھا۔اتنا ظالم بھی کوئی ہوتا ہے۔ادیبہ پہلے بیٹھی اسے

دیکھتی رہی تھی۔اور جب رہانہ گیاتو جاکر آہل کے پاس بیٹھ گ ئی۔آہل نے ابھی بھی نہیں دیکھا۔اور اس سے منہ موڑ لیا تھا۔یہ محبوب اتنے ظالم کیوں ہوتے ہیں۔ ادیبہ بس چاہتی تھی وہ ایک بار تو اسے دیکھے۔وہ صرف اس کے لیے تو آئی تھی۔لیکن ادیبہ کی قسمت میں محبت نہیں لکھی تھی۔اسے ہمیشہ چھیننی پڑتی تھی۔اب آبش اندر آئی تھی۔اور آہل کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔اب آبش ادیبہ سے ملنے کے بعد آہل کو سلام کر رہی تھی۔اور آہل پاگلوں کی طرح اسے دیکھے جا رہا تھا۔ادیبہ نے آہل کو ہلایا تھا تو وہ ہوش میں آیا تھا۔لیکن پھر بھی اس کے منہ سے ایک لفظ نہیں نکلا تھا۔اسے تب اس بات کی تو تسلی ہو گ ئی کہ آہل آبش کے سامنے کبھی کوئی بات نہیں کرے گا۔اور یہی تسلی کافی تھی۔

رات کو آہل باہر لان میں واک کر رہا تھا۔کتنے دن ہو گ ئے تھے۔آہل نے ادیبہ سے بات نہیں کی تھی۔آج آہل صرف ادیبہ سے بات کرے گا۔اور وہ صرف آہل کو دیکھے گی۔اس لیے وہ باہر لان میں آئی تھی۔اندھیرے میں کالی پینٹ شرٹ پہنے وہ کھڑا تھا۔اس کے چہرے پر دھیمی سی زرد روشنی پڑ رہی تھی۔جس میں اس کی وہ شہد

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رنگ آنکھیں چمک رہی تھیں۔ادیبہ وہیں کھڑی مہوسی اسے دیکھے جارہی تھی۔پھر وہ پیچھے سے اس کی پاس آئی تھی۔وہ اب بھی اپنی سوچوں میں گم تھا۔اب ادیبہ نے اسے پکارا تھا۔اب اس کی طرف مڑا تھا۔قریب سے تو اس کی کشش اور زیادہ بڑھ جاتی تھی۔ادیبہ کو اس پر بے انتہا پیار آیا تھا۔

""آہل یہاں کیا کر رہے ہو؟۔۔۔"

کتنے پیار سے اس نے پوچھا تھا۔

"ایک پری کو قابو کرنے کے لیے چِلا کاٹ رہا ہوں۔۔۔""

اور وہ پری کون تھی ادیبہ سے بہتر کون جان سکتا تھا۔آج تو وہ آبش کی بات کرنے نہیں آئی تھی۔آج تو صرف اپنی بات کرنے آئی تھی۔

"اگر وہ پری قابو میں نہ آئی تو کیا کرو گے۔۔؟""

کتنے دکھ سے پوچھا تھا۔کاش وہ ان الفاظ کے پیچھے کا درد سمجھ سکتا۔پر وہ آہل ہی کیا جو ادیبہ کی محبت کو سمجھ سکتا۔

""تو پھر میں اس کے قابو میں آجاؤں گا اور ساری زندگی اس کی غلامی کروں

گا۔۔۔۔۔""""

اور یہ بات ادیبہ سے برداشت نہیں ہوئی۔اتناد کھ تو کبھی بھی نہیں ہوا۔اتنی تکلیف تو تب بھی نہیں ہوئی تھی جب ردابہ آہل کی زندگی میں آئی تھی۔تب بھی نہیں ہوئی تھی جب آہل نے اس کے ساتھ کھیلنا چھوڑ دیا تھا۔۔اور تب بھی نہیں جب آہل نے آبش سے اتنی شدید محبت کا اظہار کیا تھا۔درد کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو آگ ئے تھے۔ان الفاظ نے روح تک چھلنی کر دی تھی۔اور تب ادیبہ نے سوچ لیا اب آہل کو رلائے گی۔اس بار آہل کی باری ہے۔اس نے دکھ میں جو دل میں آیا کہہ دیا اور اندر چلی گ ئی۔دل میں ایک نیا عزم تھا۔اس بار آہل کی باری تھی۔اسی درد اسی تکلیف سے گزرنے کی جس سے وہ اس وقت گزری تھی۔

ادیبہ نے ملتان سے آنے کے بعد آہل سے کم کم بات کرنا شروع کر دی۔وہ بس کسی موقع کے انتظار میں تھی۔کہ کوئی ایسی بات ملے اور وہ آہل کا برے طریقے سے دل توڑ سکے اور اسے ذلیل کر سکے۔اسے اس کی بھی تو اوقات پتا چلے۔پھر بعد میں ادیبہ کے علاوہ آہل کے پاس اور کوئی خیر خواہ نہ رہے گا۔

ایک دن ادیبہ آہل کے گھر آئی تھی۔آہل کا موبائل ٹی وی لاؤنج میں پڑا ہوا تھا اور اس پر کسی کی کال آ رہی تھی۔جب ادیبہ نے موبائل اٹھایا تو اس پر روبی کالنگ لکھا ہوا تھا۔ تو آہل اب بھی اس روبی سے بات کرتا تھا۔موبائل بجتے بجتے بند ہو گیا تھا۔اس پر روبی کی دس مسڈ کالز تھی۔ادیبہ کے ذہن میں فوراً خیال آیا۔وہ گھر گ ئی اور آہل کو کال کی۔پہلے اس نے آہل سے اپنے اور اس کے رشتے کی بات کی تھی تاکہ آہل کو پتا لگ جائے ادیبہ کے علاوہ آہل کو اور کوئی نہیں مل سکتا۔اور روبی کی بھی بات کر کے اسے مشرک ٹھہرا دیا تھا۔وہ مشرک اور منافق ہی تو تھا اس کے ہوتے ہوئے دوسری لڑکیوں کے پاس جاتا تھا۔ان سے باتیں کرتا تھا۔پھر ادیبہ نے آخری بازی کھیلی۔آہل کہیں آبش کے گھر کال نہ کر لے اس لیے اسے خودکشی کی بھی دھمکی دے دے۔وہ جانتی تھی یہ بات آہل کے دل پر لگے گی۔آج صحیح معینوں میں اس نے اپنا بدلہ لے لیا تھا۔آج آہل کا پہلی بار دل ٹوٹا تھا اس کا دل ٹوٹا تھا جو بچپن سے ہر روز اس کا دل توڑتا آیا تھا۔یقیناً سکون ملا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر سب کچھ صحیح جا رہا تھا۔وہ اپنی چال میں کامیاب ہو رہی تھی۔آہل کا دل بری طرح

ٹوٹا تھا۔ وہ پڑھائی چھوڑ کر کراچی آ گیا تھا۔ بس یہ کچھ دن کی ہی تو بات تھی اور پھر وہ خود آہل کو اپنا سہارا دے گی۔ لیکن اللہ نے کچھ اور سوچ کے رکھا ہوا تھا۔ اللہ نے ساری بازی ہی الٹ دی اور اس بار وہ کٹھ پتلی بن گ ئی۔

آہل نے آبش کے لیے خود کشی کر لی۔ اسے تب بہت صدمہ پہنچا تھا۔ دوسرا صدمہ تب لگا جب آہل کی ممی نے آبش کے بابا کو کال کر کے بلایا تھا۔ اور تیسرا صدمہ تب لگا جب اس نے وہ خط دیکھا۔ وہ بہت برے طریقے سے پھنس گ ئی تھی۔ ابھی آبش کے ماں باپ آئے گے اور سارا سچ سب کے سامنے آ جائے گا۔ وہ اس وقت بہت زیادہ ڈری بیٹھی تھی۔ آہل کی حالت بھی خطرے میں تھی۔ ادیبہ کو بہت غصہ آ رہا تھا۔ بہت بڑی غلطی ہو گ ئی تھی۔ اللہ اس بار بچا لے آگے سے ایسا کچھ نہیں کرے گی۔ پر اللہ کیسے سنتا۔ اللہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا ہے۔ ادیبہ کو اس کے کیے کی سزا تو ملنی تھی۔ اس نے آبش کو اتنا عرصہ بدنام کیا تھا۔ پھر یہ ہوا کہ ادیبہ نے جو بھی چال چلی وہ الٹا اس پر ہی لگی۔ آبش کے آنے پر اسے خط دیتے ہوئے ادیبہ نے اسے ڈرایا تھا کہ وہ مان جائے اسے پتا تھا آبش بہت معصوم ہے۔ ڈر کے مان جائے گی۔ اور آبش واقعی ڈر گ ئی تھی۔ اور اس کی بات پر کوئی یقین نہیں کر رہا تھا۔ ادھر تک تو سب صحیح تھا لیکن جب آہل

نے آبش سے نکاح کی بات کی تو ادیبہ کو ایسے لگا کہ اس کے کانوں میں کسی نے سیسہ پگھلا کے ڈال دیا تھا اور اب اسے کبھی کچھ نہیں سنے گا۔ادیبہ اور کچھ سننا بھی نہیں چاہتی تھی۔ایسا کیسے ہو گیا۔ایسا تو اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔وہ اٹھ کر باہر آ گ ئی۔ باہر آبش بیٹھی تھی۔آبش میں ایسا کیا تھا جو آہل اس قدر پاگل ہو گیا تھا۔کچھ بھی تو نہیں۔۔۔وہ آبش کو دیکھے جارہی تھی۔پھر ساری باتیں اس کے ذہن میں آنے لگ گ ئی۔آہل کا ہر بار اس کو نظر انداز کرنا۔ہر روز ک ئی بار اسکا دل توڑنا۔اسے روز ذلیل کرنا۔اور آبش سے اتنی محبت کرنا کہ اس کے لیے اپنی جان دے دینا لیکن ادیبہ کو کبھی ایک نظر بھی مت دیکھنا۔اس محبت نے کیا کچھ کروایا تھا۔روز روز مر رہی تھی۔ روز روز جان لے رہی تھی۔اس سے بہتر تھا وہ بھی خودکشی کر کے مر جاتی۔

محبت اور موت کو پورے کا پورا انسان چاہیے ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔روح اور جسم سمیت۔۔۔۔۔۔

یہ پورے انسان کو نگل لیتی ہیں۔۔۔چلو موت تو یک دم قصہ ختم کر دیتی ہے۔۔لیکن محبت۔۔۔۔۔۔۔۔محبت موت سے بھی زیادہ بے رحم چیز ہے۔۔۔۔یہ پہلے انسان کے دل کو قابو کرتی ہے۔۔۔پھر تمام اعضا اپنی دسترس میں لیتی ہے۔۔۔۔پھر اپنا

اثر روح پر اتارنے لگتی ہے۔۔۔۔آہستہ آہستہ۔۔بالکل کسی تیزاب کی طرح۔۔۔۔۔پھر یوں انسان پر غالب آکر موت سے بھی بدتر زندگی دیتی ہے۔۔۔۔۔۔انسان کو تڑپا تڑپا کے مارتی ہے۔۔۔۔۔۔اس کا اختتام بھی موت ہی ہے۔۔۔۔۔۔

اور پھر محبت نے اپنا آخری اور سب سے زہریلا وار کیا تھا۔۔۔آہل اور آبش کا نکاح۔۔۔۔۔اور ادیبہ میں تھوڑی بہت جو جان باقی تھی وہ بھی نکال لی گئی۔اب زندگی کی کوئی بھی رونق اسے متاثر نہیں کرسکتی تھی۔۔۔۔۔۔

آٹھواں باب: اجنبیت

آبش کے بابا کراچی آہل کے گھر آئے تھے۔اس وقت گھر پر صرف آہل کی ممی موجود تھی۔انھوں نے فوراً آہل کے ڈیڈی کو بلانے کے لیے کہا تھا۔

""""کیا ہوا سب خیر تو ہے۔۔؟آپ بہت پریشان لگ رہے ہیں؟""

آہل کے ڈیڈی کو کال کرنے کے بعد ممی نے انکل حیات سے پوچھا تھا۔

""""اب ساری بات سعد بھائی کے آنے پر ہی ہو گی۔۔""""

بس اتنی سی بات کہہ کر وہ خاموش ہو گئے تھے۔اس کی ممی نے چائے کے ساتھ مختلف لوازمات پیش کیے پر انھوں نے کچھ بھی نہ کھایا۔بس ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر خاموش بیٹھے رہے تھے۔اتنے میں تیزی میں انکل سعد آئے تھے۔ان کے آتے ساتھ ہی انکل حیات نے سلام لینے کی بجائے انھیں ساری تفصیل بتانا شروع کر دی۔اب وہ اس نمبر کی ڈیٹیل دکھا رہے تھے۔اور ان سب میسجز کی ڈیٹیل جو ادیبہ نے آبش بن کر کیے تھے۔اب وہ اس کے اپنے نام کیے گئے چند میسجز جو اپنی دوستوں کو کیے تھے اس کی ڈیٹیل دکھا رہے تھے۔پھر وہ سارا کچھ انھوں نے ٹیبل پر پھینکا تھا اور اٹھ کے کھڑے ہو گئے۔

""""آپ یہ سب آہل کو خود بلا کے بتائیں گے یا میں بتاؤ ں۔۔۔؟کیوں کہ میں اس زبر دستی اور جھوٹ کی بنیاد پر بنائے گ ئے رشتے کے بوجھ تلے اب مزید اپنی بیٹی کو نہیں رکھ سکتا۔""""

انھوں نے یہ بات بہت تیز لہجے میں کہا تھا۔

آہل کے ماں باپ جو بالکل حیران بیٹھے تھے اس بات پر کانپ کے رہ گ ئے تھے۔ انھوں نے ان سے تھوڑا ٹائم مانگا تھا۔اور ان کی منت کی تھی کہ وہ کوئی بات ابھی آہل سے نہیں کر سکتے کیوں کہ ڈاکٹر نے ذہنی دباؤ دینے سے منع کیا ہے۔اور اللہ نہ کرے کہ وہ کہیں خودکشی دوبارہ نہ کرلے۔اس لیے بس تھوڑے وقت بعد وہ خود ہی اسے بتا دیں گے۔۔۔

""""تھوڑے وقت کا مطلب تھوڑا ہی وقت۔۔۔""""

انھوں نے غصے سے آگ بگولہ ہو کر کہا اور پھر وہ وہاں ایک منٹ بھی نہیں رکے اور تیز قدم کے ساتھ واپس چلے گ ئے۔وہ وہاں رک بھی کیسے سکتے تھے۔

انسان سب کچھ بھول سکتا ہے پر اپنے بچوں پر لگی تہمت اور اپنی رسوائی کبھی نہیں

بھولتا۔۔۔کیسے ان کی بیٹی کو آوارہ کہا گیا تھا۔کیسے سب کے سامنے انھیں خود کو مجرم سمجھا گیا تھا۔وہ واقعی کچھ نہیں بھولے تھے۔اور ایسی باتیں بھولتا بھی کون ہے۔۔۔؟

آہل آج کل بہت خوش تھا۔آبش اس کے نکاح میں لکھ دی گ ئی تھی۔جس لڑکی سے اس نے اتنی محبت کی تھی۔جسے اتنا چاہا تھا وہ اسے مل گ ئی تھی۔وہ اسکے لیے اللہ نے بنائی تھی۔صرف اور صرف اس کے لیے۔۔۔اور یہ بات دل کو سکون اور روح کو قرار پہنچانے کے لیے کافی تھی۔آہل کی صحت میں بہت تیزی سے بہتری آ رہی تھی۔ اور کچھ ہی دنوں میں وہ پہلے جیسا ہو گیا تھا۔یہ دلی سکون کی وجہ سے ہی تو تھا۔اب اندر سے کوئی غم نہیں تھا۔اب کوئی خواہش بھی تو نہیں تھی۔کچھ ہی دنوں میں اس کے تیسرے سال کے پیپرز تھے۔اس نے جا کر وہ دینے تھے۔اس کی ممی نے بھی اسے فی الحال کچھ نہیں بتایا تھا۔وہ اس کے پیپرز ہونے کے انتظار میں تھیں۔انھوں نے انکل حیات سے بس اس کے پیپرز ہونے تک کی مہولت مانگ لی تھی۔اور انھوں نے بھی

دل پر پتھر رکھ کر اجازت دے دی تھی۔اب آہل ملتان آگیا تھا۔ملتان کی سر زمین پر قدم رکھتے ہی آبش کی خوشبو آنے لگ گئی تھی۔ بھینی بھینی۔۔پاگل کر دینے والی خوشبو۔۔۔اور یہ مٹی۔۔۔؟یہ مٹی بھی تو آج محرم لگ رہی تھی۔جیسے آبش کے ساتھ ساتھ اس مٹی سے بھی اس کا کوئی رشتہ جوڑ دیا ہوتا ہے۔اسے سچ میں ملتان کی مٹی سے بھی عشق ہو گیا تھا۔سچ کہتے ہیں محبوب کی ہر چیز بہت عزیز ہوتی ہے۔چاہے پھر اس کے شہر کی مٹی ہی کیوں نہ ہو۔۔۔

آہل نے ملتان آکر بھی اس کا نمبر کافی مرتبہ ملایا تھا پر وہ آن نہیں ہوا تھا۔اسے اب تو آن کر لینا چاہیے تھا۔اب تو ہمارا بات کرنے کا قانونی حق ہے''''آہل نے خود سے ہی کہا تھا۔جیسے آبش کو سنا رہا ہو۔ایسے کہنے سے آبش تک بات پہنچ جائے گی۔اس کے خیالوں میں تو آبش اس کے ساتھ ہی رہتی تھی۔ہر وقت اس کے پاس۔۔اپنی ہر بات وہ اس سے کہہ دیتا تھا اور وہ مان جاتی تھی۔گھنٹوں اسے بیٹھ کہ دیکھنے کی فرمائش کرتا تھا اور وہ آہل کے سامنے بیٹھ جایا کرتی تھی۔۔اس کا سنہری چہرہ۔۔اس کی ہلکی بھوری چمکدار آنکھیں،گلابی ہونٹ۔۔۔اس کے نازک ہاتھ۔۔اور ان نازک ہاتھوں کا لمس ابھی تک اس کے ہاتھ پر تھا۔وہ بس ایسے ہی اس کے سامنے بیٹھی رہتی اور آہل کا کبھی

اس کو دیکھ دیکھ کر جی نہیں بھرتا۔ہاسٹل میں بھی گھنٹوں وہ خیالوں میں غرق رہتا تھا۔
شہروزاسے زبردستی جتنا پڑھا دیتا وہ پڑھ لیتا۔۔۔خود سے پڑھنے کا ہوش ختم ہو گیا تھا۔
بس وہ پیپرز ختم ہونے کے انتظار میں تھا کہ کب پیپرز ختم ہوں اور کب وہ آبش کے
گھر جائے اور اسکو اصل میں دیکھے۔اسے خود موبائل گفٹ کرے کہ اب وہ اس
موبائل سے اس سے روز بات کرے۔پر یہ پیپرز شروع ہوں تو تب ہے۔

اللہ اللہ کر کے پیپرز شروع ہوئے تھے۔پیپرز میں وہ کافی مصروف رہا تھا۔سارا پڑھ کہ
پیپر دینے جاتا تھا۔اسے پڑھنا تھا۔آبش کے لیے پڑھنا تھا ورنہ جب وہ رزلٹ پوچھے گی
تو وہ اسے کیا بتائے گا۔اس کے لیے تو وہ کچھ بھی کر سکتا تھا پڑھائی تو ایک بہت چھوٹی چیز
تھی۔اس نے سارے پیپرز محنت سے پڑھ کر دے دیے۔اب پیپرز ختم ہو گیے۔
آبش کے پاس جانے کا وقت آگیا۔آہل آبش کے پاس جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔
آبش کو سفید رنگ بہت پسند تھا۔اس لیے اس نے بلیک پینٹ کے ساتھ سفید شرٹ
پہنی تھی۔بال جیل لگا کر سیٹ کیے تھے۔اور آبش کے گھر آگیا تھا۔ملازم نے گیٹ
کھولا اور آہل نے بائیک گھر کے اندر گیراج میں پارک کی۔آج تو یہ گھر بھی اپنا اپنا لگ رہا
تھا۔شام کا وقت ہو رہا تھا۔سورج میں دوپہر جیسی آگ ختم ہو گئی تھی۔ہلکی ہلکی ہوا

چل رہی تھی جو اس کی دھڑکنیں بڑھانے کے لیے کافی تھی۔آہل لان میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔اندر آبش تھی۔اس کی آبش۔اور یہ احساس کس قدر دلکش تھا اس کا اندازہ شاید کوئی نہیں کر سکتا تھا۔اسے اللہ کی طرف سے آبش عطا کی گ ئی تھی۔اور ہمیشہ نعمتیں عطا کی جاتی ہیں۔اور اگر ان نعمتوں کی ناشکری کی جائے تو وہ چھین لی جاتی ہیں۔اور آہل تو ہر سانس کے ساتھ اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کرتا تھا۔

آہل نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تھا۔سنہری فانوس پر سورج کی ہلکی روشنی پڑی تھی اور وہ چمکا تھا۔اس کی سنہری روشنی میں آبش کا چمکتا ہوا چہرہ آنکھوں کے سامنے آگیا تھا۔وہ دو منٹ تو دروازہ کھولے اس سنہری روشنی کو اپنی روح میں سماتا رہا تھا اور پھر دروازہ بند کر دیا تھا۔اب چھوٹے چار فانوس روشن تھے اور ان کی روشنی میں وہ ٹی وی لاؤنج بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ہمیشہ سے زیادہ پیارا۔۔۔۔کیوں کہ آج یہ گھر بھی اپنا لگ رہا تھا۔کوئی اجنبیت کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔آہل جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔آنٹی نیلوفر آئی تھی۔وہ بہت پیار سے آہل سے ملی تھیں۔اس کے سر پر اپنا شفقت بھرا ہاتھ پھیرا تھا۔اور اس کا ماتھا چوما تھا۔وہ ہمیشہ سے ہی بہت پیار سے ملتی تھی لیکن آج ان کا

ایسے ملنا اسے بہت اچھا لگ رہا تھا۔اسے ان کے ایسے ملنے پر اپنی ممی یاد آئی تھی۔اب آنٹی آہل کے پاس ہی بیٹھ گئی تھی۔آنٹی نے آہل کے لیے کافی منگوائی تھی۔آہل آبش کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ کدھر ہے۔۔؟کیسی ہے۔۔۔؟لیکن کیسے پوچھے۔۔۔؟؟الفاظ نہیں مل رہے تھے۔

"آنٹی کوئی بھی نظر نہیں آرہا۔۔؟سب کہاں پر ہیں۔۔؟""

اس نے ہمت کر کے ان سے ایسے سوال کیا تھا۔بے شک وہ اب اس کے نکاح میں تھی پھر بھی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی اس کے بارے میں پوچھنے کی۔

""آپ کے انکل تو آفس ہیں۔وہ رات کو دیر سے ہی آتے ہیں۔اور حماد امریکہ ہوتا ہے۔وہاں پڑھ رہا ہے۔بس سارا دن گھر پر میں ہی اکیلی ہوتی ہوں۔۔۔""

آنٹی نے سب کا تو بتا دیا پر جس کا وہ پوچھنا چاہتا تھا اس کے بارے میں تو کچھ نہیں بتایا۔اب وہ کیسے پوچھے۔وہ خاموش ہو گیا۔ابھی اسے بیٹھے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔کہ ٹی وی لاؤنج کا دروازہ کھلا تھا۔آہل نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔آبش دروازے میں کھڑی تھی۔ہاں وہ ہی تو تھی۔اس نے گرے اور پنک رنگ کی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔وہی رنگ جو نکاح کے جوڑے میں تھے۔آہل کو بے انتہا وہ نکاح کا دن یاد آیا تھا۔اس دن وہ

کتنا قریب بیٹھی ہوئی تھی۔اور جب اس کے ہاتھ میں وہ انگوٹھی ڈالی تھی تب اس کے ہاتھ کا لمس۔۔۔وہ ایک لمس ابھی تک اس کے ہاتھ پر تھا۔اس نے بے اختیار اپنے ہاتھ کی مٹھی بند کر لی تھی۔

اب آبش کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔سنہری روشنیوں میں نہایا ہوا سنہری چہرہ۔۔وہ سنہری جادو نگری میں جا رہا تھا۔جہاں صرف وہ اور آبش تھے۔ماضی کی کوئی یاد نہیں۔۔بس وہ۔۔اس سفید فراک میں۔۔بال کھولے ہوئے۔۔گلابی ہونٹوں کے ساتھ مسکراتی ہوئی۔آنکھیں جھکی ہوئی تھیں۔آہل نے اس کی ٹھوڑی کو چھوا تھا اور اس کے چہرے کو اوپر کیا تھا۔وہ ہلکی بھوری آنکھیں اب آہل کی جان لے رہی تھیں۔ اصل میں بھی اب ان نشیلی ہلکی بھوری آنکھوں نے آہل کو دیکھا تھا۔دونوں کی نظریں ملی تھے۔اس کی آنکھیں۔۔۔اس جادو نگری والی پری سے زیادہ خوبصورت تھیں۔پر ان آنکھوں میں اب اچانک کوئی احساس پیدا ہوا تھا۔آہل کو پتا نہیں وہ ناپسندیدگی کا احساس لگا تھا۔اب وہ پلکیں جھک گئی تھی۔اور آہل کی دھڑکنیں رک گئی تھیں۔ آبش کی آنکھوں میں ناپسندیدگی کا احساس۔۔۔۔پر ایسا کیوں۔۔۔؟آہل کو لگا شاید اسے غلط فہمی ہوئی ہے۔جتنا وہ آبش سے محبت کرتا وہ بھی تو کرتی ہے۔پھر وہ ناپسند

www.neweramagazine.com

کیسے کر سکتی ہے۔آہل نے اپنے خیال کو جھٹک دیا تھا۔اب وہ آہل کے پاس آنے کے بجائے نظریں جھکائے اس کے سامنے سے گزرتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گ ئی۔ آنٹی اب کچھ کہہ رہی تھی۔پر اسے کہاں سن رہا تھا۔ابھی تک اس بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔اسے ایک بار تو آہل کے پاس آنا چاہیے تھا۔بے شک پاس نہ بیٹھتی پر دو منٹ کھڑی ہو جاتی۔سلام ہی کر لیتی۔آہل کو پتا نہیں کیوں کچھ غلط لگ رہا تھا۔اب آنٹی نے اسے زور سے پکارا تھا تو وہ ہوش میں آیا تھا۔اور اس نے دروازے پر سے نظریں ہٹالی تھیں۔

""بیٹا میں کہہ رہی تھی کھانا کھا کر جانا""

اس کا پہلے تو کھانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن اب وہ آبش کے یوں منہ موڑنے کے اپنے خیال کو جانچنا چاہتا تھا۔اس لیے اس نے رکنے کی حامی بھر لی تھی۔پھر وہ کتنی ہی دیر ادھر بیٹھا رہا تھا۔آبش اپنے کمرے سے باہر نہیں آئی تھی۔نہ ہی کھانا کھانے اوپر ڈائنگ ٹیبل پر آئی۔ایسا کیوں تھا۔کیا وہ شرما رہی تھی۔آہل اپنے ساتھ موبائل لایا تھا جو وہ خود آبش کو دینا چاہتا تھا۔آبش باہر آتی تو وہ دیتا۔اب اس نے آنٹی نیلوفر کو دینا ہی بہتر سمجھا۔وہ اور آنٹی باہر لان میں بیٹھے چائے پی رہے تھے تو وہ اٹھ کہ کھڑا ہو گیا اور

بیگ سے موبائل اور ایک سم نکال کر آنٹی کو دے دی۔

""""آنٹی میں یہ موبائل آبش کے لیے لایا تھا۔آپ اسے میری طرف سے دے دینا۔۔۔""""

آنٹی کچھ کہنا چاہتی تھی پر نا جانے کیوں چپ ہو گ ئی اور چپ کر کے موبائل پکڑ لیا تھا۔آہل کا دل بہت عجیب طریقے سے گھبرا رہا تھا۔جیسے کچھ برا ہونے والا ہو۔آہل پھر وہاں نہیں رکا اور اپنی موٹر سائیکل سٹارٹ کر کے وہاں سے ہاسٹل آ گیا۔اب وہ جب یہ سم آن کرے گی تب ہی وہ آبش سے بات کرے گا۔اور اس سے اپنے خدشے کے بارے میں پوچھے گا۔اللہ کرے یہ اسکا وہم ہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آبش کے گھر سے واپس آنے کے بعد آہل کا دل بہت بری طرح دھڑک رہا تھا۔جیسے کچھ برا ہونے والا ہو۔جیسے آبش دور جانے والی ہو۔

دل۔۔۔دل بھی کتنا عجیب عضا ہے۔۔میڈیکل کی رو میں اس کا کام صرف خون کو سپلائی کرنا ہے۔۔۔اور بس۔۔۔مگر یہی دل۔۔۔۔کہیں کچھ غلط ہونے والا ہو۔۔۔ہمیں۔۔۔دھڑک دھڑک کے۔۔۔مستقبل میں ہونے والے۔۔۔اندیشوں کے بارے میں پہلے سے ہی خبر دار کر دیتا ہے۔۔

نواں باب: تڑپ

آہل انتظار کرتا رہا۔ بار بار اس سم کا نمبر ملاتا رہا جو اس نے آبش کی ماما کو دی تھی۔ پر وہ نمبر مسلسل بند جا رہا تھا۔ آبش ایسا کیوں کر رہی تھی۔ کہیں وہ اس کے یوں خود کشی کرنے سے ناراض تو نہیں۔۔۔؟ چلو اگر ناراض ہے بھی تو ناراضگی کا اظہار تو کرے۔ وہ ہی کہہ رہی تھی کہ میں نے اسے دھوکہ دے رہا ہوں۔ پر اب تو میں نکاح کر چکا ہوں۔ سارے کا سارا اس کا ہو چکا ہوں۔ نہ اب کوئی روبی بیچ میں رہی ہے اور نہ ہی کوئی ادیبہ۔۔۔ اب تو اسے کوئی شکوہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا وہ صبح ہی اپنے گھر کراچی جائے گا اور اپنی ممی سے کہے گا کہ وہ اس کی آبش سے بات کروائیں۔ ویسے بھی ابھی اس کی چھٹیاں تھیں۔ اس لیے وہ صبح ہی کراچی آ گیا۔

""ممی آپ آبش سے میری بات کروائیں۔ پتا نہیں کیا ہوا ہے۔ وہ میرے سے بات ہی نہیں کر رہی۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔۔""

گھر آ کہ ناشتا کرنے کے بعد اس نے اپنی ممی سے کہا تھا۔

''''آپ فریش ہو جاؤ۔ تھوڑا ریسٹ کر لو پھر میں خود آپ کی آبش سے بات کرواؤں گی۔۔۔''''

انھوں نے بچوں کی طرح آہل کو بہلایا تھا۔پر آہل اب بچہ نہیں تھا۔

''''نہیں ممی۔۔آپ سمجھ نہیں رہیں۔میں اس وقت کتنے قرب سے گزر رہا ہوں۔ آپ آبش سے میری بات کروادیں۔میری ساری تھکن دور ہو جائے گی۔۔۔''''

اس نے بہت تھکے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔اس کی ممی کی آنکھوں میں اسے دیکھ کر آنسو آ گئے۔ ممتا سے مجبور ہو کر انھوں نے آنٹی نیلوفر کو کال کی تھی۔رسمی علیک سلیک کے بعد انھوں نے آبش سے بات کرانے کو کہا تھا۔آہل ساری گفتگو ساتھ بیٹھے سن رہا تھا۔''''اچھا کب آئے گی واپس''''ممی کچھ پوچھ رہی تھی۔۔۔۔

''''چلیں جب آجائے میری بات کروادینا۔اللہ حافظ۔۔۔''''

اور انھوں نے فون بند کر دیا۔

آہل اپنی ماں کے ذرا قریب ہو گیا۔

""""ممی کیا ہوا۔آبش سے بات کیوں نہیں کی۔۔؟""""

""""بیٹا وہ گھر پر نہیں ہے۔اپنے کالج کے ساتھ ٹرپ پر نادرن علاقہ جات گ ئی ہوئی ہے۔میں نے نیلی سے کہہ دیا ہے جب وہ آ جائے تو بات کروا دیں۔۔""""

""""پر ممی کل تک تو وہ وہیں تھی۔۔میں کل ہی تو اس کے گھر سے ہو کہ آیا ہوں۔۔""""

""""تم آبش کے گھر کیوں گ ئے تھے۔۔؟""""اس کی ممی نے پوچھا تھا۔

""""آبش سے بات ہی کرنے گیا تھا۔لیکن بات نہیں ہو کی۔ لیکن مجھے پتا ہے کل شام تک وہ وہیں ہی تھی۔۔""""

""""ہاں وہ آج صبح ہی گ ئی ہے۔۔""""

انھوں نے آہل کو یہ بات کہہ کر ٹال تو دیا لیکن انھیں آہل کے آبش کے گھر جانے والی بات نے پریشان کر دیا۔جو بھی ہے جلد از جلد آہل کو سچائی کا بتا دینا چاہیے۔

آہل اپنی ممی سے بات کر کے اپنے کمرے میں آگیا تھا۔اسے یہ سن کر تسلی ہو گ ئی تھی۔آبش جانے کی تیاری میں مصروف تھی تبھی کل اس کے سامنے نہیں آئی تھی۔

اور شاید اسی لیے اب تک موبائل بھی آن نہیں کیا ہو گا۔اب جا کر تھوڑی پریشانی دور ہوئی تھی۔اور اب نیند بھی آجانی تھی۔اس لیے وہ لیٹ گیا۔اور تھوڑی ہی دیر میں خواب خرگوش کے مزے لینے لگا۔اب مزے کی نیند آنی ہی تھی۔ تسلی جو تھی کہ جب آبش واپس آئے گی بات ہو جائے گی۔

آہل کو کراچی آئے ہوئے ساتواں دن تھا۔ابھی تک آبش سے بات نہیں ہوئی تھی۔ آہل روز ممی کو فون کرنے کے لیے کہتا تو روز اس کی ممی کہہ کر ٹال دیتی کہ آبش ابھی دو تین دن تک آئے گی۔

اس دن شام کے وقت آہل اپنے کمرے میں لیٹا ہوا تھا۔ہاتھ میں وہ چھن چھن والا کی رنگ تھا۔اس کی چھن چھن سے پتا نہیں کیوں آبش کی وہ پہلے دن والی مدہوش اور سحر طاری کر دینے والی آواز سنائی دیتی تھی۔اور یہی پھر جادو نگری میں لے جاتی تھی۔ آبش کے پاس۔۔ جہاں صرف آبش اس کی تھی۔ صرف اس کی۔ وہ اس سے باتیں کرتا رہتا تھا۔اسے دن کی ہر بات بتاتا تھا۔وہ پلکیں جھکائے سنتی رہتی تھی۔ پھر آہل اسے پلکیں اٹھا کر خود کو دیکھنے کا کہتا تو وہ پلکیں اٹھاتی۔ وہ ہلکے بھورے پانیوں والی جھیل اس

کی آنکھوں میں اتر جاتی تھی۔ پھر سب کچھ بھول جاتا تھا۔ یہ بھی بھول جاتا تھا وہ آبش کو کیا بتا رہا تھا۔ وہ جھیل بس قطرہ قطرہ اس کی آنکھوں میں اترنے لگ جاتی تھی۔ اس کے دروازے پر دستک ہوئی تو وہ اس جھیل میں ڈوبتے ڈوبتے باہر آ گیا۔

""آ جاؤ۔۔""اس نے اٹھ کے بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔

اس کی ممی اندر آئی تھیں اور آ کر آہل کے پاس بیڈ پر ہی بیٹھ گئی تھیں۔

""آہل بیٹا۔۔""انھوں نے اب آہل کا ہاتھ پکڑا تھا۔

""بیٹا مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔""ان کے ہاتھ کی گرفت آہل کے ہاتھ پر اب مضبوط ہو گئی تھی۔""لیکن پہلے میرے سر کی قسم کھاؤ تم خود کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔۔۔؟ بہت تحمل سے میری ساری بات سنو گے۔۔؟ اپنی پڑھائی بھی جاری رکھو گے۔۔۔؟""

وہ اب نم آنکھوں سے آہل کی آنکھوں میں ڈرے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔ جیسے انھیں آہل کو کھو دینے کا خوف تھا۔ آہل پریشان ہو گیا۔ اس نے واقعی خودکشی کر کے اپنے ماں باپ کو ڈرا دیا تھا۔ وہ تو اس سے بے لوث محبت کرتے تھے۔ انھیں صرف وہ اور اس کی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زندگی پیاری تھی۔آہل کو اپنی ممی کی یوں بے بسی والی حالت دیکھ کر بہت ترس آیا۔

اس نے اپنی ماں کو کتنا بے بس کر دیا تھا۔اب آہل کی گرفت بھی اپنی ممی کے ہاتھوں پر

مضبوط ہو گئی۔

""جی ممی جو بھی بات ہے بے فکر ہو کر کہیں۔۔میں سن رہا ہوں۔میں کبھی خودکشی

کے بارے میں سوچوں گا بھی نہیں۔میں آپ کی سر کی قسم کھاتا ہوں۔۔""

""آہل""وہ کہہ کر چپ ہو گئی۔

""جی ممی بولیں۔ڈریں نہیں۔میں آپ کا بیٹا ہوں۔آپ کو ہر بات کہنے کا حق

ہے۔۔""""آہل وہ آبش نہیں ہے۔۔

آہل کو کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔

""کیا مطلب۔۔؟آبش نہیں ہے۔۔؟کون۔۔۔؟""

"بیٹا وہ آبش نہیں ادیبہ تھی۔۔۔""

آہل کی سمجھ میں اب بھی نہیں آیا تھا۔وہ سوالیہ نظروں سے اپنی ممی کی طرف دیکھ رہا

تھا۔

""جس سے تم نے پچھلے پانچ سال بات کی وہ آبش نہیں تھی۔ وہ ادیبہ تھی۔۔۔""

""ممی یہ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔؟ ادیبہ کیسے۔۔۔؟""

پھر اس کے ساتھ ہی انھوں نے شروع سے لے کر آخر تک ساری بات آہل کو تفصیل سے بتادی۔ آہل حیرانی سے سب سنی جارہا تھا۔ اس کی روح اندر سے کھینچ لی گئی تھی۔ اسے ایسے لگا کہ وہ مل مل کا کپڑا ہے اور خاردار جھاڑی پر پڑا تھا۔ اب کوئی بری طرح اسے کھینچ رہا تھا۔ اسے اس وقت اتنی ہی تکلیف ہو رہی تھی۔ اسے بے وقوف بنایا گیا تھا۔ وہ پچھلے سالوں میں جس سے بات کرتا رہا تھا۔ جس کے لیے دنیا کا ہر کام کیا تھا۔ جس کے لیے اللہ کا ہر وقت شکر ادا کیا کرتا تھا وہ تو آبش تھی ہی نہیں۔۔۔ وہ ادیبہ۔۔۔۔۔۔۔ اسے بہت شدت سے غصہ آرہا تھا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

""کہاں جارہے ہو آہل۔۔۔؟""

""ممی میں ادیبہ کے گھر جارہا ہوں۔ فکر نہ کریں میں جلدی ہی واپس آجاؤں گا۔۔""

یہ کہہ کر وہ اٹھ کر چل دیا۔ فل سپیڈ میں گاڑی چلا کر ادیبہ کے گھر پہنچ گیا۔ آخر کیوں

کیا اس نے ایسا۔۔۔؟ کیوں اس کے جذبات سے کھیلا۔۔۔؟ آج وہ ادیبہ کو نہیں چھوڑے گا۔ دل میں ادیبہ کے لیے نفرت مزید بڑھ گئی تھی۔

انسان بھی بڑا چلاک ہے۔ ہمیشہ اس پر ہی بولتا ہے۔۔ رعب جماتا ہے۔۔ جو آگے سے جواب نہ دیتا ہو۔۔۔ اس کے رعب میں آجاتا ہو۔۔۔ کبھی دیکھا ہے اپنے سے اونچے آدمی پر چیختے ہوئے۔۔۔ رعب جماتے ہوئے۔۔۔ کسی کو۔۔۔؟ نہیں نا۔۔۔۔ کیوں کہ ہمیشہ رعب اور ڈانٹ انہی کے حصے میں آتی ہے جن پر یقین ہوتا ہے۔۔۔ یہ دب جایں گے۔۔۔ آگے سے ہمارے ساتھ۔۔۔۔ سن کے زیادہ برا نہیں کریں گے۔۔۔۔۔

وہ ادیبہ کے گھر آگیا۔ ادھر بیل پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ دروازہ احمد نے کھولا تھا۔ اس نے آہل کا سرخ ہوتا ہوا چہرہ دیکھ لیا تھا۔

""""آہل کیا ہوا ہے۔۔؟ اتنے غصے میں کیوں لگ رہے ہو۔۔۔؟ سب خیریت تو ہے۔۔۔؟""""

""""مجھے کسی کی کوئی بکواس کا جواب نہیں دینا۔ مجھے بتاؤ ادیبہ کہاں ہے۔۔۔؟""""

اس نے چیختے ہوئے کہا تھا۔ آہل کی آواز سن کر سمرہ اور پھپھو بھی ٹی وی لاؤنج میں آ

گ ئی تھی۔

""""آہل بیٹا کیا ہوا ہے۔۔۔؟""""

""پھپھو نے پوچھا تھا۔""""ادیبہ کہاں ہے۔۔؟""""

""""ادیبہ اپنے کمرے میں ہے۔پر ہوا کیا ہے؟۔۔""""

""ابھی بتا لگ جائے گا۔۔""""

آہل ادیبہ کے کمرے تک گیا تھا۔اس کے پیچھے پھپھو اور سمرہ بھی آئے تھے۔البتہ احمد کو کوئی کام تھا وہ پیچھے نہیں آیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ادیبہ کے دروازے تک پہنچ کر آہل نے ادیبہ کے کمرے کا دروازہ کھولا۔نہیں کھلا۔ دروازہ اندر سے لاک تھا۔آہل نے دروازہ بجانا شروع کر دیا۔جتنی زور سے وہ بجا سکتا تھا۔اس نے دروازہ بجایا تھا۔اب دروازہ کھلا تھا۔ادیبہ باہر آئی تھی وہ آہل کو یوں کھڑا دیکھ کر ڈر گ ئی تھی۔آہل کی شہد رنگ کی آنکھیں غصے سے انگارا ہو رہی تھیں۔ان میں درد تھا۔تڑپ تھی۔۔۔کچھ بہت قریبی چیز کے کھو جانے کا احساس تھا۔ادیبہ اسے دیکھتے ہی سمجھ گ ئی تھی کہ آہل کو سچائی پتا لگ گ ئی ہے۔اب اس کا سامنا کرنے کی

ہمت نہیں تھی۔اس لیے اس نے پھر سے دروازہ بند کرنے کی کوشش کی لیکن آہل نے دروازہ بند نہیں ہونے دیا۔

""تم دروازہ تب تک نہیں بند کرو گی جب تک تم میرے سارے سوالوں کے جواب نہیں دے دیتی۔سن لیا تم نے۔۔۔؟"" آہل نے غصے سے آگ بگولا ہو کر ادیبہ کو کہا تھا۔

""کون سے سوال۔۔۔؟"" ادیبہ نے ڈرتے ہوئے پوچھا تھا۔

""تم مجھے یہ بتاؤ تم نے ایسا کیوں کیا۔۔۔؟تم نے مجھے بیوقوف بنایا۔۔۔؟تمہاری اتنی اوقات ہے تم آبش کی جگہ لے سکو۔۔۔؟تمہاری اتنی ہمت کیسے ہوئی۔۔۔؟

ادیبہ اور زیادہ ڈر گئی۔تو آہل کو واقعی پتا لگ گیا۔""بیٹا یہ کیا کہہ رہے ہو۔؟ادیبہ ایسے۔۔۔۔۔"" آہل نے پھپھو کی بات کاٹ دی۔

""پھپھو جب تک میں اس سے بات کر رہا ہوں آپ درمیان میں نہیں بولیں گی۔ آج یہ جواب دے گی۔اگر نہ دیا تو میں اس کی جان لے لوں گا۔""

پھپھو چپ ہو گئی۔

اب آہل ادیبہ کی طرف مڑا تھا۔

""تم سے میں نے کچھ پوچھا ہے۔ جواب دو مجھے۔۔۔""

لیکن وہ ابھی بھی چپ کھڑی رہی۔ آہل کے اتنا اونچا بولنے کی وجہ سے ادیبہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ بہہ رہے تھے۔

""یہ مگرمچھ کے آنسو میرے سامنے نہ بہاؤ۔ ادیبہ مجھے میری بات کا جواب دو۔ کیوں کیا تم نے ایسا۔۔۔""

""تمہارے لیے۔۔"" اس نے آنسو صاف کر کے آہل کو دیکھا تھا۔ ""آہل میں نے جو کچھ بھی کیا صرف اور صرف تمہارے لیے کیا۔ تمہیں پانے کے لیے کیا۔""

""مجھے پانے کے لیے۔۔۔؟ کیوں۔۔؟ ہر وقت میرے آگے پیچھے پھر کہ تمہارا دل نہیں بھرتا تھا جو تم نے اتنی بری حرکت کی۔۔۔؟""

""آہل میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ اتنی محبت کہ کبھی کسی نے نہیں کی ہو گی۔ میں بچپن سے ہی اس محبت کی بیماری میں مبتلا ہوں آہل۔ بچپن سے ہی اس قرب سے گزر رہی ہوں۔ تمہارا مجھے ہر لمحہ نظرانداز کرنے سے جو میرے دل پر گزرتی تھی۔۔ تم

کبھی تصور بھی نہیں کر سکتے۔""اب اس کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔آہل کی نظروں میں اب اس کے لیے نفرت ذرا کم لگ رہی تھی۔وہ اب ایک نقطے کو دیکھتے ہوئے پھر بولنا شروع ہوئی تھی۔

"آہل تم تو اس تکلیف سے کبھی نہیں گزرے جس تکلیف سے میں دس سال کی عمر میں گزری تھی۔جب ردابہ تمہاری زندگی میں آئی تھی۔پھر تو تم نے معمول ہی بنا لیا کہ دن میں کئی بار میرا نازک دل توڑنے کا۔آہل جب دل ٹوٹتا ہے پتا ہے کتنا دکھ ہوتا ہے۔۔۔؟کتنی تکلیف ہوتی ہے۔۔۔؟نہیں تم کبھی نہیں محسوس کر سکتے کیوں کہ کبھی تمہارا دل ٹوٹا ہی نہیں۔۔۔۔""

اب اس نے آہل کے آنکھوں کی طرف دیکھا تھا۔

""آہل مجھے تمہاری ان شہد رنگ آنکھوں نے دیوانہ کیا ہوا تھا۔تمہارا روز دل توڑنا بھول کر پھر تمہارے پاس آجاتی تھی۔سب کچھ برداشت کر لیا تھا۔آہل سب کچھ برداشت کر لیا تھا۔لیکن روبی کا تمہاری زندگی میں آنا نہیں برداشت ہوا۔میں نے تبھی سوچ لیا تھا کہ روبی کو تمہارے سے دور کر دوں گی۔آہل تم میرے سے تو کبھی بات ہی نہیں کرتے تھے پر میں نے دیکھ لیا تھا کہ تمہیں آبش پسند آئی ہے بس تمہیں

روبی سے دور کرنے کے لیے میں نے آبش بن کر بات کی تھی۔۔۔پر مجھے نہیں پتا تھا۔۔۔اب وہ دروازے کی دہلیز میں نیچے بیٹھ گ ئی تھی۔ جیسے بہت درد ہو رہا تھا۔اور درد سے تھک گ ئی ہو۔

’’’’آہل مجھے نہیں پتا تھا کہ تم اس کے پیچھے اس حد تک پاگل ہو جاؤ گے۔۔۔؟ مجھے لگا باقی لڑکیوں کی طرح تم اسے بھول جاؤ گے۔پر تم تو اسے نوافل پڑھ کر مانگنے لگ گ ئے۔اس کے لیے رونے لگ گ ئے۔ بھلا تمہارا رونا میں دیکھ سکتی تھی۔اس لیے میں نے تم سے اتنا عرصہ بات کی۔ لیکن آہل پھر پتا نہیں کیا ہوا۔سب کچھ ختم ہو گیا۔ تمہارا آبش سے نکاح۔۔۔‘‘‘‘ پھر وہ آہل کے سامنے ہاتھ باندھ کر بیٹھ گ ئی۔

’’آہل میں نے تم سے اس پانچ سال بات کی ہے۔میں نے تم سے بیس سال محبت کی ہے۔آہل آبش اس کہانی میں کہیں نہیں ہے۔بس میں ہوں اور تم ہو آہل۔بس میں اور تم۔آہل آبش کو طلاق دے دو۔میری محبت قبول کر لو۔میرے پر احسان کر دو آہل۔مجھے اس اذیت سے آزاد کر دو جو بچپن سے برداشت کر رہی ہوں۔۔۔۔‘‘‘‘

اب ادیبہ نے اپنا سر آہل کے پیروں میں رکھ دیا تھا۔آہل جو بہت حیرانی سے یہ سب سن رہا تھا ادیبہ کو اپنے قدموں میں پڑا دیکھ کر نیچے جھک کر اسے اٹھایا تھا۔سارا

غصہ۔۔سارے شکوے ختم ہو چکے تھے۔وہ بھی محبت کی ڈسی ہوئی تھی۔اس پر غصہ کرنے کا کیا فائدہ تھا۔لیکن وہ اس کی محبت نہیں قبول کر سکتا تھا۔وہ تو خود کسی کی محبت میں گرفتار تھا۔اور شدت سے جکڑا ہوا تھا۔اب آہل اسے پکڑے کہہ رہا تھا۔

""ادیبہ بس اب رونا نہیں۔چپ کر جاؤ۔میں نے تمہارا گناہ معاف کیا۔ لیکن۔۔۔۔""وہ چپ ہوا تھا۔ادیبہ نے آہل کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔بہت قرب اور تکلیف سے۔شاید آج اسے اس بیچاری کی محبت کا احساس ہی ہو جائے۔

""لیکن ادیبہ میں تمہاری محبت قبول نہیں کر سکتا۔یہ میرے بس میں نہیں ہے۔۔""ادیبہ نے قرب سے اپنی آنکھیں زور سے بند کر لیں۔

"ادیبہ تم میری حالت سے خوب واقف ہو۔میں خود بھی غم جاناں میں مبتلا ہوں۔اور میری یہ اذیت آج اور بڑھ گئی ہے میں جس کے لیے پانچ سالوں سے تڑپ رہا ہوں اسے اس بات کی خبر تک نہیں ہے۔میری اذیت کا تم بھی اندازہ نہیں کر سکتی ادیبہ۔۔۔وہ لڑکی تو مجھ سے نفرت کرتی ہو گی۔میں نے اس سے زبردستی نکاح کیا۔ اس پر الزام لگایا۔اللہ نے کیسے امتحان میں کھڑا کر دیا ہے۔۔۔۔""

"آہل تو اس امتحان کو ختم کر دو۔آبش کو آزاد کر دو۔میں تمہاری محبت کی حقدار ہوں۔

تم نے میرے سے ان سالوں میں بات کی ہے۔میرے ساتھ وہ سارے جذبات محسوس کیے ہیں۔ تمہیں محبت در حقیقت میرے سے ہوئی ہے۔آہل میرے پر ترس کھاؤ۔مجھے اپنا لو۔۔۔""""

""""میں تمہارے پر ترس کھانے والا کون ہوتا ہوں۔۔؟میرا تو اپنا حال ترس لینے والا ہو رہا ہے۔ادیبہ میری محبت آبش کے لیے ہے۔بے شک تم نے بات کی لیکن میری نظر میں وہ آبش ہی تھی۔میری محبت وہ ہی تھی۔اور یہ سننے کے بعد بھی وہ ہی ہے۔ محبت میں محبوب نہیں بدلہ جاتا۔نہ ہی یہ انسان کے بس میں ہوتا ہے۔۔۔۔۔ادیبہ تم ایک اچھی لڑکی ہو۔میں تمہاری محبت کی قدر کرتا ہوں۔۔۔لیکن میں تمہاری محبت قبول نہیں کر سکتا۔یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔۔۔""""

پھر آگے سے ادیبہ کچھ نہیں بولی۔وہ بس آہل کو دیکھے جا رہی تھی۔ جیسے آج آخری بار اسے دیکھ رہی ہو۔ جیسے پھر کبھی آہل کو دیکھنے کے لیے آنکھیں موجود ہی نہ ہوں گی۔

ہائے یہ محبت کیا چیز ہے۔انسان کو اندر سے توڑ کے رکھ دیتی ہے۔وہ دونوں اسی محبت کے شکار تھے۔ایک ہی آگ دونوں میں بھڑک رہی تھی۔ان دونوں کا گزر ایک ہی آگ کے سمندر سے ہو رہا تھا لیکن فرق اتنا تھا کہ ادیبہ کی منزل آہل تھا اور آہل کی

منزل آبش تھی۔اور دونوں کی منزل ناممکن نظر آرہی تھی۔

جب وہ گھر واپس آیا تو اس کے ماں باپ اب تک جاگ رہے تھے۔آہل ان دونوں کے گلے لگ کر بہت رویا۔ کبھی کبھی اندر کا لاوا آنسوؤں کے ذریعے باہر نکل جاتا ہے۔اور شاید انسان کو کچھ سکون بھی نصیب ہو جاتا ہے۔وہ پھر وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آگیا۔وہ ادھر آکر نیچے فرش پر جھک کر بیٹھ گیا۔ذہن میں صرف آبش تھی صرف اور صرف آبش۔۔۔۔وہ آبش کو کسی بھی قیمت پر خود سے دور نہیں کرے گا۔وہ اسے کبھی بھی نہیں چھوڑے گا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔

اندھیری رات ہے اور بہت تیز بارش ہو رہی ہے۔ہر طرف اندھیرا ھے۔گھپ اندھیرا۔۔۔آہل اکیلا اس اندھیری رات میں چلتا ہوا جا رہا ہے۔اسے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دیتی ہے۔وہ پیچھے مڑ کے دیکھتا ہے کوئی بھی نہیں ہے۔اب آہل نے تیز تیز چلنا شروع کر دیا ہے۔اور ان قدموں کی آواز بھی تیز ہو گئی ہے۔اب آہل بھاگنے لگ جاتا ہے۔کوئی اس کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیتا ہے۔اب آہل کو اپنے

بہت قریب سے کسی کے پیروں کی آواز آتی ہے۔پر یہ کیا پیچھے آبش ہاتھ میں چاقو لیے کھڑی ہے۔آہل اسے دیکھ کر مسکرا دیتا ہے۔پر اسنے آہل کے پیٹ میں چاقو مار دیا۔ آبش نے اپنے ہاتھ سے آہل کو مار دیا۔۔۔۔۔۔۔آہل چیخ مار کے اٹھتا ہے۔تو یہ سب ایک خواب تھا۔ایسا خواب۔۔۔وہ ویسے ہی فرش پر لیٹا سو گیا تھا۔اور اب پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔آہل کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آبش نے اسے کیوں مارا۔اس نے ایسا ہی خواب کیوں دیکھا۔اس نے اٹھ کر پانی پیا اور بیڈ پر جا کر لیٹ گیا۔دماغ میں ابھی بھی وہی خواب چل رہا تھا۔آہل کو کبھی آبش سے بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔کیا سچ میں آبش اس سے اتنی نفرت کرتی ہے کہ وہ اسے مار دے گی۔پتا نہیں وہ کیا سوچتی ہو گی؟ وہ میرے سے یقیناً نفرت ہی کرتی ہو گی۔اس کا کوئی قصور ہی نہیں تھا اور اسے کتنی رسوائی کا سامنا کرنا پڑا ہو گا۔اس پر کیا گزری ہو گی۔وہ یہی سوچ رہا تھا۔لیکن ابھی تک انھوں نے طلاق کا مطالبہ نہیں کیا۔شاید وہ اس نکاح سے خوش ہو۔آنٹی نیلوفر بھی یہ سب ہونے کے بعد کتنے پیار سے ملی تھی۔آبش کو وہ اتنی محبت دے گا کہ وہ خود اس سے محبت کرنے لگ جائے گی۔آہل نے سگریٹ نکالی تھی اور سگریٹ کا ایک کش لگایا۔اس کے کش میں آبش کا چہرہ نظر آیا تھا۔آہ کتنا سکون ملا تھا۔شکر ہے اس کے خیلاوں میں ابھی بھی وہی معصوم آبش آرہی تھی۔اب وہ کش پر کش لگا رہا تھا اور

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دھویں میں آبش کے بدلتے ہوئے انداز دیکھ رہا تھا۔ کبھی وہ ہنس دیتی تھی۔ کبھی معصوم شکل بنا کر سر جھکا لیتی۔ آہل اسی طرح آبش کو دیکھتے دیکھتے سگریٹ کی پوری ڈبی ختم کر گیا تھا۔

وہ کراچی میں اب اور نہیں رہنا چاہتا تھا۔ وہ کسی اپنے سے نہیں ملنا چاہتا تھا۔ بس تنہائی چاہتا تھا۔ اسلیے کراچی سے ملتان آگیا اور یہاں ہاسٹل کی بجائے ایک فلیٹ رینٹ پر لے کر اکیلا رہنے لگ گیا۔ یہ فلیٹ آبش کے گھر کے قریب تھا۔ یہاں رہ کر آبش کی خوشبو زیادہ قریب سے آتی تھی۔ ادھر ہر وقت آبش کے بارے میں سوچتا رہتا تھا۔ یہ محبت کیسا امتحان لے رہی تھی۔ عذاب محبت تیزاب کی مانند ہوتا ہے جو انسان کے جسم سے زیادہ روح کو نقصان پہنچاتا ہے۔ انسان کی روح کو جھلسا دیتا ہے۔ تیزاب قطرہ قطرہ کر کے روح کے جس جس حصے پر گرتا ہے وہ حصہ جل جاتا ہے۔ اور اس روح کے جلنے کی تکلیف جسم کے جلنے کی تکلیف سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

آہل کی روح بھی عذاب محبت سے جھلس رہی تھی۔ آہل ادھر فلیٹ پر آکر اب سارا سارا دن سگریٹ پیتا رہتا۔۔۔ ساری ساری رات بھی جاگتے سگریٹ پیتے گزر جاتی۔ میوزک اتنے اونچی آواز میں لگایا ہوتا کہ کسی دوسرے بندے کے کان کے پردے

پھٹ جائیں۔ لیکن وہ اپنے کمرے میں اونچی آواز میں میوزک لگا کر بیٹھ جاتا تھا۔ یوں تھوڑی دیر کے لیے ہی سہی آبش کی تکلیف اس اونچی آواز کی تکلیف میں کہیں چھپ جاتی تھی۔ اور کچھ دیر کے لیے دماغ سن ہو جاتا تھا۔ لیکن یہ بس کچھ ہی دیر کے لیے تھا۔ اور پھر سے وہی تکلیف۔۔۔ وہی تڑپ۔۔ وہی اذیت۔۔۔

اب کالج کی چھٹیاں بھی ختم ہو گئی تھیں۔ شہروزا گر آکر زبردستی لے جاتا تو کلاس لینے چلا جاتا تھا ورنہ یوں ہی سارا دن پڑا رہتا اور سگریٹ پھونکتا رہتا یا بلیک کافی بنا کر پیتا رہتا تھا۔ اب اس نے آبش کے گھر بھی جانا شروع کر دیا تھا۔ وہ وہاں جا کر ٹی وی لاؤنج میں بیٹھا رہتا تھا۔ کسی سے کوئی بھی بات نہیں کرتا تھا۔ آنٹی آکر بلاتی رہتی بس ہوں ہاں میں جواب دے دیتا۔ کبھی کبھی آبش بھی نظر آجاتی تھی۔ اور وہ تب پھر کئی کئی گھنٹے اسی کو اپنے تصور میں دیکھتا رہتا۔ اور جب ہوش میں آتا تو چلا جاتا۔ اس کو بری طرح سے صدمہ لگا تھا اور شاید اس صدمے کا اثر دماغ پر ہو گیا تھا۔

ایک دن وہ معمول کے مطابق آبش کے گھر آیا تھا اور ہمیشہ کی طرح آبش کے کمرے کے بند دروازے کو گھور رہا تھا۔ اتنے میں سکینہ جو ان کے گھر میں کام کرتی تھی وہ آہل کے پاس آئی تھی۔

""""آہل بھائی۔مجھے آپ کی حالت پر بہت ترس آتا ہے۔آپ کا یوں چپ چاپ بیٹھے آبش باجی کے کمرے کو دیکھتے رہنا میرے سے برداشت نہیں ہوتا ہے۔۔۔""""آہل کو اس کی بات پر بے اختیار ہنسی آئی تھی۔تو اب لوگوں کو اس پر ترس بھی آنے لگ گیا۔ اور ایک صرف اس کو نہیں آتا جس کے لیے یہ حالت بنائی ہوئی۔اب سکینہ نے پھر بولنا شروع کیا تھا اور آہل ابھی بھی آبش کے کمرے کے بند دروازے کو ہی دیکھی جا رہا تھا۔

""""آہل بھائی میں چاہتی ہوں آبش باجی آپ کی ہمیشہ کے لیے ہو جایں۔صاحب جی اکثر نیلوفر میم صاحب سے آبش باجی کی آپ سے طلاق کی بات کرتے ہیں۔پر یقین کریں میرا ذرا دل نہیں مانتا کہ آپ کی طلاق ہو۔میں آپ کی مدد کرنا چاہتی ہوں۔۔۔""""

یہ طلاق والی بات سن کر آہل کے دل پر جو گزری تھی اس بات کا اندازہ سامنے کھڑی سکینہ نہیں کر سکتی تھی۔وہ ابھی بھی کھڑی آہل سے ہمدردی کا احساس جتا رہی تھی۔ لیکن آہل کے اندر طلاق کا سن کر لاوا ابل رہا تھا۔آبش صرف اس کی تھی۔اس کے نکاح میں تھی۔وہ کبھی اسے طلاق نہیں دے گا۔بے شک یہ لوگ کچھ بھی کر لیں۔وہ

NEW ERA MAGAZINE .com

آبش کو ان کے پاس سے لے کر بھاگ جائے گا۔ سکینہ اب بھی کھڑی بول رہی تھی۔

آہل بھائی یہ میرا نمبر ہے۔ یہ آپ رکھ لیں۔ کبھی گھر کے بارے میں کوئی خبر پوچھنی ہو تو پوچھ لیا کریں۔ میں روز یوں آپ سے بات نہیں کر سکتی۔ باجی غصے ہوں گی۔۔""اس نے آہل کے ہاتھ میں چٹ پکڑائی۔

""آنٹی نیلوفر کا میرا یوں روز روز گھر میں آنا پسند نہیں ہے۔۔۔؟""اب آہل پہلی بار بولا تھا۔

""جی ان کو تو اچھا لگتا ہے۔ لیکن آبش باجی کو اچھا نہیں لگتا۔ وہ اکثر بڑی باجی سے کہتی ہیں کہ اسے آپ روک دیں کیوں روز روز ہمارے گھر آ جاتا ہے۔ جب ہم اس سے کوئی تعلق رکھنا ہی نہیں چاہتے پھر کیوں ہمیں روز تنگ کرنے آ جاتا ہے۔ بھائی باجی ایسے کہتی ہیں۔ لیکن بڑی باجی نیلوفر اسے چپ کرا دیتی ہیں۔۔۔۔۔""

اب کوئی آہل سے پوچھے اسے یہ سن کر کیسا لگا تھا۔ کیا پہلے کبھی بھی اتنی تکلیف ہوئی تھی جتنی اب ہو رہی تھی۔ کیا پہلے کبھی اتنا درد ہوا تھا جتنا اب ہو رہا تھا۔ نہیں نا۔ اب تو درد کی انتہا تھی۔ پھر وہ ایک منٹ بھی وہاں نہیں رکا اور اپنے فلیٹ آ گیا۔ تو جس کے لیے وہ پاگل ہو رہا تھا۔ جسکے لیے وہ ادھر جاتا تھا۔ جس کے لیے اپنے سارے تعلق توڑ

دیے تھے وہ اس سے کوئی تعلق ہی نہیں رکھنا چاہتی تھی۔کافی عرصے سے جو تھوڑا اس

بات کا سکون تھا کہ شاید آبش اسے اپنا لے وہ ختم ہو گیا تھا۔وہ اب بالکل ٹوٹ گیا تھا۔

چکنا چور ہو گیا تھا وہ جس کے لیے محبت میں دیوانہ ہوا بیٹھا تھا وہ لڑکی چاہتی ہی نہیں تھی

کہ اس کے ساتھ کوئی تعلق رکھے۔انسان جس سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے اللہ

اسی کے ہاتھوں انسان کو توڑتا ہے۔اسی کے ہاتھوں ایک بار نہیں بار بار توڑتا ہے۔وہ

بھی بار بار ٹوٹ چکا تھا۔اب وہ ٹوٹ ٹوٹ کے بھی تنگ آ گیا تھا۔وہ محبت کر کے تنگ

آ گیا تھا۔وہ پر سکون ہونا چاہتا تھا۔جو زندگی وہ گزار رہا تھا وہ موت سے بھی بدتر تھی۔

اب کالج جانا شروع کر دیا۔بس اب آبش کو بھولنا تھا۔وہ سارا دن کالج میں رہتا۔پھر

آوارہ دوستوں کے ساتھ گشت کرنے نکل جاتا۔رات کو دیر سے تھکا ہوا فلیٹ پر آتا۔

تب آبش کی ٹوٹ کے یاد آتی۔سگریٹ پینے لگ جاتا اور یاد کرتا کرتا سو جاتا۔اب اس

نے اپنے ممی ڈیڈی کی کال اٹینڈ کرنا بھی چھوڑ دیا۔اور آبش کے گھر جانا بھی چھوڑ دیا

تھا۔اسی طرح ہی دن گزرتے جا رہے تھے۔لیکن اس کی اذیت کم ہونے کی بجائے

بڑھتی جا رہی تھی۔وہ جتنی بھی کوشش کر لیتا مصروف رہنے کی۔۔اسے بھولنے کی وہ

اتنا ہی اسے یاد آتی تھی۔اب اس کے ذہن میں بہت سارے سوال تھے۔جن کا اس کو

جواب چاہیے تھا۔اور آبش کے علاوہ ان سوالات کا کوئی جواب نہیں دے سکتا تھا۔ اسلیے اس نے آبش سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد آہل کو سکینہ کا خیال آیا۔آہل نے سکینہ کا نمبر ڈھونڈا اور اسے کال ملائی۔ بیل جارہی تھی۔اب فون اٹھالیا گیا۔

""""ہیلو۔۔میں آہل بات کررہاہوں۔مجھے تم سے ایک کام تھا۔۔""""کال اٹینڈ ہوتے ساتھ ہی آہل نے کہا تھا۔

""""جی آہل بھائی بتائیں کیا کام ہے۔مجھے آپ کا کام کرکے خوشی ہوگی۔۔""""

""""تم آج رات آبش کے لان میں کھلنے والے دروازے کی کنڈی کھول سکتی ہو۔۔۔؟""""

""""آہل بھائی میں رات کو باجی کے کمرے میں نہیں جاتی لیکن آپ فکر نہ کریں میں کچھ نہ کچھ کرکے کھول دوں گی۔اور کھول کے آپ کو اطلاع دے دوں گی۔۔۔""""

اور یہ سنتے ہی آہل نے کال کاٹ دی۔اسے آج آبش سے بات کرنی تھی۔وہ ابھی تک اس کے جذبات سے بے خبر تھی۔وہ اس کی وجہ سے اتنی اذیت میں تھا تو اس کو کیسے

سکون مل سکتا ہے۔ وہ کیسے اتنے سکون میں ہو سکتی ہے۔ اگر ایک شخص اس کے لیے اتنا تڑپ رہا ہے۔۔ گڑ گڑا رہا ہے تو کیا اس کی نمازیں اور دعائیں قبول ہو سکتی ہیں کبھی بھی نہیں۔ اب وہ اس کا محرم تھا اور اسے پر سکون کرنے کا اس کا حق تھا۔ اور اگر وہ یہ رشتہ ہی ختم کرنا چاہتی ہے تو وہ اسے اس اذیت سے پہلے نکالے اور پھر رشتہ ختم کر دے۔ وہ کچھ بھی کر کے اسے اس زندہ لاش جیسی زندگی سے راحت دلا دے۔

شام کے وقت سکینہ کا فون آگیا تھا کہ اس نے کنڈی کھول دی اور اب رات ہو گئی تھی۔ اسے آبش کے پاس جانا تھا۔ پہلی بار زندگی میں اس سے بات کرنی تھی۔ وہ اسے دیکھے گا نہیں کیوں کہ دیکھنے پر وہ ہوش کھو دیتا ہے بس نظریں جھکائے اس سے بات کرے گا۔

وہ رات گیارہ بجے آبش کے گھر پہنچا تھا۔ چوکیدار نے اسے دیکھ کر گیٹ کھول دیا تھا۔ اور وہ اندر آگیا۔ اب وہ لان میں لگے آبش کے کمرے کے دروازے کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے ہلکا سا دھکا دیا تو دروازہ پورا کھل گیا تھا۔ اس کمرے میں اندھیرہ تھا۔ اس نے موبائل کی ٹارچ لائیٹ آن کر لی۔ کینوس پر ایک تصویر لگی ہوئی تھی۔ آہل نے موبائل کی ٹارچ اس پر ماری تو اس وہ پینٹنگ خانہ کعبہ کی تھی۔ اور اس خانہ کعبہ کے

سامنے ایک عورت سر جھکائے سجدے میں گری ہوئی تھی۔آہل محو ہو کر وہ تصویر دیکھ رہا تھا۔خانہ کعبہ کو دیکھ کر اسے کتنا سکون ملا تھا۔آہل نے پینٹنگ برش اٹھائے اور اس عورت کے ساتھ ایک مرد کا بھی خاکہ بنا دیا۔وہ بھی اسی کے ساتھ سجدے میں جھکا ہوا تھا۔پتا نہیں اسے تصویر میں آبش لگی تھی اور اس سے وہ اکیلی کھڑی ہوئی دیکھی نہیں گ ئی اس لیے خود کی تصویر بھی اس نے ساتھ بنا دی۔اب اس نے برش رکھ کر بہت ہمت کر کے اس کے کمرے کا بٹنوں والا دروازہ کھولا تھا۔اندر کمرے میں بھی اندھیرا تھا۔لیکن بیڈ کے اوپر والا فانوس ہلکا روشن تھا۔اور اس کی ہلکی ہلکی روشنی گول بیڈ کے پردوں پر پڑ رہی تھی۔آہل نے آگے جا کر اب ساری لائٹس جلا دیں۔سارا کمرہ اب رنگین روشنیوں میں نہا گیا۔آبش کی سفید فراک والی تصویر۔۔۔اس کے اکویریم کی مچھلیاں۔۔اس کی کتابیں۔۔اس کی الماری۔۔اب سب روشن تھا۔آبش پر بھی روشنی پڑ رہی تھی۔وہ اپنا بازو اپنے چہرے پر رکھے سو رہی تھی۔اس نے پیچ رنگ کی کھلی سی فراک پہنی ہوئی تھی۔اب آہل نے آبش کے سفید کانچ جیسے نازک پاؤں کی طرف دیکھا تھا۔وہ بھی بار بار اپنا رنگ بدل رہے تھے۔وہ واقعی پری تھی۔اور اپنے آس پاس ہر چیز پر اپنا جادو کر دیتی تھی۔آہل کتنے ہی پل ساکت ہوئے آبش کے پاؤں کو دیکھے جا رہا تھا۔اب آبش نے کروٹ لی تھی اور اس کے دونوں ہاتھ سامنے بیڈ پر آ

گ ئے تھے۔البتہ چہرہ بالوں نے چھپالیا تھا۔لمبے بال پورے چہرے کو چھپائے ہوئے تھے۔آہل کو اس کا چہرہ دیکھنا تھا۔لیکن وہ پھر بات کیسے کر سکے گا۔اس کے چہرے کو دیکھتے ہی جادو نگری میں چلے جاتا تھا۔مگر دل نہیں مان رہا تھا۔کتنا عرصہ ہو گیا تھا۔اس نے آبش کو نہیں دیکھا تھا۔اس کے چہرے کا دیدار نہیں کیا تھا۔اب وہ آبش کے پاس اس کے بیڈ پر بیٹھ گیا تھا اور وہ ابھی بھی بے خبر سو رہی تھی۔آہل اس کے ہاتھوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ابھی تک نکاح والے دن کا آبش کے ہاتھوں کا لمس اس کے ہاتھوں میں تھا۔آج بھی اس کے ہاتھ کو چھونے کا دل کر رہا تھا۔دماغ بار بار منع کر رہا تھا لیکن دل۔۔دل مجبور کر رہا تھا۔وہ نکاح میں تھی۔اس کی محرم تھی۔آہل نے خود کو قابو میں کیا اور فوراً وہاں سے اٹھ گیا۔وہ سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔اب آبش کو اٹھانا تھا۔

""""آبش۔۔""""آہل نے آواز دی تھی۔وہ نہیں اٹھی تھی۔

""""آبش اٹھ جایں۔۔""""اب کی بار اونچی آواز میں کہا تھا۔اور اس آواز پر آبش نے آنکھیں کھولی تھیں اور فوراً اٹھ کے بیٹھ گ ئی تھی۔پھر سامنے آہل پر نظر پڑی تو وہ ڈر گ ئی تھی۔اور اٹھ کر باہر جانے لگی تھی۔

""""آبش ڈریں نہیں میں آپ کو کچھ نہیں کہوں گا۔بس میں آپ سے کچھ بات کرنا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چاہتا ہوں۔پھر میں یہاں سے خود ہی چلا جاؤں گا۔""اس نے آبش کے چہرے کو ابھی تک نہیں دیکھا تھا۔بس نظریں جھکائے بہت پیار سے کہہ رہا تھا۔آبش اس کی بات سن کر پھر سے بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔وہ جانتی تھی وہ اسے کچھ نہیں کہے گا۔اتنا یقین تو اب تک آہل پر کر ہی سکتی تھی۔اتنی بار وہ گھر پر آیا تھا۔بس ٹی وی لاؤنج میں بیٹھ کر چلا جاتا تھا۔اب آبش نے اپنا ڈوپٹہ اٹھایا تھا اور سر پر لے لیا تھا۔آہل کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔وہ اب بھی اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔آبش بھی اپنی نظریں جھکائے بیڈ پر ہی بیٹھی رہی۔اب وہ آہل کے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔

""آبش مجھے پتا ہے۔آپ کو یوں میرا آپ کے گھر آنا پسند نہیں ہے۔اور نہ ہی آپ کو میں پسند ہوں۔۔۔""یہ کہنے کے بعد اس نے ایک گہری سانس لی تھی۔

""لیکن آبش آپ مجھے بہت پسند ہیں۔بلکہ میں پاگلوں کی طرح آپ کو چاہتا ہوں۔ مجھے پتا ہے آپ کا زبردستی نکاح کیا گیا ہے جس کی وجہ سے شاید آپ میرے سے نفرت کرتی ہوں گی۔لیکن آپ یقین مانیں مجھے خود بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ آپ نہیں ہیں بلکہ ادیبہ ہے۔یہ سب کچھ ایک غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہے۔اور اس معاملے میں میں آپ کا قصوروار ہوں۔اور اس بات کی آپ مجھے جو سزا دینا چاہیں قبول

ہے۔۔۔سوائے آپ سے آزادی کے۔۔۔آبش میں آپ کو بہت چاہتا ہوں اور اس چاہت پر میرا بس نہیں چلتا۔محبت کسی تیزاب کی طرح میری روح میں پھیل گ ئی ہے اور اس نے میری روح کو چھلنی کر دیا ہے۔میں ایک زندہ لاش بن کر رہ گیا ہوں۔ میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔لیکن پھر بھی میں آپ کے سامنے بہت مجبور ہو کر اپنی ایک عرض رکھنا چاہتا

ہوں۔۔۔۔۔آبش۔۔۔۔میں چاہتا ہوں۔۔۔آپ

میری۔۔محبت۔۔۔قبول۔۔۔۔۔کرلیں۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دسواں باب: مسیحا

آہل کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔وہ اب بھی اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔آبش بھی اپنی نظریں جھکائے بیڈ پر ہی بیٹھی رہی۔اب وہ آہل کے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔

""آبش مجھے پتا ہے۔آپ کو یوں میرا آپ کے گھر آنا پسند نہیں ہے۔اور نہ ہی آپ کو

میں پسند ہوں۔۔۔"""یہ کہنے کے بعد اس نے ایک گہری سانس لی تھی۔

""""لیکن آبش آپ مجھے بہت پسند ہیں۔بلکہ میں پاگلوں کی طرح آپ کو چاہتا ہوں۔ مجھے پتا ہے آپ کا زبردستی نکاح کیا گیا ہے جس کی وجہ سے شاید آپ میرے سے نفرت کرتی ہوں گی۔ لیکن آپ یقین مانیں مجھے خود بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ آپ نہیں ہیں بلکہ ادیبہ ہے۔یہ سب کچھ ایک غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہے۔اور اس معاملے میں میں آپ کا قصوروار ہوں۔اور اس بات کی آپ مجھے جو سزا دینا چاہیں قبول ہے۔۔۔سوائے آپ سے آزادی کے۔۔۔آبش میں آپ کو بہت چاہتا ہوں اور اس چاہت پر میرا بس نہیں چلتا۔محبت کسی تیزاب کی طرح میری روح میں پھیل گئی ہے اور اس نے میری روح کو چھلنی کر دیا ہے۔میں ایک زندہ لاش بن کر رہ گیا ہوں۔ میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی میں آپ کے سامنے بہت مجبور ہو کر اپنی ایک عرض رکھنا چاہتا

ہوں۔۔۔۔آبش۔۔۔۔میں چاہتا ہوں۔۔۔آپ

میری۔۔محبت۔۔۔قبول۔۔۔۔کر لیں۔۔۔۔۔۔۔

یہ کہہ کر تھوڑی دیر رکا تھا۔ جیسے اپنے اندر کا قرب چھپانے کی کوشش کر رہا ہو۔پھر

NEW ERA MAGAZINE .com

اس نے دوبارہ بولنا شروع کر دیا۔۔

''''آبش میری التجا ہے آپ میری محبت قبول کر لیں۔اگر آپ ایسا نہیں کر سکتی تو مجھے اس اذیت سے نکال دیں۔آپ اس بات سے بے خبر ہیں۔۔۔میں پچھلے کچھ عرصے سے آپ کو پانے کی ہر ممکن کوشش کر چکا ہوں۔۔۔آپ کو اپنے اللہ سے بہت بار مانگ چکا ہوں۔۔۔پر آبش۔۔۔وہ نہیں سن رہا۔۔اس نے مجھے دے تو دیا ہے مگر پوری طرح نہیں دیا۔۔آپ میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی۔۔۔آبش یہ سوچ کر بھی میری جان نکلنے لگتی ہے کہ آپ مجھے قبول نہیں کرنا چاہتی جس کے لیے میں شدید اذیت میں رہا ہوں۔۔۔۔

آبش جس سے ہم محبت کرتے ہیں اللہ ہم سے اس کو کیوں دور کر لیتا ہے۔ایسا بھی تو ہو سکتا تھا کہ مجھے ادیبہ سے محبت ہو جاتی۔وہ بھی اس اذیت میں مبتلا ہے۔

لیکن اللہ ایسا نہیں کرتا۔۔۔ایسا کیوں ہے آبش۔۔۔؟

آبش جب آپ بولنے لگیں گی پھر میرے سے کچھ نہیں بولا جائے گا۔بس آپ خودی میرے ہر سوال کا جواب دے دینا۔۔۔۔

اس کے چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اس وقت کتنی تکلیف سے گزر رہا تھا۔۔درد سے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔اور پھر بڑی مشکل سے آخری الفاظ اس کے منہ سے نکلے۔۔۔

""""میں بہت سخت اذیت سے گزر رہا ہوں۔ہر گزرتے دن کے ساتھ اس اذیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔آپ کو اللہ کا واسطہ ہے آپ مجھے اس اذیت سے نکال دیں۔آپ کی محبت ایک دلدل کی طرح ہیں۔۔۔جو مجھے باہر نکلنے ہی نہیں دے رہی۔مجھے بچا لیں ہیں۔میرے پر رحم کریں۔۔۔پلیز میں اب اس دلدل سے نجات چاہتا ہوں۔۔۔۔نجات دلوا دیں۔۔۔۔۔۔""""

اور اس کے ساتھ ہی آہل نے رونا شروع کر دیا۔وہ آبش کے سامنے رونا نہیں چاہتا تھا لیکن محبوب سامنے تھا اور محبوب کی کشش ہی اتنی تھی کہ سارا پانی ہی آنکھوں کے رستے باہر آ جاتا تھا۔۔۔۔وہ پھوٹ پھوٹ کر بچوں کی طرح رو رہا تھا۔۔آبش اب بیڈ سے اٹھی تھی۔اور پانی کا گلاس اٹھا کر آہل کے پاس گ ئی تھی اور گلاس والا ہاتھ آہل کے آگے کیا تھا۔آہل اب ذرا خاموش ہو گیا تھا۔آبش کے ہاتھ سے وہ گلاس پکڑتے ہوئے دونوں کے ہاتھ کی انگلیاں مس ہوئی تھیں۔۔۔پھر آبش نے گلاس پر سے ہاتھ

پیچھے کر لیا تھا۔۔۔اب آہل کے ضبط کی بھی انتہا ہو چکی تھی۔۔۔آہل نے اپنی انگارے جیسی سرخ آنکھوں سے آبش کے چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔۔اور یہ لمحہ دنیا کے ہر غم بھلا دینے والا تھا۔۔۔۔اسے سب کچھ بھول گیا۔۔۔اپنی التجا۔۔اپنا قرب۔۔۔اپنی اذیت۔۔۔۔بس اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی۔۔۔پلکیں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔۔ہمیشہ کی طرح۔۔۔اس کے چہرے پر سرخ روشنی پڑ رہی تھی۔۔۔اس میں اس کا چہرہ بالکل سرخ ہو گیا تھا۔۔اب ہری روشنی پڑ رہی تھی چہرہ اب ہرے رنگ کا ہو گیا تھا۔۔۔جادو نگری میں وہ اس کے سامنے سفید فراک میں بیٹھی بالکل ویسے ہی رنگ بدل رہی تھی۔۔۔۔وہاں اس کے ساتھ آہل بھی رنگ بدل رہا تھا۔۔۔پھول، درخت، جھیل کا پانی، آسمان سبھی پر آبش اپنے جادو سے رنگ بدل رہی تھی۔۔۔اب آہل نے آبش کی پلکیں دیکھی تھی۔۔۔ان پر کچھ چمک رہا تھا۔۔۔۔آنسو۔۔۔۔ہاں یہ آنسو کی ہی چمک تھی۔۔۔آبش کی آنکھیں بھی نم تھی۔۔۔کیا میری محبت نے آبش کو رلا دیا۔۔۔کیا آبش کو میرے پر ترس آ گیا۔۔۔؟؟؟کاش ایسا ہو جائے۔۔۔وہ ترس ہی کھا کر میری محبت قبول کر لے۔۔۔کاش۔۔۔۔اس نے کتنے دل سے دعا مانگی تھی۔۔۔آبش دوبارہ بیڈ پر جا کر بیٹھ چکی تھی اور آہل محو اسی کو دیکھے جا رہا تھا۔۔۔اب جادو نگری والی پری بھی نم آنکھیں

لیے آبش کے سامنے بیٹھی تھی۔اب آبش نے بولنا شروع کیا۔۔۔

""آہل بھائی۔۔۔میں آپ کے جذبات کا احترام کرتی ہوں۔۔۔آپ کی محبت بلاشبہ پاک ہے۔۔۔اور مجھے اس کی قدر ہے۔۔۔۔لیکن۔۔۔""وہ ذرا دیر خاموش ہوئی۔۔۔اور آہل کی سانسیں رکنے لگی۔۔۔اس کی آواز آج اتنے عرصے بعد سن کر کس قدر سکون مل رہا تھا۔۔جتنا درد تھا۔۔۔سب کہیں چھپ گیا تھا۔۔۔اور اس کی آواز روح کے زخموں کی مرمت کر رہی تھی۔۔۔۔

اب آبش نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔۔۔

"لیکن محبت اس وقت ہی سکون دیتی ہے جب تک وہ محبت ہو۔۔۔محبت جب دیوانگی بن جائے تو وہ انسان کے لیے اذیت بن جاتی ہے۔۔۔

آپ کے ساتھ ادیبہ آپی نے اچھا نہیں کیا۔۔۔انھیں آپ کے جذبات کے ساتھ نہیں کھیلنا چاہیے تھا۔۔۔مگر میں جانتی ادیبہ آپی نے یہ سب کچھ آپ کی محبت میں کیا ہے۔۔۔ان سے میری بات ہوئی تھی۔۔۔وہ بھی بہت تکلیف میں ہیں۔۔۔ہو سکتا ہے ان کی تکلیف آپ کی تکلیف سے زیادہ ہو۔۔۔اور یہ بھی ہو سکتا ہے انکی محبت آپ کی محبت سے بھی زیادہ ہو۔۔۔اور شاید یہی وجہ ہے جو آپ کی دعائیں قبول نہیں ہو

رہیں۔۔۔

اب اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھنا شروع کر دیا۔۔۔اور انھیں دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔۔ مگر آہل کی نظریں ابھی بھی چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔

""""آہل بھائی آپ کو پتا ہے اللہ کچھ لوگوں کی دعا کو فوراً قبول کر لیتا ہے اور کچھ لوگوں کی دعائیں فوراً قبول نہیں ہوتی۔۔۔ پر وہ اللہ کے بارگاہ جاتی رہتی ہیں۔۔۔اللہ کے حضور دستک دیتی رہتی ہیں۔۔۔۔اور دستک کبھی بند نہیں کرنی چاہیے۔۔۔ کیوں کہ دروازہ دستک پر ہی کھلتا ہے۔۔۔اللہ ان لوگوں کی تب دستک سننا چاہتا ہے۔۔۔اللہ تب چاہتا ہے کہ بار بار اس کا بندہ اسے بلائے۔۔۔ بار بار اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔۔۔اور جانتے ہیں آپ ایسے لوگ بہت خوش قسمت ہوتے ہیں۔۔۔ جن کی اللہ آواز سننا چاہتا ہے۔۔۔۔

اور کبھی کبھی دعائیں بار بار دستک دینے سے بھی پوری نہیں ہوتی۔۔۔پتا ہے کیوں۔۔۔؟ کیوں کہ اللہ کو ہمارا دستک دینا اتنا پسند آتا ہے کہ وہ ہمارے لیے اس سے بہتر لکھ دیتا ہے۔۔۔وہ ہمیں اس چیز سے زیادہ قیمتی چیز دینا چاہتا ہے۔۔۔۔شاید اللہ نے آپ کی قسمت میں میرے سے بہتر کوئی لکھا ہے۔۔۔شاید ادیبہ آپی میرے سے

بہتر ہیں۔۔

سورۃ البقرہ میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں۔۔

""""ہو سکتا ہے ایک چیز تمہیں ناگوار گزرے اور وہی تمہارے لیے بہتر ہو۔۔۔اور ہو سکتا ہے ایک چیز تمہیں پسند ہو اور وہی تمہارے لیے بری ہو۔۔اللہ جانتا ہے۔۔تم نہیں جانتے۔۔۔""""

وہ سورۃ کا ترجمہ سنا کر تھوڑی دیر پھر خاموش ہو گئی جیسے آہل کے بولنے کا انتظار کر رہی ہو۔۔۔پر آہل کہاں اس کے سامنے کچھ بول سکتا تھا۔۔۔بس اسے محو دیکھے اور سنے جا رہا تھا۔۔اس کی آواز سے اس کی باتوں سے روح کو سکون مل رہا تھا۔۔

جب آہل کچھ نہ بولا تو آبش نے پھر بولنا شروع کیا۔۔

""""آہل بھائی یہ دنیا وقتی ٹھکانہ ہے۔۔۔آخرت ہمیشہ کے لیے ہے۔۔دنیا میں کسی خواہش کے لیے مرے جانے سے اپنی زندگی اور آخرت دونوں تباہ کرنے والی بات ہے۔۔میں محبت کو غلط نہیں کہہ رہی۔۔۔محبت تو برحق ہے۔۔اور محبت کے بارے

میں نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔۔

""""انسانیت محبت کا مرکز ہے اور محبت انسانیت کی معراج ہے۔۔اگر میرا علم مجھے انسان سے محبت کرنا نہیں سکھاتا تو ایک جاہل مجھ سے ہزار درجے بہتر ہوتا۔۔""

""لیکن یہ محبت جو آپ کرتے ہیں یہ کسی غلطی کی سزا ہے۔۔۔محبت تو صرف سکون دیتی ہے۔۔ہمیشہ گناہ ہمیں اذیت دیتے ہیں۔۔جب اللہ کسی سے دل کا سکون چھین لیتا ہے تو اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔۔۔انسان کی بے قراری اور بے چینی بعض دفعہ بہت سے گناہوں کا بھی نتیجہ ہوتی ہے۔۔۔آہل بھائی شاید آپ سے ایسا کوئی گناہ ہو گیا ہو جس کے نتیجے میں آپ کے دل اور روح کا سکون چھین لیا گیا ہے۔۔آپ اپنے نفس کی وجہ سے پکڑ میں ہیں۔۔آپ اپنے نفس کے غلام ہیں۔۔نفس دھوکہ ہے۔۔۔یہ صرف اذیت دیتا ہے۔۔۔آپ اپنے نفس کی بات سننا چھوڑ دیں اللہ آپ کو اس اذیت سے نکال دے گا۔محبت حقیت ہے۔۔محبت سکون دیتی ہے۔۔۔اللہ سے محبت کریں۔۔۔کیوں کہ اللہ ہی تو حقیقت ہے۔۔اس کے نبی ﷺ سے محبت کریں کیوں کہ ان کی محبت ہمیں دنیا اور آخرت دونوں میں فائدہ مند ثابت ہو گی۔ان کی محبت رسوا نہیں ہونے دے گی۔قیامت والے دن انسان اس کے

ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت کرتا ہو تو ہم نبی ﷺ سے کیوں محبت نہ کریں۔۔۔؟ان کی محبت ہی تو ہمیں جنت میں لے کر جائے گی۔۔۔۔""""

آبش پھر چپ ہو گئی۔وہ پچھلے ایک گھنٹے سے مسلسل بول رہی تھی۔وہ واقعی اب آہل کو اس اذیت سے نکالنا چاہتی تھی۔۔وہ جتنی ہو سکتا تھا اس کی مدد کرنا چاہتی تھی۔ پھر وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

""""آہل بھائی اب آپ جایں اور خود کو نفس کی قید سے آزاد کروایں۔۔یہ نفس ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے۔۔۔مجھے معلوم ہے یہ آسان نہیں ہو گا۔۔تھوڑی مشکل ضرور ہو گی لیکن یہ ناممکن ہرگز نہیں ہے۔۔جب آپ اس کی پکڑ سے آزاد ہو جایں گے تو آپ کی اذیت ختم ہو جائے گی۔۔۔""""

آہل اسے دیکھ رہا تھا۔۔وہ واقعی پری تھی۔۔اس کے پاس جادو تھا۔۔آہل کو آج سکون ملا تھا۔۔آج واقعی بہت سکون ملا تھا۔۔۔کچھ دیر وہاں بیٹھنے کے بعد آہل واپس اپنے فلیٹ آگیا۔۔۔اور آج پہلی رات تھی جب اس نے نیند کی گولیاں نہیں کھایں۔۔۔وہ آج سونا نہیں چاہتا تھا۔۔آبش کی باتوں پر غور کرنا چاہتا تھا۔۔وہ کتنی محنت اور پیار سے اسے سمجھا رہی تھی اور وہ اسی محنت اور پیار کا مان رکھنا چاہتا تھا۔۔آہل نے آبش کی ایک

ایک بات پر غور کیا۔گناہ۔۔۔؟ہاں وہ گناہ گار تو بہت ہے۔۔اس نے کتنے ہی گناہ کیے ہیں۔۔۔ تبھی دعائیں قبول نہیں ہو رہی ہیں۔۔۔ تبھی اتنی اذیت ہے۔۔۔۔وہ سوچے جا رہا تھا۔۔۔اس کے ذہن میں اور بہت سے سوال پیدا ہو رہے تھے۔اس لیے اس نے کل پھر آبش کے گھر جانے کا سوچا۔

اگلی رات آہل ذرا جلدی آبش کے گھر آ گیا۔سکینہ سے کہہ کر کنڈی کھلوادی تھی۔ پچھلے دروازے سے وہ اندر داخل ہوا تھا۔آبش رائٹنگ ٹیبل پر کتاب رکھ کر پڑھ رہی تھی۔آہل کو بیٹھک روم کے دروازے سے آتے دیکھا تو ڈر گئی۔لیکن کچھ بولی نہیں اور وہیں بیٹھی رہی۔آہل کل کی طرح صوفے پر جا کر بیٹھ گیا اور نظریں جھکا لیں۔ آبش نے دوبارہ کتاب پر نظریں جما لیں۔

"آبش۔۔۔مجھے آپ کی باتوں سے بہت سکون ملا۔مجھے کل رات اتنی اذیت نہیں ہوئی جتنی پچھلے کچھ سالوں میں ہوئی تھی۔آپ جب بات کرنا شروع ہوتی ہیں تو میں کسی اور ہی دنیا میں چلا جاتا ہوں۔۔۔تب میرے سارے الفاظ ختم ہو جاتے ہیں۔۔میں آپ کے سامنے کچھ بول نہیں پاتا۔۔۔آپ نے کل بہت اچھی باتیں کی۔۔۔میں نے فلیٹ پر جا کر ان کے بارے میں بہت سوچا اور آپ بالکل ٹھیک لگی۔

لیکن آج میں آپ سے یہ پوچھنے آیا ہوں کہ اگر اللہ میرے سے اتنا ناراض ہے جو مجھے اتنی اذیت میں رکھا ہوا تو پھر مجھے معافی مل جائے گی۔۔؟ میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں۔۔ میں نے ہر گناہ کیا ہے۔۔۔ تقریباً ہر گناہ۔۔۔ شاید اس دنیا کا سب سے گناہگار بندہ ہوں۔۔۔ اللہ نے میرے دل پر مہر لگادی ہے۔۔ مجھے لگتا ہے اب وہ میری بات نہیں سنے گا۔۔ میں نے اللہ کو بہت ناراض کر دیا ہے۔۔ آپ کی محبت میں گرفتار ہونے سے پہلے بھی میں ایک بہت برا لڑکا تھا۔۔۔ اتنا برا کہ اگر آپ کو پتا چلے گا تو شاید آپ میرے سے ایسے بات کرنا بھی پسند نہیں کریں گی۔۔۔ آپ کل اللہ سے محبت کی بات کر رہی تھی لیکن اللہ کی محبت۔۔۔۔ آپ کو تو نصیب ہو سکتی ہے۔۔۔۔ پر میرے جیسا گناہگار انسان۔۔۔۔ اللہ کی محبت کے قابل نہیں ہے۔۔۔۔ مجھے تو ایک انسان کی محبت نصیب نہیں ہو رہی تو اس کی محبت کیسے نصیب ہو سکتی ہے جو اس دنیا کا خالق ہے۔۔۔؟

پھر آپ نے کہا کہ نبی پاک ﷺ سے محبت کرو۔۔۔ میں آپ کو ایک اور بات بتاؤں۔۔۔۔۔

وہ ذرا دیر کو رکا تھا۔۔۔ آج ہر گناہ کا اعتراف کرنا تھا۔۔۔ آج ہر چیز کی سچائی بیان کرنی

تھی۔۔۔وہ آبش تھی۔۔اس کے تمام احساسات کی ملکہ۔۔اس سے وہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔۔۔

""میں نماز پڑھتا تھا۔۔۔روزے رکھتا تھا۔۔۔ہر فرض عبادت کرتا تھا۔۔۔میری نظر میں۔۔۔میں ایک بہت پاک انسان بن گیا تھا۔۔۔لیکن مجھے پھر بھی کبھی نبی پاک ﷺ سے محبت نہیں ہوئی۔۔۔ہاں میں ان کا احترام کرتا ہوں۔۔۔ہمیشہ سے کرتا ہوں۔۔۔لوگ کہتے ہیں نبی پاک ﷺ کے وسیلے سے مانگو تو دعا قبول ہو جاتی ہے۔۔۔؟کیا ایسا ہے۔۔؟کیا میری دعا بھی ان کے وسیلے سے قبول ہو جائے گی۔۔۔؟ کیا مجھ جیسے گناہگار کو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت نصیب ہو سکتی ہے۔۔۔۔؟

وہ یہ سب کہہ کر چپ ہو گیا۔۔آبش نے کتاب کے صفحے الٹنے شروع کر دیے۔۔جیسے وہ کچھ سوچ رہی ہو۔۔۔پھر اس نے کتاب بند کی اور آہل کی طرف رخ کر لیا پر نظریں اب بھی جھکی ہوئی تھی۔۔اب وہ بولنا شروع ہوئی۔۔۔

""آہل بھائی نبی پاک ﷺ ہم سب سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔اور اللہ پاک نبی پاک ﷺ سے بہت محبت فرماتے ہیں۔۔۔پہلے میں آپ کے وسیلے والی بات کا جواب

دوں گی۔۔۔آپ نے یہی پوچھا کہ کیا وسیلہ دینے سے دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔۔۔

آہل بھائی میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ اللہ فرماتا ہے۔۔

""""اللہ غنی ہے۔اور تم سب فقیر ہو۔۔۔""""

بلاشبہ وہ غنی ہے۔۔ہر چیز کا اختیار اس کے پاس ہے۔۔اور ہم فقیر ہیں۔۔ہم اس کے محتاج ہیں۔۔۔اس کی مرضی ہے۔۔ہمیں دے۔۔جتنا مرضی دے۔۔۔یا پھر ہمیں نہ دے۔۔۔لیکن وہ غنی ہمیں کوئی چیز بغیر وسیلہ نہیں دیتا۔۔جیسے ماں باپ کے وسیلے سے ہمیں جسم دیا۔۔فرشتے کے وسیلے سے ہمیں شکل دی۔۔اساتذہ کے وسیلے سے ہمیں علم عطا کیا۔۔نبی ﷺ کے وسیلے سے ایمان۔۔۔مالداروں کے وسیلے سے مال اور اور ملک الموت کے وسیلے سے موت عطا کی۔۔۔یعنی ہمیں ہر چیز کسی وسیلے سے دی گ ئی ہے۔

حضور ﷺ سے پہلے تین سو سال تک بت حرم کعبہ میں رکھے رہے۔۔لیکن نبی پاک ﷺ نے کعبہ کو بتوں سے پاک کیا۔تو کعبہ جو اللہ پاک کا گھر ہے تو وہ بھی بغیر وسیلہ نبی پاک ﷺ کے پاک نہ ہو سکا۔تو ہمارے دل اس ذات ﷺ کے بغیر کیسے پاک ہو سکتے ہیں۔۔۔؟ہماری دعائیں اس کے وسیلے کے بغیر کیسے قبول ہو سکتی

ہیں۔۔۔؟اس کی محبت کے بغیر کیسے سکونِ قلب نصیب ہو سکتا ہے۔۔۔۔؟

ان کی محبت جینے کی سب سے بڑی وجہ ہونی چاہیے۔آپ ان ﷺ سے محبت کر کے تو دیکھیں۔۔دنیا کی ہر چیز بے مقصد لگنے لگے گی۔پھر یہ بھی سمجھ آجائے گا کہ لوگ ان کی محبت میں کیسے خوشی سے سر کٹوانے کے لیے راضی ہو جاتے ہیں۔۔۔""""وہ اب رکی تھی اور پانی کا گلاس اٹھا کر پیا تھا۔۔پانی اس کے حلق سے گھونٹ گھونٹ کر کے نیچے اتر رہا تھا۔کمرے میں صرف آبش کے پانی پینے کی آواز آرہی تھی۔اور باقی بالکل خاموشی تھی۔اب اس نے گلاس میز پر رکھ دیا تھا۔۔آبش اب دوبارہ بولنا شروع ہوئی تھی۔۔

""""یہ تو آپ کی وسیلہ والی بات کا جواب تھا۔۔آپ نے ایک اور سوال پوچھا تھا کہ آپ بہت گناہ گار ہیں۔۔آپ نے ہر گناہ کیا ہے۔۔۔کیا آپ کو معافی مل جائے گی۔۔۔؟تو یقیناً آپ کو معافی ملے گی۔۔اللہ ہمیشہ گناہ گاروں ہی کو تو معاف کرتا ہے۔۔اللہ پاک کہتے ہیں کہ اگر دن میں تم ستر بار بھی گناہ کرو اور پھر ستر بار میرے سے معافی مانگو میں ستر بار تمہیں معاف کروں گا۔۔اللہ کو معاف کرنا پسند ہے۔۔عذاب دینا پسند نہیں ہے۔۔انسان ہمیشہ گناہوں سے سیکھتا ہے۔۔آپ اور میں کوئی ولی اللہ یا پیغمبر تو ہیں

نہیں جو بچپن سے پاک پیدا کیے گئے ہیں۔ہم خطا کے پتلے ہیں۔ہم خطا کرنے کے بعد ہی سیکھتے ہیں۔یہی ہماری فطرت ہے۔۔فطرت کبھی بھی بدلتی نہیں ہے۔۔۔

اور اللہ معاف کردینے والی ذات ہے۔۔اپنے ہر بندے کی پکار سنتا ہے۔۔تو وہ آپ کی بھی سنے گا۔۔اسے آپ پکار کر تو دیکھو۔۔معافی مانگ کر تو دیکھو۔۔

ہم اللہ سے دور ہو جاتے ہیں پر اللہ ہم سے کبھی دور نہیں ہوتا۔بھٹک تو ہم جاتے ہیں۔۔لیکن اس کی ذات تو اتنی بے نیاز ہے کہ ہمیں پھر بھی یاد رکھتی ہے۔آہل بھائی اللہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔۔اللہ ہر چیز میں موجود ہے۔بس ہمارے اندر اس ذات کو ڈھونڈنے کی جستجو ہونی چاہیے۔وہ ہمیں ہر چیز میں مل جائے گا۔۔۔""""

پھر وہ اٹھی اور کتاب اٹھا کر آہل کے سامنے والے میز پر رکھ دی اور خود آہل کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔آہل نظریں جھکائے اس کی ہر حرکت کو محسوس کر رہا تھا۔اسے آبش کی باتوں سے حوصلہ مل رہا تھا۔پھر آبش نے آہل کے سامنے رکھی ہوئی کتاب کھولی تو وہ کیمسٹری کی کتاب تھی۔

""""آپ کو پتا ہے کیمسٹری بہت کم لوگوں کو پسند ہوتی ہے۔۔کیوں کہ لوگ اس کی

گہرائی میں کبھی نہیں جاتے۔۔ میرے نزدیک کیمسٹری بہت ہی آسان مضمون ہے۔۔ کیوں کہ میں نے اسے جان لیا ہے۔۔۔ بہت کم کیمسٹ ہوں گے جو ایک لفظ میں کیمسٹری کو بیان کر سکتے ہیں۔۔ جیسے باقی مضامین ہیں جیسے بیالوجی ہے اس کو ایک لفظ میں ہم بتا سکتے ہیں کہ بایو معنی زندگی۔۔۔ لیکن کیمسٹری کا تو لوگوں کو مطلب ہی نہیں پتا ہوتا۔

کیمسٹری عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب ہے conversion

تبدیلی۔۔۔ اب دنیا میں جہاں بھی تبدیلی ہو گی وہاں اللہ موجود ہو گا۔ جیسے اگر کوئی اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو پھر لوگوں کو اللہ یاد آتا ہے۔۔۔ کوئی بیمار پڑ جاتا ہے تب لوگوں کو اللہ یاد آتا ہے غرض ہر تبدیلی میں اللہ کی ذات موجود ہے۔۔ ہر بدلتی ہوئی رُت میں ہم اللہ کو ڈھونڈ سکتے ہیں۔۔۔۔

کیمسٹری میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والا

Element

کاربن ہے۔۔۔ ہمارا جسم بھی کاربن کے بے شمار بانڈز سے مل کر بنا ہے۔۔۔ یہ تو آپ

کو پتا ہی ہو گا۔۔ لیکن جو بات میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ اس بات میں بھی

ہم اللہ کی ذات کو تلاش کر سکتے ہیں۔۔۔۔ دیکھیں کاربن کا اٹامک نمبر چھ ہوتا

ہے۔۔۔اور دو کاربن بانڈ ملتے ہیں تو

6,6

کو اکٹھا لکھیں

66

بنتا ہے۔اور آپ کو پتا ہے گنتی میں اللہ کو

66

سے لکھا جاتا ہے۔ جیسے بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ کو

786

لکھا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

اب کاربن ہمارے پورے جسم میں موجود ہے تو اللہ کی ذات اسی طرح ہمارے پورے

وجود پر چھائی ہوئی ہے۔۔۔ تو آپ پھر کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ آپ کی پکار کو نہیں سنے

گا۔۔؟وہ آپ کی پکار ضرور سنے گا۔۔اس کا نام سمیعُ بھی تو ہے۔۔۔وہ ہر کسی کی سننے والا ہے۔۔۔آپ اس سے سچے دل سے معافی مانگیں۔۔۔آپ نماز پڑھا کریں۔۔پھر دیکھنا آپ کو نماز میں کتنا سکون ملتا ہے۔۔۔نماز پڑھنے میں کتنی لذت آتی ہے۔۔۔۔

ہمیں ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔۔۔جب وہ ہمیں کسی نعمت سے نوازتا ہے اور ہماری دعائیں قبول فرماتا ہے۔۔۔۔تب ہمیں اس کی رحمت سمجھ کر شکر ادا کرنا چاہیے۔۔۔جب وہ ہماری دعائیں قبول نہیں کرتا تو ہمیں اس کی حکمت سمجھ کر اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔۔۔اور جب وہ پاک ذات ہمیں کچھ دے کر واپس چھین لیتی ہے تو پھر اس کا امتحان سمجھ کر اس پر شکر ادا کرنا چاہیے۔۔۔اور اسی سے مانگتے رہنا چاہیے۔۔۔ہو سکتا ہے بار بار مانگنے سے ہی وہ دعائیں قبول کر لے۔۔۔۔""""

پھر وہ کتاب اٹھا کر دوبارہ رائٹنگ ٹیبل کے پاس چلی گ ئی اور کرسی پر بیٹھ گ ئی۔۔۔کتاب کھول کر دوبارہ سامنے رکھ لی۔۔

کتنی آسانی سے آبش نے اس کے عیبوں کو پاک کرنے کا طریقہ بتا دیا تھا۔وہ کافی دیر آبش کی کہی گ ئی باتوں کے بارے میں سوچتا رہا پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور باہر جانے

لگا۔ پھر پیچھے سے آبش کی آواز پر وہ رک گیا۔۔۔

""آہل بھائی ایک منٹ۔۔۔""

پھر وہ اٹھ کر آہل کے پاس آئی تھی اور ایک کاغذ پکڑایا تھا۔اس پر کوئی نمبر لکھا ہوا تھا۔۔۔

""یہ میرا نمبر ہے۔۔۔آپ میرے سے جو بھی بات کرنی ہو اس پر کر لیا کریں۔۔۔میں آپ کی مدد کرنا چاہتی ہوں۔۔۔میں آپ کی مدد کے لیے ہمیشہ آپ کو تیار ملوں گی۔۔۔مگر آپ اس وقت میرے کمرے میں یوں چھپ کر مت آیا کریں۔۔۔یوں اس وقت آنا مناسب نہیں ہے۔۔۔میں جانتی ہوں آپ کسی غلط مقصد سے نہیں آتے لیکن یہ دنیا بہت ظالم ہے۔۔۔میرے اور آپ میں جو رشتہ ہے اس کی آس پاس کے لوگوں کو خبر نہیں ہے۔۔یہ دنیا والے آپکی پاک محبت پر ناپاکی کی مہر لگا دیں گے اور میرے دامن پر بدکاری کا داغ لگائیں گے۔۔۔

پہلے بھی آپ کی وجہ سے میرے پر الزام لگ چکا ہے۔۔۔میں دوبارہ یہ سب برداشت نہیں کر پاؤں گی۔۔۔"" یہ کہتے وقت آہل نے اس کی آواز میں درد محسوس کیا تھا۔۔۔پھر آہل فلیٹ واپس آگیا۔وہ سہی کہہ رہی ہے مجھے اس وقت اس کے کمرے

میں نہیں جانا چاہیے۔۔۔یہ وقت واقعی مناسب نہیں ہے۔۔۔۔وہ پھر آج اس کی کہی گ ئی باتوں کے بارے میں بیڈ پر لیٹے سوچنے لگ گیا۔۔۔آبش کی باتیں اس کے لیے مرہم کا کام کر رہی تھیں۔۔۔اسے بہت سکون نصیب ہوا تھا۔۔۔واقعی اس پری کے لہجے میں بلا کا اثر تھا۔۔۔۔اس کی باتوں میں شفا تھی۔

گیارہواں باب: تیسرا طواف

پھر وہ اس ساری رات اللہ سے معافی کے بارے میں سوچتا رہا تھا۔۔۔فجر کی اذان ہونے لگ گ ئی۔۔۔۔ایک اذان وہ تھی جب آہل کو پتا لگا تھا کہ آبش بیمار ہے تب اس نے غور سے سنی تھی۔۔۔اور ایک یہ اذان تھی جو غور سے سن رہا تھا۔۔دونوں اذانوں میں کتنا فرق تھا۔۔۔تب سے اب تک سارا کچھ بدل گیا تھ۔۔۔تب آبش کو پانے کی امید تھی۔۔۔۔لیکن اب ساری امیدیں ختم ہو چکی تھیں۔۔۔۔اب اس اذیت سے نکلنے کی امید تھی۔۔۔

موذن نے اذان دینا شروع کی تھی۔۔

""اللہ اکبر۔۔۔۔

اللہ سب سے بڑا ہے۔۔۔

اللہ واقعی سب سے بڑا ہے۔۔اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔۔۔اللہ جو۔۔۔دینے پر قادر ہے۔۔۔وہی اللہ۔۔۔۔واپس لینے پر بھی قادر ہے۔۔۔۔پہلے اسے آبش عطا کر دی گئی اور اب اس سے چھین لی جائے گی۔۔۔ایک آہِ غم دل سے نکلی تھی۔۔۔

پھر آبش کی بات یاد آئی۔۔۔آبش کہتی ہے جب اللہ کچھ دے تو اسے اللہ کی رحمت سمجھ لو۔۔۔اور جب نہ دے تو حکمت سمجھو۔۔۔اور جب دے کر چھین لے تو اس کی آزمائش سمجھو۔۔۔۔تو یہ کیسی آزمائش ہے جس سے پورا وجود ہی بے قراری میں مبتلا ہے۔۔۔اذیت ایسی ہے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی۔۔۔وہ اٹھا اور اٹھ کر وضو کیا۔۔پھر دو رکت نماز سنت کی نیت کر کے جائے نماز پر کھڑا ہو گیا۔۔۔بے دھیانی میں ثناء۔۔سورۃ فاتحہ۔۔۔اور سورۃ اخلاص پڑھی۔۔۔پھر رکوع میں جھک گیا۔۔۔

""سبحن ربی العظیم۔۔۔۔

پاک ہے میرا پروردگار۔۔ عظمت والا ہے۔۔۔۔

بے شک اللہ بہت پاک ہے۔اللہ کی عظمت کا کوئی شمار نہیں ہے۔۔۔

آبش اچانک سے ذہن سے نکلی تھی۔۔۔

پھر وہ تسمیع کے لیے کھڑا ہو گیا۔۔۔

سمیع اللہ لمن حمدہ۔"

""""اللہ نے اس بندے کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔۔""""

آہل کا جسم کانپنے لگ گیا۔اسے ایسا دکھایا گیا تھا کہ اسے آسانی سے سب کچھ دے دیا جاتا ہے لیکن ایسا نہیں تھا۔۔وہ سب تو فریب تھا۔۔۔اس نے پچھلے پانچ سالوں میں آبش کو ہی تو مانگا تھا لیکن وہ ملی بھی تو چھین لینے کے لیے۔۔۔اس کی نہیں سنی گئی تھی۔۔۔اس نے نماز پڑھنا چھوڑ دی۔۔اب اور نماز نہیں پڑھ سکتا تھا۔۔۔آبش غلط کہتی ہے۔۔اللہ کبھی مجھے معاف نہیں کرے گا۔واقعی کسی بہت بڑی غلطی کی سزا مل رہی ہے۔۔جو اللہ کے نزدیک معافی نہیں پا سکتی۔اب اس کی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے تھے۔اب اسے پوری زندگی اسی اذیت کے ساتھ گزارنی پڑے گی۔اللہ نے

اگر معاف کرنا ہوتا تو پچھلے سالوں میں اس کی ایک بار تو ضرور سنتا۔۔۔وہ اٹھا اور آبش کو میسج کرنے لگا۔۔۔

""میری نظر۔۔میرا جسم۔۔میرا ایمان۔۔میری روح۔۔۔سب ناپاک ہو چکے ہیں آبش۔۔۔اور اللہ ناپاک لوگوں کو معاف نہیں دیتا۔۔۔بلکہ انھیں اور ڈھیل دے دیتا ہے۔۔تاکہ وہ اور گناہ کریں۔۔اللہ گناہ گاروں کی دعا قبول نہیں کرتا ورنہ پچھلے کئی سالوں میں ایک بار تو میری سن لیتا۔۔۔""یہ آبش کو بھیج دیا اور جواب کا انتظار کئے بغیر نیند کی تین گولیاں نکالی اور کھا کر بیڈ پر اوندھے منہ سو گیا۔جب سو کر اٹھا تو شام ہو رہی تھی۔۔موبائل فون چیک کیا۔دو میسج آئے ہوئے تھے۔۔دونوں ہی آبش کے تھے۔پہلا میسج کھولا۔

""آہل بھائی دنیا میں کوئی ناپاک چیز ایسی نہیں ہے۔۔۔جسے پاک نہ کیا جا سکتا ہو۔۔۔۔سب کچھ اللہ نے بنایا تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے اسے پاک کرنے کا طریقہ نہ ہو۔۔۔۔میں آپ کو پاک کرنے کا طریقہ بتاتی ہوں۔۔۔۔جب نظر ناپاک ہونے لگے تو اسے اللہ کے خوف کے آنسوؤں سے پاک کر لیں۔۔۔اور جب سر غرور سے ناپاک ہونے لگے تو اسے سجدے میں جھکا دیں۔۔۔جب ہاتھ نافرمانی کرنے

لگیں۔۔۔ناپاک کام کرنے لگیں تو اللہ اکبر کہہ کر اللہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جایں۔۔۔اور جب زبان ناپاک ہونے لگے تو اس سے اللہ کا ورد جاری کر دیں۔۔

پھر اللہ کے حضور وہی جسم لے کر کھڑے ہو جایں۔۔۔جب کھڑے کھڑے تھکنے لگیں تو جھک جایں۔۔۔اللہ کی عظمت بیان کریں۔۔۔اور جب جھک کر بھی قرار نا ملے تو سجدے میں گر جایں۔۔۔۔اور اس کی بارگاہ میں گڑگڑانا شروع کر دیں۔۔۔روتے رہیں اور تب تک وہاں سے سر مت اٹھایں جب تک معافی نہیں مل جاتی۔۔۔۔""""

آہل کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری تھا۔وہ کیسے سب سمجھ لیتی ہے۔۔۔اور کیسے ایک منٹ میں اس کا حل بتا دیتی ہے۔۔۔اسے اتنا سب کیسے معلوم تھا۔۔وہ آہل کے دل کی بات تک جان لیتی تھی۔

پھر آہل نے دوسرا میسج پڑھنا شروع کیا۔۔۔

اللہ پاک فرماتے ہیں۔

""""بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔۔""""اور آپ کی اس مشکل کے ساتھ

بھی اللہ نے آسانی رکھی ہو گی۔بس آپ غور کریں اور اللہ سے بد گمان نہ ہوں۔۔۔اللہ سب کی سنتا ہے اگر وہ آپ کی نہیں سن رہا تو اس میں آپ ہی کی بہتری ہے۔۔۔۔""""

آہل بار بار وہ میسجز پڑ رہا تھا۔اسکا دل کیا کہ وہ اس کے پاس جائے اور اسے اپنا دل نکال کر دے دے۔۔اور کہے۔۔اس دل میں سے اپنی محبت۔۔۔۔۔نکال دو۔۔۔۔۔پھر میں اپنے آپ کو پاک۔۔۔۔کر لوں گا۔۔۔پر ایسا ممکن۔۔۔۔نہیں تھا۔۔۔۔

اس نے موبائل رکھ دیا اور بغیر سوچے سمجھے گلیوں میں پھرنے لگا۔۔۔رات کے سائے آسمان پر چھا رہے تھے۔۔۔وہ یوں ہی بغیر مقصد کے گلیوں میں پھر رہا تھا۔۔۔اور جب ذرا ہوش آیا تو خود کو آبش کے گھر کے سامنے پایا۔۔۔انسان جہاں جانا چاہتا ہے تو کبھی کبھی نہ چاہتے ہوئے بھی وہاں پہنچ جاتا ہے۔۔پر آبش نے منع کیا تھا۔۔اور کیسے آبش کی بات ٹال سکتا تھا۔۔۔وہ باہر سے ہی آبش کے گھر کو دیکھتا رہا اور کتنے ہی پل گھر کے باہر کھڑا رہا۔۔۔۔پھر فلیٹ پر آ گیا۔۔۔

آبش سے بات کر کے آہل کو سکون ملتا تھا۔اس کے پاس آہل کہ ہر مسلے کا حل تھا۔اس کے ہر سوال کا جواب تھا۔آبش بہت پیار سے آبش کو سمجھاتی تھی۔۔۔آہل سمجھ جاتا تھا۔۔۔ایسے بات کو عرصہ ہو گیا لیکن ابھی بھی وہ اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے

ڈرتا تھا۔۔۔اور یہ اللہ سے ڈر کی شروعات تھی۔۔ایسے ہی چلتا گیا۔۔وہ آبش سے کال پر بات کرلیتا تھا اور رات کو روز آبش کے گھر کو دور سے کھڑا دیکھتا رہتا تھا۔محبت تھی کہ بڑھتی جارہی تھی۔۔۔محبت ذرا بھی کم نہیں ہوئی تھی۔۔۔ہاں البتہ آبش سے بات کرکے اذیت میں تھوڑی کمی آجاتی تھی۔

آہل کے ایم۔بی۔بی۔ایس کا آخری سال تھا۔اسے اب پڑھنا تھا۔۔اور وہ پڑھ بھی لیتا تھا۔۔۔محبت قائم تھی۔۔۔لیکن آبش کی باتیں مرہم کا کام کرتی تھیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بارہواں باب: مشرک

شہروز کی سالگرہ تھی۔۔اور وہ آہل کو زبردستی اپنے سے ہوٹل ڈنر کرنے لے کر آیا تھا۔۔انھوں نے سوچا تھا کہ تھوڑی بہت سیلی بریشن بھی کرلیں گے۔۔وہ دونوں سیلیبریشن کا سامان لے کر ہوٹل آگئے تھے۔۔۔شہروز کے برتھ ڈے کا کیک کاٹا

جارہا تھا۔۔۔آہل آج اتنے دونوں بعد یوں اس سب سے نکل کر باہر آیا تھا۔۔۔وہ شہر وز کی خوشی میں خوش تھا۔۔۔۔وہ اب شہر وز کے منہ پر کیک لگا رہا تھا۔۔۔اس نے اب سنو سپرے نکالا تھا۔۔۔اس نے اب شہر وز کے اوپر سپرے کیا تھا۔۔۔سفید سنو باہر آئی تھی۔۔۔ہائے اس سفید سنو میں آبش کا چہرہ نظر آ گیا تھا۔۔۔۔آہل نے اب سپرے کرنا بند کر دی تھی۔۔۔سامنے واقعی آبش کا چہرہ تھا۔۔۔۔ہاں وہ آبش ہی تھی۔۔۔اسے تو وہ سو قدم دور سے بھی پہچان سکتا تھا۔۔۔یہ تو صرف دس قدم کا فاصلہ تھا۔۔۔سامنے والے ٹیبل پر آبش کسی لڑکے کے ساتھ رات کے اس وقت بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔آج پہلی بار اس کا چہرہ دیکھ کر جادو نگری میں نہیں گیا تھا۔۔۔آج پہلی بار آبش کے چہرے نے کوئی جادو نہیں کیا تھا۔۔۔۔آج آہل کو اس پر غصہ آیا تھا۔۔اس کا دل کیا وہ اٹھے اور آبش کے دو تھپڑ لگا کر اسے گھر لے جائے۔۔وہ ابھی بھی اس کے نکاح میں تھی۔۔۔وہ کیسے کسی اور لڑکے کے ساتھ یوں جا سکتی تھی۔۔۔وہ اٹھا اور آبش کے پاس جانے لگا۔۔۔پھر راستے میں ہی رک گیا۔۔اور واپس مڑ گیا۔۔۔وہ کیا کہے گا۔۔۔۔جا کر۔۔۔آبش کے گھر والے کتنی ہی بار آہل سے نکاح کا مطالبہ کر چکے تھے۔۔۔اور وہ ہمیشہ کچھ دن پر ٹال دیتا تھا۔۔۔۔اس نے وہاں سب دیکھ کر خون کے آنسو پیے اور واپس فلیٹ پر آ گیا۔۔۔آج اسے سمجھ آئی تھی کہ اللہ نے شرک کو اتنا

بڑا گناہ کیوں قرار دیا ہے۔۔۔ محبوب کو کسی اور کے ساتھ دیکھ کر کیسا لگتا ہے۔۔۔ جب محبوب دھوکہ دیتا ہے۔۔۔ دغا کرتا ہے تو کیسا لگتا ہے۔۔۔۔ اس اذیت کے سامنے پچھلے چھ۔۔ سات سالوں کی اذیت کوئی معنی نہیں رکھتی تھی۔۔۔ اس نے شہروز کی برتھ ڈے خراب کر دی تھی۔۔۔ پر اب اسے کسی بھی چیز کا فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔۔۔

شہروز کی سالگرہ تھی۔۔ اور وہ آہل کو زبردستی اپنے ساتھ ہوٹل ڈنر کرنے لے کر آیا تھا۔۔ انھوں نے سوچا تھا کہ تھوڑی بہت سیلی بریشن بھی کر لیں گے۔۔ وہ دونوں سیلیبریشن کا سامان لے کر ہوٹل آگئے تھے۔۔۔ شہروز کے برتھ ڈے کا کیک کاٹا جا رہا تھا۔۔۔ آہل آج اتنے دونوں بعد یوں اس سب سے نکل کر باہر آیا تھا۔۔۔ وہ شہروز کی خوشی میں خوش تھا۔۔۔۔ وہ اب شہروز کے منہ پر کیک لگا رہا تھا۔۔۔ اس نے اب سنو سپرے نکالا تھا۔۔۔ اس نے اب شہروز کے اوپر سپرے کیا تھا۔۔۔ سفید سنو باہر آئی تھی۔۔۔ ہائے اس سفید سنو میں آبش کا چہرہ نظر آگیا تھا۔۔۔۔ آہل نے اب سپرے کرنا بند کر دی تھی۔۔۔ سامنے واقعی آبش کا چہرہ تھا۔۔۔۔ ہاں وہ آبش ہی تھی۔۔۔ اسے تو وہ سو قدم دور سے بھی پہچان سکتا تھا۔۔۔ یہ تو صرف دس قدم کا

فاصلہ تھا۔۔۔سامنے والے ٹیبل پر آبش کسی لڑکے کے ساتھ رات کے اس وقت بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔آج پہلی بار اس کا چہرہ دیکھ کر جادو نگری میں نہیں گیا تھا۔۔۔آج پہلی بار آبش کے چہرے نے کوئی جادو نہیں کیا تھا۔۔۔آج آہل کو اس پر غصہ آیا تھا۔۔اس کا دل کیا وہ اٹھے اور آبش کے دو تھپڑ لگا کر اسے گھر لے جائے۔۔وہ ابھی بھی اس کے نکاح میں تھی۔۔۔وہ کیسے کسی اور لڑکے کے ساتھ یوں جا سکتی تھی۔۔۔وہ اٹھا اور آبش کے پاس جانے لگا۔۔۔پھر راستے میں ہی رک گیا۔۔اور واپس مڑ گیا۔۔۔وہ کیا کہے گا۔۔۔جا کر۔۔۔آبش کے گھر والے کتنی ہی بار آہل سے طلاق کا مطالبہ کر چکے تھے۔۔۔اور وہ ہمیشہ کچھ دن پر ٹال دیتا تھا۔۔۔۔اس نے وہاں سب دیکھ کر خون کے آنسو پیے اور واپس فلیٹ پر آ گیا۔۔۔آج اسے سمجھ آئی تھی کہ اللہ نے شرک کو اتنا بڑا گناہ کیوں قرار دیا ہے۔۔۔محبوب کو کسی اور کے ساتھ دیکھ کر کیسا لگتا ہے۔۔۔جب محبوب دھوکہ دیتا ہے۔۔۔دغا کرتا ہے تو کیسا لگتا ہے۔۔۔۔اس اذیت کے سامنے پچھلے چھ۔۔سات سالوں کی اذیت کوئی معنی نہیں رکھتی تھی۔۔۔اس نے شہروز کی برتھ ڈے خراب کر دی تھی۔۔۔پر اب اسے کسی بھی چیز کا فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔۔۔

”آبش تم۔۔۔نے مجھے دھوکہ دیا۔۔تم نے میری محبت کو قبول نہیں کیا۔۔۔تم نے میرے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی غیر کے ساتھ رہنا پسند کیا۔۔۔جیسے بھی نکاح ہوا تھا پر تھی تو میرے نکاح میں۔۔۔تم سچ میں آوارہ لڑکی ہو۔۔ممی نے تمہیں صحیح کہا تھا۔۔ممی نے تمہیں تب صحیح تھپڑ مارا تھا۔۔تم اسی کے قابل ہو۔۔“

وہ زور زور سے چیخ رہا تھا۔۔پھر آہل نے شیشے کے گلاس کو زمین پر مارا۔۔اور اس کے کانچ کو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلی پر رکھ لیا۔۔۔

””آبش تم میری محبت کے قابل ہی نہیں ہو۔۔میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں۔۔میں تمہیں کبھی اس کا بھی ہونے نہیں دوں گا۔۔آبش تم منافق ہو۔۔ہاں منافق لفظ تمہارے لیے ہی بنا ہے۔۔تم نیک ہونے کی ایکٹنگ کرتی ہو اور ویسے میرے سے بھی زیادہ گناہگار ہو۔۔اللہ تمہیں بھی معاف نہیں کرے گا۔۔تم میرے محبت کو میری غلطیوں کی سزا کہتی ہو۔۔اب میں تمہیں سزا دوں گا۔۔ساری زندگی تم بھی اس کے لیے تڑپو گی۔۔““

پھر اس نے مٹھی کو زور سے بند کر دیا۔۔خون کا ایک قطرہ نیچے فرش پر گرا۔۔اور پھر تھوری ہی دیر میں خون کے بے شمار قطرے فرش پر گرنے لگ گئے۔۔اس نے

مٹھی کھول دی۔۔۔اور پھر زور زور سے رونا شروع کر دیا۔۔۔وہ کبھی آواز کے ساتھ نہیں روتا تھا۔۔۔آج درد ہی اتنا ملا تھا کہ اس کانچ کا زخم بھی اس کے سامنے کچھ نہیں تھا۔۔۔آبش کی ساری باتیں اس کے ذہن میں آنے لگ گئی۔۔۔ تھوڑا درد کم ہوا۔۔پھر اچانک اس کا مسکراتا ہوا چہرہ سامنے آیا۔۔جو ہوٹل میں دیکھا تھا۔۔۔آہل کو اس۔۔۔کے چہرے۔۔۔۔سے وحشت ہونے لگی۔۔۔پھر آہل کو اپنا چہرہ یاد آیا۔۔اس نے فرش پر پھیلے ہوئے خون کو دونوں ہاتھوں سے صاف کیا اور پھر دونوں ہاتھوں کو ملنا شروع کر دیا۔۔۔اور پھر وہی خون سے رنگے ہاتھ چہرے پر مسلنے لگ گیا۔۔۔۔اب وہ اپنا چہرہ آبش کے دیے گئے زخم سے رنگ رہا تھا۔۔۔۔آج محبت جنونیت کی ساری حدیں پار کر گئی تھی۔۔اس طرح رو رہا تھا جیسے اس کا کوئی اپنا دنیا سے رخصت ہو گیا ہے۔۔۔آج وہ محبوب کو کسی کے ساتھ دیکھ کر قبر میں ہی تو دفنا آیا تھا۔۔۔اور یہ محبت کا ہی تو جنازہ تھا جس کے لیے وہ اتنا تڑپ رہا تھا۔۔۔اسے آج معلوم ہوا تھا کہ شرک اتنا بڑا گناہ کیوں ہے۔۔۔؟آج اسے پتا لگ گیا تھا کہ اللہ اس سے واقعی ناراض ہے۔۔۔اور کبھی نہ ماننے کے لیے ناراض ہو گیا ہے۔۔۔۔

وقت گزر رہا تھا۔۔۔کوئی کتنی ہی تکلیف میں کیوں نہ ہو وقت بہت خود غرضی سے گزر جاتا ہے۔۔۔اس نے آبش سے بالکل بات کرنا ختم کر دی تھی۔وہ کسی اور سے بھی ملتا نہیں تھا۔۔سارا دن فلیٹ پر رہتا۔۔۔ہاؤس جاب ختم ہو گئی تھی۔۔۔بس پھر سارا دن فلیٹ پر رہتا۔۔۔ایک شہروز ہی تھا جو اس کی بہت پرواہ کرتا تھا۔۔۔اور اکثر اس کا دل بہلانے کے لیے اسکے فلیٹ پر آ جایا کرتا تھا۔۔صرف ایک وہ ہی تھا جو اس کے درد کو سمجھتا تھا۔۔۔جو اس کی باتوں میں چھپے قرب کو سمجھتا تھا۔۔شہروز کو آہل کی بہت فکر تھی۔۔۔اسے کھانا بھی کھلاتا۔۔۔اسے کبھی کبھی فلیٹ سے باہر لے جاتا۔۔۔جمعے کے روز زبردستی نماز پڑھانے ساتھ لے جاتا۔۔۔آہل شہروز کی بات مان جاتا تھا۔۔اسکے ساتھ جمعہ پڑھنے چلا جاتا لیکن کبھی نماز پڑھنے کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔۔آہل کو نماز پڑھنے سے خوف آتا تھا۔۔۔اللہ کبھی نہ ماننے کے لیے ناراض ہوا تھا پھر وہ کیسے اس کا اس کی بارگاہ میں کھڑا ہونا قبول کر سکتا تھا۔۔۔۔بس یہی سوچ کر وہ نماز پڑھنے سے رک جاتا۔۔۔۔جمعہ کی نماز کے بعد امام صاحب بیان کیا کرتے تھے۔۔جس میں روزمرہ کی زندگی کے متعلق باتیں ہوتی تھی۔۔۔آہل شہروز کے ساتھ بیٹھ کر وہ بیان سنا کرتا تھا۔۔۔

ہر جمعے کی طرح آج بھی امام صاحب نماز کے بعد بیان کرنے کے لیے اپنی تشریف گاہ پر براجمان ہوئے۔۔۔آج کے بیان کا عنوان توبہ تھا۔۔۔امام صاحب کے ہر بیان کا کوئی نہ کوئی عنوان ہوا کرتا تھا۔۔۔جس پر وہ بات کیا کرتے تھے۔۔۔اور آج انھوں نے توبہ پر بات کرنی تھی۔۔۔

انھوں نے اپنی جگہ پر بیٹھ کر سب کو سلام کیا تھا۔۔۔پھر انھوں نے اپنا بیان شروع کیا۔۔۔۔

""""""""حضرت حسن بصری اپنی توبہ کا واقعہ بیان قرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں امیر کبیر شخص تھا۔بہت امیر تھا۔۔اور بصری کی گلیوں میں غریبوں کی خدمت کیا کرتا تھا۔۔۔اچانک میں نے ایک حسین عورت کو دیکھ لیا۔۔۔اور اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔اس عورت نے مجھے کہا تجھے شرم نہیں آتی۔۔۔؟میں نے کہا کس سے شرماؤں۔۔۔؟وہ بولی وہ جو آنکھوں کی خیانت کو دیکھتا ہے۔۔۔اور دلوں کے پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے۔۔۔۔تجھے شرم نہیں آتی۔۔۔؟اس کا جملہ تو بہت بڑا تھا۔۔ لیکن وہ اتنی حسین تھی اتنی خوبصورت تھی۔۔۔اور پھر بھی مسلسل اسے دیکھتا ہی رہا۔۔اور دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔اور پھر آخر اس عورت نے کہا۔۔"کیوں بار بار دیکھتا ہے۔۔۔؟""

میں نے اس عورت سے کہا کہ تیری آنکھیں اتنی خوبصورت ہیں میرا ان میں ڈوب جانے کو دل کرتا ہے۔۔اس عورت نے کہا اچھا تو یہ بات ہے تو یہاں انتظار کر۔۔۔وہ عورت اپنے گھر گ ئی اور تھوڑی دیر کے بعد اس کی خادمہ آتی ہے اس کے ہاتھ میں ایک تشت ہوتا ہے اور اس تشت پر ایک کپڑا دیا ہوتا ہے۔۔۔امام بصری کہتے ہیں کہ میں وہ کپڑا اتارتا ہوں تو اس میں۔۔۔۔۔اس عورت کی۔۔۔وہ دو۔۔۔خوبصورت۔۔۔۔آنکھیں تھیں۔۔۔اس نے اپنی دو آنکھیں نکال کر اپنی خادمہ کو دے دیں کہ ان کی وجہ سے اس کا دل دین سے دور ہوا ہے مجھے یہ آنکھیں نہیں چاہیں۔۔۔ایک کاغذ تھا اس میں لکھا ہوا تھا۔۔۔

مجھے ایسی آنکھیں نہیں چاہیے جس سے ایک مرد فتنے میں مبتلا ہو جائے۔۔۔حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ میں وہ تشت لے کر گھر آگیا اور ساری رات زار و قطار روتا رہا اللہ سے توبہ کرتا رہا۔۔۔ساری رات استغفار کرتا رہا۔۔فجر کی اذان سنی تو خیال آیا کہ اس عورت کا شکریہ ادا تو کر دوں جس نے اپنی آنکھیں میرے لیے۔۔۔میرے دین کے لیے وقف کر دیں۔۔۔میری توبہ پر استقامت کے لیے قربان کر دیں۔۔۔اس کا شکریہ تو ادا کر دوں۔۔۔کہتے ہیں میں اس کے گھر گیا۔۔۔اور

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیکھا۔۔اس کا۔۔۔جنازہ۔۔نکل رہا تھا۔۔اس کی موت واقع ہو چکی تھی۔۔وہ کہتے میں یہ دیکھ کر گھر آ گیا۔۔۔پھر رات کو جب سویا تو وہ عورت میرے خواب میں آتی ہے۔۔۔میں نے اس سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کر تو کہتی ہے جب تنہائی میں ہو تو اللہ کا ذکر کرو۔۔صبح استغفار کرو۔۔۔شام کو استغفار کرو۔۔۔""""

آہل نے بہت غور سے واقع سنا۔۔آبش اس کو قصوروار کہتی ہے اصل میں تو قصوروار وہ خود ہے۔۔۔اسے میرے سامنے آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔۔اسے چاہیے تھا کہ وہ اپنا چہرہ چھپاتی۔۔۔مجھے کوئی غلطی کی سزا نہیں مل رہی۔۔۔آبش ہی منافق ہے۔۔۔وہ یہی سوچتا ہوا آبش کے گھر جا رہا تھا۔۔۔وہ اس کے گھر پہنچا۔۔اس بار پچھلے دروازے سے آبش کے کمرے میں نہیں گیا تھا۔۔۔بلکہ اس نے آگے جا کر ٹی وی لاؤنج کا دروازہ کھولا تھا۔۔۔سنہری روشنی پھیلی تھی۔۔۔۔وہ سنہری چہرہ پھر آنکھوں کے سامنے آ گیا تھا۔۔اسنے زور سے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔وہ سنہری پری نہیں بلکہ سنہری جادوگرنی ہے۔۔جس نے اپنے خوبصورت سحر میں اسے گرفتار کیا ہوا ہے۔۔۔وہ یہ سوچتا ہوا اندر آ گیا۔۔۔ٹی وی لاؤنج میں کوئی نہیں تھا۔۔۔وہ وہاں رکا بھی نہیں سیدھا آبش کے کمرے کا دروازہ کھول کر آبش کے کمرے میں آ گیا۔۔۔اور بیڈ پر بیٹھ

www.neweramagazine.com

گیا۔۔آج وہ آبش سے ہمدردی لینے نہیں آیا تھا۔۔بلکہ آج اس کی منافقت دکھانے آیا تھا۔۔۔ تھوڑی دیر میں دروازہ کھلا۔۔۔آبش کمرے میں آئی تھی۔۔۔آبش اسے دیکھ کر چونک گ ئی تھی۔۔۔پھر اس نے کمرے کا دروازہ کھلا رہنے دیا۔۔۔اور اندر کمرے میں آگ ئی۔۔۔اور اس گول جھولے پر بیٹھ گ ئی۔۔۔اس نے پھر بہت پیار سے آہل سے کہا۔۔۔

''''اَلسَلامُ عَلَيْكُم آہل بھائی۔۔۔آپ ٹھیک تو ہیں۔۔۔؟آپ نے اتنے دونوں سے کوئی میسج نہیں کیا اور نہ ہی کال کی۔۔۔مجھے آپ کی فکر ہو رہی تھی۔۔۔''''آہل کو پتا نہیں کیوں سن کے بہت سکون ملا تھا۔۔۔محبوب تو محبوب ہوتا ہے۔۔انسان جتنا بھی بدگمان کیوں نہ ہو محبوب کی آواز سن کر ساری بدگمانی دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔۔۔لیکن پھر اچانک وہی مسکراتا ہوا چہرہ سامنے آگیا۔۔۔وہ اس دن ہوٹل والا چہرہ۔۔۔کسی لڑکے کے ساتھ مسکراتا ہوا چہرہ۔۔۔آہل نے پچھلے کچھ عرصے سے جس چہرے سے شدید نفرت کی تھی۔۔۔وہ والا چہرہ۔۔۔تو یہ ایسی ہی باتیں اس لڑکے سے بھی کرتی ہو گی۔۔۔غصے کی ایک لہر پورے جسم میں دوڑی تھی۔۔۔جادو نگری میں جاتے جاتے واپس آگیا۔۔۔اب آبش سے نفرت کا اظہار کرنا تھا۔۔۔

""""آبش تم۔۔۔ایک لفظ نہیں بولو گی۔۔اب میں جو بات کرنے آیا ہوں مجھے کرنے دو۔۔۔""""وہ ذرا سخت لہجے میں بولا تھا۔۔۔اس نے تو پہلے کبھی ایسے بات نہیں کی تھی۔۔۔آبش ذرا گھبرا گ ئی تھی۔۔اور پھر نظریں جھکائے اسے سننے لگ گ ئی تھی۔۔۔وہ پھر بولنا شروع ہوا۔۔۔

""""آبش تمہیں پتا ہے میں نے تم سے کتنی محبت کی ہے۔۔۔؟تم اس محبت کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتی۔۔میری نظر میں تم دنیا کی سب سے پاک لڑکی تھی۔۔۔میرے لیے اس دنیا کی سب سے قابل احترام چیز تھی۔۔۔میں اپنا آپ تم پر وار سکتا تھا۔۔۔پر تمہیں میری محبت راس۔۔۔ہی نہیں آئی۔۔۔میں نے تم سے اس رات محبت کرنا چھوڑ دی جس رات۔۔۔تم اس لڑکے کے ساتھ۔۔۔۔ہوٹل آئی تھی۔۔۔منافقت کوئی تم سے سیکھے۔۔۔"

آبش کے چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔اور آہل کو لگا وہ کسی بھی وقت رو دے گی۔۔۔

""""""آہل۔۔۔""""""وہ شاید کچھ بولنا چاہ رہی تھی۔۔

""""آبش خاموش۔۔۔چپ کر جاؤ۔۔۔اب تم بولنے کے قابل نہیں رہی۔۔۔

اس نے اتنے تیز لہجے میں کہا کہ آبش کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگ گ ئے۔۔۔ لیکن آج آہل کو ان آنسوؤ ں کی بھی پرواہ کہاں تھی۔۔

""""تمہاری اصلیت میرے سامنے آگ ئی ہے۔۔۔ ابھی تو تم میرے نکاح میں ہو۔۔۔ میرے ساتھ بیٹھنے میں بھی گناہ سمجھتی ہو اور نا محرموں کے ساتھ گھومتی پھرتی ہو۔۔۔ منافقت کی انتہا ہے۔۔۔

صرف نماز میں رو دینے سے کوئی سچا مسلمان نہیں بن جاتا۔۔۔ اس کے لیے دل کا پاک ہونا ضروری ہے۔۔۔ تم نے اس دن دل کو پاک کرنے کا طریقہ تو بتایا ہی نہیں کیوں کہ تمہارا دل۔۔۔ خود بہت۔۔۔ ناپاک۔۔۔ تھا۔۔۔ اور تم یہ بات جانتی ہو گی کہ انسان اپنی غلطی چھپانے کے لیے دوسروں پر الزام لگاتا ہے۔۔۔ تم خود غلطی پر تھی۔۔۔ تبھی میری محبت کو غلط کہا۔۔۔ آبش میں ابھی حسن بصری کا توبہ کا واقعہ سن کر آیا ہوں۔۔ کہ جب حسن بصری کو ایک عورت بہت حسین لگی تھی تو اس عورت نے حسن بصری کی خاطر اپنی جان قربان کر دی۔۔ کیوں کہ اس کی وجہ سے ایک مرد کا دل فتنے میں مبتلا ہو رہا تھا۔۔۔ تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔؟ تمہاری وجہ سے میرا دل بھی تو فتنے میں مبتلا ہوا ہے۔۔۔ اور تم نے تو ایک اور لڑکے کو فتنے میں مبتلا

کرر کھا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ کہنے کے بعد آہل نے آبش کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔جو شرمندگی سے سر جھکائے روئے جا رہی تھی۔۔۔

""""آبش تمہیں میرے سامنے آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔۔۔مجھے یہ جو محبت ہوئی ہے اس کی صرف اور صرف تم قصوروار ہو۔۔ تمہیں اللہ کبھی نہیں معاف کرے گا۔۔۔تمہاری پکڑ بھی ضرور ہوگی۔۔۔""""

آبش ابھی بھی مسلسل رو رہی تھی۔۔۔آج آہل کو اس کی آنسوؤں کی فکر نہیں تھی۔بس وہ اتنے دونوں کا اپنے اندر پلنے والا زہر اگل رہا تھا۔۔۔اور وہ جتنا وہ زہر باہر نکال سکتا تھا۔۔۔۔نکال رہا تھا۔۔۔

""""آبش میں تم سے دوبارہ کبھی بات نہیں کرں ا چاہوں گا۔۔۔بس آج تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ تم اللہ سے معافی مانگو۔۔۔گناہگار تم ہو۔۔۔۔میں نہیں۔۔۔میں تمہاری وجہ سے اتنی اذیت میں ہوں۔۔میں قیامت کے روز اس کے لیے تمہیں معاف نہیں کروں گا۔۔۔اللہ سے معافی مانگنے کے بعد تمہیں میرے سے معافی مانگنی پڑے گی۔۔۔لیکن میرے سے معافی کی امید نہ رکھنا۔۔۔منافق۔۔کافر سے بھی بد تر

ہوتا ہے۔۔۔کافر کا ظاہر اور باطن تو ایک جیسا ہوتا ہے۔۔۔پر جو منافق ہوتا ہے۔۔۔وہ تمہاری طرح ہوتا ہے۔۔۔دل میں کچھ اور۔۔اور زبان پر کچھ اور۔۔۔""

پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔۔اور جانے کے لیے دروازے کی طرف بڑھا تو سامنے شیشے میں وہ سفید فراک والی تصویر کا عکس دیکھ کر رک گیا۔۔اور پھر تصویر کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

""آبش پچھلے ساتھ آٹھ سالوں سے میری یہ شدید خواہش رہی تھی کہ میں تمہیں ایسی سفید فراک میں دیکھوں۔۔۔سر پر موتیوں کا تاج۔۔۔پہنا ہو۔۔۔اور میرے پاس ہو۔۔صرف میرے پاس۔۔۔اپنے تصور میں ایسے کتنی ہی بار تمہیں دیکھ چکا تھا۔۔۔جہاں صرف تم میری تھی۔۔۔میرے ساتھ بیٹھی ہوتی تھی۔۔۔اور کسی کو تم نظر ہی نہیں آ سکتی تھی لیکن آبش۔۔۔۔تم نے تو میرے خواب بھی میرے سے چھین لیے۔۔۔تم نے میری محبت میں کسی اور کو شریک کر دیا۔۔اور پھر میری محبت ختم ہو گئی۔۔۔میں اب تم سے محبت۔۔۔نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"""

یہ آخری جملہ بولتے ہوئے اسے جتنی تکلیف ہوئی تھی۔۔۔اس کا کوئی اندازہ بھی نہیں کر سکتا۔۔۔اس نے آج پہلی بار آبش سے جھوٹ بولا تھا۔۔۔محبت تو اب بھی ویسے ہی

قائم تھی۔۔۔ محبتیں کہاں ختم ہوتی ہیں۔۔۔ لیکن آبش کو کہہ دیا تھا۔۔۔ پھر وہ اپنے فلیٹ آگیا۔۔۔

فلیٹ پر واپس آکر وہ کتنی ہی دیر آبش کے بارے میں سوچتا رہا۔۔۔ اس نے آج آبش کو کتنا رلایا تھا۔۔۔ وہ آبش کو اس ساری اذیت کا قصوروار سمجھ رہا تھا۔۔۔

آہل نے آبش سے رابطہ بالکل ختم کر دیا۔۔ اور ساتھ ساتھ ایک نجی ہسپتال میں شہروز کے ساتھ ہی جاب کرنا شروع کر دی۔۔ زندگی کو مصروف کر دیا تھا۔۔۔ لیکن محبت مضبوط چٹان کی طرح جکڑے ہوئے تھی۔۔۔ وہ اپنی انا کی وجہ سے اپنے آپ پر ظلم کرتا جا رہا تھا۔۔۔ پہلے محبت کے لیے سب کچھ برداشت کیا اپنا آپ بھی محبت پر وار دیا۔۔۔ اور اب خود محبت کو اپنے ہاتھوں سے دفنا دیا تھا۔۔۔ لیکن پھر بھی انتظار ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔ ہاں ابھی بھی آبش کی محبت کا انتظار تھا۔۔۔ ابھی بھی وہ قبول تھی۔۔۔ تبھی انتظار تھا۔۔۔ زندگی ختم ہونے والی تھی۔۔۔۔۔ لیکن انتظار بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

\-----------------------------------

سنہری دھوپ کھونے کو ہے۔۔

پھر شام۔۔۔۔۔۔ہونے کو ہے۔۔۔۔۔۔

یہ سانس ختم ہونے کو ہے۔۔۔

پھر موت۔۔۔آنے کو ہے۔۔۔

اپنے بھی نہ اپنے رہے اب تو۔۔۔

ہر شخص رقیب ہونے کو ہے۔۔

کتنے ہی برس انتظار میں گزر گ ئے۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب تو آ جا میری بس ہونے کو ہے۔۔

سحر کی کوئی کرن نہ دکھی مجھ کو۔۔

اب تو سورج بھی ڈوب جانے کو ہے۔۔۔

لا محدود رنجشوں نے گھیر لیا مجھ کو۔۔۔

میرا دل بھی اب تجھے کھو دینے کو ہے۔۔۔

زندگی کے ہاتھوں اور کتنا ذلیل ہو گی اے رباب۔۔

شکر کر اب یہ زندگی ختم ہو جانے کو ہے۔۔۔۔۔

(طلعت رباب)

تیرھواں باب: جنونیت

آہل کے ممی ڈیڈی روز فون کیا کرتے تھے۔۔ڈیڈی مہینے میں ایک دو بار آ کر مل جایا کرتے تھے۔۔۔وہ آہل کو ملتان سے باہر نکالنا چاہتے تھے۔۔۔ان کی خواہش تھی کہ آہل سپیشلائیزیشن باہر کے ملک سے کرے۔۔۔لیکن آہل کو ملتان سے عشق ہو گیا تھا۔۔۔اتنا عرصہ ملتان میں رہنے کے بعد وہ یہ گلیاں نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔۔۔ملتان کی مٹی ہے ہی ایسی۔۔۔وہ ہر کسی کو اپنا دیوانہ بنا دیتی ہے۔۔۔۔

آہل کے ڈیڈی نے اس کے ایڈمیشن کے لیے باہر کے ممالک کی بہت ساری یونیورسٹیوں میں اپلائے کر دیا تھا۔۔۔اور وہ آہل سے جب بھی بات کرتے تو اسے باہر

پڑھنے پر قائل کرتے رہتے۔۔۔لیکن اس نے سوچ رکھا تھا کہ وہ ملتان کو نہیں چھوڑے گا۔۔۔پر یہ سوچ بہت جلد تبدیل ہونے والی تھی۔۔۔۔

ایک رات ڈیوٹی سے واپسی پر آہل اور شہروز گاڑی میں آرہے تھے۔۔۔دونوں باتوں میں مصروف تھے۔۔آہل ڈرائیورنگ کر رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر سڑک کے پاس کھڑی آبش پر پڑی۔۔۔اس نے بلیو کلر کا ڈریس پہنا ہوا تھا اور ساتھ بلیو ڈوپٹہ لیا ہوا تھا۔۔سامنے سے آتی ہوئی گاڑیوں کی روشنی آبش پر پڑتی تو اس کا چہرہ ان روشنیوں سے نہا جاتا۔۔۔آہل کو بے اختیار پہلے دن والا آبش کا چہرہ یاد آیا تھا۔۔۔وہ سنہری روشنیوں والا سنہری چہرہ۔۔۔آج پھر آہل کو وہ جادو نگری میں لے کر جا رہی تھی۔۔۔اتنے عرصے بعد پھر سے وہ اپنے سحر سے آہل کے ہوش اڑا رہی تھی۔۔۔لیکن یہ کیا کوئی لڑکا گاڑی ڈرائیور کرتا ہوا آیا اور آبش کے سامنے جا کر اس نے گاڑی روک دی۔۔۔آبش اس گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔یا خدا آبش ایسی بھی ہو سکتی ہے۔۔۔۔آہل کی سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیتیں ختم ہو گئی۔۔۔۔غصہ ہر چیز پر حاوی ہو گیا۔۔۔آہل نے گاڑی سٹارٹ کی جو آبش کو دیکھنے کے لیے روکی تھی۔۔۔۔اور جا کر اس گاڑی کے اندر دے ماری جس میں آبش

بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔اور پھر فل سپیڈ میں گاڑی ڈرائیور کرتا ہوا فلیٹ آ گیا۔۔۔شہروز نے اسے بلانے کی بہت کوشش کی پر وہ ایک بار نہیں بولا اور فلیٹ پر آ کر گاڑی کی چابی شہروز کے حوالے کی اور خود فلیٹ کے اندر جا کر دروازہ لاک کر لیا۔۔۔شہروز نے دروازہ بہت بجایا پر اس نے دروازہ نہیں کھولا۔۔۔پھر وہ تھک کر چلا گیا۔۔۔

آبش آبش تم اتنا گر سکتی ہو۔۔۔؟تم یوں کسی کے ساتھ بھی گاڑی میں بیٹھ کر جا سکتی ہو۔۔۔؟ہائے اللہ تم ایسا کیسے کر سکتی ہو آبش۔۔۔۔؟؟وہ غصے میں چیخ رہا تھا۔۔۔اس نے اپنا موبائل اٹھا کر دیوار میں مارا۔۔۔ایل۔ای۔ڈی اٹھا کر زمین پر مار دی۔۔۔پھر ساری پینٹنگ ایک ایک کر کے توڑ دی۔۔۔غصہ تھا کہ کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔۔پھر اس نے فل والیم میں سپیکر پر گانے لگائے۔۔۔اور خود جوتے اتار کر اہل۔ای۔ڈی اور تصویروں کے کانچ پر پاؤں رکھ کر بیٹھ گیا۔۔۔شاید اس کے درد سے تھوڑی دیر کے لیے وہ آبش کو بھول جائے۔۔۔لیکن اس کانوں کے پردے پھاڑ دینے والی آواز اور یہ کانچ کے ٹکڑے بھی اذیت کم نہیں کر سکے۔۔۔۔۔۔آہل کا سوچ سوچ کر سر پھٹنے کو تھا۔۔۔آبش۔۔۔ایسا کیسے کر سکتی ہے۔۔۔وہ یوں کسی کی بھی گاڑی میں بیٹھ سکتی ہے۔۔۔؟منافق نہیں وہ آوارہ لڑکی ہے۔۔۔ہاں۔۔کریکٹر لیس۔۔۔کیا سمجھا تھا

میں نے تمہیں آبش اور کیا نکلی تم۔۔۔میں تمہاری آئندہ یہ غلیظ شکل نہیں دیکھوں گا۔۔۔نہ اب تو تمہیں کسی صورت بھی آزاد نہیں کروں گا۔۔۔۔اور نہ ہی کبھی اپناؤں گا۔۔۔سن رہی ہو تم۔۔۔؟وہ گلا پھاڑ کر بول رہا تھا لیکن سپیکر کی اتنی آواز کی وجہ سے اس کو اپنی آواز تک سنائی نہیں دے رہی تھی۔۔۔۔پھر وہ اٹھا اور غصے سے سپیکرز کو زور سے اٹھا کر نیچے پھینکا۔۔۔آواز اب بھی بند نہیں ہوئی۔۔۔اسے اور غصہ آگیا۔۔۔اس نے پھر اٹھایا اور پھر اپنی پوری جان لگا کر توڑنے کی کوشش کی سپیکر ٹوٹ گئے۔۔۔لیکن آواز ابھی بھی باقی تھی۔۔۔پھر وہ بار بار اسے نیچے زمین پر پوری قوت سے مارتا رہا کہ آواز آنا بند ہو گئی۔۔۔لیکن اس کے بعد بھی مسلسل وہ اسے توڑی جا رہا تھا۔۔۔یہ کرتے ہوئے اس کے سارے ہاتھ زخمی ہو گئے تھے۔۔۔۔آبش سنواب۔۔۔تم اس دنیا کی سب سے بری لڑکی ہو۔۔۔سب سے غلیظ لڑکی۔۔۔تم منحوس بھی ہو۔۔۔۔جب سے میری زندگی میں آئی ہو۔۔۔میری خوش قسمتی چھین لی ہے۔۔۔میری خوشی چھین لی ہے۔۔۔اب مزید میں تمہارا سایہ خود پر نہیں پڑنے دوں گا۔۔۔سن رہی ہو نا تم۔۔۔جا رہا ہوں میں۔۔۔ہمیشہ کے لیے جا رہا ہوں۔۔۔پوری زندگی تم میرے نکاح میں رہو گی۔۔۔میں بھی دیکھتا ہوں تم کیسے طلاق لیتی ہو۔۔۔وہ گلا پھاڑ کر چیخ رہا تھا۔۔۔اسے سانس چڑھا ہوا تھا۔۔۔ہاتھ

پاؤں خون سے بھرے ہوئے تھے لیکن درد کا احساس ہی ختم ہو گیا تھا۔۔۔

پھر وہ تھک کر نیچے لیٹ گیا اسی کانچ کے اوپر اور زور زور سے رونے لگ گیا۔۔۔ پھر پتا نہیں کب یونہی روتا روتا بے ہوش ہو گیا۔۔۔ کانچ کے ٹکڑوں پر ہاتھ پاؤں خون سے بھر کر بے دم ہو کر لیٹا ہوا تھا۔۔۔

یہ محبت بھی کتنی ظالم ہے۔۔۔ انسان ختم ہو جاتا ہے۔۔۔ لیکن اس محبت کے ظلم ختم نہیں ہوتے۔۔۔ یہ محبت ایسا جونک ہے جو انسان کے جسم سے آخری خون کی بوند بھی چوس لیتا ہے لیکن پھر بھی اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔۔۔ ساری روح کو چھلنی کر دیتا ہے پھر بھی انسان کے ساتھ ہی چمٹا رہتا ہے۔۔۔ یہاں تک کے یہ جونک کوئی ناسور بن جاتا ہے۔۔۔ اور پھر انسان کی جان لے لیتا ہے۔۔۔۔

جب اسے ہوش آیا تو وہ تین بج رہے تھے۔۔ وہ اندازہ نہیں کر پایا کہ یہ رات کے تین ہیں یا دوپہر کے تین بج رہے ہیں۔۔۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جسم درد سے ٹوٹ رہا تھا۔۔۔ پھر بھی ہمت کر کے وہ اٹھا اور پردے ہٹا کر دیکھا تو سورج اپنے پورے آب و تاب سے آگ برسا رہا تھا۔۔۔ پھر وہ واش روم نہانے چلا گیا۔۔۔ خون ہاتھوں اور پاؤں پر جم گیا تھا۔۔۔ اور جسم پر بھی کئی جگہ کانچ لگا تھا۔۔۔ نہا کر واپس آیا تو

فون ڈھونڈا۔۔۔بند پڑا تھا۔۔۔ سکرین ٹوٹ گ ئی تھی۔۔۔آہل نے اسے آن کیا تو وہ آن ہو گیا۔۔۔اس نے اپنی ممی کا نمبر ملایا اور بس اتنا کہا۔۔۔

""""ممی میں کل صبح کی فلائیٹ سے کراچی آ رہا ہوں۔۔۔۔۔""""

اور پھر شہروز کو فون کر کے بلا لیا۔۔۔

چودھواں باب: الوداع

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب تک شہروز گاڑی لے کر پہنچا آہل اپنا سامان پیک کر چکا تھا۔۔۔ جیسے شہروز نے گاڑی روکی آہل نے آخری نظر فلیٹ پر ڈالی اور ہمیشہ کے لیے اسے خدا حافظ کہہ کر گاڑی میں سامان رکھ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔ پھر اس نے جا کر صبح کی فلائیٹ کی بکنگ بھی کروالی۔۔۔اور خود شہروز کے ساتھ اس کے فلیٹ پر آ گیا۔۔۔آج اس کی ملتان میں آخری رات تھی۔۔آبش نے اسے ملتان سے ہی دور کر دیا تھا۔۔۔ لیکن وہ اپنی آخری رات اپنے دوست کے ساتھ اکیلے گزارنا چاہتا تھا۔۔۔اس نے اپنا ریزائنگ لیٹر ساین

کر کے شہروز کو دے دیا۔۔۔شہروز اسکے جانے سے بہت اداس ہو رہا تھا۔۔۔اس کا بھی ملتان میں آہل کے سوا کوئی نہیں تھا۔۔۔۔وہ رات دونوں دوستوں نے باتیں کر کے گزاری۔۔۔اپنی پہلی ملاقات سے لے کر آج تک کی ساری باتیں کر ڈالی۔۔۔باتیں کرتے ہوئے کئی بار دونوں کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔۔یہ جدائی ہوتی ہی ایسی ہے۔۔۔دل کے دو ٹکڑے کر دیتی ہے۔۔۔فجر کی اذانیں شروع ہو گیں۔۔آہل کے جانے کا وقت قریب آ رہا تھا۔۔۔۔شہروز کو پتا نہیں کیوں لگ رہا تھا کہ یہ اس کی آہل سے آخری ملاقات ہے۔۔۔وہ بار بار آہل کو جانے سے منع کر رہا تھا۔۔۔لیکن آہل اب مزید آبش کے ملتان میں نہیں رہنا چاہتا تھا۔۔۔پھر جب جانے کا ٹائم ہوا تو شہروز اسے ایرپورٹ چھوڑنے آیا۔۔۔دونوں کا دل ایک دوسرے کو چھوڑنے کے لیے نہیں کر رہا تھا۔۔۔دونوں کا سات سالوں کا ساتھ تھا۔۔۔پھر ٹیک اوور کا ٹائم ہو گیا۔۔۔آہل نے نم ہوتی آنکھوں سے شہروز کو خدا حافظ کہا تو شہروز منہ نیچے کر کے کھڑا رہا۔۔۔شاید وہ اپنے آنسو چھپا رہا تھا۔۔۔۔آہل اس کا کندھا تھپک کر آگے جانے لگا۔۔۔۔پیچھے سے شہروز نے اسے آواز دی وہ رک گیا۔۔۔اور پھر آ کر آہل کے گلے لگ گیا۔۔۔ہائے محبت سے زیادہ اس دوستی میں انسیت اور کشش ہوتی ہے۔۔۔آہل اس محبت کے لیے اتنے ہمدرد دوست کو چھوڑ کے جا رہا تھا۔۔۔۔محبت

واقعی انسان کو کتنا مجبور کر دیتی ہے۔۔۔۔۔۔۔

آہل نے پھر شہروز کو تسلی دی کہ ہم بہت جلد پھر ملیں گے۔۔۔وہ اس کی شادی پر اس کے گھر بھی آئے گا۔۔۔پھر آہل اسے ہاتھ ہلاتا ہوا رن وے کی طرف آگیا۔۔۔پیچھے مڑ کر شہروز پر آخری نظر ڈالی۔۔۔وہ ابھی تک نم آنکھوں سے آہل کو جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔۔کون جانے کے وہ دونوں آخری بار ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔کون جانے۔۔۔کون جانے۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہل جب کراچی پہنچا تو اس کے ممی ڈیڈی دونوں اسے لینے آئے ہوئے تھے۔۔آج کتنے سالوں بعد وہ کراچی آیا تھا۔۔۔اس کی ممی اسے بار بار سینے سے لگا رہی تھیں۔۔پھر وہ گھر آگئے۔۔۔آہل نے اپنی ممی ڈیڈی کے ساتھ ناشتا کیا۔۔۔وہ اپنا درد چھپائے اپنے ممی ڈیڈی کو خوش دیکھ کر ان کے ساتھ خوش تھا۔۔۔پھر اس کی ممی نے اسے آرام کرنے کا کہا تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے اپنی ممی کے کمرے کے آگے سے گزرا۔۔۔آبش جائے نماز پر بیٹھی ہوئی نظر آئی۔۔۔آہل سب

کچھ بھول کر اندر چلا گیا۔۔۔اس کا روتا ہوا معصوم چہرہ۔۔۔۔پھر وہ کسی لڑکے ساتھ بیٹھی ہوئی نظر آئی۔۔۔آہل نے اپنی آنکھیں مضبوطی سے میچ لی۔۔۔۔اور اپنے کمرے میں جانے کی بجائے اپنے ڈیڈی کے پاس آیا۔۔۔اور انھیں کہا کہ اس کا جلد از جلد کسی بھی باہر کے ملک کی یونیورسٹی میں ایڈمیشن کروادیں۔۔۔اب وہ پڑھنا چاہتا ہے۔۔۔اس کے ڈیڈی یہ سن کر بہت خوش ہوئے تھے۔۔۔ان کا بیٹا ملتان چھوڑنے کی بات کر رہا تھا ان کے لیے یہی بہت تھا۔۔۔پھر وہ اپنے کمرے میں آرام کرنے کے لیے آگیا۔۔۔

تھوڑے ہی دنوں میں آہل کے ڈیڈی نے اس کا ایڈمیشن لندن کی ایک یونیورسٹی میں کروادیا۔۔۔ان کے بہت سے جاننے والے تھے تو انھوں نے ان سے کہہ کر سارے انتظامات کروادیے اور ان کو آہل کی یونی کے قریب کسی فلیٹ کا بندوبست کرنے کا کہہ دیا۔۔۔اور وہ پھر آہل فلایٹ کے مقررہ دن ایرپورٹ آگیا۔۔۔آخری نظر اس نے سب کو دیکھا تھا۔۔۔۔وہ اب کبھی واپس نہیں آئے گا۔۔۔اس نے سب کو دیکھ کر دل میں خود سے عہد کیا تھا۔۔۔اللہ حافظ ممی ڈیڈی۔۔۔اللہ حافظ شہروز۔۔۔۔اللہ حافظ آبش۔۔۔اب تم تڑپو گی۔۔۔۔ساری زندگی میرے نکاح میں رہو گی۔۔۔۔اور یہ

سوچتا ہوا جہاز پر بیٹھ گیا۔۔۔ایک نظر ونڈو میں سے باہر دیکھا۔۔۔۔۔

''''اللہ حافظ پاکستان''اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔۔

جب وہ لندن پہنچا تو صبح ہو رہی تھی۔۔ڈیڈی کے دوست اسے لینے آئے تھے۔۔آج اسے ان کے گھر رہنا تھا۔۔مہینے کی دس تاریخ تھی۔۔اس کی یونی کے پاس کوئی فلیٹ خالی نہیں تھا۔۔۔ایک اپارٹمنٹ مل رہا تھا۔۔۔لیکن وہ کسی کے ساتھ شِیر کرنا پڑنا تھا۔بیس دن کی تو بات تھی۔۔۔اس نے سوچا وہ گزارا کر لے گا۔۔اور بیس دنوں کے بعد کوئی فلیٹ دیکھ کر اس میں شفٹ ہو جائے گا۔۔۔ایک دن انکل کے گھر رکنے کے بعد اگلے دن وہ انکل کے ساتھ ہی اپارٹمنٹ آ گیا۔۔۔انکل اس کو دروازے پر ہی چھوڑ کر چلے گئے تو آہل اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔۔۔وہ دو کمرے کا اپارٹمنٹ تھا۔اس کے حصے میں ایک ہی کمرہ آیا تھا۔اور ٹی وی لاؤنج دونوں نے ہی شِیر کرنا تھا۔۔۔اور کچن بھی ٹی وی لاؤنج کے ایک سائیڈ پر ہی تھا۔۔۔اس نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔کمرے میں ایک بیڈ تھا۔۔۔اور دیواروں پر لکڑی کا کام کیا گیا تھا۔۔۔لکڑی کے کام سے ہی ڈریسنگ ٹیبل بنایا ہوا تھا۔۔۔جس میں بڑا سارا شیشہ لگا

ہوا تھا۔۔۔کمرے کی دائیں دیوار پر لکڑی کی الماری بنی ہوئی تھی۔۔۔کمرے کے ساتھ ہی اٹیچ واش روم تھا۔۔۔آہل نے اپنا سامان کمرے میں پھینکا اور کپڑے تبدیل کر کے لیٹ کر سو گیا۔۔۔

جب اسکی آنکھ کھلی تو شام ہو گئی تھی۔۔ باہر ٹی وی لاؤنج میں سے چیچ کو ہلانے کی آواز آرہی تھی۔۔اس اپارٹمنٹ کا دوسرا حصے دار آچکا تھا۔۔۔آہل بیڈ سے اٹھا اور فریش ہو کر باہر آگیا۔۔۔اب بھی چیچ ملنے کی آواز آرہی تھی۔۔۔آہل باہر آیا اور اچانک ہی رک گیا۔۔۔اس کے تو ہوش ہی اڑ گئے۔۔۔آبش۔۔۔۔آبش یہاں کیسے۔۔۔۔۔؟؟؟؟

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پندرھواں باب: ہم نفس

آہل اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔۔۔وہ دو کمرے کا اپارٹمنٹ تھا۔اس کے حصے میں

ایک ہی کمرہ آیا تھا۔اور ٹی وی لاؤنج دونوں نے ہی شیئر کرنا تھا۔۔۔اور کچن بھی ٹی وی لاؤنج کے ایک سائیڈ پر ہی تھا۔۔۔اس نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔کمرے میں ایک بیڈ تھا۔۔۔اور دیواڑوں پر لکڑی کا کام کیا گیا تھا۔۔۔لکڑی کے کام سے ہی ڈریسنگ ٹیبل بنایا ہوا تھا۔۔۔جس میں بڑا سارا شیشہ لگا ہوا تھا۔۔۔کمرے کی دائیں دیوار پر لکڑی کی الماری بنی ہوئی تھی۔۔۔کمرے کے ساتھ ہی اٹیچ واش روم تھا۔۔۔آہل نے اپنا سامان کمرے میں پھینکا اور کپڑے تبدیل کر کے لیٹ کر سو گیا۔۔۔

جب اسکی آنکھ کھلی تو شام ہو گئی تھی۔۔باہر ٹی وی لاؤنج میں سے چیچ کو ہلانے کی آواز آرہی تھی۔۔اس اپارٹمنٹ کا دوسرا حصے دار آچکا تھا۔۔۔آہل بیڈ سے اٹھا اور فریش ہو کر باہر آگیا۔۔۔اب بھی چیچ ہلنے کی آواز آرہی تھی۔۔۔آہل باہر آیا اور اچانک ہی رک گیا۔۔۔اس کے تو ہوش ہی اڑ گئے۔۔۔آبش۔۔۔۔آبش یہاں کیسے۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟

آہل سے ہلا نہیں جا رہا تھا۔۔وہ سبز اور کالے رنگ کے کپڑے پہنے۔۔۔سر پر کالے

رنگ کا حجاب لیے۔۔۔ سر جھکائے کھڑی۔۔۔کالے رنگ کے مگ میں چمچ ہلا رہی تھی۔۔۔آہل بت بنے کھڑا اسے گھور رہا تھا۔۔۔پھر آہل نے اس کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔۔ہلتا ہوا چمچ۔۔۔تیز ہو گیا۔۔۔تیز۔۔۔اور تیز۔۔۔جتنا وہ اس کے قریب جا رہا تھا۔۔چمچ کی ہلنے کی رفتار اتنی ہی تیز ہو رہی تھی۔۔۔آہل اس کے بالکل پاس آ کر رک گیا۔۔۔آہل نے اسے غور سے دیکھا۔۔۔تو۔۔۔وہ آبش نہیں تھی۔۔۔۔وہ تو کوئی اور تھی۔۔۔۔اور آبش سے اتنی مشابت۔۔۔۔بالکل ویسے ہی کپڑے پہننے کا انداز۔۔۔اسی طرح حجاب۔۔۔آہل ابھی بھی قریب کھڑا اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔اچانک چمچ ہلنا بند ہوا۔۔اس نے مگ شیلف پر رکھا اور تیز قدم اٹھاتی ہوئی اتنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔اور پھر دروازہ بند کر دیا۔۔۔۔آہل کو پتا نہیں کیوں اس کی یہ حرکت بھی آبش جیسی لگی۔۔۔

آہل نے شیلف سے وہ مگ اٹھا لیا۔۔۔اس میں کافی تھی۔۔۔وہ لڑکی اتنی دیر سے کافی بنا رہی تھی۔۔۔شاید وہ آہل کے یوں اسے گھورنے سے گھبرا گئی تھی۔۔۔آہل نے ایک گھونٹ بھرا۔۔۔۔مزے دار تھی۔۔۔اور اس وقت اس کافی کی ضرورت بھی

تھی۔۔۔کافی کا مگ پکڑے آہل ایل ای ڈی چلا کر ادھر ہی صوفے پر بیٹھ گیا اور اسے پینے لگ گیا۔۔۔کسی کی کافی پوچھے بغیر اٹھا کر پینے کا الگ ہی مزہ ہے۔۔۔یہ لڑکی اسے کو آبش کی طرح لگی تھی۔۔۔آبش نہیں تو آبش جیسی ہی کو تنگ کر کے کہیں نہ کہیں آہل کو تھوڑا سکون ملا تھا۔۔۔آہل کو وہ لڑکا اور آبش کا اس کے ساتھ راتوں کو پھرنا اب تک کہاں بھولا تھا۔۔۔اور نہ وہ کبھی بھول سکتا تھا۔۔۔تھوڑی دیر بعد وہ لڑکی باہر آئی تھی۔۔۔اور آہل کے ہاتھ میں اپنا مگ دیکھ کر منہ پھولائے واپس اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔آہل کو اس کی اس حرکت نے بھی آبش کی یاد دلائی تھی۔۔۔دو منٹ تک وہ اس بند دروازے کو دیکھتا رہا اور پھر اپنی جیکٹ اٹھائی اور باہر نکل آیا۔۔

لندن کے موسم کے بھی اپنے ہی شغلے ہیں۔۔۔ابھی آسمان صاف ہوتا ہے۔۔۔اور تھوڑی ہی دیر میں برف باری بھی شروع ہو جاتی ہے۔۔۔شام کو سڑکوں پر پیدل چلنے والوں کا زیادہ رش ہوتا ہے۔۔۔آہل پیدل چلتا ہوا ایک سیلف سٹور پر پہنچا اور وہاں سے راشن اور دیگر کھانے پینے کی اشیاء لیں اور واپس اپارٹمنٹ آ گیا۔۔۔آہل نے وہ سامان صوفے پر رکھا اور خود نوڈلز کا ایک پیکٹ نکال کر پکانے لگ گیا۔۔۔اس لڑکی کے

کمرے کا دروازہ اب بھی بند تھا۔۔۔وہ لڑکی آہل سے ڈر رہی تھی یا پھر آہل پر غصہ تھی۔۔۔

آہل نے نوڈلز کھائی اور اپنے کمرے میں آ کر لیٹ گیا۔۔آنکھیں بند کی تو اس لڑکی کا خیال آیا۔۔۔اس لڑکی کا خیال صرف آبش سے مشابت کی وجہ سے آیا تھا۔۔۔آبش ڈوپٹہ حجاب کی طرح اوڑھتی تھی۔۔اس نے بھی بالکل اسی طرح ڈوبٹہ اوڑھا ہوا تھا۔۔اور آبش کی آنکھوں میں حیا تھی۔۔۔اس نے کبھی آہل کو نظریں اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔۔۔اس نے بھی نہیں دیکھا۔۔۔آہل کو تبھی آبش پاک لگتی تھی۔۔۔لیکن آبش پاک نہیں تھی۔۔۔وہ تو منافق تھی۔۔۔آوارہ تھی۔۔۔جھوٹی تھی۔۔۔اور یہ بھی تو منافق ہی تھی۔۔۔بالکل آبش کی طرح۔۔۔یہ صرف پاک بننے کا دکھاوا تھا۔۔۔اگر یہ لڑکی اتنی ہی پاک ہوتی تو کبھی میرے ساتھ ایک ہی اپارٹمنٹ میں نہ رہتی۔۔۔پتا نہیں میرے سے پہلے اور کتنے مردوں کے ساتھ رہ چکی ہو گی۔۔۔منافقت کا سوچ کر آبش کا وہی مسکراتا ہوا چہرہ سامنے آیا تھا۔۔۔آہل کو اس سے وحشت آنے لگی۔۔اس مسکراہٹ نے آہل کو سارے اپنوں سے دور کر دیا

تھا۔۔۔اور آبش سے بھی۔۔۔وہ کیسے بھول سکتا تھا۔۔۔۔

جب آہل سو کر اٹھا تو دن نکل چکا تھا۔۔۔وہ لڑکی جا چکی تھی۔۔آہل کا سارا راشن کچن کی کیبنٹ میں سیٹ تھا۔۔۔ کھانے پینے کا سامنے فریج میں ترتیب سے رکھا ہوا تھا۔۔۔یہ سب دیکھ کر آہل کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔پھر آہل نے بریڈ کا ٹوسٹ بنایا اور وہ کھانے لگ گیا۔۔۔ابھی کلاسسز شروع ہونے میں دس دن باقی تھے۔۔یہاں اس کا کوئی دوست بھی نہیں تھا۔۔یہاں بیٹھے بیٹھے وقت بھی نہیں گزرنا تھا۔۔۔اور گزر بھی جاتا تو آبش کے بارے میں ہی سوچتے رہنا تھا۔۔۔اس لیے آہل نے لندن گھومنے کا سوچا۔۔۔آہل نے کپڑے تبدیل کیے۔۔۔جیکٹ پہنی اور باہر روڈ پر ٹریمپ کے انتظار میں کھڑا ہو گیا۔۔۔اسنے آج لندن کی سب سے مشہور جگہ دریائے ٹیمز پر جانا تھا۔۔۔اسے لندن کے دل کی اہمیت حاصل ہے۔۔۔جب آہل وہاں پہنچا تو یخ ٹھنڈی تیز ہوا چل رہی تھی۔۔۔وہ ہوا انسان کے خلیے منجمد کرنے کے لیے کافی ہونی تھی۔۔۔آہل نے اپنی جیکٹ کی زپ بند کر لی اور اپنے ہاتھ جیکٹ کی جیبوں میں ڈال لیے۔۔۔پھر اس نے چلنا شروع کر دیا۔۔۔یہ جگہ لوگوں سے بھری ہوئی

تھی۔۔۔سب لوگ اپنی دھن میں مگن تھے۔۔۔اور اس ٹھنڈ کی پرواہ کیے بغیر مزے سے پھر رہے تھے۔۔۔آہل نے ایک بار سنا تھا کہ اس دریا کے پل کے درمیان میں جا کر کوئی وِش کرو۔۔۔اور پھر ادھر ایک تالا باندھ دو۔۔۔تو وہ وِش ضرور پوری ہوتی ہے۔۔۔اسے وہ پل دیکھ کر آبش کی یاد آئی تھی۔۔۔اس نے وہاں قریب سے ایک سنہری تالا لیا اور پل کے درمیان میں آکر آنکھیں بند کی۔۔۔وہی سنہری چہرہ۔۔۔پلکیں جھکائے آنکھوں کے سامنے تھا۔۔۔اس نے دل میں کہا۔۔۔""""بس یہ ہمیشہ میری رہے۔۔۔""""اس کے علاوہ اور کسی چیز کی طلب ہی کہاں تھی۔۔۔اور ایک تالا باندھ دیا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہل کچھ دیر وہاں گھومتا رہا۔۔۔آبش کا ابھی تک وہی سنہری چہرہ آنکھوں کی سامنے تھا۔۔۔اب سردی کا احساس نہیں تھا۔۔۔پھر اس کی نظر لندن آئی پر پڑی۔۔۔اس کے بارے میں کچھ ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ ایک دیوتا کی آنکھ ہے جو پورے لندن کو دیکھ رہی ہے۔۔۔اور لندن کی حفاظت کر رہی ہے۔۔۔آہل اسے قریب جا کر دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔اس لیے وہ وہاں آگیا۔۔۔

لندن آئی ایک بڑے پہیے کی طرح تھی۔۔۔جو کافی بڑا سا تھا۔۔۔آہل کو وہ ایک بڑے

ڈولی والے جھولے کی طرح لگی۔۔۔جس کا ہر ایک جھولا روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔۔۔بادل اس کو چھو کر گزر رہے تھے۔۔۔اب آہل نے سارے منظر کو دیکھا۔۔۔لوگوں کا مجمعہ جگہ جگہ جمع تھا۔۔۔مختلف لوگ عجیب عجیب ملبوسات پہن کر کرتب دکھا رہے تھے۔۔۔اور لوگوں سے پیسے کما رہے تھے۔۔۔رات کی تاریکی اب پھیل چکی تھی۔۔۔آہل آہستہ آہستہ سب کو دیکھ کر وہاں سے چل دیا۔۔۔پھر اس نے ایک مسلم ریسٹورینٹ سے کھانا کھایا۔۔۔اور ادھر سے ایک کلب میں آگیا۔۔۔آہل پاکستان میں بھی کافی دفعہ ایسے کلب اور بارز میں جا چکا تھا۔۔۔آہل کچھ دیر ادھر بیٹھا رہا۔۔۔بار ڈانسر ڈانس کرنے میں مصروف تھی۔۔۔آہل کے پاس آئی اور اس کو مسکرا کر دیکھا۔۔۔۔آہل کو اس کے چہرے میں آبش کا چہرہ نظر آیا تھا۔۔۔وہ ہوٹل والا۔۔۔مسکراتا ہوا چہرہ۔۔۔۔آہل تب اپنے ہوش میں نہیں رہا۔۔۔ایک بار پھر وہ نفرت کی لہر نے اپنے اختیار میں لے لیا۔۔۔آہل نے ویٹر سے کہہ کر شراب منگائی۔۔۔اور اس نے پینی شروع کر دی۔۔۔وہ ڈانسر جب بھی آہل کے قریب سے گزرتی تو مسکر کر گزرتی اور آہل کا بس نہیں چل رہا تھا اسے ابھی گولی مار دے۔۔۔۔اب وہ کافی شراب پی چکا تھا۔۔۔ڈانسر جا چکی تھی۔۔۔آہل کلب سے گرتا پڑتا باہر آیا۔۔۔اور ٹیکسی کرا کر اپارٹمنٹ آگیا۔۔۔آہل اس وقت اپنے ہوش میں

نہیں تھا۔۔۔اپارٹمنٹ کا دروازہ اندر سے لاک تھا۔۔۔آس نے زور زور سے دروازہ بجانا شروع کر دیا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اس حجاب والی لڑکی نے آکر دروازہ کھول دیا۔۔۔ لیکن آہل کو یوں نشے میں دیکھ کر ڈر گئی اور اس نے زور سے آہل کے منہ پر دروازہ بند کر دیا۔۔آہل کو بے اختیار اس پر غصہ آیا۔۔۔آہل کو یوں لگا جیسے آبش نے اتنے لڑکوں کے سامنے ڈانس کیا ہے اور اب اسے دیکھ کر اس پر دروازہ بند کر دیا ہے۔۔۔اس نے زور زور سے چلانا شروع کر دیا۔۔۔

""""منافق۔۔۔ تمہیں اللہ نے ابھی تک سزا نہیں دی۔۔۔تم اب بھی صحیح سلامت ہو۔۔۔تم مر کیوں نہیں جاتی۔۔۔ تمہیں اللہ کوئی عذاب کیوں نہیں دیتا۔۔۔یو بچ۔۔۔اوپن دا ڈور۔۔۔""""

اس کے ساتھ ہی اس نے پھر سے دروازہ بجانا شروع کر دیا۔۔

""""آبش آبش دروازہ کھولو۔۔۔میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔۔۔دروازہ کھولو۔۔۔""""پر دروازہ نہیں کھلا۔۔پھر وہ تھک کر وہیں بیٹھ گیا۔۔۔اور پھر سو گیا۔۔۔جب صبح اٹھا تو اسے بہت ٹھنڈ لگ رہی تھی۔۔سر بھی بہت بھاری ہو رہا تھا۔۔۔اس پر کسی نے کمبل بھی دیا ہوا تھا۔۔وہ یہاں کیوں سو

گیا۔۔۔اسے یہ یاد نہیں۔۔۔پھر وہ اٹھااور اندر گیاتو دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔۔وہ جا کر صوفے پر لیٹ گیا۔۔ تھوڑی دیر میں وہ حجاب والی لڑکی کافی لے کر آگ ئی۔۔اور آہل کو پکڑائی اور پھر خود آہل کے پاس ہی بیٹھ گ ئی۔۔آہل بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَیکُم میرا نام ریشم ہے۔۔۔

وہ یہ کہہ کر چپ ہوئی۔۔شاید آہل کے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔ لیکن آہل چپ کر کے بیٹھا کافی پیتا رہا۔۔۔میں یہاں ایل۔ایل۔بی کر رہی ہوں۔۔۔اور پارٹ ٹائم جاب بھی یہاں ایک کمپنی میں کرتی ہوں۔۔۔

پھر وہ ذرا خاموش ہوئی۔۔۔آہل اب بھی کچھ نہ بولا۔۔۔میرا تعلق آزاد کشمیر سے ہے۔۔۔اور پچھلے دو سالوں سے میں یہاں رہ رہی ہوں۔۔۔""""اس کے بولنے کا انداز آبش جیسا ہی تھا۔۔۔ ٹھہر ٹھہر کے بات کرنا۔۔۔لیکن آبش جتنی میٹھی آواز نہیں تھی۔۔۔اور نہ ہی کسی قسم کا سحر طاری کر رہی تھی۔۔۔ابش جیسی تو کسی کی بھی آواز نہیں ہو سکتی۔۔آہل نے ایک نظر اس کو دیکھا اور پھر ہلکا سا مسکرایا۔۔۔وہ لڑکی اس کے بالکل پاس بیٹھی تھی۔۔۔اس کا ایسے یہاں پاس بیٹھنا اس کی منافقت کا ثبوت تھا۔۔۔اوپر سے پردہ اور اندر سے نا محرم کی قربت کی ترسی ہوئی لڑکیاں۔۔۔۔آہل

چہرہ جھکائے ہنس دیا۔۔۔پھر وہ لڑکی آہل سے مخاطب ہوئی۔۔۔

""""آپ کا نام کیا ہے۔۔۔آپ یہاں کس لیے آئے ہیں۔۔۔؟""""

آہل دو منٹ اس کو گھورتا رہا۔۔۔وہ کافی کا مگ ہاتھ میں پکڑے بیٹھی کافی کا مسلسل گھورے جا رہی تھی۔۔۔پھر آہل نے جواب دیا۔۔

""""آہل۔۔آہل ہے میرا نام۔۔۔""""

اور پھر چپ ہو گیا۔۔۔

""""پاکستانی۔۔؟""""

""""ہاں جی پاکستان سے آیا ہوں۔۔۔کراچی میں پیدا ہوا ہوں۔۔۔میرے کوئی بھائی بہن نہیں ہیں۔۔۔ایک ممی ہیں اور ایک ہی ڈیڈی ہیں۔۔ملتان سے ایم۔بی۔بی۔ایس کیا ہے۔۔۔اور یہاں لندن سپیشلائزیشن کرنے آیا ہوں۔۔۔۔اور کچھ۔۔؟""""

ریشم آہل کا ایسا جواب سن کر خاموش ہو گئی۔۔۔اب آہل سے ایک بات نہیں ہضم ہو رہی تھی۔۔۔دل کر رہا تھا اس کے منہ پر بات مارے۔۔پھر آہل نے پوچھ ہی لیا۔۔۔

""""اگر میں آپ سے ایک بات کہوں۔۔۔تو آپ مائنڈ نہ کرنا۔۔۔لیکن مجھے پتا ہے آپ ایسا کریں گی۔۔۔پر پھر بھی میں آپ سے کہوں گا۔۔۔"""وہ لڑکی حیرانی سے آہل کی طرف دیکھ رہی تھی جو نا جانے کیا کہنے والا تھا۔۔۔

""""آپ ویسے تو اپنے حلیے سے بہت اسلامی لگتی ہیں۔۔۔پر کیا ایک نامحرم کے ساتھ ایک ہی چھت کے نیچے رہنے میں کوئی مسلہ نہیں ہے۔۔۔؟میں آپ کو ایک مشورہ دیتا ہوں۔۔۔آپ یہ حجاب اتار دیں۔۔۔کیوں کہ یہ منافقت میرے سے برداشت نہیں ہوتی۔۔۔اور اللہ کو بھی پسند نہیں ہے۔۔۔""""ریشم کا آہل کی بات سنتے ہی رنگ اڑ گیا۔۔۔اس نے اپنا بیگ اٹھایا اور پھر باہر چلی گئی۔۔۔آہل کو بہت خوشی ہوئی۔۔۔ایک بار پھر اس نے آبش کو لاجواب کر دیا تھا۔۔۔اس دن اس کے گھر جا کر بھی اسے لاجواب کیا اور دل دکھایا تھا اور آج ریشم کا دل دکھا کر بھی آہل کو لگا کہ آبش ہی کا دل دکھایا ہے۔۔۔اور آبش کو تو جتنا تڑپا سکتا تھا تڑپائے گا۔۔۔پھر وہ اٹھ کر اندر چلا گیا اور فریش ہونے لگ گیا۔۔۔۔۔

ریشم شام میں واپس آئی تھی۔۔۔آہل تب ایل۔ای۔ڈی پر مووی دیکھ رہا تھا۔وہ اپنے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

روم میں گ ئی اور تھوڑی دیر میں دو پلیٹیں لے کر واپس آئی۔اس نے آہل کے پاس جا کر پوچھا۔

""""آہل۔آپ کھانا کھایں گے۔۔۔؟""اور جواب سنے بغیر اس کے سامنے پلیٹ رکھ دی۔۔۔اور خود دوسرے صوفے پر بیٹھ گ ئی۔۔۔اور کھانا کھانے لگی۔۔آہل نے بڑی ڈھیٹائی سے پلیٹ اٹھائی اور کھانا کھانے لگ گیا۔۔۔

""""تو آپ کی کلاسسز کب سے شروع ہو رہی ہیں""

ریشم نے کھانا کھاتے ہوئے پوچھا۔

""""ابھی کچھ دن باقی ہیں۔۔۔۔۔۔کیوں کوئی پرابلم تھی۔۔۔؟""""

آہل نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔ریشم نے سر نفی میں ہلا دیا۔پھر وہ مووی دیکھنے میں مصروف ہو گ ئی۔آہل کو بات ہضم نہیں ہو رہی تھی کہ صبح اس نے ریشم کی اتنی بے عزتی کی ہے۔۔۔وہ پھر بھی بالکل ٹھیک بات کر رہی تھی۔۔۔بالکل پر سکون بیٹھی تھی۔۔۔جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔۔۔اور تو اور وہ اسکے لیے کھانا بھی لائی تھی۔۔۔آہل کو اس کا سکون سے کھانا برداشت نہیں ہوا۔۔۔

""""مس ریشم۔۔۔آپ نے اپنا حجاب ابھی تک نہیں اتارا۔۔۔کم از کم اس کی عزت رکھ لو۔۔۔""""

ریشم نے ایک نظر آہل کو دیکھا اور پھر ایل ای ڈی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

""""میں نامحرم کے سامنے حجاب نہیں اتار سکتی۔۔۔""""

""""کیوں۔۔۔"""" سفاکی سے پوچھا تھا۔

""""کیوں کہ اسلام میں حکم ہے۔۔۔" اس نے سرسری سا جواب دیا۔

""""تو اسلام میں نامحرم کے ساتھ ایک چھت کے نیچے رہنے کا بھی حکم ہے۔۔۔؟""""

آہل نے شرارت سے پوچھا۔

""""نہیں ایسا نہیں ہے۔۔۔۔پر۔۔۔۔""""

اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔۔۔اور اپنے کمرے میں چلی گ ئی اور جا کر دروازہ بند کر لیا۔۔۔آہل نے ایک بار پھر اسے لاجواب کر دیا۔۔۔آبش کو بھی ایسے ہی لاجواب کیا تھا اور ریشم کو بھی کر رہا تھا۔۔۔وہ ایسا صرف آبش کو تڑپانے کے لیے کر رہا تھا۔۔۔پر آبش وہاں موجود نہیں تھی۔۔۔اور آہل کو یہ بات سمجھ نہیں آ رہی

تھی۔۔۔آہل کو پہلے پیار ہوا۔۔۔پھر پیار کی آرزو۔۔۔پھر اپنایت۔۔۔پھر محبت۔۔۔پھر جنونیت۔۔۔اب یہ کیا تھا۔۔۔؟دیوانگی یا نفرت۔۔۔۔؟نفرت تو بالکل نہیں ہے۔۔۔محبت کا جونک تو ابھی تک روح کھا رہا تھا۔۔۔محبت قائم تھی۔۔۔ جنونیت اور دیوانگی کے بعد تو عشق کی منزل آتی ہے۔۔۔اور عشق تک کوئی ایسے ہی نہیں پہنچ جاتا۔۔۔ابھی تو اس تک پہنچنے کے لیے بہت سارے امتحانات باقی ہیں۔۔۔۔ابھی آزمائش سے گزر رہا تھا۔۔۔پھر کامیابی کے بعد ہی عشق نصیب ہوگا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہل نے یونی ورسٹی جانا شروع کر دیا۔۔۔وہاں اس کے بہت سارے دوست بھی بن گئے۔۔۔ریشم آہل کا بہت خیال رکھتی تھی۔۔۔اس کے لیے روز کھانا لاتی۔۔۔آہل کھانا کم ہی گھر پر کھاتا۔۔۔وہ باہر اپنے دوستوں کے ساتھ ہی کھا کر اپارٹمنٹ آتا۔۔۔۔ریشم تب تک اس کا انتظار کر رہی ہوتی۔۔۔اور اس کے آنے پر کھانا شروع کرتی تھی۔۔۔روز صبح اس کو کافی بنا کر دیتی۔۔۔لیکن آہل کو جب بھی موقع ملتا اسے تنگ کرتا۔۔۔بے عزت کرتا۔۔۔وہ تب بھی چپ رہتی۔۔۔آہل کو اس اپارٹمنٹ

میں رہتے ہوئے مہینے سے زیادہ ہو گیا۔۔۔وہ فلیٹ میں شفٹ نہیں ہوا اور نہ ہی ایسا سوچا۔۔اس کی دو وجہیں تھی۔۔ایک تو یہ کہ یہ اپارٹمنٹ یونی ورسٹی کے زیادہ قریب تھا۔۔۔اور دوسری یہ کہ ریشم کو تنگ کرنے میں بہت مزہ آتا تھا۔۔۔کہیں نہ کہیں آہل کے دل کو سکون ملتا تھا۔۔۔اسلیے فی الحال اس نے کہیں بھی جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔۔۔

کبھی کبھار انسان چپ ہوتا ہے تو اس کا یہ ہر گز مطلب نہیں ہوتا کہ وہ آپ سے ڈرتا ہے یا اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔۔۔بلکہ انسان ہمیشہ کسی نہ کسی وجہ سے خاموش ہوتا ہے۔۔۔یا پھر معاملہ عزت کا ہوتا ہے۔۔۔عزت اس دنیا کی سب سے قیمتی شے ہے۔۔۔اللہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔۔۔اور جسے چاہتا ہے رسوا کر دیتا ہے۔۔۔

ایک دن یونی ورسٹی سے آہل جلدی اپارٹمنٹ آگیا تو ریشم پہلے سے ہی وہاں موجود تھی۔۔۔اپنے کمرے میں تھی۔۔۔وہ روز شام میں واپس آیا کرتی تھی۔۔۔آہل کو کچھ

عجیب لگا۔۔۔آہل نے اس سے جلدی گھر آنے کی وجہ نہیں پوچھی اور خود بھی کمرے میں آکر سو گیا۔۔جب سو کر اٹھا تب بھی اس کے کمرے کا دروازہ اندر سے بند تھا۔۔۔اب آہل کو اصل فکر ہوئی۔۔۔اس نے دروازہ بجایا پر نہیں کھولا گیا۔۔۔

ریشم دروازہ کھولو۔۔۔ نہیں کھولا گیا۔۔۔آہل نے بار بار آوازیں دیں پر کسی نے دروازہ نہیں کھولا۔۔۔پھر آہل نے دروازے پر مکوں کی برسات کر دی۔۔۔ لیکن پھر بھی دروازہ نہ کھلا۔۔۔تو اسے مجبوراً دروازہ توڑنا پڑا۔۔۔جب وہ اندر گیا تھا تو ریشم زمین پر اوندھے منہ لیٹی ہوئی تھی۔۔۔آہل اسکے پاس گیا اور اسے سیدھا کیا تو وہ بے ہوش پڑی تھی۔۔۔آہل جلدی سے اٹھا کر اسے ہسپتال لے گیا۔۔۔وہاں وہ جلد ہی ہوش میں آگئی۔۔۔ڈاکٹر کے بتانے پر پتا لگا کہ دو دن سے اس نے کچھ نہیں کھایا۔۔۔کمزوری کی وجہ سے بے ہوش ہوگئی تھی۔۔۔آہل سن کر خاموش ہو گیا۔۔۔جب ڈاکٹر نے لے جانے کی اجازت دی تو اسے اپارٹمنٹ لے آیا۔۔۔کھانا لے کر آیا تھا۔۔دو پلیٹوں میں کھانا نکالا اور صوفے پر ریشم کے پاس آکر بیٹھ گیا۔۔۔

""""تم نے دو دن سے کچھ نہیں کھایا۔۔۔؟کیوں کیا ایسا۔۔؟آہل نے تیز لہجے میں پوچھا۔۔۔

"جی۔۔"""ریشم نے کھانے کی پلیٹ پکڑے نیچے منہ کیے جواب دیا۔۔

""""میں نے وجہ پوچھی ہے""""

ریشم ویسے ہی نیچے دیکھتی رہی۔۔۔کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

بولو ریشم۔۔۔چپ کیوں ہو۔۔۔؟مرنے کا ارادہ تھا۔۔۔؟

نہیں۔۔۔۔اس نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رونا شروع کر دیا۔۔۔وہ روئے جا رہی تھی۔۔آہل سے اس کا رونا بھی برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

""""ریشم اچھا وجہ مت بتاؤ۔۔۔اب نہیں پوچھوں گا۔۔۔پر پلیز ایسے مت رو۔۔۔چپ کر جاؤ۔۔۔

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔بس مسلسل روئے جا رہی تھی۔۔۔آہل اسے تھوڑی دیر چپ کرواتا رہا جب وہ نہیں چپ ہوئی تو اٹھ کر دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا اور ٹی وی چلا لیا۔۔۔آہل اب چاہتا تھا کہ وہ پوری طرح رو کر اپنا دل ہلکا کر لے۔۔۔پھر وہ خود ہی ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔۔اور ایسا ہی ہوا۔۔۔وہ کچھ دیر بعد خود ہی چپ ہو گئی۔۔۔اور اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔البتہ اس مرتبہ اس نے دروازہ بند نہیں

کیا۔۔۔آہل تھوڑی دیر انتظار کرتا رہا پھر کھانا لے کر اندر آ گیا۔۔

""""دیکھو رونا نہیں۔۔۔میں تم سے کچھ نہیں پوچھوں گا۔۔۔میں بھی ایک ڈاکٹر ہوں۔۔۔اور فی الحال تم میری ذمہ داری ہو۔۔ کھانا کھا لو۔۔پھر میں چلا جاؤں گا۔۔۔اور اس کو کھانا پکڑا دیا۔۔اور خود اس کے پاس بیٹھ کر کھانا کھانے لگ گیا۔۔

""""آہل۔۔۔""""کھاتے ہوئے ریشم نے اسے مخاطب کیا۔۔۔

آہل نے ریشم کی طرف دیکھا۔۔۔وہ اس وقت آہل کو نہیں دیکھ رہی تھی۔۔بلکہ ایک نقطے پر نظر جمائے کسی اور ہی دنیا میں تھی۔۔۔

پھر اس نے بولنا شروع کیا۔۔

""""میرے بابا کی دو دن پہلے ڈیتھ ہو گئی ہے۔۔۔""""وہ یہ بتا کر اب نہیں روئی۔۔بس اسی نقطے پر نظر جمائے بیٹھی رہی۔۔۔آہل کو سن کر دھچکا لگا۔۔۔

""""واٹ۔۔۔؟کیسے۔۔۔؟تم گھر کیوں نہیں گئی۔۔۔تمہیں اس وقت اپنی فیملی کے پاس ہونا چاہیے تھا۔۔۔"

""""میں وہاں نہیں جا سکتی۔۔۔""""

کیوں نہیں جاسکتی۔۔۔؟

اب اس نے آہل کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

""""کیوں کہ میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ وہاں جاسکوں۔۔۔اور پھر ادھر جا کر بھی مجھے گھر والوں کو پیسے دینے پڑیں گے۔۔۔میرے علاوہ میری فیملی کو کوئی سپورٹ کرنے والا نہیں ہے۔۔۔""""

""""آہل میرے بابا ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں سپر وایزر تھے۔۔۔سب کچھ بہت اچھا چل رہا تھا۔۔میری چار بہنیں ہیں اور دو چھوٹے بھائی ہیں۔۔۔وہ سب بہت اچھے سکولوں میں پڑھ رہے تھے۔۔۔مجھے بابا نے یہاں پڑھنے کے لیے بھیجا تھا۔۔لیکن اچانک ہماری فیملی کو نا جانے کس کی نظر لگ گئی۔۔میرے بابا پیرالازڈ ہو گئے۔۔ایک طرح سے کومہ میں ہی چلے گئے۔۔۔کوئی حرکت نہیں کرتے تھے۔۔اور نہ ہی کچھ بولتے تھے۔۔۔ان کی جاب بھی ختم ہو گئی۔۔ہماری تو زندگی جیسے رک گئی۔۔۔اب سب سے بڑی ہونے کی حیثیت سے ساری ذمہ داری میرے پر آگئی۔۔میں جو جاب کرتی ہوں اس میں سے پیسے گھر بھی بھیجتی ہوں۔۔۔اپنی فیس بھی دیتی ہوں اور اپنا خرچہ بھی خود اٹھاتی ہوں۔۔۔اس گھر کا

رینٹ بھی دیتی ہوں۔۔۔

آہل تم مجھے کہتے تھے ناں کہ میں تمہارے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیوں رہتی ہوں۔۔۔؟ کیوں کہ میرے پاس پورے اپارٹمنٹ کے رینٹ جتنے پیسے نہیں ہیں۔۔ تمہارے سے پہلے یہاں ایک یہودی لڑکا رہتا تھا۔۔۔ لیکن اس کی حرکتیں ٹھیک نہیں تھی۔۔۔ آئے دن اپنے دوستوں کو گھر لے آتا تھا۔۔۔ وہ سب نشہ کرتے تھے۔۔۔ مجھے ان سے خوف آتا تھا۔۔۔ پھر میں ساری ساری رات باہر سڑکوں پر گزارتی تھی۔۔۔ پھر میں نے اپارٹمنٹ کے مالک سے منت کرکے کسی مسلمان کو کمرہ دینے کا کہا اور تم آگئے۔۔۔ تم پہلے پہل بہت عجیب لگے۔۔۔ لیکن۔۔۔۔"

اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔۔۔

""""میں نہیں چاہتی اب تم یہاں سے جاؤ۔۔۔ اور پھر کوئی برا انسان یہاں پر آ جائے۔۔۔""""

پھر وہ خاموش ہو گئی اور اپنی نم آنکھیں صاف کرنے لگی۔۔۔

آہل کو اس کی باتیں سن کر خود پر بہت غصہ آیا۔۔۔ اس بے چاری کو کتنا تنگ کیا

تھا۔۔ کتنی باتیں سنائی تھی۔۔۔یہ بھی نہیں سوچا کہ کسی کی مجبوری بھی تو ہو سکتی ہے۔۔۔وہ ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک۔۔۔۔۔آبش۔۔۔اف خدایا آبش۔۔۔۔آبش کی بھی تو کوئی مجبوری ہو سکتی ہے۔۔۔شاید وہ سب میری سوچ کا قصور ہو۔۔۔اور ایسا کچھ نہ ہو۔۔۔میرے سے دیکھنے میں کوئی غلطی ہوئی ہو۔۔۔وہ بھی تو کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔اس کی بات بھی نہیں سنی تھی۔۔۔وہ ناپاک نہیں ہے۔۔۔وہ ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔ایک بار تو اس کی بات سن لینی چاہیے تھی۔۔ آہل یہ سوچتا ہوا اٹھا اور اپنے کمرے میں آگیا۔۔۔اس نے فون نکالا اور آبش کو کال ملائی۔۔ بیل جا رہی تھی۔۔۔کسی نہ فون نہیں اٹھایا۔۔۔اس نے دو تین بار کال ملائی۔۔پر فون نہیں اٹھایا گیا۔۔۔اس نے آبش کو میسج کیا۔۔۔

""آبش پلیز فون اٹھائیں۔۔۔مجھے بات کرنی ہے۔۔۔""

اس کے بعد پھر کال ملائی۔۔۔تب بھی نہیں اٹنڈ کی گ ئی۔۔۔

یا اللہ وہ میرے سے خفا ہو گی۔۔۔میں نے اسے کیا کچھ نہیں کہا۔۔۔اس کی کردار کشی کی۔۔۔مجھے اس کی بات سننی چاہیے تھی۔۔۔وہ منافق کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔آج ریشم نے اس کی آنکھوں پر لگی پٹی کھول دی تھی۔۔۔اور اب اسے شدت سے اپنی غلطی کا

احساس ہو رہا تھا۔۔۔وہ کافی دیر بیٹھا کال ملاتا رہا۔۔۔پھر جب کال نہیں اٹھائی گئی۔۔۔تو اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔کیوں اب آبش اکیلی نہیں تھی جس کا دل دکھایا تھا۔۔۔ریشم بھی تھی۔۔۔جس کا خیال رکھنا تھا۔۔۔آہل میڈیسن لے کر اسکے کمرے میں آگیا تو وہ ویسے ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔آہل نے پانی کا گلاس پکڑا کر اسے گولیاں دی تو اس نے کھالی۔۔پھر آہل وہیں نظریں جھکائے اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔آہل کو اس کی نظریں مسلسل خود پر محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔آہل نے ایک نظر اسے دیکھا وہ واقعی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔آہل کو بہت عجیب لگا۔۔۔اس کی توجہ خود پر سے ہٹانے کے لیے آہل نے پوچھا۔۔۔

""ریشم اگر تم چاہو تو ہم آج ہی پاکستان جا سکتے ہیں۔۔۔تم میرے سے پیسے لے سکتی ہو۔۔۔""

""نہیں میں ابھی نہیں جانا چاہتی۔۔۔میں ابھی کسی کو فیس نہیں کر سکتی۔۔۔اور پھر ابھی میرے پیپرز ہونے والے ہیں۔۔۔مجھے بہت محنت کرنی ہے تاکہ مجھے اگلے سال سکالرشپ مل جائے۔۔۔تاکہ میرا کچھ تو بوجھ کم ہو۔۔۔""

اس نے اب اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

""""میں تمہاری کچھ مدد کر سکتا ہوں۔۔۔اگر تم چاہو تو۔۔۔""""

آہل نے اس سے پوچھا۔

""""نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔میں مینج کر رہی ہوں۔۔۔بس دو سال کی بات ہے۔۔۔پھر مجھے کوئی اچھی سی نوکری مل جائے گی۔اور سارے مسلے ختم ہو جائیں گے۔۔۔""""

""""تم ایسا کرو کہ دو سالوں تک میرے سے لون کی طرح رقم لیتی رہو۔۔۔اور جب نوکری کرنے لگ جاؤ تو واپس کر دینا۔۔۔دیکھو پلیز میں بس کسی طرح تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں""""

آہل نے دل سے کہا تھا۔۔۔

""""آپ میرا خیال رکھ کر میری مدد کر رہے ہیں۔۔۔اتنا کافی ہے میرے لیے۔۔۔اس کے لیے آپ کی بہت مشکور ہوں۔۔بس ایک گزارش ہے کہ پہلے والے آہل مت بن جانا۔۔۔مسٹر سڑو ایکس پریس۔۔۔""""اور یہ کہتے ہوئے ریشم ہنسی تھی۔۔۔

""""کیا۔۔۔سڑ وایکسپریس۔۔۔؟تو تم کیا ہو۔۔۔؟ لچھو باندری۔۔۔؟

""""یہ لچھو باندری کیا ہوتا۔۔۔؟""""

""""یہ تم ہوتی ہو۔۔۔""""

اور پھر دونوں ہنس دیے۔۔۔وہ اہل ہی کیا جو کسی سے اپنے بارے میں کچھ کہنا برداشت کر لے۔۔۔

""""چلیں ان باتوں کو چھوڑیں۔۔۔آپ روز مووی دیکھتے ہیں ناں۔۔۔آج اکٹھے دیکھیں۔۔۔؟"""" ریشم نے پوچھا تھا۔۔۔

""""کیوں نہیں۔۔۔آجاؤ دیکھتے ہیں۔۔۔""""

""""ٹھیک ہے۔۔آپ مووی لگائیں میں نماز پڑھ کر آتی ہوں۔۔۔""""

آہل اٹھ کر باہر آگیا۔۔ریشم نے نماز پڑھنے میں دیر لگانی تھی۔۔آہل نے سوچا ایک بار اور آبش کو کال ملا لینی چاہیے۔۔ہو سکتا ہے وہ اٹینڈ ہی کر لے۔۔۔اس نے موبائل نکالا تو نو بج رہے تھے۔۔۔پاکستان میں ایک بج رہے ہوں گے۔۔۔تو ہو سکتا ہے وہ سو رہی ہو۔۔۔اسلیے اس نے ارادہ ترک کر دیا۔۔۔اور موبائل جیب میں ڈال

لیا۔۔۔مووی لگالی۔۔۔تھوڑی دیر میں ریشم بھی آگ ئی۔۔۔دونوں مووی دیکھنے لگ گ ۓ۔۔۔پر آہل کا ذہن آبش میں ہی اٹکا ہوا تھا۔۔

ابھی فلم دیکھتے ہوۓ ایک گھنٹہ ہی ہوا تھا کہ آہل کے موبائل پر کال آنے لگی۔۔۔آہل نے فون نکال کر دیکھا تو آبش کی کال تھی۔۔۔آہل جلدی سے اٹھا اور اپارٹمنٹ سے باہر آگیا۔۔۔تب تک کال کٹ چکی تھی۔۔۔پھر سڑک کے کنارے ٹہلتے ہوۓ آہل نے اسے کال ملائی۔۔۔آج موسم کچھ خفا لگ رہا تھا۔۔۔کسی بھی وقت برف باری ہو سکتی تھی۔۔۔""ہیلو۔۔۔""وہی سحر طاری کر دینے والی میٹھی آواز۔۔۔۔

""ہیلو آبش۔۔۔کیسی ہیں۔۔۔""

آگے سے خاموشی۔۔۔

آہل کم از کم آج یہ خاموشی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

""ہیلو آبش۔۔۔بولیں۔۔۔چپ کیوں ہو گ ئی۔۔؟""

مگر آگے سے کوئی نہ بولا۔۔۔

اب آبش کی سسکیوں کی آوازانے لگ گ ئی۔۔آہل کا دل ڈوبنے لگا۔۔۔ابھی وہ ریشم

کو یوں روتا دیکھ کر آیا تھا۔۔۔وہ کتنا ٹوٹ ہوئی تھی۔۔۔اور اب آبش رو رہی تھی۔۔۔اس بار بھی وہ غلط ثابت ہونے والا تھا۔۔۔

وہ رو رہی تھی۔۔۔پر رات کے دو بجے وہ کیوں رو رہی تھی۔۔۔

""آبش کیا ہوا ہے۔۔۔؟آپ ٹھیک تو ہیں۔۔۔؟آپ کیوں رو رہی ہیں۔۔۔؟۔۔۔""

کوئی جواب نہیں آیا۔۔۔آہستہ آہستہ سسکیاں تیز ہو رہی تھیں۔۔اوخدایا۔۔۔آبش کو اب بھی سب کچھ یاد ہے۔۔۔جب آخری بار اس سے بات کی تھی وہ تب بھی رو رہی تھی۔۔۔اور اب اتنے عرصے بعد اس سے بات ہوئی ہے۔۔وہ اب بھی رو رہی ہے۔۔۔

""آبش پلیز مت رویں۔۔۔آپ کا یہ رونا برداشت نہیں ہو رہا۔۔۔میری جان لے رہا ہے۔۔۔پلیز آبش چپ کر جایں۔۔۔مت رویں۔۔۔""

آہل کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔۔۔

""آبش اس دن کے لیے میں دل سے معافی مانگتا ہوں۔۔۔میں جانتا ہوں میں نے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ کا بہت دل دکھایا ہے۔۔۔مجھے جو سزا دیں گی وہ بھی قبول ہے۔۔۔لیکن ایسے مت روئیں۔۔۔میرا دل بند ہو جائے گا۔۔۔""

""آہل بھائی۔۔۔""ہلکی سی خاموشی

""آہل بھائی۔۔۔""

""جی آبش بولیں میں سن رہا ہوں۔۔۔کچھ تو بولیں۔۔۔""

""آہل بھائی میری بسٹ فرینڈ ماہم۔۔۔وہ پچھلے ایک ماہ سے کومہ میں ہے۔۔۔آج ڈاکٹرز سے بتایا کہ وہ اپنی آخری سانسوں پہ ہے۔۔۔وہ مجھے چھوڑ کر جارہی ہے۔۔۔میری بچپن کی سب سے اچھی دوست۔۔۔اب میرے سے دور جارہی ہے۔۔۔مجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اکیلا چھوڑ کر جارہی ہے۔۔۔""

""اوہ۔۔۔اللہ آپ کو اور ان کے گھر والوں کو صبر دے۔۔۔""

آہل کو سن کر واقعی بہت افسوس ہوا تھا۔""ان کی حالت اتنی کریٹیکل کیسے ہو گئی۔کیا ہوا تھا انھیں۔۔؟

آہل نے اپنے پریشن سے مجبور ہو کر یہ سوال کیا۔۔۔اور یہ پوچھنا اس کی زندگی کی

سب سے بڑی غلطی تھی۔۔۔

""یہ تقریباً ایک مہینہ پہلے کی بات ہے۔۔حماد بھائی پاکستان آئے ہوئے تھے۔۔۔میں اور ماہم انہی کی ساتھ رات کو شاپنگ کرنے مارکیٹ آئے ہوئے تھے۔۔۔میں گاڑی میں جا کر بیٹھی ہوں۔۔۔اور سامنے سے ماہم آ رہی تھی۔۔۔کہ اچانک۔۔۔ہماری گاڑی کے پیچھے سے کوئی گاڑی زور سے آ کر لگی۔۔۔اور پھر ہماری گاڑی ماہم کو جا کر لگ گئی۔۔۔وہ نیچے گر گئی۔۔۔اسکا سر جا کر پتھر پر لگا۔۔۔ڈاکٹرز کہہ رہے ہیں کہ اندرونی بلیڈنگ کافی ہو گئی ہے۔۔۔جسکی وجہ سے ماہم کومے میں چلی گئی ہے۔۔۔""""""""

اور آہل کو لگا کہ کسی نے سیسہ پگھلا کر اس کے کانوں میں ڈال دیا ہو۔۔۔ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔۔۔سٹریٹ لائیٹس کی روشنی اچانک مدھم ہو گئی۔۔گاڑیوں کا شور ختم ہو گیا۔۔۔سارے لوگ اچانک دنیا سے غائب ہو گئے۔۔۔۔بس آہل اکیلا اپنے گناہوں کے ساتھ اس اندھیری دنیا میں رہ گیا۔۔۔گناہ نہیں۔۔۔وہ اپنی آخری سانسوں پر ہے۔۔۔تو یہ گناہ نہیں ہے۔۔۔گناہِ کبیرہ ہے۔۔۔""""قتل۔۔"""""""ہاں وہ قاتل تھا۔۔۔۔۔۔""""""

عشقِ مجازی سے عشق الٰہی

""""یہ تقریباًایک مہینہ پہلے کی بات ہے۔۔حماد بھائی پاکستان آئے ہوئے تھے۔۔۔میں اور ماہم انہی کی ساتھ رات کو شاپنگ کرنے مارکیٹ آئے ہوئے تھے۔۔۔میں گاڑی میں جاکر بیٹھی ہوں۔۔۔اور سامنے سے ماہم آرہی تھی۔۔۔کہ اچانک۔۔۔ہماری گاڑی کے پیچھے سے کوئی گاڑی زور سے آکر لگی۔۔۔اور پھر ہماری گاڑی ماہم کو جاکر لگ گئی۔۔۔وہ نیچے گر گئی۔۔۔اسکا سر جاکر پتھر پر لگا۔۔۔ڈاکٹرز کہہ رہے ہیں کہ اندرونی بلیڈنگ کافی ہو گئی ہے۔۔۔جسکی وجہ سے ماہم کومے میں چلی گئی ہے۔۔۔""""""""

اور آہل کو لگا کہ کسی نے سیسہ پگھلا کر اس کے کانوں میں ڈال دیا ہو۔۔۔ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔۔۔سٹریٹ لائٹس کی روشنی اچانک مدھم ہو گئی۔۔گاڑیوں کا شور

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ختم ہو گیا۔۔۔سارے لوگ اچانک دنیا سے غائب ہو گئے۔۔۔۔بس آہل اکیلا اپنے گناہوں کے ساتھ اس اندھیری دنیا میں رہ گیا۔۔۔گناہ نہیں۔۔۔وہ اپنی آخری سانسوں پر ہے۔۔۔تو یہ گناہ نہیں ہے۔۔۔گناہِ کبیرہ ہے۔۔۔""""قتل۔۔""""""""ہاں وہ قاتل تھا۔۔۔۔۔۔۔""""""وہ اپنا سر پکڑ کر وہیں بیٹھ گیا۔۔۔موبائل کہاں تھا اسے کوئی خبر نہیں تھی۔۔۔کال چل رہی تھی یا کٹ گئی تھی۔۔۔اس کا بھی ہوش نہیں تھا۔۔۔اس کے ہاتھوں ایک لڑکی کا قتل لکھ دیا گیا تھا۔۔۔ایک معصوم کی جان لی تھی۔۔۔اور ایسا دوسری لڑکی سے محبت میں کیا۔۔۔اگر محبت انسان۔۔۔کو وحشی۔۔۔بنا دے۔۔۔تو وہ محبت۔۔۔نہیں ہوتی۔۔۔وہ اپنی حد سے بڑھ گیا تھا۔۔۔اور جو انسان اپنی حد سے بڑھ جائے۔۔۔اللہ خوب جانتا ہے۔۔کہ اسے واپس اس کی۔۔۔اوقات میں کیسے۔۔۔لایا جاتا ہے۔۔۔۔

وہ اللہ کے سامنے سجدے میں گر گیا۔۔۔اب دنیا سے تعلق ختم ہو گئے تھے۔۔۔اب اللہ سے رابطہ ہونا تھا۔۔اس ذات سے تعلق جڑنا تھا۔۔۔اب وہی تو واحد ذات تھی۔۔۔۔جو اس گناہ کبیرہ سے بچا سکتی تھی۔۔۔جو سن سکتی تھی۔۔۔جو پکار کی آواز پر کن کہہ سکتی تھی۔۔۔جس کے پاس اس دنیا کا سارا اختیار تھا۔۔۔جو اس لڑکی کو

زندگی دے کر اسے ہر کسی کے سامنے ندامت سے بچا سکتا تھا۔۔۔وہ سڑک پر سجدے میں گرا ہوا تھا۔۔۔رات کے دس بجے لندن کی سڑک۔۔۔پر یوں کوئی۔۔۔پہلی بار سجدہ ریز۔۔ہوا تھا۔۔۔اور آج سجدہ ریزی آبش کے لیے نہیں تھی۔۔۔آج اسے نہیں مانگنا تھا۔۔۔آج تو اللہ سے معافی مانگنی تھی۔۔۔اس رحیم رب سے رحم مانگنا تھا۔۔۔وہ رحم کرے گا تو اس لڑکی کو زندگی مل سکتی تھی۔۔۔وہ اتنا گناہ گار ہو گیا تھا کہ اللہ نے اس کے ہاتھوں ایک معصوم کا قتل لکھ دیا تھا۔۔۔اس نے احساس جرم سے زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔

""اے رحیم رب۔۔۔میں تجھے بھول گیا تھا۔۔اور مسلسل بھولتا رہا۔۔۔میں نے ایک لڑکی کے پیار کو تیری عبادت پر فوقیت دی۔۔۔جب بھی تجھے یاد کیا صرف اسی کے لیے یاد کیا۔۔۔وہ ملی تو تیرا شکر تک ادا نہ کیا۔۔اسی کو خوش کرنے میں لگا رہا۔۔وہ بچھڑی تو تیرے سے اس کو مانگنے لگ گیا۔۔اور تو اتنا رحمٰن رب ہے۔۔۔کہ تو نے میری منافقت سے بھرپور عبادت کی بھی لاج رکھ لی۔۔۔میرا انکاح کر دیا۔۔۔میں نے تو تیری عبادت ہی نہیں کی کبھی۔۔۔بس اس لڑکی کی عبادت کرتا تھا۔۔۔تو نے پھر بھی اس کے ساتھ مجھے جوڑ دیا۔۔۔اور میں نے کیا کیا۔۔۔؟؟اس پر بھی تیرا شکرادا

نہیں کیا۔۔۔ تبھی تو نے پھر اسے جدا کر دیا۔۔میں پاگلوں کی طرح اسے پانے لے

جتن کرتا رہا۔۔خود کو خدا سمجھ بیٹھا۔۔۔ سمجھنے لگا کہ جو میں چاہوں گا کر لوں

گا۔۔آبش کو تکلیف دینے لگا۔۔اس کے لیے خدا بن گیا۔۔اسے قید کرنا

چاہا۔۔اپنی غلامی کروانا چاہی۔۔۔اور بھی نا جانے کتنے گناہ کئے ہیں۔۔میں کس

منہ سے معافی مانگو۔۔۔اور وہ لڑکی آج میری وجہ سے زندگی کی بازی ہار رہی

ہے۔۔۔اور یہ سب میرے گناہوں کی وجہ سے ہے۔۔۔میرے نامہ اعمال میں ایک

ایک کر کے گناہ بڑھتے جا رہے ہیں۔۔۔لیکن یہ گناہ میری تقدیر کا حصہ مت

بنا۔۔۔مجھے اس گناہ سے بچا لے میرے مالک۔۔۔تو معاف کر دینے والی ذات

ہے۔۔۔تو رحمٰن ہے میرے مولا۔۔۔تو رحیم بھی ہے۔۔۔میں راستے سے بھٹک گیا

ہوں۔۔۔لیکن اب واپس آنا چاہتا ہوں۔۔اب تیرے پر یقین رکھنا چاہتا

ہوں۔۔۔مجھے بس ایک موقع دے دے کہ میں خود کو ثابت کر سکوں کہ میں تیرا ہی

بندہ ہوں۔۔۔بس تو اس لڑکی کو زندگی دے دے۔۔۔تو نے پہلے آبش کے عاشق کو

دیکھا تھا۔۔۔اب اپنے عاشق کو بھی آزما کے دیکھ لے۔۔۔۔تو مجھے بخش دے۔۔۔رحم

کر دے میرے پر میرے مالک۔۔۔۔۔۔""

کتنی ہی دیر وہ رو رو کر اللہ سے اپنی بخشش اور ماہم کی زندگی مانگتا رہا۔۔۔رحمٰن اللہ جب کسی کو اپنی محبت سے نوازنا چاہتا ہے۔۔۔تو اس کو پہلے ہر طرح۔۔۔سے آزماتا ہے۔۔۔کہ وہ شخص اللہ کی۔۔۔محبت کے قابل ہے بھی۔۔۔یا نہیں۔۔۔تو اپنے پسندیدہ انسان کے دل میں پہلے کسی اس جیسے انسان کی محبت کا بیج رکھتا ہے۔۔۔آیا کہ اس انسان کو ایک کا ہو کر رہنا آتا بھی ہے یا نہیں۔۔۔یہ آزمائش بھی بہت کٹھن ہوتی ہے۔۔۔اسے کامل عشق تک پہنچنے کے لیے بہت سارے امتحانات سے گزارتا ہے۔۔۔اس انسان کو محبت، جنونیت، دیوانگی۔۔۔ساری حدوں سے گزرنا پڑتا ہے۔۔۔پھر اس انسان کو رسوائی دے کر آزماتا ہے۔۔۔جب وہ انسان اللہ کی ساری آزمائشوں پر کھرا اترتا ہے۔۔۔پھر میرا خدا اس بندے کو اپنے عشق سے نوازتا ہے۔۔۔وہ کسی عام انسان کو اپنی محبت ایسے ہی نہیں دے دیتا۔۔۔وہ پہلے اس انسان کو اپنی محبت کے قابل بناتا ہے۔۔۔اور جب انسان قابل بن جاتا ہے تو پھر اللہ کا عشق ملتا ہے۔۔۔اور وہ تب انسان نہیں رہتا عاشق بن جاتا ہے۔۔۔پھر تو اللہ کے لیے خوشی خوشی سولی پر بھی چڑھ جاتا ہے۔۔۔دنیا سے کوئی امید باقی نہیں رہتی۔۔۔یہی عشق تھا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھا۔۔۔صحابہ کرامؓ میں تھا۔۔۔کہ انھیں دنیا اچھی ہی نہیں لگتی تھی۔۔۔یہی عشق کربلا میں نظر آیا۔۔۔کہ جب حضرت امام حسینؓ کے سامنے ان کے

خاندان کو شہید کیا جا رہا تھا۔۔۔آل نبی ﷺ کو شہید کیا جا رہا تھا۔۔تو امام حسینؓ پھر بھی سجدہ ریز ہوئے۔۔۔اور کہنے لگے۔۔۔کہ اللہ تو نے جو کیا میں تیرے سے راضی ہوں۔۔۔کیا تو میرے سے راضی ہے۔۔۔؟؟یعنی اپنے جگر کے ٹکڑوں کو قربان کرنے کے بعد بھی یہ پوچھا جا رہا تھا کیا اللہ تو میرے سے راضی ہے۔۔۔؟سبحان اللہ ۔۔۔یہ ہے عشق۔۔۔اور یہی عشق ہو سکتا ہے۔۔۔

جب آہل کو ہوش آیا تو خود کو نرم بستر پر پایا۔۔گرم لحاف میں لپٹا ہوا تھا۔۔۔کوئی اس کے سر پر پٹیاں رکھ رہا تھا۔۔۔آہل کا بالکل دل نہیں کیا کہ وہ آنکھیں کھولے۔۔۔وہ ابھی تھوڑی دیر اس دنیا میں نہیں آنا چاہتا تھا۔۔۔اب جب وہ اٹھے گا تو پوری کائنات بدل چکی ہو گی۔۔۔اب وہ بھی بدل چکا ہو گا۔۔۔کیا اللہ نے اسے معاف کیا ہو گا۔۔۔؟کیا اس نے بخش دیا ہو گا۔۔۔؟وہ یہی سوچ رہا تھا۔۔۔اس نے پھر فوراً آنکھیں کھول دیں۔۔۔۔ریشم سرہانے بیٹھی سر پر پٹیاں رکھ رہی تھی۔۔۔

””آہل۔۔۔اللہ کا شکر ہے تم نے آنکھیں کھول دیں۔۔۔میں بہت پریشان ہو گئی تھی۔۔۔اگر تم مزید دس منٹ نہ اٹھتے تو میں تمہیں ہسپتال لے جانے والی تھی۔۔۔

وہ روہانسی ہو کر کہہ رہی تھی۔۔۔آہل آنکھیں کھولے آس پاس دیکھ رہا تھا۔۔۔

""تم جب گھنٹے تک اندر نہیں آئے تو میں باہر تمہیں دیکھنے آئی۔۔۔تم سڑک پر گرے ہوئے تھے۔۔۔میں بہت ڈر گئی۔۔اور تمہیں اٹھا کر اندر لے آئی۔۔تمہارا جسم تپ رہا تھا۔۔۔تب سے تمہارے پٹیاں رکھ رہی ہوں۔۔۔کیا ہوا تھا۔۔۔کیا تم ٹھوکر کھا کر نیچے گر گئے تھے۔۔۔؟

ہاں ٹھوکر ہی تو لگ گئی تھی۔۔۔جس کی وجہ سے نیچے گر گیا۔۔۔یہی تو ہوا ہے۔۔۔لیکن میں زمین پر گر جاتا تو اللہ مجھے قبول کر لیتا۔۔۔لیکن میں تو۔۔۔اللہ کی بارگاہ سے نکال دیا گیا ہوں۔۔۔اب مجھے اللہ کے سامنے جھکنا ہے۔۔۔صرف اس کے در پر جھکنا منظور ہے۔۔۔اس کے در سے نکال دینا منظور نہیں ہے۔۔۔وہ یہ سوچ رہا تھا۔۔۔

""ریشم ٹائم کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟میں کب سے بے ہوش پڑا ہوں۔۔۔؟اور میرا موبائل کدھر ہے۔۔۔؟""

وہ ریشم کی طرف دیکھے بغیر پوچھ رہا تھا۔۔

""""تمہارا موبائل باہر ٹی وی لاؤنج میں پڑا ہے۔۔۔ تمہارے ساتھ نیچے گرا ہوا تھا۔۔۔اس وقت تین بج رہے ہیں۔۔ تم پچھلے چار گھنٹوں سے بے ہوش پڑے ہو۔۔۔""""

آہل یہ سن کر اٹھا۔۔۔ سر بہت بھاری ہو رہا تھا۔۔چلنے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔۔۔ پھر بھی گرتا پڑتا واش روم میں گیا۔۔۔واش روم کے شیشے میں خود کو دیکھا۔۔۔ لیکن خود سے نظریں ہی نہیں ملائی گ ئی۔۔۔احساس جرم رگ رگ میں دوڑ رہا تھا۔۔۔اور صرف ایک ہی دھن تھی۔۔۔اللہ کو راضی کرنا ہے۔۔۔اس لیے وضو کرنے لگ گیا اور پھر واپس کمرے میں آ گیا۔۔۔

""""ریشم تم روز قرآن پڑھتی ہو۔۔۔آج تم میرے سامنے اونچی آواز سے قرآن پڑھو۔۔۔""""

ریشم نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔ لیکن کچھ نہیں بولی اور اثبات میں سر ہلاتی ہوئی۔۔۔ کمرے سے باہر چلی گ ئی۔۔اور واپس جب آئی تو اس کے ہاتھ میں قرآن تھا۔۔۔اس نے آہل کے پاس بیٹھ کر قرآن کھولا۔۔۔اور شروع سے پڑھنے لگ گ ئی۔۔۔ ہمارے قرآن کا آغاز ہی الحمد اللہ سے ہوتا ہے۔۔۔اور ہم ایسے احسان

فراموش لوگ ہیں پھر بھی اس رب العامین کا شکرادا نہیں کرتے۔۔۔قرآن کا آغاز ہی اس بات کی واضحات ہے کہ اللہ کا شکر کس قدر ضروری ہے۔۔۔اس کا شکرادا کیے بغیر کوئی کام تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔۔۔قرآن خود بھی اس کا آغاز میں شکرادا کر کے۔۔۔پورا پڑھا جاتا ہے۔۔۔

ریشم قرآن پڑھے جا رہی تھی اور آہل بڑے غور سے اسے سن رہا تھا۔۔۔آج یہ سب آبش کے لیے نہیں تھا۔۔۔آج یہ سب اللہ کو راضی کرنے کے لیے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب ریشم نے پہلا پارہ پڑھ لیا تو قرآن بند کر دیا۔۔۔آہل نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو وہ پورا بھیگا ہوا تھا۔۔۔وہ رو رہا تھا۔۔؟اسے تو پتا بھی نہیں چلا۔۔۔قرآن سن کر آج خود ی اس کی آنکھیں آبدیدہ ہوئی تھیں۔۔۔یہ عجیب سا احساس تھا۔۔۔آہل نے اپنا چہرہ صاف کیا اور ریشم سے مخاطب ہوا۔۔۔

""""تم مجھے روز ایسے ہی قرآن پڑھ کر سنا سکتی ہو۔۔۔؟""""

ریشم نے ایک نظر آہل کی طرف دیکھا۔۔۔آج وہ کچھ بدلا بدلا لگ رہا تھا۔۔۔یہ وہ آہل

تو نہیں تھا۔۔۔ جسے وہ جانتی تھی۔۔۔ یہ تو کوئی اور ہی تھا۔۔۔

""""ضرور اگر تم روز قرآن سنو گے تو میں روز پڑھ کر سنا سکتی ہوں۔۔۔""""

""""شکریہ۔۔۔ اب تم اپنے کمرے میں جاؤ۔۔ اور آرام کرو۔۔۔ نماز کا وقت ہونے والا ہے۔۔ میں مسجد میں نماز ادا کرنے جا رہا ہوں۔۔۔ ریشم نے اسے روکنا چاہا کہ وہ آج گھر پر ہی نماز ادا کر لے۔۔۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔ لیکن پھر وہ چپ ہو گئی۔۔۔ آج آہل پہلی بار نماز پڑھنے لگا تھا۔۔۔ وہ اسے روکنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ وہ اٹھی اور اپنے کمرے میں آ گئی۔۔۔

مسجد پچھلی گلی میں ہی موجود تھی۔۔۔ آہل سے چلا نہیں جا رہا تھا۔۔۔ بڑی مشکلوں سے قدم اٹھاتے وہ مسجد پہنچا۔۔۔ وہاں نمازیوں کی بڑی مشکل سے صرف ایک صف ہی تھی۔۔۔ آہل آخری قطار میں کھڑا ہو گیا۔۔۔ اور نماز کی نیت کر لی۔۔ آج بھی نماز پڑھتے ہوئے سکون نہیں مل رہا تھا۔۔ آہل سے اور نماز نہیں پڑھی جا رہی تھی۔۔۔ وہ کوشش کرتا رہا اور جب بس ہو گئی تو نماز چھوڑ دی اور تھک کر وہیں ایک طرف بیٹھ گیا۔۔۔

سب لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔۔۔ اتنے میں ایک بزرگ مسجد میں داخل

ہوئے۔۔۔جو بڑی تیزی میں لگ رہے تھے۔۔۔شاید آج وہ نماز کے لیے لیٹ ہو گ ئے تھے۔۔۔آہل ان کی تڑپ محسوس کر رہا تھا۔۔۔وہ جا کر کھڑے ہوئے اور نیت کرنے لگے کے ان کی نظر آہل پر پڑی۔۔۔جو انھیں ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ پھر آہل کے پاس آگ ئے۔۔۔

""""بیٹا ادھر کیوں بیٹھے ہو۔۔۔؟""""

انھوں نے بہت پیار سے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔

آہل بہت حیران ہوا۔۔۔کہ وہ ابھی اتنی جلدی نماز پڑھنے کے لیے کر رہے تھے۔۔۔اب وہ اس کے پاس باتیں کرنے آگ ئے ہیں۔۔۔کیا یہ بھی منافق۔۔۔؟؟

نہیں نہیں۔۔۔اب کسی کے بارے میں نہیں سوچنا۔۔۔پوچھ لینا بہتر ہے۔۔۔

""""بابا جی میں آپ سے ایک بات پوچھوں۔۔۔""""

آہل نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔۔

انھوں نے اثبات میں سر ہلا دیا اور خود اسی کے پاس بیٹھ گ ئے۔۔۔

""""بابا جی میں نے آپ کو نماز پڑھنے کے لیے اتنی جلدی آتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔میں

نے ادھر بیٹھ کر آپ کی تڑپ محسوس کی تھی۔۔۔لیکن اب آپ نماز چھوڑ کر میرے پاس آکر بیٹھ گئے ہیں۔۔۔؟اب آپ کو نماز نہیں پڑھنی۔۔۔؟""""

وہ آہل کی بات سن کر مسکرانے لگے۔۔۔اور اس کا ہاتھ پکڑ کر مسجد کی آخری صف پر لے آئے۔۔۔تاکہ کسی نمازی کو نماز پڑھنے میں خلل نہ آئے۔۔

میری آج بیوی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔اس عمر میں کب اس دنیا سے چلے جایں کہاں پتا لگتا ہے بیٹا۔۔۔اس لیے اس نے مجھے روک لیا۔۔۔کہ آج آپ مجھے چھوڑ کر مسجد نہ جایں۔۔۔اسے بہلانے میں ذرا وقت لگ گیا۔۔۔آج بیس سالوں میں پہلی بار ایسا ہوا کہ میں نماز کے لیے دیر سے پہنچا۔۔۔اس لیے جلدی میں تھا۔۔۔لیکن میں نے تمہاری آنکھوں میں اپنے لیے رشک دیکھا اور یوں اداس بیٹھا دیکھا تو تمہارے پاس چلا آیا۔۔۔لیکن اب سمجھ میں آیا ہے کہ آج میں لیٹ کیوں ہوا۔۔۔خیر بیٹا تم بتاؤ۔۔۔نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو۔۔۔؟ایسے کیوں بیٹھے ہو۔۔۔؟

آہل تھوڑی دیر خاموشی سے منہ نیچے کر کے بیٹھا رہا۔۔۔پھر ویسے ہی بولا۔۔

""""بابا جی مجھے نماز میں سکون نہیں ملتا۔۔۔اس لیے میرے سے نماز نہیں پڑھی جا رہی۔۔""""

بابا جی نے اس کی بات غور سے سنی تھی۔۔۔

""""او جھلے۔۔۔تجھے نماز میں سکون نہیں ملتا تو تو نے نماز پڑھنا چھوڑ دی۔۔۔اور یہاں بیٹھ گیا۔۔۔تو یہاں بیٹھ کر سکون مل رہا ہے۔۔۔؟""""

آہل نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

""""تو پھر بیٹا اٹھ اور نماز پڑھ۔۔۔تو نے نماز میں سکون لے کر کیا کرنا ہے۔۔۔؟""""

آہل نے ان کی طرف دیکھا۔۔۔وہ اسی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

""""نماز میں سکون تو ضروری ہوتا ہے ناں۔۔اس کے بغیر نماز پڑھنے کا کیا فائدہ۔۔۔؟""""

آہل نے ہلکی سی دلیل دی۔۔۔

""""تو مجھے یہ بتا کہ تو اس رب کے لیے نماز پڑھتا ہے یا اپنے سکون کے لیے۔۔۔اگر تو اس رب کے لیے نماز پڑھ رہا ہے تو تجھے سکون کی ضرورت ہی نہیں ہونی

چاہیے۔۔۔ نماز تو اللہ کے لیے ہے۔۔۔اس میں سکون کہاں۔۔۔اس میں تو تڑپ ہے۔۔۔ عشق ہے۔۔اپنے محبوب سے بات کرنے کی لگن ہے۔۔۔

سکون تو اس میوزک میں ہے۔۔۔ان فلموں ڈراموں میں ہے۔۔۔جو ہمیں انٹر ٹین کرتے ہیں۔۔۔ ہمیں سکون پہنچاتے ہیں۔۔۔اگر تو پھر بھی سکون کہ بارے میں سوچنا چاہتا ہے تو یہ کیا ہی اس ذات کو پسند آئے گا کہ تجھے سکون نہیں مل رہا۔۔۔ لیکن پھر بھی تو اس کے لیے صرف۔۔۔اس کے لیے۔۔۔اس کے آگے جھکے۔۔۔اس کے عبادت کرے۔۔۔وہ ذات تو خوش ہو جائے گی تیرے سے۔۔۔

پھر وہ اٹھ کر کھڑے ہونے لگے۔۔اور آہل کے کندھے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔۔۔

""اللہ کے بندے۔۔تو بہت سوچتا ہے۔۔۔اتنا مت سوچا کر۔۔۔بس سوچے سمجھے بغیر اس کے اگے جھک جایا کر۔۔۔ ہمیں اس کے آگے جھکنے سے مطلب ہونا چاہیے۔۔۔ پھر تو دیکھ وہ ہمارے سارے مطلب کیسے پورے کرتا ہے۔۔۔

یہ مت سوچا کر کہ تو گناہ گار ہے تبھی تیری اللہ نہیں سنے گا۔۔۔تو اپنی سنا دیا کر۔۔۔تو اپنا کام کر دیا کر بس۔۔۔باقی اس ذات کی مرضی۔۔۔چل اٹھ جا اور نماز پڑھ۔۔۔اپنے سکون کے لیے نہیں۔۔۔اس رب کے لیے پڑھ۔۔۔ جس نے تجھے

سکون دینا ہے۔۔۔""""

وہ بابا جی آہل کا کاندھا تھپتھپاتے ہوئے نماز پڑھے بغیر ہی چلے گ ئے۔۔۔ان کا کام تو ہو گیا تھا۔اب نماز تو گھر پر جا کر بھی پڑھی جاسکتی تھی۔۔۔آہل بیٹھا ان کی باتوں کے بارے میں سوچتا رہا۔۔۔اور پھر ہمت کر کے اٹھ کر کھڑا ہوا۔۔۔اور وہیں دو رکت نماز کی نیت کر لی۔۔۔اور آج نماز بغیر سکون کی تلاش کیے پڑھ لی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وقت گزر رہا تھا۔۔آہل باقاعدگی سے یونیورسٹی جاتا تھا۔۔۔ریشم سے روز قرآن سنتا تھا۔۔۔تمام نمازیں پڑھتا تھا۔۔۔ممی ڈیڈی کو باقاعدگی سے کال کرتا۔۔۔ریشم کا خیال رکھتا تھا۔۔۔اگرچہ آبش کی محبت اب بھی کسی تلوار کی طرح جگر کو چیر رہی تھی۔۔۔لیکن فرق صرف اتنا تھا کہ اس سب کو برداشت کرنا سیکھ لیا تھا۔۔۔اللہ کی رضا میں راضی ہونا آ گیا تھا۔۔۔

\-----------------------------

ایک جو بصورت جگہ ہے. بہت خبصورت جگہ. وہ آبش کے ساتھ کھڑا ہے. آبش نے سفید رنگ کی پاؤں کو چھوتی وہی فراک پہنی ہوئی ہے سر پر سفید موتیوں کا تاج ہے. موتی چمک کے اس کے حسن میں دلفریب حد تک اضافہ کر رہے ہیں. بال کھلے ہوے ہیں لایٹ براون کمر کو چھوتے بال ہوا کے باعث بار بار چہرے پہ آرہے ہیں. برف ہلکی ہلکی بالوں پر گر رہی ہے. ایسا معلوم ہوتا ہے بالوں میں موتی جڑے ہوں. اس نے آبش کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے اور وہ دونوں آہستہ آہستہ برف پر چل رہے ہیں. پھر ایک جگہ جا کر وہ رک جاتے ہیں. وہاں پانی کی ایک جھیل ہے اس میں نیلے رنگ کا پانی ہے. ذرا سا جما ہوا ہے. جھیل کے ایک جانب ایک چھوٹا مگر نہایت خوبصورت گھر بنا ہوا ہے. وہ اور آبش اس گھر میں چلے جاتے ہیں. گھر اندر سے بہت خوبصورت ہے. سارا گھر لکڑی کا بنا ہوا ہے اور پورا سفید رنگ کا ہے. گھر میں ایک کمرہ ہے اور ٹی. وی لاونج جو کے پورا سفید رنگ کا ہے سفید پھول سفید قالین سفید دیواریں سفید تخت پوش سفید صوفے سفید میز سفید ہی دروازے. آبش نے آگے بڑھ کر سارے بٹن دبا دیے. اوپر لگا ہوا فانوس روشن ہو گیا. فانوس بہت بڑا اور نہایت خوبصورت تھا. اس میں ہر رنگ کا بلب لگا ہوا تھا. رنگ خود ہی تبدیل ہو رہے تھے. جس رنگ کا بلب جلتا تھا پورا گھر اسی رنگ میں ڈھل رہا تھا. سفید رنگ کی یہی تو خوبصورتی ہے اسے جس بھی رنگ میں ڈھالنا چاہو وہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسی رنگ میں ڈھل جاتا ہے.

آبش بھی ان روشنیوں کے ساتھ ساتھ ہی رنگ بدل رہی تھی. سنہری، لال، ہرا، نیلا، پیلا. جیسے کوئی پری ہو اور جادو سے بار بار اپنے کپڑوں کے رنگ بدل رہی ہو.

اتنے میں فون کی آواز آئی تو آہل کی آنکھ کھل گ ئی۔۔۔ کیا حسین خواب تھا۔۔۔ آج کتنے دنوں بعد آبش کو یوں سفید فراک میں اپنے پاس دیکھا تھا۔۔۔ ابھی وہ اٹھنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ آبش کو اتنے دنوں بعد یوں دیکھ کر کتنا سکون ملا تھا۔۔

فون بج بج کر بند ہو چکا تھا۔۔اس نے اب آنکھ کھولی تھی۔۔۔ فون دیکھا تو آبش کی کال تھی۔۔۔آبش کی کال۔۔۔؟اس وقت۔۔۔؟ یااللہ کہیں ماہم۔۔۔۔اس سے آگے وہ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

اس نے فوراً آبش کو کال ملائی۔۔۔

""اَلسَلامُ عَلَیکُم آبش۔۔۔""

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

""""وَعَلَیکُم السَّلَام۔۔۔

آہ۔۔سحر طاری کرنے والی آواز۔۔۔

""""سب ٹھیک تو ہے آبش۔۔۔؟""""

اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔۔

""""جی سب ٹھیک ہے۔۔۔آپ کو ایک بات بتانے کے لیے فون کیا تھا۔۔کافی عرصے سے اس کا جواب تلاش کر رہی تھی۔۔۔آج ملا ہے۔۔""""

آہل نے حیرانگی سے پوچھا۔۔

""""کون سی بات کا جواب۔۔۔؟""""آہل کو اپنی سارے باتیں یاد آئی تھیں۔۔۔کہ اس کے قصور کے بغیر اس کو کیا کچھ کہا تھا۔۔۔

""""آہل بھائی۔۔دل کو پاک کرنے والی بات کا جواب۔۔۔مجھے دل کو پاک کرنے کا طریقہ پتا چل گیا ہے۔۔۔اتنے عرصے سے ڈھونڈ رہی تھی نہیں ملا تھا۔۔۔لیکن آج قرآن پاک سے پتا چل گیا۔۔۔آپ کو فوراً کال کی تاکہ میں آپ کو بتا سکوں۔۔۔""""

آہل بالکل خاموش تھا۔۔۔ہمیشہ اس کے سامنے خاموش ہو جاتا تھا۔۔اس نے کبھی یہ

نہیں سوچا تھا کہ آبش اس کی باتوں کو اتنی سنجیدگی سے لیتی ہے۔۔۔اس نے آبش کے دل کو ناپاک کہا تھا۔۔۔پر آبش کا دل ناپاک نہیں ہے۔۔۔اب وہ یہ بات اچھی طرح جانتا تھا۔۔۔لیکن پھر بھی وہ اتنے عرصے سے اس بات کا جواب تلاش کر رہی تھی۔۔۔

آہل نے جب کافی دیر تک جواب نہیں دیا تو آبش نے پھر بولنا شروع کیا۔۔۔وہ اکثر خاموش ہو جاتا تھا۔۔۔اب تو آبش کو اس کی خاموشی کی عادت ہو گئی تھی۔۔۔

""""آہل بھائی۔۔۔دل کو پاک نور سے کیا جاتا ہے۔۔۔رحمٰن کے نور سے۔۔۔صرف یہی ایک طریقہ ہے۔۔۔دلوں کو پاک کرنے کا۔۔۔جب ہمارے دلوں۔۔۔میں اس رحمٰن۔۔۔کا نور داخل ہو جائے گا۔۔۔پھر اور حصے کو پاک۔۔۔کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔۔۔

لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ نور داخل کیسے ہو گا۔۔۔؟

تو یہ نور تب داخل ہو گا جب دل ہر برائی سے خالی ہو جائے گا۔۔۔ساری منافقت ختم

کرنی پڑے گی۔۔۔ حرص۔۔لالچ۔۔ جلن۔۔۔سب کو مٹانا پڑے گا۔۔۔ جس جس کا دل دکھایا ہے۔۔سب سے معافی مانگنی پڑے گی۔۔سب بری باتوں کو دل سے نکالنا پڑے گا۔۔۔جب دلوں سے ساری برائیاں نکل جاتی ہیں تو پھر رحمٰن کا نور داخل ہوتا ہے۔۔۔اور پھر انسان ایسے پاک ہوتا ہے۔۔۔ جیسے ابھی پیدا ہوا ہو۔۔پھر کسی قسم کی بے چینی۔۔۔بے سکونی۔۔۔باقی نہیں رہتی۔۔۔اللہ سے ایک رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔۔۔نور کا رابطہ۔۔۔پھر انسان کی ہر خواہش اللہ کے تابع ہو جاتی ہے۔۔۔پھر وہ سب کچھ عطا کیا جاتے ہے۔۔۔ جس کی بندے کو چاہت ہوتی ہے۔۔۔بس اسی نور کے داخل ہونے سے ہی اللہ کی قربت حاصل ہو سکتی ہے اور دل کو پاک کیا جا سکتا ہے۔۔۔""

آہل نے چغلی، غیبت، جھوٹ، شراب نوشی، جوا، بدکاری، نافرمانی۔۔۔یہ سب کرنا تو کب کا چھوڑ دیا تھا۔۔۔ لیکن اس کے دل میں کینہ ضرور تھا۔۔۔بہت لوگوں کو معاف کرنا تھا۔۔۔اور بہت سے لوگوں سے معافی بھی مانگنی تھی۔۔۔بس اس ذات کے نور سے اپنے دل کی ناپاکی کو دور کرنا تھا۔۔۔

اسے فوراً ادیبہ کا خیال آیا۔۔ادیبہ کا دل سب سے زیادہ دکھا تھا۔۔اس نے ادیبہ کو کال ملائی۔۔۔کال اٹینڈ کر لی گئی۔۔۔

""""ادیبہ۔۔۔""""

""""آہل۔۔۔کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے۔۔۔""""

شاید وہ اس طرح یوں کال کرنے پر پریشان ہو گئی تھی۔۔

""""ہاں سب ٹھیک ہے۔۔۔میں نے تم سے معافی مانگنے کے لیے کال کی تھی۔۔۔میں نے تمہارا بہت دل دکھایا ہے۔۔کبھی تمہاری فیلینگز کی پرواہ نہیں کی ادیبہ۔۔۔کبھی تم سے نرمی سے بات نہیں کی۔۔ادیبہ میں اپنے سارے ظلموں کی تم سے معافی مانگتا ہوں۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔۔مجھے اللہ معاف نہیں کر رہا شاید اس لیے کہ تم سے معافی نہیں مانگی تھی۔۔۔اب تم معاف کر دو گی تو اللہ بھی معاف کر دے گا۔۔۔""""

آہل بہت قرب سے کہہ رہا تھا۔۔۔

""""آہل تم معافی بھی مانگ رہے ہو تو اپنے فائدے کے لیے مانگ رہے ہو۔۔۔۔ہمیشہ ہر چیز میں اپنا فائدہ ڈھونڈتے ہو۔۔۔کبھی کسی اور کے فائدے کا بھی سوچ کر

دیکھو۔۔۔اپنے لیے ہی ہمیشہ جیتے آئے ہو۔۔۔ کبھی دوسروں کے لیے بھی جی کر دیکھو۔۔۔ایک بار خود کو ایک طرف رکھ کر دوسروں کے لیے جیو۔۔۔پھر دیکھنا کیسے اللہ راضی ہوتا ہے۔۔۔کیسے وہ تمہیں معاف کر دیتا ہے۔۔۔تمہاری محبت نے مجھے یہ بات سیکھادی ہے کہ دوسروں کے لیے جیناہی سب کچھ ہے۔۔۔ لیکن تمہیں یہ اب تک سمجھ نہیں آئی۔۔۔

رہی بات تمہیں معاف کرنے کی۔۔۔تو آہل میں تمہیں معاف کر چکی ہوں۔۔۔دل و جان سے معاف کر چکی ہوں۔۔۔ تم بھی خود کو معاف کر دو۔۔۔اپنی انا کو ختم کر دو۔۔۔ہر چیز میں اپنا فائدہ مت ڈھونڈا کرو۔۔۔دیکھنا پھر سکون بھی ملے گا۔۔۔اور اللہ بھی پھر معاف کر دے گا۔۔خودی سے جب باہر نکلو گے تو سکون پاؤ گے۔۔اپنا نفس مار دو۔۔۔یہ نفس ہی انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔۔۔یہی انسان کو ہر برائی کی طرف راغب کرتا ہے۔۔۔اسے ختم کر دو۔۔۔عاجزی اختیار کر لو۔۔۔نرم ہو جاؤ۔۔۔پھر دیکھنا کبھی کسی سے معافی مانگنے کی نوبت نہیں آئے گی۔۔۔""""""

ادیبہ کیا کہہ رہی تھی۔۔۔کیاوہ واقعی خود غرض تھا۔۔۔کیاوہ واقعی ہر چیز میں اپنا فائدہ ڈھونڈتا تھا۔۔۔؟؟ہاں شاید ایسا ہی تھا۔۔۔خودی سے جب باہر نکلو گے تو سکون پاؤ

گے۔۔۔خودی سے کیسے باہر نکل سکتا ہوں۔۔۔۔میں اپنا آپ مار دوں گا۔۔۔نفس ختم کر دوں گا۔۔۔بس اللہ ایک بار تو دل کا سکون دے دے۔۔۔وہ یہ کہتا ہوا سجدے میں گر گیا۔۔۔اور بلک بلک کر اللہ سے معافی مانگنے لگا۔۔۔جب رو رو کر دل ہلکا ہو گیا تو سجدے سے سر اٹھا لیا۔۔۔ریشم اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔اور اسی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔آہل نے جلدی سے آنسو صاف کیے اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔

""""کیا مانگ رہے تھے اللہ سے۔۔۔؟"""" ریشم نے بہت مان سے پوچھا۔

""""معافی"""" بے خیالی میں جواب دیا۔۔۔

""""کس بات کی معافی۔۔۔؟""""

اب آہل نے ریشم کی طرف دیکھا۔۔۔

"اپنے گناہوں کی معافی۔۔۔خود کو نفس کا قیدی بنائے رکھنے کی معافی۔۔۔ہمیشہ اپنے ہی بارے میں سوچتے رہنے کی معافی۔۔۔خود غرض بننے کی معافی۔۔۔۔ان سب گناہوں کی معافی۔۔۔جو میں کر چکا ہوں۔۔۔"""آہل کی آنکھیں بات کرتے ہوں آبدیدہ ہو گئی۔۔۔

""""تو مل گئی معافی۔۔۔؟""""

ریشم نے اس سے پوچھا تھا۔۔۔

""""اللہ پاک ناپاک لوگوں سے منہ موڑ لیتا ہے۔۔۔انھیں معاف نہیں کرتا۔۔۔انہیں اور گناہ کرنے کی ڈھیل دے دیتا ہے۔۔مجھے معافی نہیں مل رہی۔۔۔اور شاید کبھی ملے بھی نہ۔۔۔لیکن میں ہمشہ ایسے ہی معافی مانگتا رہوں گا۔۔۔

""""آہل تم ناپاک نہیں ہو۔۔۔""""

آہل کو لگا کہ ریشم نے اس کا بھرم رکھنے کے لیے کہا ہے۔۔

""""تم میرا دل رکھنے کے لیے مت کہو۔۔مجھے اپنا پتا ہے۔۔۔میں سچ میں بہت ناپاک ہوں۔۔۔دل بہت ناپاک ہے۔۔۔رحمٰن کے نور کے قابل نہیں ہے۔۔۔۔

""""نہ تم ناپاک ہو۔۔۔اور نہ ہی تمہارا دل ناپاک ہے۔۔۔انسان کی آنکھیں اس کے دل کا آئینہ ہوتی ہیں۔۔۔۔اور تمہاری آنکھیں بہت پاک ہیں۔۔۔تمہاری آنکھوں میں بہت شرم ہے۔۔۔پاکیزگی ہے۔۔۔تمہاری نگاہیں بھی پاکیزہ ہیں۔۔۔تمہارا دل اگر ناپاک ہوتا تو تمہاری نگاہیں ناپاک ہوتیں۔۔۔لیکن ایسا نہیں ہے۔۔۔""""

تمہیں ایک بات بتاؤں آہل۔۔۔؟ میں تمہیں کبھی نہیں بتانی تھی۔۔۔ لیکن شاید اس بات کے بتانے سے تمہاری کچھ تکلیف کم ہو جائے۔۔۔ تمہارا ہر لمحے کا تڑپنا۔۔۔ ہر لمحے کا رونا میرے سے اب برداشت نہیں ہوتا۔۔۔"

پھر وہ چپ ہوئی تھی۔۔۔ جیسے ہمت باندھ رہی ہو۔۔۔

"تمہیں پتا ہے تمہاری نظروں میں عزت ہے۔۔۔ بہت زیادہ احترام۔۔۔ تم جب دیکھتے ہو تو تمہاری نظروں میں شرم ہوتی ہے۔۔۔ اور یہ پاکیزگی کی علامت ہے۔۔۔ آہل اور تمہاری اسی پاکیزگی کی وجہ سے مجھے تمہاری نظروں سے عشق۔۔۔۔ ہو گیا ہے۔۔۔۔"

آہل نے اسے ایسے دیکھا جیسے اس نے کوئی بہت خوف ناک بات کہہ دی ہو۔۔۔۔۔۔۔

"آہل تم ناپاک نہیں ہو۔۔۔"

آہل کو لگا کہ ریشم نے اس کا بھرم رکھنے کے لیے کہا ہے۔۔

""تم میرا دل رکھنے کے لیے مت کہو۔۔مجھے اپنا پتا ہے۔۔۔میں سچ میں بہت ناپاک ہوں۔۔۔دل بہت ناپاک ہے۔۔۔رحمٰن کے نور کے قابل نہیں ہے۔۔۔۔

""نہ تم ناپاک ہو۔۔۔اور نہ ہی تمہارا دل ناپاک ہے۔۔۔انسان کی آنکھیں اس کے دل کا آئینہ ہوتی ہیں۔۔۔۔اور تمہاری آنکھیں بہت پاک ہیں۔۔۔تمہاری آنکھوں میں بہت شرم ہے۔۔۔پاکیزگی ہے۔۔۔تمہاری نگاہیں بھی پاکیزہ ہیں۔۔۔تمہارا دل اگر ناپاک ہوتا تو تمہاری نگاہیں ناپاک ہوتیں۔۔۔لیکن ایسا نہیں ہے۔۔۔""

تمہیں ایک بات بتاؤں آہل۔۔۔؟میں تمہیں کبھی نہیں بتانی تھی۔۔۔لیکن شاید اس بات کے بتانے سے تمہاری کچھ تکلیف کم ہو جائے۔۔۔تمہارا ہر لمحے کا تڑپنا۔۔۔ہر لمحے کا رونا میرے سے اب برداشت نہیں ہوتا۔۔۔""

پھر وہ چپ ہوئی تھی۔۔۔جیسے ہمت باندھ رہی ہو۔۔۔

""تمہیں پتا ہے تمہاری نظروں میں عزت ہے۔۔۔بہت زیادہ احترام۔۔۔تم جب دیکھتے ہو تو تمہاری نظروں میں شرم ہوتی ہے۔۔۔اور یہ پاکیزگی کی علامت

ہے۔۔۔آہل اور تمہاری اسی پاکیزگی کی وجہ سے مجھے تمہاری نظروں سے عشق۔۔۔۔ہو گیا ہے۔۔۔۔""

آہل نے اسے ایسے دیکھا جیسے اس نے کوئی بہت خوف ناک بات کہہ دی ہو۔۔۔۔۔۔۔

""عشق۔۔۔؟ریشم عشق۔۔۔؟؟نہیں ایسے مت کہو۔۔۔تم۔۔تم یہ نہیں کر سکتی۔۔۔میں۔۔۔کبھی۔۔تم سے۔۔۔محبت۔۔۔۔۔نہیں کر سکتا ہوں۔۔۔تم اپنے پر یہ ظلم مت کرو۔۔۔""

""آہل۔۔۔آہل میں نے آپ سے کب کہا ہے کہ آپ میرے سے محبت کریں۔۔۔؟اور جب مجھے اپکی نظروں سے عشق ہوا تھا تب میرے دل نے شرط نہیں رکھی تھی کہ آپ کو بھی میری محبت میں گرفتار ہونا پڑے گا۔۔۔میں نے تو آپ کو یہ کبھی محسوس بھی ہونے نہیں دینا تھا۔۔۔لیکن آپ کا روز روز کا تڑپنا۔۔۔دیکھ کر۔۔۔میں بتانے پر مجبور ہوئی ہوں۔۔۔آپ کی محبت میرے دل میں ہی قید رہے گی۔۔۔میں وعدہ کرتی ہوں۔۔آپ کو میرے سے۔۔۔۔کبھی محبت کرنے پر فورس نہیں کروں گی۔۔۔""

آہل اس کی شکل دیکھ کر رہ گیا۔۔۔اس میں اتنی ہمت کیسے تھی۔۔۔؟آہل کیسے محبت پانے کے لیے پچھلے دس سال سے تڑپ رہا تھا۔۔۔اور وہ کتنی آسانی سے اپنی محبت کو اپنے دل میں رکھ لے گی۔۔۔وہ کتنی مضبوط تھی۔۔۔اس نے بھی تو آبش سے محبت کے وقت یہ شرط نہیں رکھی تھی کہ آبش کو بھی اسے چاہنا ہو گا۔۔۔اسکو تو محبت ہو گئی تھی۔۔۔لیکن اس نے یہ ہمیشہ چاہا کہ آبش بھی اس سے محبت کر لے۔۔۔

آہ اسے آج سمجھ میں آیا کہ وہ غلطی پر تھا۔۔۔وہ ہمیشہ سے غلط تھا۔۔۔اس نے محبت میں بھی خود غرضی سے کام لیا۔۔۔۔تبھی یہ سب ہو رہا تھا۔۔۔ تبھی اتنی اذیت مل رہی تھی۔۔۔محبت کو محبت نہیں رہنے دیا۔۔۔اپنی انا کا مسلہ بنا لیا۔۔۔ محبتیں جب انا بن جایں تو وہ سکون اور خوشی نہیں دیا کرتیں۔۔۔۔وہ تو پھر صرف دکھ۔۔۔تکلیف۔۔۔رنج دیا کرتی ہیں۔۔۔۔۔۔

آہل نے ایک ہاسپٹل میں جاب کرنا شروع کر دی تھی۔۔۔اور ساتھ ساتھ وہ قرآن پاک بھی حفظ کر رہا تھا۔۔۔وہ نورِ رحمٰن کو پانے کے لیے جو کچھ ہو سکتا تھا۔۔۔کرنا

چاہتا تھا۔۔۔

وہ اور ریشم اکثر رات کو دیر تک بیٹھ کر قرآن پاک کی تفسیر بھی پڑھا کرتے تھے۔۔۔یہ سب کرنے سے دل کو قرار ملتا تھا۔۔۔یعنی اس کا راستہ سیدھا تھا۔۔۔لیکن ابھی رحمٰن کے نور تک نہیں پہنچ سکا۔۔۔۔

ریشم کو بھی سکالرشپ مل گئی تھی۔۔۔وہ بہت خوش تھی۔۔۔جس دن ریشم کو سکالرشپ ملی تھی۔۔۔اس رات کو ریشم نے آہل سے پوچھا۔۔۔

''''آہل ایک بات پوچھوں۔۔؟''''

''''ہاں پوچھو۔۔۔''''

آہل لیپ ٹاپ پر بیٹھا کام کر رہا تھا۔۔۔اس لیے ریشم کو دیکھے بغیر جواب دیا۔۔۔

''''کیا وہ بہت خوبصورت ہے۔۔۔؟''''

''''کون۔۔''''

آہل سمجھا نہیں۔۔۔

''''وہی جس سے تم اتنی شدت سے محبت کرتے ہو۔۔۔؟''''

آہل کے لیب ٹاپ پر چلتے ہوئے ہاتھ رک گ ئے۔۔۔

""""تمہیں میری محبت کا کس نے بتایا۔۔۔؟""""

""""آہل اس میں بتانے والی کیا بات ہے۔۔۔ عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے۔۔۔اور تم تو ویسے ہی مجنوں بنے پھرتے ہو۔۔۔ تمہارے چہرے سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔۔۔ کہ تم کسی سے بے انتہا محبت کرتے ہو۔۔۔""""

آہل اس کی بات سن کر سوچوں میں ڈوب گیا۔۔۔اسی بیوٹی فل فیری کی جادو نگری میں۔۔۔آج کتنے دنوں بعد وہ وہاں گیا تھا۔۔۔وہ کسی خوبصورت جھیل کے کنارے سفید گاؤن پہن کر بیٹھی تھی۔۔۔ آہل دور کھڑا تھا۔۔۔دور سے اس کا چہرہ نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔۔آہل آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس کی طرف جا رہا تھا۔۔۔وہ جھیل کے کنارے بیٹھ کر ہاتھوں میں سفید پھول لیے۔۔۔پانی میں پھینک رہی تھی۔۔۔اس کے ہاتھ ان سفید پھولوں سے زیادہ خوبصورت لگ رہے تھے۔۔۔

آہل اب اس کے بالکل پاس پہنچ گیا تھا۔۔۔اس نے ابھی بھی اس کی طرف نہیں دکھا۔۔۔آہل اب اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔اب اس نے اپنا چہرہ آہل کی طرف کیا تھا۔۔۔۔ہائے۔۔۔وہ سنہری چہرہ۔۔۔خوبصورتی اور معصومیت کی انتہا تھی۔۔۔وہ

لڑکی۔۔۔

""""آہل آہل بتاؤ ناں کیا وہ بہت خوبصورت ہے۔۔۔؟""""

پیچھے سے ریشم کی آواز آ رہی تھی۔۔۔

""""ہاں بہت خوبصورت ہے۔۔۔ دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی۔۔۔ بلکہ صرف دنیا کی نہیں اس پورے جہان کی سب سے خوبصورت لڑکی۔۔۔ اس کا سنہری چہرہ۔۔۔۔ اب آبش نے اپنی پلکیں اٹھائی تھیں۔۔۔ اور آہل کو دیکھا تھا۔۔۔ ہائے اس کی آنکھیں۔۔۔ ریشم اس کی آنکھیں اتنی خوبصورت ہیں۔۔۔ کہ میں ان میں ڈوب جاتا ہوں۔۔۔ ان میں اتنی چمک ہے کہ مجھے لگتا ہے۔۔۔ وہ اندھیرے میں بھی چمکتی ہوں گی۔۔۔ اس کے بال۔۔۔ آبشار کے پانی کی دھاڑوں کی طرح۔۔۔ اور اس کے ہاتھ۔۔۔ برف کی گالوں کی طرح نازک۔۔۔۔

اچانک سب غائب ہوا تھا۔۔۔۔ وہ اس دنیا میں واپس آیا تھا۔۔۔ اس نے ریشم کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ وہ اتنے تجسس سے آہل کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ آہل نے نظریں چرا لیں۔۔۔

""""تم اس سے بہت محبت کرتے ہو ناں۔۔۔؟""

آہل نے لیب ٹاپ کی طرف دیکھتے ہوئے سر ہلا دیا۔۔۔

""""وہ بھی تمہیں اتنا ہی چاہتی ہے۔۔۔؟""""

""""نہیں وہ چاہتی ہی تو نہیں ہے۔۔۔میں نے اس کے ساتھ کبھی اچھا نہیں کیا۔۔۔ہمیشہ اسے ذلیل ہی کیا ہے۔۔۔

""""ذلیل۔۔۔؟؟ذلیل کیسے۔۔؟جتنی تم اس سے محبت کرتے ہو۔۔میں مان ہی نہیں سکتی۔۔۔کہ تم اسے ذلیل کرو گے۔۔۔

آہل نے پھر اسے اپنے اور آبش کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔۔۔اپنی خودکشی۔۔۔اپنی دیوانگی۔۔۔اپنی سرکشی۔۔۔سب کچھ آبش کو بتا دیا۔۔۔۔

یہ سب سننے کے بعد ریشم کچھ دیر بالکل خاموش ہو گئی۔۔۔پھر کافی دیر بعد بولی۔۔۔

""""تمہیں وہ ضرور ملے گی۔۔۔تم دیکھ لینا۔۔۔""""

پھر وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔۔۔

کچھ عرصے بعد ریشم کے پاس اتنے پیسے اکٹھے ہو گئے کہ وہ گھر جا سکے اور گھر والوں کو بھی پیسے دے کر آ سکے۔۔۔اس نے آہل سے ذکر کیا۔۔۔تو آہل نے بھی اس کے ساتھ جانے کا فیصلہ کیا۔۔۔پھر وہ دونوں پاکستان آ گئے۔۔۔

آبش رو رہی تھی۔۔۔یہ آہل نے آج کیا کہا تھا۔۔۔؟منافق۔۔۔؟وہ منافق تو نہیں تھی۔۔اللہ آپ جانتے ہیں میں نے منافقت نہیں کی۔۔۔میرا دل ناپاک نہیں ہے۔۔۔آہل بھائی ایسا کیوں کہہ رہے ہیں۔۔میں تو کسی غیر لڑکے کے ساتھ کہیں نہیں گئی۔۔۔ہوٹل میں بھی نہیں گئی۔۔۔میرے ساتھ تو حماد بھائی تھے۔۔۔آبش اونچا اونچا بول رہی تھی۔۔۔جیسے اس کی آواز آہل تک پہنچ رہی ہو۔۔۔پر آہل تو جا چکا تھا۔۔۔آہل اس سے محبت ختم کر کے جا چکا تھا۔۔۔۔ہائے یہ لفظ کتنے تکلیف دے تھے۔۔۔آہل۔۔۔آبش سے محبت نہیں کرتا۔۔۔ناجانے کیوں یہ سن کر آبش کو بہت دکھ ہوا تھا۔۔۔

آج آہل نے پہلی بار اس سے اس لہجے میں بات کی تھی۔۔۔ہمیشہ بہت پیار سے نرم

لہجے میں وہ اس سے بات کرتا تھا۔۔۔بدلتے رویے کس قدر تکلیف دہ ہوتے ہیں۔۔۔آج کوئی آبش سے پوچھتا۔۔۔وہ منافق نہیں تھی۔۔اس کا دل ناپاک۔۔۔؟ کیا اس کا دل واقعی ناپاک۔۔۔؟؟اچانک سے ایک عجیب سا خدشہ محسوس ہوا۔۔۔اگر اس دل ناپاک ہو گیا ہے تو اسے کیسے پاک کرے۔۔۔؟اسے واقعی نہیں پتا تھا کہ اگر دل ناپاک ہو جائے تو اسے کیسے پاک کیا جا سکتا ہے۔۔

اگر آنکھیں ناپاک۔۔۔ہو جایں تو انھیں اللہ کے خوف سے جھکا دینا چاہیے۔۔۔زبان اگر ناپاک ہو جائے تو اللہ کے ذکر سے پاک ہو جاتی ہے۔۔اگر ہاتھ ناپاک ہو کر بغاوت پر اتر آیں تو انھیں باندھ کر نماز کے لیے کھڑے ہو جانا چاہیے۔۔۔اگر سر ناپاک ہو جائے تو اسے سجدے کا نشہ پلا کر پاک کر دینا چاہیے۔۔۔اگر کان بری بات سننے کے عادی ہو جایں تو اللہ کا کلام سنا کر انھیں پاک کیا جا سکتا ہے۔۔اگر دل ناپاک ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے۔۔۔؟؟؟وہ یہاں آ کر اٹک گ ئی۔۔۔دل کو کیسے پاک کیا جائے۔۔۔اس ساری رات وہ اسی بارے میں سوچتی رہی۔۔۔اس نے ٹھان لی تھی کہ وہ دل کو پاک کرنے کا طریقہ ڈھونڈ کے رہے گی۔۔۔اسے آہل سے بھی ہمدردی تھی۔۔۔کہیں نہ کہیں وہ خود کو بھی اس کی حالت کا ذمہدار سمجھتی تھی۔۔۔لیکن جب

تک دل کو پاک کرنے کا طریقہ نہیں پتا چل جاتا اور وہ یہ ثابت نہیں کر دیتی کے وہ ناپاک نہیں ہے تب تک وہ آہل سے رابطہ نہیں کرے گی۔۔۔اور نہ ہی طلاق کا مطالبہ کرے گی۔۔۔ لیکن اگر کبھی خود آگ ئے تو وہ انھیں ساری حقیقت بتادے گی۔۔کہ وہ حماد بھائی تھے جن کو وہ اس کے لیے غیر محرم سمجھ کر منافق کہہ رہے ہیں۔۔۔

آبش نے ایف ایس سی کے پیپر زدیے تھے اور آج کل وہ فری تھی۔۔۔اس لیے وہ اکثر بیٹھ کر دل کو پاک کرنے کے طریقے سوچتی رہتی تھی۔وہ آہل کے بارے میں سوچا کرتی تھی۔۔۔نکاح اور سچی محبت میں کشش ہی اتنی ہے کہ وہ محبوب کہ دماغ میں نہ چاہتے ہوئے بھی۔۔۔عاسق کا خیال بار بار آتا ہے۔۔۔کہیں نہ کہیں آبش کے دل میں بھی آہل کے لیے جگہ تھی۔۔۔جب بھی گھر میں آہل سے طلاق لینے کی بات ہوتی تو وہ منع کر دیتی تھی کہ ابھی نہیں۔۔۔اتنی جلدی بھی کیا ہے۔۔۔آہل بھائی خودی دے دیں گے۔۔۔وہ اس سب کو ہمدردی سمجھتی تھی۔۔۔لیکن یہ ہمدردی سے کچھ زیادہ ہی تھی۔۔۔۔۔۔

آبش اپنی عمر کی دوسری لڑکیوں سے بہت مختلف تھی۔۔۔شوخ اور چنچل مزاجی اسکے

مزاج کا بلکل حصہ نہیں تھی۔۔۔وہ اپنی عمر کی دوسری لڑکیوں سے بہت زیادہ سمجھدار اور ذہین تھی۔۔۔اور یہ ساری سمجھداری اور ذہانت کتابیں پڑھنے سے آئی تھی۔۔۔وہ بہت زیادہ کتابیں پڑھتی تھی۔۔۔اور سب سے زیادہ شوق اسے لوگوں کی آٹو بایو گرافی پڑھنی کا تھا۔۔لوگوں نے اپنی پوری زندگی کا نچوڑ اس میں لکھا ہوتا ہے۔۔۔اپنی غفلتوں کی درستگی وہاں بیان کی ہوتی ہے۔۔۔اپنے سارے خوف اور احساس بڑے کھول کے بیان ہوتے ہیں۔۔۔وہ انھیں پڑھتی اور ان کی غفلتوں اور کوتاہیوں سے سبق سیکھ کر وقت سے پہلے ہی کافی میچیور ہو گئی۔۔۔اسے اپنے اچھے بڑے کی اچھی طرح تمیز تھی۔۔وہ سمجھتی تھی کہ وہ جذبات میں کبھی نہیں بہک سکتی۔۔اس لیے اوپر سے خود کو بہت مضبوط بنایا ہوا تھا مگر۔۔۔دل میں کہیں نہ کہیں نکاح کی مضبوط ڈور اسے آہل کی طرف کھینچ رہی تھی۔۔۔

آبش کی ماما چاہتی تھی کے آبش ڈاکٹر بنے لیکن آبش کو رنگوں سے عشق تھا۔۔۔اسے رنگوں سے کھیلنے کا جنون تھا۔۔۔وہ ہر چیز میں ہر رنگ دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ تبھی تو سفید رنگ پسند تھا کہ وہ ہر رنگ میں ڈھل جاتا ہے۔۔۔کالے رنگ کی طرح نہیں

ہوتا کہ وہ ہر رنگ کو خود میں جذب کر کے اس کی شناخت ہی ختم کر دے۔۔۔ سفید رنگ دوسروں کو اہمیت دیتا ہے اور اسی طرح اپنی شناخت تک ختم کر دیتا ہے۔۔۔ کچھ لوگ بھی کالے رنگ کی مانند ہوتے ہیں کہ وہ ہر کسی کو خود میں جذب کرنا چاہتا ہیں۔۔ دوسروں کو تبدیل کر کے اپنے جیسا بنانا چاہتے ہیں۔۔۔ اور یہاں تک کہ ان سے ان کی شناخت تک چھین لیتے ہیں۔۔ لیکن کچھ لوگ سفید رنگ کی مانند ہوتے ہیں۔۔۔ بے زرر۔۔۔ مٹے ہوئے لوگ۔۔۔ خود کو خاک کیا ہوا ہوتے ہیں۔۔۔ اپنی انا کو ختم کر کے عاجز ہوئے ہوتے ہیں۔۔۔ ہر کسی سے محبت سے ملنے والے۔۔۔ لوگوں کو ایک مقام دینے والے۔۔۔ اور یقین جانے یہی لوگ ہی کامیاب ہوں گے۔۔۔

آبش کو سفید رنگ کی یہی خوبی پسند تھی۔۔ تبھی تو اس کا کمرہ سفید رنگ کا تھا کہ جس رنگ کی روشنی پڑے گی وہ اسی رنگ میں ڈھل جائے گا۔۔۔ اپنی اسی خواہش کے پیشِ نظر اس نے سپیشلازیشن ان گرافکس ڈیزائن کرنے کا فیصلہ کیا اور اسی میں ایڈمیشن لے لیا۔۔۔ اور ساتھ ساتھ اس نے گھر پر ہی قرآن پاک کی تفسیر پڑھنے کا فیصلہ کیا۔۔۔ قرآن پاک میں عقل والوں کے لیے بہت ساری نشانیاں موجود ہیں۔۔۔ بس اس پر غور کرنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔۔۔ اور وہ انہی پر غور کرنا چاہتی تھی۔۔۔

وقت گزر رہا تھا۔۔آہل نے دوبارہ رابطہ کرنے کی کوشش تک نہیں کی تھی۔۔""""تم نے میری محبت میں کسی اور کو شریک کر دیا۔۔بس میری محبت ختم۔۔۔""""""یہ چند الفاظ اسے جس قدر تکلیف دیتے تھے اس کا انداہ کرنا مشکل تھا۔۔۔آہل آپ نے مجھے بری لڑکی کیوں کہا۔۔آپ نے مجھے منافق کیوں کہا۔۔میں منافق نہیں ہوں۔۔۔میں بری لڑکی تو نہیں ہوں۔۔۔وہ اکثر بیٹھے بیٹھے خود کو صفائیاں دیتی رہتی تھی۔۔آپ نے سارا قصور میرا نکال دیا۔۔۔ہاں بے شک عورت کو پردے کا حکم ہے۔۔۔لیکن مرد کو بھی تو اپنی نظریں نیچے رکھنے کا حکم ہے۔۔۔مجھے تو پتا بھی نہیں تھا یہ سب۔۔۔آپ مجھے نہ دیکھتے اور نہ اس اذیت میں گرفتار ہوتے۔۔۔پتا نہیں اب آپ میرے بارے میں سوچتے بھی ہوں گے کہ نہیں ۔۔۔اف کیا کیفیت تھی۔۔۔ادھر وہ مسلسل تڑپ رہا تھا۔۔۔اور ادھر یہ بے چین تھی۔۔۔اور دونوں ایک دوسرے کی حالت سے ناواقف تھے۔

آبش کی کلاسسز شروع ہو گئی۔۔۔اور اس نے یونی ورسٹی جانا شروع کر دیا۔۔۔یونی

ورسٹی میں ماہم اسے ملی تھی۔۔وہ ماہم کو بچپن سے جانتی تھی۔۔وہ بہت ہی سادہ اور معصوم تھی۔۔۔وہ اس کی یہی معصومیت اور سادگی آبش کو بہت پسند آئی تھی۔۔۔آبش کو بچپن سے وہ کافی سلجھی ہوئی اور اچھی لگتی تھی لیکن کبھی زیادہ دوستی نہیں ہو سکی۔۔۔آبش پھر خود اسکے قریب ہوئی۔۔اور پھر آہستہ آہستہ دونوں میں بہت دوستی ہو گئی تھی۔۔۔ایسا نہیں تھا کہ آبش کی پہلے دوستیں نہیں تھی۔۔۔وہ بہت خوش اخلاق تھی اس کی کافی دوستیں تھی پر ماہم کی بات ہی اور تھی۔۔۔وہ ایسی دوست تھی جس پر آنکھیں بند کر کے بھروسا کیا جا سکتا تھا۔۔۔آبش اپنے دل کی ہر بات اس سے کر سکتی تھی۔۔ایک رات ماہم آبش کے گھر پر ہی تھی کہ ماہم نے آبش سے اچانک پوچھ لیا۔۔۔

""""تمہیں لگتا ہے سچی محبت اس دنیا میں کسی کو ہو سکتی ہے۔۔۔؟""""

ہاں بالکل آج کل بھی سچی محبتیں ہوتی ہیں۔۔۔ہر دور میں ہوئی ہیں۔۔۔تو آج کل بھی ہوتی ہی ہیں۔۔۔اس میں اتنی بڑی بات نہیں۔۔""""

آبش نے سرسری سے انداز میں جواب دیا۔۔

""""آبش۔۔۔نہیں۔۔سچی محبت واقعی بہت بڑی بات ہے۔۔۔سچی محبت تو پاک محبت

ہوتی ہے۔۔۔اور پاک محبت قسمت والوں کو ملتی ہے۔۔۔ سچی محبت کے بعد ہی کوئی اللہ سے عشق کر سکتا ہے۔۔۔

ماہم نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔۔ لیکن اس بات نے آبش کو اور الجھا دیا تھا۔

""ہمیشہ اللہ کے عشق کے لیے پہلے مجازی محبت ہی کیوں ضروری ہوتی ہے۔۔۔؟ ویسے بھی تو اللہ اپنے عشق سے نواز سکتا ہے۔۔۔""

آبش نے سوالیہ انداز میں کہا۔

ماہم نے ایک لمبی سانس لی اور پھر بولنا شروع ہوئی۔۔۔

""دیکھو آبش۔۔۔یہی اللہ کا دستور ہے۔۔۔اللہ کسی بھی انسان کو اپنے عشق سے ایسے ہی نہیں نوازتا۔۔۔پہلے اسے برداشت اور صبر کی ساری حدوں سے گزارنا چاہتا ہے۔۔۔وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کا یہ بندہ کتنا صابر ہے۔۔۔اس لیے پہلے مجازی محبت دے کر اسے دکھ۔۔۔تکالیف برداشت کرنا سیکھاتا ہے۔۔۔اسے پھر اسی مجازی محبت میں اسے رسوائی دیتا ہے۔۔۔انسان کو ہر طرح سے آزمائشوں کی پل صراط سے گزارتا ہے۔۔

یہ جو مجازی محبت ہوتی ہے نا۔۔۔یہ آزمائش ہی آزمائش ہوتی ہے۔۔۔انسان کے صبر کی آزمائش۔۔۔اس کے جذبے کی آزمائش۔۔۔اس کے عزم کی آزمائش۔۔۔اور جب انسان ان سب آزمائشوں میں جل کر کندن بن جاتا ہے۔۔۔اور اسکا دل موم ہو جاتا ہے۔۔۔اس قابل ہو جاتا ہے کہ اللہ کی محبت اس میں رہ سکے تو پھر اللہ پاک اس دل کو اپنے لیے منتخب کر لیتا ہے۔۔۔

اور اللہ ایک انسان کو اسی جیسے دوسرے انسان کے ذریعے آزماتا ہے۔۔پہلے ہی اپنی محبت پتا ہے کیوں نہیں دے دیتا۔۔۔؟

کیوں کہ پہلے وہ یہ دیکھتا ہے کہ اس انسان کو ایک کا ہو کر رہنا آتا ہے کہ نہیں۔۔۔اور جب وہ اپنے جیسے انسان کے ہاتھوں ٹوٹ جاتا ہے ناں۔۔۔اسی انسان کے ہاتھوں جس سے وہ بے پناہ عشق کرتا ہے۔۔۔تو تب سب سے پہلے اسے اللہ ہی یاد آتا ہے۔۔اور بس پھر اللہ ہی یاد رہ جاتا ہے۔۔۔پھر اس انسان کا ہر رشتہ اس الرحمٰن اللہ سے جڑ جاتا ہے۔۔۔بس مجازی محبت ایک سیڑھی ہے۔۔۔اس بلند ہستی تک پہنچنے کے لیے۔۔۔۔

لیکن صرف دیوانگی کی حد سے تجاوز کرنے والی مجازی محبت کو اللہ کی محبت نصیب ہوتی

ہے۔۔۔بہت خاص لوگ اس مقام تک پہنچ سکتے ہیں۔۔۔وہ لوگ جو تپنے کے بعد کندن ہونا جانتے ہیں۔۔۔کوئی انسان یہ سب برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔

آبش کی آنکھوں میں سے آنسو کب سے بہہ رہے تھے۔۔۔اور اب اس نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔۔

ماہم اسے دیکھ کر حیران ہو گئی۔۔

""""آبش کیا ہوا تمہیں۔۔۔؟ تم نے کیوں رونا شروع کر دیا۔۔۔؟""""

""""ماہم اگر کوئی انسان کسی سے ویسی ہی سچی محبت کرے۔۔اور وہ اس کی قدر نہ کرے۔۔۔تو تم ایسے انسان کے بارے میں کیا کہو گی۔۔۔؟""""۔

""""مطلب۔۔۔؟ میں سمجھی نہیں آبش۔۔۔؟""""

""""مطلب کہ کوئی آپ سے سچی محبت کرے۔۔۔آپ کو پتا ہو کہ وہ آپ سے محبت

کرتا ہے۔۔۔آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ وہ بہت تکلیف سے گزر رہا ہے۔۔۔پھر بھی آپ اس کو اسی تکلیف میں رکھو۔۔۔اس کی قدر نہ کرو۔۔۔تو اس سے کیا ہو گا۔۔۔؟ گناہ ملے گا۔۔؟کیا وہ قصوروار ہو گا۔۔؟""""

آبش نے پوچھا

""""نہیں آبش وہ قصوروار نہیں ہو گا۔۔پہلے تم یہ بتاؤ یہ سب تم کیوں پوچھ رہی ہو۔۔؟

ماہم اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

""""کیوں کہ وہ بدنصیب میں ہوں جس کے دروازے پر سچی محبت نے دستک دی اور میں نے منہ موڑ لیا۔۔۔""""

ماہم کو سمجھنے میں مشکل ہو رہی تھی۔۔

""""آبش میرے سے کھل کے بات کرو۔۔کیا کہہ رہی ہو تم۔۔؟کیسے منہ موڑ لیا۔۔۔؟""""

آبش نے ماہم کو سارا کچھ بتا دیا۔۔۔آہل کے پہلی بار گھر آنے سے لے کر نکاح تک اور

پھر آہل کے غصے میں منافق کہنے تک سب کچھ بتادیا۔۔۔

""ماہم میرا سچ میں کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔میں کچھ نہیں جنتی تھی۔۔مجھے تو پتا ہی تب چلا۔۔۔جب وہ پہلی بار خودکشی کر چکے تھے۔۔۔""وہ بلکتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔ماہم نے اسے گلے لگالیا۔

"ارے آبش۔۔اس سب میں تو تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔تم کیوں روتی ہو۔۔۔اللہ نے اسے محبت دی ہے تو یہ اس کی آزمائش ہے۔۔۔اور اگر اب اس نے محبت کرنا چھوڑ دی ہے تو بھی اچھا ہے۔۔تم اس سے طلاق لے لو۔۔۔ویسے بھی ابھی اس بات کا بہت کم لوگوں کو پتا ہے۔۔۔تو تمہیں اتنا فرق بھی نہیں پڑے گا۔۔۔اور اس بات کی بھی خوشی ہونی چاہیے کہ وہ اس اذیت سے آزاد ہو گیا ہے۔۔۔

وہ دونوں پھر کچھ دیر خاموش ہو گئی۔۔پھر جیسے ماہم کو اچانک کچھ یاد آگیا ہو۔۔۔وہ بولی۔۔

""آبش اب جب بھی آہل سے تمہاری بات ہو تو مجھے ضرور بتانا۔۔یا کہانی میں کچھ بھی ہو تو فوراً تم نے مجھے بتانا ہے۔۔۔""

www.neweramagazine.com

""کیوں۔۔۔تم نے کیا کرنا ہے۔۔؟""

""یار مجھے بس تمہاری سٹوری بہت انٹرسٹینگ لگی ہے۔۔""

آبش آگے سے ہنس دی۔۔۔

""آبش یار تم ہنس رہی ہو۔۔؟؟ یہ سچ میں بہت انٹرسٹنگ ہے۔۔۔ایک انسان کسی سے اتنی شدید محبت کرے۔۔کہ اس کے لیے خوکشی کر لے۔۔اور پھر کچھ دنوں بعد آکر کہہ دے کہ اسے محبت نہیں ہے۔۔۔ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔کم از کم میرا دل ماننے کو تیار نہیں ہے۔۔۔مجھے لگتا ہے اسے ابھی بھی تم سے محبت ہے۔۔""

آبش نے ماہم کی طرف دیکھا۔۔۔ماہم کو اس کی آنکھوں میں ایک چمک محسوس کی تھی۔۔

""کیا وہ پیارا ہے آبش۔۔""

""مجھے نہیں پتا۔۔""

""تمہارا شوہر ہے اور تمہیں ہی نہیں پتا۔۔""

""میں نے کبھی انھیں غور سے نہیں دیکھا۔۔۔"

""""ہاں نکاح کر لیا اور غور سے نہیں دیکھا۔۔۔میں کیسے مان لوں۔۔۔""""اب ماہم اسے چھیڑ رہی تھی۔۔آبش نے خفگی بھری نظروں سے دیکھا تو ماہم ہنس دی۔۔پھر آبش بھی مسکرا دی۔۔

ماہم اکثر آہل کے بارے میں پوچھا کرتی تھی۔۔۔اسے آہل کو دیکھنے۔۔۔اور اس سے ملنے کا بہت شوق تھا۔۔وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کیا سچی محبت کرنے والوں کے چہروں سے واقعی پتا لگ جاتا ہے کہ وہ محبت کرتے ہیں۔۔۔یا یہ صرف افسانوی باتیں ہیں۔۔۔۔

ایک رات یونی ورسٹی میں اینول ڈنر تھا۔۔۔ماہم اور آبش نے اکھٹے جانا تھا۔۔۔واپسی پر بھی دونوں نے اکٹھے واپس آنا تھا۔۔۔حماد کے ساتھ ہی دونوں یونی ورسٹی گئی۔۔۔اور واپسی پر بھی حماد نے ہی انھیں پک کیا۔۔۔شاپنگ پلازہ سے گزرتے ہوئے ان دونوں نے کچھ شاپنگ کرنے کا سوچا۔۔۔وہ دونوں اندر گئے۔۔۔تب

تک حماد نے گاڑی میں پٹرول بھروانے کا سوچا۔۔آبش شاپنگ کر کے پہلے باہر آگ ئی۔۔اور حماد کا انتظار کرنے لگی۔۔۔حماد نے پیچھے سے گاڑی لا کر اس کے پاس روک دی۔۔۔آبش اس میں بیٹھ گ ئی۔۔۔۔اب ماہم ہاتھ میں شاپنگ بیگ اٹھائے سامنے سے آ رہی تھی۔۔۔حماد نے اسے دیکھ کر گاڑی سٹارٹ کر لی۔۔۔اتنے میں پیچھے سے کسی گاڑی نے انھیں ہٹ کیا۔۔۔گاڑی آگے جا کر ماہم کو لگی۔۔۔ماہم نیچے گر گ ئی۔۔۔اور اس کا سر زور سے پتھر پر لگ گیا۔۔۔۔

آبش اور حماد جلدی سے باہر نکلے۔۔۔انھوں نے پچھلی گاڑی دیکھنے کی کوشش کی۔۔۔پر وہ گاڑی اندھیرے میں گم ہو گ ئی۔۔۔انھوں نے ماہم کو گاڑی میں ڈالا اور جلدی سے ہسپتال لے آئے۔۔۔وہاں آ کر سب سے پہلے ماہم کے گھر والوں کو فون کر کے بلوالیا۔۔آبش بہت رو رہی تھی۔۔۔اسے ماہم سے بہت پیار تھا۔۔۔اس کی کوئی بہن نہیں تھی۔۔۔لیکن ماہم اسے اپنی بہن لگتی تھی۔۔۔وہ بھی آبش کو اپنی بہن ہی سمجھتی تھی۔۔۔دونوں بہنوں کی طرح رہتے تھے۔۔۔اور اب آبش اپنی بہن کو کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ڈاکٹروں نے دو دن ماہم کو آئی۔سی۔یو میں رکھا اور بعد میں آ کر کہہ دیا کہ دماغ میں کوئی گہری چوٹ لگ گ ئی ہے اور اندرونی بلینڈ نگ زیادہ ہونے

کی وجہ سے ماہم کے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔۔۔اس لیے وہ کومے میں چلی گ ئی ہے۔۔۔اگر ہوش میں آنا ہوا تو ایک دو دن میں بھی آسکتی ہے۔۔۔ورنہ ک ئی سال بھی لگ جایں اس کی کوئی گارینٹی نہیں ہے۔۔۔آبش کو یہ سن کر صدمہ پہنچا تھا۔۔۔وہ روز اس کے پاس آتی۔۔۔اس سے باتیں کرتی۔۔۔اسے زندگی میں واپس لانے کی کوشش کرتی۔۔۔آبش اس کے لیے ساری ساری رات جاگ کر اللہ سے دعائیں مانگتی رہتی۔۔۔۔

اسی طرح ماہم کو اس وینٹیلیٹر پر پڑے ہوئے مہینہ ہو گیا۔۔۔اس کے اندر زندگی کی ایک ہی لہر دوڑ رہی تھی۔۔۔کہ اسکا صرف دل دھڑک رہا تھا۔۔۔۔

پھر اللہ اس کی وہ دھڑکن بھی بند کرنا چاہتا تھا۔۔۔ڈاکٹرز نے بتایا کہ اب وہ مزید اسے وینٹیلیٹر پر نہیں رکھ سکتے۔۔۔بس اس کا وقت قریب ہے۔۔۔۔اس دن وہ رات دیر تک اپنی بہن کے ساتھ رہی تھی۔۔۔روتی رہی تھی۔۔۔اللہ سے اس کی زندگی کی دعائیں کرتی رہی تھی۔۔۔پھر وہ رات کو گھر آگ ئی۔۔۔وہ تب بھی رو رہی تھی۔۔۔اس نے نمازِ عشا ادا کی۔۔۔اور اللہ سے رو رو کے دعا کی۔۔۔رات کافی ہو چکی تھی۔۔۔جب اس نے موبائل دیکھا تھا۔۔۔کسی کی مسڈ کالز اور میسج آئے ہوئے

تھے۔۔۔آبش نے میسج پڑھے تو آہل کا نام دیکھ کر نجانے کیوں دل کو سکون ملا تھا۔۔۔آبش نے اسے کال ملائی۔۔۔بیل جاتی رہی۔۔۔اٹینڈ نہیں کی گئی۔۔۔پھر خودی آہل کی کال آئی۔۔۔آبش نے جب کال اٹھائی تب وہ رو نہیں رہی تھی۔۔۔پر اس کی آواز سن کر پھر سے رونا آگیا تھا۔۔۔وہ اتنا رونے کی وجہ پوچھ رہا تھا۔۔۔آبش اس کی آواز میں تڑپ محسوس کر سکتی تھی۔۔۔آہل کی آواز رلا رہی تھی۔۔۔کتنے دنوں بعد آج اس کو خود کے لیے فکر کرتے سنا تھا۔۔۔کتنے دنوں بعد وہی محبت بھرا لہجہ سننے کو ملا تھا۔۔۔آنسو کیسے نہ آتے۔۔۔پر وہ خود بھی یہ سب سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔پھر آبش نے اسے ماہم والی ساری بات بتادی۔۔۔وہ بالکل خاموش ہو گیا۔۔۔آواز آنا بند ہو گئی۔۔۔آبش کو اس کی خاموشی کی عادت تھی۔۔۔وہ اکثر اس کی آواز سن کر خاموش ہو جاتا تھا۔۔۔اس لیے پھر آبش نے فون بند کر دیا۔۔۔

ماہم مجھے آج آہل نے فون کیا۔۔۔وہ اب بھی محبت کرتا ہے۔۔۔میرے سے۔۔۔تم صحیح کہتی تھی۔۔۔سچی محبت کبھی ختم نہیں ہوتی۔۔۔پھر اچانک سے خیال آیا کہ ماہم تو یہ سب کے لیے باقی ہی کہاں رہے گی۔۔۔دل تڑپ کر رہ گیا۔۔۔اللہ پاک اسے زندگی دے دے۔۔۔پتا نہیں کتنے دل سے یہ دعا نکلی تھی۔۔۔اس رات آبش کو نیند

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں آرہی تھی کہ ماہم کی اس کے ساتھ یہ آخری رات تھی۔۔

اس کے اندر زندگی کی ایک ہی لہر دوڑ رہی تھی۔۔۔کہ اسکا صرف دل دھڑک رہا تھا۔۔۔

پھر اللہ اس کی وہ دھڑکن بھی بند کرنا چاہتا تھا۔۔۔ڈاکٹرز نے بتایا کہ اب وہ مزید اسے وینٹیلیٹر پر نہیں رکھ سکتے۔۔۔بس اس کا وقت قریب ہے۔۔۔اس دن وہ رات دیر تک اپنی بہن کے ساتھ رہی تھی۔۔۔روتی رہی تھی۔۔۔اللہ سے اس کی زندگی کی دعائیں کرتی رہی تھی۔۔۔پھر وہ رات کو گھر آ گئی۔۔۔وہ تب بھی رو رہی تھی۔۔۔اس نے نمازِ عشا ادا کی۔۔۔اور اللہ سے رو رو کے دعا کی۔۔۔رات کافی ہو چکی تھی۔۔۔جب اس نے موبائل دیکھا تھا۔۔۔کسی کی مسڈ کالز اور میسج آئے ہوئے تھے۔۔۔آبش نے میسج پڑھے تو آہل کا نام دیکھ کر نجانے کیوں دل کو سکون ملا تھا۔۔۔آبش نے اسے کال ملائی۔۔۔بیل جاتی رہی۔۔۔اٹینڈ نہیں کی گئی۔۔۔پھر خود ہی آہل کی کال آئی۔۔۔آبش نے جب کال اٹھائی تب وہ رو نہیں رہی تھی۔۔۔پر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی آواز سن کر پھر سے رونا آگیا تھا۔۔۔وہ اتنا رونے کی وجہ پوچھ رہا تھا۔۔۔آبش اس کی آواز میں تڑپ محسوس کر سکتی تھی۔۔۔آہل کی آواز رلا رہی تھی۔۔۔کتنے دنوں بعد آج اس کو خود کے لیے فکر کرتے سنا تھا۔۔۔کتنے دنوں بعد وہی محبت بھرا لہجہ سننے کو ملا تھا۔۔۔آنسو کیسے نہ آتے۔۔۔پر وہ خود بھی یہ سب سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔پھر آبش نے اسے ماہم والی ساری بات بتا دی۔۔۔وہ بالکل خاموش ہو گیا۔۔۔آواز آنا بند ہو گئی۔۔۔آبش کو اس کی خاموشی کی عادت تھی۔۔۔وہ اکثر اس کی آواز سن کر خاموش ہو جاتا تھا۔۔۔اس لیے پھر آبش نے فون بند کر دیا۔۔۔

ماہم مجھے آج آہل نے فون کیا۔۔۔وہ اب بھی محبت کرتا ہے۔۔۔میرے سے۔۔۔تم صحیح کہتی تھی۔۔۔سچی محبت کبھی ختم نہیں ہوتی۔۔۔پھر اچانک سے خیال آیا کہ ماہم تو یہ سب کے لیے باقی ہی کہاں رہے گی۔۔۔دل تڑپ کر رہ گیا۔۔۔اللہ پاک اسے زندگی دے دے۔۔۔پتا نہیں کتنے دل سے یہ دعا نکلی تھی۔۔۔اس رات آبش کو نیند نہیں آ رہی تھی کہ ماہم کی اس کے ساتھ یہ آخری رات تھی۔۔

ہائے یہ وہی رات تھی۔۔۔جس رات آہل نے لندن کی سڑکوں پر سجدہ ریز ہو

کر۔۔۔پہلی بار۔۔۔آبش کے علاوہ۔۔۔کسی اور کی طلب کی تھی۔۔۔ہاں یہ وہی رات تھی۔۔۔جس رات آہل نے اپنی گناہ کی زندگی سے باہر نکلنے کے لیے پہلا قدم اٹھایا تھا۔۔۔اللہ بہت بے نیاز ہے۔۔۔تم اس کی طرف ایک قدم بڑھاؤ۔۔۔۔۔وہ تمہاری طرف دس قدم بڑھائے گا۔۔۔تبھی تو وہ مالک ہے۔۔۔تبھی تو وہ اس جہاں کا خالق ہے۔۔۔انسان کتنا بھی گناہ گار کیوں نہ ہو۔۔۔وہ جو مالکِ کائنات ہے ناں۔۔۔پھر بھی سنتا ہے۔۔۔اور پتا ہے۔۔۔ایسے گناہگار جو گناہ کی زندگی چھوڑ کر۔۔ٹھوکر کھا کر واپس لوٹتے ہیں۔۔۔ان کی زیادہ سنتا ہے۔۔۔ایسے لوگ اس ذات کے بہت ہی پسندیدہ بندے ہوتے ہیں۔۔۔کیوں کہ ٹھوکر کے بعد جھک جانے کا طریقہ بھی بہت کم لوگوں کو آتا ہے۔۔۔۔۔۔

وہ جھکا تھا۔۔۔۔وہ لندن کی سڑک پر پڑا رہا تھا۔۔۔بلکتا رہا تھا۔۔ماہم کی زندگی مانگتا رہا تھا۔۔۔اس رات آبش کہیں نہیں تھی۔۔۔اس رات آہل تھا۔۔۔اس کے گناہ تھے۔۔۔اور اللہ کے حضور۔۔۔۔سچے دل سے کیا گیا سجدہ۔۔۔۔اور اللہ کو ایسے جھکا ہوا انسان بہت پسند آتا ہے۔۔۔دلوں پر لگی مہر بھی اتار دی جاتی ہے اور پتا ہے اس رحمٰن کا نور بھی اسی طرح داخل ہونے لگتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہل اور ریشم نے اسلام آباد ایر پورٹ پر لینڈ کیا تھا۔۔اب انھوں نے اگلی فلایٹ سے مظفر آباد جانا تھا۔۔۔پھر وہاں سے بائے روڈ۔۔۔وادی لیپہ۔۔۔ریشم کے گھر جانا تھا۔۔۔اگلی فلایٹ دو گھنٹے بعد کی تھی۔۔۔آہل ویٹنگ ایریا میں ریشم کے پاس آکر ہی بیٹھ گیا۔۔وہ کچھ کھوئی کھوئی سی لگ رہی تھی۔۔۔

""""کیا ہوا۔۔؟کہاں کھوئی ہوئی ہو۔۔۔؟۔۔۔""""

وہ ایک سمت میں دیکھتی رہی۔۔

آہل بھی اسی سمت میں دیکھنے لگ گیا۔۔۔

""""آہل میرے بابا نے بہت پیار سے پالا تھا۔۔۔ہم مظفر آباد کے سب سے بڑے سکول میں پڑھتے تھے۔۔۔میں سب سے بڑی تھی ناں۔۔۔تو مجھے سب سے زیادہ پیار کرتے تھے۔۔۔۔کہتے تھے یہ میری بیٹی نہیں۔۔۔میرا بیٹا ہے۔۔۔۔میرا اسہارا

ہے۔۔۔اور پتا ہے میں نے کیا کیا۔۔۔؟میں ان کی دنیا سے رخصتی کے وقت بھی نہیں آئی۔۔۔میں کتنی خود غرض ہو گ ئی تھی ناں۔۔۔۔پتا نہیں پیچھے سے گھر والوں نے کیسے سب سنبھالا ہو گا۔۔۔میں اپنے باس سے لون لے کر بھی تو آسکتی تھی۔۔۔۔لیکن میں نے تب بھی اپنے بارے میں ہی سوچا۔۔۔۔کہ مجھے اگر سکالرشپ نہ ملا تو اپنی پڑھائی کیسے مکمل کروں گی۔۔۔مجھے تب بھی اپنی ہی فکر تھی۔۔۔باپ نے اپنے بیٹے کو آخری وقت بھی نہیں دیکھا۔۔۔۔۔""""""

وہ ناجانے کیا کیا بولے جارہی تھی۔۔۔اور آہل کو اپنے ڈیڈی یاد آ ئے تھے۔۔۔وہ بھی تو کتنا پیار کرتے تھے۔۔۔کیسے اس کی ہر بات مانتے تھے۔۔۔ہر ز دپوری کرتے تھے۔۔۔وہ ریشم کو وہیں خیالوں میں بیٹھا چھوڑ کر اٹھا اور تھوڑا باہر جا کر اپنے ڈیڈی کو کال ملائی تھی۔۔۔

سلام دعا کے بعد اس نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔۔۔

""""ڈیڈی گیس واٹ۔۔۔؟؟آپ کے لیے ایک سرپرائز ہے۔۔۔""""

""""تم نے پھر کچھ کر دیا ہے۔۔۔؟؟""""انھیں سچ میں تشویش ہوئی۔۔۔

ویسے بھی اس کا پچھلا ریکارڈ دیکھ کر اس کے ڈیڈی کا فکر کرنا بنتا تھا۔۔

""""آہل بولو اب کیا کر دیا ہے۔۔۔میں بھی کچھ دنوں سے سوچ رہا تھا کہ تم نے کافی عرصے سے کوئی نیا کارنامہ نہیں کیا۔۔۔""""""

""""مطلب آپ میرے کارناموں کو مس کر رہے تھے۔۔۔ہاؤ سویٹ۔۔۔ڈیڈی۔۔۔پر آپ کی اطلاع کے لیے بتاتا چلوں۔۔ابھی ایسا کچھ نہیں کرنا تھا لیکن آپ جس رفتار اور شدت سے میرے کارنامے مس کر رہے ہیں۔۔۔میں کچھ نا کچھ ضرور کروں گا۔۔۔""""

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آگے سے اس کے ڈیڈی ہنس دیے۔۔۔

""""بتاؤ آہل کیا سرپرائز ہے۔۔۔تاکہ میں اسکے لیے پہلے سے تیار رہوں۔۔۔تمہارا کیا ہے تم شادی کر کے لڑکی لا کر میرے سامنے کھڑی کر دو۔۔۔میں آگے سے اس کے سر پر پیار دینے کے علاوہ اور کچھ کر ہی نہ سکوں۔۔۔""""

انھوں نے مزاق میں بات کہہ دی تھی۔۔۔پر آہل بالکل سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔

""""ڈیڈی شادی تو ہو چکی ہے۔۔۔""""

اور پھر دونوں کے درمیان خاموشی چھاگ ئی۔۔

""""ڈیڈی میں جلد ہی آپ سے ملنے آرہاہوں۔۔۔ابھی ممی کو کچھ مت بتانا۔۔۔""""

یہ سن کراس کے ڈیڈی خوش ہوئے تھے۔۔۔پھر کچھ باتیں مزید کرنے کے بعد فون بند کردیا گیا۔۔۔پر آہل کا دماغ اب آبش کے علاوہ اور کچھ سوچنے کے قابل نہیں تھا۔۔۔۔

وہ وہی سفید پاؤں کو چھوتی فراک پہنے ایک جھولے پر بیٹھی ہوئی ہے۔۔۔وہ پھولوں کی بیل سے بنا ہوا جھولا ہے۔۔۔رنگ برنگے خوبصورت پھول۔۔۔اس نے سر پر سرخ پھولوں کا تاج پہنا ہوا ہے۔۔۔ان کی خوشبو آہل کو دور سے بھی آرہی ہے۔۔۔ جب جب جھولا آگے کو جاتا ہے۔۔۔آبش کے پاؤں جھیل کے خوبصورت پانی کے اندر دھنس جاتے ہیں۔۔۔اب آہل اس کے قریب جاتا ہے۔۔۔اس کو جا کے جھولا دینے لگ جاتا ہے۔۔۔وہ اتنی پیاری لگ رہی ہوتی ہے کہ جب جھولا ہوا میں ہوتا ہے۔۔۔اور وہ اس سے دور چلی جاتی ہے۔۔۔۔آہل سے اتنی سی دوری بھی برداشت نہیں ہوتی۔۔۔پھر شاید وہ تھک جاتی ہے۔۔۔اور آہل کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ساتھ پاس ہی بیٹھ جاتی ہے۔۔۔۔آہل اس کے سامنے بیٹھا ہوا اس کی آنکھوں میں دیکھتا

ہے۔۔۔اسکی آنکھوں میں آج ایک عجیب سا احساس ہوتا ہے۔۔۔ محبت کا رنگ۔۔۔۔یہ احساس۔۔۔یہ رنگ۔۔۔آہل نے پہلے کبھی محسوس نہیں کیا۔۔۔

""""آہل۔۔آہل۔۔""""

پیچھے سے کسی نے کندھا ہلایا تھا۔۔۔آہل جادو نگری سے باہر آیا۔۔۔ریشم کھڑی تھی۔۔۔

""""آہل کہاں غائب تھے۔۔۔کب سے تمہیں ڈھونڈ رہی ہوں۔۔۔ چلو فلایٹ کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔""""

آہل چپ کر کے اس کے پیچھے چل دیا۔۔۔پر ذہن میں بس ایک ہی بات تھی۔۔۔کہ آنکھوں میں پہلے یہ احساس کیوں نہیں نظر آیا تھا۔۔۔۔

فلایٹ نے دن کے دو بجے مظفر آباد لینڈ کیا۔۔۔ریشم بہت اپ سیٹ لگ رہی تھی۔۔۔لیپہ وادی ادھر سے تقریباً دو گھنٹے کی مسافت پر تھی۔۔۔آہل نے گاڑی رینٹ پر لی۔۔۔اور دونوں وادی لیپہ کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔

آہل ڈرائیو کر رہا تھا۔۔اور ریشم ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔ریشم کو افسردہ دیکھ کر آہل نے اسے باتوں میں لگایا۔۔۔

””ویسے ریشم۔۔۔تمہارا کشمیر بہت خوبصورت ہے۔۔۔““

””کشمیر سب کا ہے۔۔۔میری اکیلی کا تو نہیں ہے۔۔۔““

اس نے باہر دیکھتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

باہر بہت ہی خوبصورت منظر تھا۔۔۔سرمئی آسمان۔۔۔سامنے دو پہاڑ آپس میں مل رہے تھے۔۔ہوا خوبصورت درختوں کے پاس سے گزرتی ہوئی مرہوش سرپیدا کر رہی تھی۔۔۔آہل کو وہاں کی ہر چیز اپنی جادو نگری جیسی لگ رہی تھی۔۔۔بس ایک کمی تھی۔۔۔وہاں آبش نہیں تھی۔۔۔آہل نے ایک گہری سانس لی۔۔۔۔

پھر ریشم کی طرف دیکھا۔۔۔وہ ابھی بھی باہر دیکھ رہی تھی۔۔۔لیکن اس کا دماغ کہیں اور ہی تھا۔۔۔

””ریشم تمہاری وادی لیپہ کس چیز کے لیے مشہور ہے۔۔۔؟““

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

""""خوبصورتی کے لیے۔۔۔""""

وہ بولی تھی۔۔۔

""""کس چیز کی خوبصورتی ریشم۔۔۔؟""""

""""ہر چیز کی خوبصورتی۔۔۔یہاں کی آبشاریں۔۔۔یہاں کے پہاڑ۔۔۔یہاں کی جھیلیں۔۔۔یہاں کے مکان۔۔۔یہاں کے درخت۔۔۔یہاں کے پھول۔۔۔۔یہاں کی ہوا۔۔۔۔ہر چیز بہت خوبصورت ہے۔۔۔۔""""

اس نے کہتے ہوئے ایک ایک چیز کو دیکھا تھا۔۔۔

""""پتا ہے یہاں دریائے جہلم پہاڑوں کے درمیان سے گزرتا ہے۔۔۔اور جا کر وادی نیلم میں گرتا ہے۔۔۔اور وہ منظر اتنا دلفریب ہوتا ہے کہ ایسا لگتا ہے انسان جنت میں آ کر کھڑا ہو گیا ہو۔۔۔اور جب برف بن جاتا ہے تب کسی ہیرے کی طرح خوبصورت لگتا ہے۔۔۔""""

وہ اب بتا رہی تھی۔۔افسردگی سے باہر آ رہی تھی۔۔۔

""""یہاں کی کوئی مشہور جھیل ہے۔۔۔؟؟

آہل نے پوچھا۔۔۔

""""ہاں۔۔۔لیپہ کے پاس ہے۔۔۔۔ڈَل ڈَل جھیل۔۔۔بہت ہی خوبصورت۔۔۔ہیروں کی جھیل بھی کہتے ہیں اسے۔۔۔۔""""

""""اور یہاں کے لوگ۔۔۔؟؟ یہاں کے لوگ کیسے ہیں ریشم۔۔۔؟؟""""

آہل نے اسے بہلانے کے لیے پوچھا۔۔اور وہ واقعی بہل بھی رہی تھی۔۔۔

""""یہاں کے لوگ بہت سادہ ہیں۔۔۔کسی قسم کی چالاکی سے پاک۔۔۔خوبصورت لوگ۔۔۔

آزادی سے پہلے اس علاقے میں بہت خوف و حراست تھی۔۔۔ابھی بھی اس خوف کی ایک لہر یہاں کے لوگوں میں ہے۔۔۔

اس علاقے کو

placeofstrife

بھی کہتے ہیں۔۔۔یعنی نزاع کا علاقہ۔۔۔اس وجہ سے بھی یہاں کے لوگ بہت جھکے

ہوئے ہیں۔۔۔بہت ہی زیادہ محنتی۔۔۔اور خدمت گزار۔۔۔۔۔

ہاں آہل کو ریشم کے ساتھ رہ کر یہ تو پتا لگ گیا تھا کہ وہ بہت محنتی اور صبر کرنے والی تھی۔۔۔اور دوسروں کی عزت کرنا تو وہ فرض سمجھتی تھی۔۔۔واقعی علاقوں کا ہمارے کردار اور رہن سہن پر کتنا اثر ہوتا ہے۔۔۔۔

وہ وادی لیپہ میں داخل ہو گئے تھے۔۔۔وہاں پر اونچے اونچے پہاڑ تھے۔۔۔اور وہ اونچے درختوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔۔۔

""ریشم یہ کس چیز کے درخت ہیں۔۔۔۔؟""

""یہ جو اونچے اونچے درخت ہیں یہ پائی نز کے ہیں۔۔۔۔اور وہ جو درخت ہیں

اس نے ایک سمت اشارہ کیا۔۔۔۔

یہ سیب کے ہیں۔۔۔کالا کلو کنگ۔۔۔یہاں کی سب سے مشہور سوغات۔۔۔۔""

""کھانے میں سیب سب سے زیادہ مشہور ہیں۔۔۔؟""آہل نے پوچھا۔۔۔

''''ہاں کالا کلو سیب۔۔۔یہاں کا شہد۔۔۔یہاں کے اخروٹ۔۔۔یہ سب ہی بہت مشہور ہیں۔۔۔''''

وہ اب پوری طرح ڈپریشن سے باہر آگئی تھی۔۔۔اب چھوٹی چھوٹی چیزوں کے بارے میں آہل کو بتارہی تھی۔۔۔اب وہ آبادی والے علاقے میں داخل ہورہے تھے۔۔۔۔

یہاں کے مکان۔۔۔یہ تو بالکل ویسے تھے۔۔۔جیسے آہل نے۔۔۔اس خواب میں دیکھا تھا۔۔۔اسے بے اختیار وہ خواب یاد آیا۔۔۔

آبش اس کا ہاتھ پکڑے سفید لکڑی کے مکان میں جارہے ہیں۔۔۔

یہاں بھی سارے لکڑی کے گھر تھے۔۔۔ہر رنگ کی لکڑی۔۔۔اور درختوں کے آس پاس خوبصورت میدان تھے۔۔۔ہرے بھرے۔۔۔یہاں کی ہر چیز بہت ہی خوبصورت تھی۔۔۔

ایک گھر کے پاس ریشم نے گاڑی رکوانے کے لیے کہا۔۔۔آہل نے گاڑی روک دی۔۔۔

""آہل یہ میرا گھر ہے۔۔۔""

اور یہ کہہ کر وہ گاڑی سے اتر کر باہر آگ ئی اور گھر کے اندر چلی گ ئی۔۔۔

آہل نے گھر کے ایک طرف گاڑی پارک کی اور اتر کر گھر کا جایزہ لینے لگ گیا۔۔۔

کشمیری طرز کا گھر بنا ہوا تھا۔۔۔ڈبل سٹوری مکان۔۔۔گھر کے باہر چھوٹا سا لان تھا۔۔۔جس میں خوبصورت پھول رکھے ہوئے تھے۔۔۔ان پھولوں سے بھینی بھینی خوشبو آ رہی تھی۔۔۔نام تو پتا نہیں تھا پر آہل کو ان پھولوں نے بہت متاثر کیا۔۔۔آہل گھر کے گیٹ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔لکڑی کا کالے رنگ کا دروازہ تھا۔۔۔جس کے ارد گرد خوبصورت بیل بل کھا رہی تھی۔۔۔آہل وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔اندر چل کر ایک طرف سیڑھیاں تھی جو کہ لکڑی سے ہی بنی ہوئی تھیں۔۔۔اور دوسری طرف جالی کا دروازہ تھا جو کہ بند تھا۔۔۔اندر سے آوازیں آ رہی تھیں۔۔۔آہل نے اندر جانا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔اور سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گیا۔۔۔

اوپر ایک ہی کمرے تھا۔۔۔جو کہ کافی بڑا تھا اور گولائی میں تھا۔۔۔اور اس کے ارد گرد گولائی میں ہی گملے رکھے ہوئے تھے۔۔۔جن میں وہی خوبصورت پھول لگے ہوئے

تھے۔۔۔۔

ایک طرف ایک جھولا رکھا ہوا تھا۔۔۔ وہ اس جھولے پر جا کر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ نیند کی وادیوں میں تھا۔۔۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو رات کی تاریخی پھیل چکی تھی۔۔۔ آہل اٹھ کر نیچے آ گیا۔۔۔ اس نے واپس مظفر آباد بھی جانا تھا۔۔۔ گاڑی واپس کرنی تھی اور پھر کراچی کے لیے بھی نکلنا تھا۔۔۔ نیچے اتر کر ریشم سے ملنے کا سوچا پر وہ جالی کا دروازہ اب بھی بند تھا۔۔۔ اس لیے گیٹ کھول کر باہر آ گیا۔۔۔ جا کر گاڑی میں بیٹھا ہی تھا کہ ریشم بھاگتی ہوئی آئی۔۔۔ بہت خوش لگ رہی تھی۔۔۔

""""کہاں جا رہے ہو۔۔؟""""

اسنے پاس آ کر پوچھا۔۔

""""کراچی۔۔۔

تم بڑی خوش نظر آ رہی ہو۔۔۔ سب ٹھیک ہو گیا۔۔۔؟""""

""""ہاں آہل ماں جی کو دیکھا۔۔۔سب بہنوں کو دیکھا۔۔۔ان سب کو خوشحال دیکھا۔۔۔تو مجھے سارا غم بھول گیا۔۔۔پہلے جتنے میں پیسے بھیجتی تھی۔۔ باباکی دوائیں لے لیتے تھے۔۔اللہ کے ہر کام میں مصلیحت ہوتی ہے۔۔۔مجھے سمجھ آگ ئی ہے۔۔۔اللہ نے انھیں پردہ دے دیا ہے۔۔۔یہ بھی بہتری ہے۔۔۔اب میرے گھر والے وہ خود پر خرش کرتے ہیں۔۔۔سب کچھ بننے کے لیے پڑھ رہے ہیں۔۔۔آگے بڑھ رہے ہیں۔۔۔""""

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

""""تمہیں اس طرح خوش دیکھ کر یقین کرو مجھے بہت سکون ملا۔۔۔اب میں سکون سے کراچی جا سکوں گا۔۔۔""""

آہل کو واقعی بہت سکون ملا تھا۔۔۔

""""کھانا کھالو۔۔اماں جی سے مل لو۔۔۔پھر اکٹھے چلتے ہیں۔۔""

ریشم نے کہا۔۔۔

اکٹھے کا لفظ سن کر آہل نے ریشم کو دیکھا۔۔۔

""""اکٹھے۔۔۔؟کیا مطلب۔۔۔؟؟تم بھی میرے ساتھ جارہی ہو۔۔۔؟""""

""""ہاں تو ظاہر ہے۔۔۔تم میرے گھر آئے ہو۔۔۔تو میں بھی تمہارے گھر جاؤں گی۔۔۔""""

ریشم نے ناک سے مکھی اڑائی۔۔

""""پر تمہیں اپنی فیملی کے ساتھ رہنا چاہیے۔۔""""

آہل نے اسے دلیل دی۔۔

""""تم مجھے اپنی فیملی سے نہیں ملوانا چاہتے۔۔؟جو مجھے رکنے کا کہہ رہے ہو۔۔؟""""

ریشم نے برا سا منہ بنا کر کہا۔۔

""""ریشم ایسی بات نہیں ہے پر۔۔۔۔۔""""

""""پر پر کچھ نہیں۔۔۔بس ہم ساتھ آئے ہیں۔۔اور ہر جگہ ساتھ جایں گے۔۔۔اب اترے اور آکر اماں جی سے مل کر کھانا کھالو۔۔۔وہ کب سے تم سے ملنا چاہ رہی ہیں۔۔۔پر تم سو رہے تھے اور میں نے تمہیں جگانا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔""""

آہل آگے سے خاموش ہو گیا اور گاڑی سے باہر نکل آیا۔۔۔۔۔

اندر آیا تو ریشم وہ جالی والا دروازہ کھول کر اندر آگئی۔۔۔اندر ایک کمرہ تھا۔۔۔ٹی وی لاؤنج جیسا کمرہ۔۔۔

جس کے ایک طرف کھانے کی میز پڑی تھی اور دوسری طرف بیٹھنے کے لیے صوفے رکھے ہوئے تھے۔۔۔بس گزرنے کی جگہ چھوڑ کر یہی چیزوں سے وہ کمرہ بھر گیا تھا۔۔اور سامنے پھر تین کمرے تھے۔۔۔آہل وہیں ٹی وی لاؤنج میں صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔کچھ دیر بعد ریشم کسی ادھیر عمر کی عورت کے ساتھ ادھر آئی۔۔۔انھوں نے بھی کشمیری لڑکیوں کی طرح سر پر سکارف باندھا ہوا تھا۔۔۔

""""آہل یہ اماں جی ہیں میری۔۔۔""""ریشم نے ان سے ملواتے ہوئے کہا۔۔۔

آہل کھڑا ہو کر ان سے ملا۔۔ان سے ملتے ہوئے۔۔اپنی ممی جیسی چاہت محسوس ہوئی۔۔۔وہ اتنا پیار کر رہی تھی۔۔۔آہل نے انھیں اپنی جگہ پر بیٹھایا اور خود انہی کی ایک طرف بیٹھ گیا۔۔۔

پھر ایک ایک کر کے تین لڑکیاں آیں۔۔۔سب سے سر پر حجاب لیا ہوا تھا۔۔۔سب نے آکر آہل کو سلام کیا اور جلدی سے ڈائینگ ٹیبل پر کھانا لگا دیا۔۔۔آہل نے کھانے کے وقت اماں جی کو اپنے ساتھ بیٹھایا اور پھر سب بیٹھ گ ئے۔۔اور کھانا شروع کر دیا۔۔۔کھانے کے بعد آہل سب سے مل کر باہر آگیا اور ریشم کا انتظار کرنے لگا۔۔۔تھوڑی دیر بعد ریشم ناک رگڑتی ہوئی باہر آئی۔۔

""""میں نے تمہیں کہا بھی ہے کہ رک جاؤ۔۔۔""""

آہل نے کہا۔۔

""""نہیں میں نے ساتھ جانا ہے۔۔۔""""

""""تو پھر جیسے ہم سب کے لیے ہر کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنا فرض ہوتا ہے تو تمہارے لیے ہر کام سے پہلے رونا فرض ہے۔۔۔؟""""

آہل اب اسے چھیڑ رہا تھا۔۔۔اور وہ پاؤں پٹختی ہوئی۔۔گاڑی میں آکر بیٹھ گ ئی۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

وہ تہجد کے وقت کراچی پہنچے تھے۔۔۔وہ ریشم کو لیے گھر کے آگے کھڑا بیل بجا رہا تھا۔۔۔دروازہ اس کے ڈیڈی نے کھولا۔۔۔اسے دیکھ کے ابھی گلے سے لگانے ہی لگے تھے کہ ریشم کو دیکھ کر ٹھٹھک گ ئے۔۔۔انھیں آہل کے سرپرائز والی بات اور اپنا خدشہ یاد آیا۔۔۔ان کا بیٹا کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔وہ اس بات سے اچھی طرح واقف تھے۔۔۔اور واقعی انھوں نے آہل کو چھوڑ کر ریشم کے سر پر پیار دیا اور اسے اندر لے آئے۔۔۔

اسے صوفے پر بیٹھا دیا۔۔۔

""""آہل تم میرے ساتھ آکر میری بات سنو۔۔۔؟""""

""""ڈیڈی آپ نے جو بات کرنی ہے وہ ادھر ہی کر لیں۔۔۔آئی ایم سو ٹائیرڈ۔۔۔""""

یہ کہ کر وہ وہیں صوفے پر لیٹ گیا۔۔۔

""""آہل تمھیں سن نہیں رہا میں کچھ کہہ رہا ہوں۔۔۔""""

انھوں نے سخت لہجے میں کہا۔۔۔ریشم تھوڑا گھبرا گ ئی۔۔۔

""""ریشم ڈرو نہیں یہ میرے ڈیڈی کی محبت ہے۔۔۔جب انھیں میرے پر بہت پیار

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آتا ہے تو میرے سے اسی طرح پیار جتاتے ہیں۔۔۔مجھے ابھی گلے لگانا چاہ رہے ہیں۔۔تم ادھر بیٹھو میں ذرا ان کے گلے لگ کر آیا۔۔۔""""

یہ کہہ کر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ڈیڈی اس کا منہ دیکھ کر رہ گ ئے۔۔۔

""""ڈیڈی اب چلیں۔۔۔ایسے تو میری گرل فرینڈز بھی مجھے نہیں دیکھتی تھیں۔۔جیسے آپ دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔""""

اس کے ڈیڈی نے ایک گہری نظر سے اسے دیکھا اور اسے ساتھ لے کر اس کے کمرے میں آگ ئے۔۔۔۔

""""آہل کون ہے وہ۔۔۔؟""""

""""کون وہ۔۔؟""""

""""تمہیں اچھی طرح پتا ہے میں کس کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔۔۔۔؟""""

""""اچھا۔۔۔پر مجھے نہیں پتا ڈیڈی۔۔۔""""

اپنے مخصوص انداز میں کہہ کر وہ اپنے بیڈ پر لیٹ گیا جو ہمیشہ کی طرح بالکل سیٹ تھا۔۔۔

""""تم کبھی نہیں سدھرو گے ناں آہل۔۔۔؟""""

""""بالکل نہیں۔۔۔""""

اس نے ڈیڈی کو آنکھ ماری۔۔۔

وہ ہنس پڑے۔۔۔

""""اچھا اب بتاؤ۔۔شادی کرلی ہے۔۔؟""""

""ہاں جی۔۔""""

آہل نے اثبات میں کہا۔۔

""""کہاں کی ہے۔۔لندن میں ہی؟""""

""""نہیں نہیں یہی کراچی میں کی ہے۔۔۔""""

""""تو یہ کراچی کی ہے۔۔۔؟""""

""""نہیں یہ تو کشمیر کی ہے۔۔۔""""

""""تو یہ تمہیں کراچی میں ملی۔۔؟""""

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|...

""""نہیں یہ تو مجھے لندن میں ملی تھی۔۔"

""""اف آہل۔۔۔ تم سیدھی طرح نہیں بتاؤ گے ناں۔۔۔؟""""

انھوں نے تنگ آکر آہل سے پوچھا۔۔

""""ڈیڈی دیکھیں میں ضرور بتاؤں گا۔۔۔پر آپ کو اور ممی کو اکٹھے۔۔۔ صبح اٹھ کر۔۔۔ابھی مجھے بہت نیند آرہی ہے۔۔۔""""

انھیں پتا تھا اب نہیں بتائے گا۔۔۔اس لیے وہ واپس جانے لگے۔۔۔

""""ڈیڈی بات سنیں۔۔۔""""

وہ خوش ہو کر رکے۔۔۔

""""ڈیڈی وہ ذرا اس لڑکی کو بھی روم دکھا کر سلادیں۔۔۔وہ بھی تھکی ہو گی۔۔۔""""

اور وہ غصے سے اسے دیکھ کر چلے گئے۔۔۔

اور وہ سو گیا۔۔۔

جب آنکھ کھلی تو دس بج گ ئے تھے۔۔۔ نماز قضا ہو گ ئی تھی۔۔۔ وہ جلدی سے اٹھا اور وضو کر کے نماز ادا کرنے لگ گیا۔۔۔ اور پھر اٹھ کر باہر آیا۔۔۔ ممی ڈیڈی دونوں اپنے روم میں تھے۔۔۔

وہ ان کے روم میں آگیا۔۔۔

ممی سے ملنے کے بعد وہیں ان کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔ پتا نہیں ماں پر بہت پیار آ رہا تھا۔۔

وہ دونوں آہل سے بات کرنے کے انتظار میں ہی تھے۔۔۔

""""آہل بتاؤ۔۔ کون ہے وہ لڑکی۔۔۔ تم نے واقعی شادی کر لی۔۔۔۔؟؟""""

اس کی ممی نے کہا۔۔

""""ممی میری شادی ہو چکی ہے۔۔۔ آپ سب کے سامنے ہی ہوئی تھی۔۔۔ اب دوبارہ نہیں ہو سکتی۔۔۔""""

ایک منٹ کے لیے سب خاموش ہو گ ئے۔۔۔

""""پھر کون ہے یہ لڑکی۔۔۔؟""""

اب اس کے ڈیڈی نے پوچھا تھا۔۔

""""ڈیڈی یہ ریشم ہے۔۔۔لندن میں میرے ساتھ رہتی ہے۔۔۔""""

""""تمہارے ساتھ رہتی ہے۔۔۔""""""""""""انھوں نے کچھ غلط سمجھا۔۔۔

پھر آہل نے ریشم کے بارے میں سب کچھ ان دونوں کو بتادیا۔۔

""""آہل تم آبش سے ملے بغیر واپس چلے جاؤ گے۔۔۔؟""""

انھیں کراچی آئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا جب ایک شام سمندر کنارے ٹہلتے ہوئے ریشم نے آہل سے پوچھا۔۔۔

آہل سمندر کی ریت پر اپنے پیروں کے نشان چھوڑتا ہوا سوچ رہا تھا۔۔۔

""""بتاؤ ناں یار۔۔۔تم واقعی نہیں ملو گے۔۔۔؟""""

اس نے دوبارہ پوچھا۔۔۔

''''سچ پوچھو تو میرا بہت دل کرتا ہے۔۔۔اس سے ملنے کو۔۔۔اسے دیکھنے کو۔۔۔۔پر۔۔۔۔۔''''

وہ بات ادھوری چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔۔۔

''''پر کیا آہل۔۔۔''''

''''میں یہ نہیں بتا سکتا۔۔۔''''

''''آہل مجھے آبش کو دیکھنا ہے۔۔۔اب تم یہ میری خواہش سمجھو یا ضد۔۔۔پر میں ایک اس سے ملنا چاہتی ہوں۔۔۔اسے دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔۔''''

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ آہل سے مودبانہ انداز میں کہہ رہی تھی۔۔

''''میں آبش کا سامنا نہیں کر سکتا۔۔''''

وہ بہت ہمت کر کے بولا تھا۔۔۔

''''کیوں۔۔۔؟؟''''

''''میں نے اسکی بہنوں جیسی دوست کا قتل کیا ہے۔۔۔''''

ریشم اس کی طرف حیرانی سے دیکھ رہی تھی پر وہ کہیں اور ہی پہنچا ہوا تھا۔۔

""""شہروز کی برتھ ڈے تھی۔۔۔میں اسے رات کے وقت کسی لڑکے کے ساتھ اسے بیٹھے ہوئے دیکھا۔۔۔پر کچھ نہیں کہہ سکا۔۔۔لیکن خود کو اذیت دیتا رہا۔۔۔۔پل پل مرتا رہا۔۔۔پھر کچھ عرصے بعد میں نے اسے رات کے وقت کسی لڑکے کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔مجھے خود پر قابو نہیں رہا۔۔۔میں نے اپنی گاڑی سے آبش جس گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔اسے ٹکر ماری۔۔۔اور خود غصے میں گاڑی چلاتا ہوا فلیٹ پر آگیا۔۔۔""""

وہ شاید بتاتا بتاتا تھک گیا تھا۔۔وہیں ریت پر بیٹھ گیا۔۔۔ریشم بھی اس کے ساتھ وہیں بیٹھ گئی۔۔۔

""""پر آبش سے جب بات ہوئی تو پتا لگا کہ جب میں نے گاڑی ماری تو اس کی دوست سامنے تھی۔۔۔گاڑی اس کو جا کر لگی۔۔۔اور تب وہ آخری سانسوں پر تھی۔۔۔میں نے اس کو سچائی بتائی ہی نہیں۔۔۔ہمت ہی نہیں تھی۔۔

میں بہت گناہگار ہوں۔۔۔اس کے پاس کس منہ سے جاؤں گا۔۔۔۔""""""

پھر دونوں رات گ ۓ۔۔۔وہیں خاموش بیٹھے رہے۔۔۔۔

ناجانے کب روتے روتے آنکھ لگ گ ئی تھی۔۔۔اور پھر فجر کی اذان کے وقت آنکھ کھلی۔۔۔۔وہ جلدی سے اٹھی۔۔۔وضو کیا۔۔۔دل میں ایک ہی خیال تھا۔۔۔۔ماہم۔۔۔ماہم ہو گی۔۔۔یا چلی گ ئی ہو گی۔۔۔پتا نہیں کتنے ہی آنسو آنکھوں سے بہے تھے۔۔۔۔نماز کی نیت کی۔۔۔جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھے تو بھی صرف ماہم کے لیے۔۔۔۔اللہ کیسے نہ سنتا۔۔۔اب تو اس نے سننی ہی تھی۔۔۔ہاں اس نے سن لی تھی۔۔۔آبش نے ماہم کی امی کو کال کی۔۔۔۔

کال اٹینڈ ہو گ ئی۔۔۔۔کچھ بولا نہیں جا رہا تھا۔۔۔پوچھے بھی تو کیا۔۔۔۔۔بس

""""ماہم""""کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آگے سے خاموشی۔۔۔۔۔۔

اس کا دل ہولانے لگا۔۔۔

زار و قطار آنسو نکل پڑے۔۔۔اللہ پاک کوئی بری خبر نہ سننے کو ملے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر آواز دی آنٹی ماہم۔۔۔۔

""""آبش۔۔۔۔""""

یہ آواز۔۔۔آبش کو لگا اسے غلط سنائی دیا ہے۔۔۔۔

""""آنٹی ماہم""""

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آبش میں ماہم۔۔۔

ہاں یہ اسی کی تو آواز تھی۔۔۔۔یہ وہی تو تھی۔۔۔۔۔تو سن لی گ ئی تھی۔۔۔۔دعائیں قبول کر لی گ ئی تھیں۔۔۔

اب یہ آہل کی فریاد قبول ہوئی تھی۔۔۔۔یا آبش کی دعائیں۔۔۔۔۔اس بات کا علم تو صرف اسی ذات کو ہی ہے۔۔۔پر یہ معجزہ ہوا تھا۔۔۔یہ معجزہ ہی تو تھا۔۔۔اسے ایک بار پھر سے جان دے دی گ ئی تھی۔۔۔۔

آبش سے اور کچھ بولا نہیں گیا۔۔۔وہ وہیں سجدے میں گر گ ئی۔۔۔اس کی بہن کو
زندگی عطا کی گ ئی تھی۔۔۔۔تو اللہ پاک کا شکرادا کرنا۔۔۔۔فرض ہو گیا تھا۔۔۔اللہ
ایسا ہی ہے۔۔۔وہ چاہتا ہے جب میں اپنے بندوں سے اتنی محبت کرتا ہوں۔۔۔تو وہ
بھی تو میری چاہت دل میں رکھیں۔۔۔ مجھ سے لاڈ کریں۔۔۔ جیسے بیٹیاں اپنے باپ
سے لاڈ کر کے باتیں منواتی ہیں۔۔۔اسی طرح اللہ سے مانگ لیا جائے۔۔۔تو وہ دیتا
ہے۔۔۔اور ضرور دیتا ہے۔۔۔پر اس کی ذات پر یقین تو رکھو۔۔۔یقینِ کامل۔۔۔پھر
دیکھنا۔۔کیسے ولیوں والا رتبہ ملتا ہے۔۔۔کیسے سوچنے پر ہی چیزیں ملنے لگ جاتی
ہیں۔۔۔کیسے پکارنے پر فوراً پکار کا جواب دے دیا جاتا ہے۔۔۔۔ہاں اللہ ایسا ہی رحیم
ہے۔۔۔مہربان ہے۔۔۔سننے والا ہے۔۔۔اسنے ماہم کو زندگی بخش دی
تھی۔۔۔۔سانسیں دے دی تھیں۔۔۔۔آبش کو اس کی بہن دے دی تھی۔۔۔۔اور
آہل کو ایک گناہِ کبیرہ سے بچا لیا تھا۔۔۔

ماہم نے آہستہ آہستہ ٹھیک ہونا شروع کر دیا تھا۔۔۔آبش اسے وہیل چیر پر بیٹھا کر یونی
ورسٹی لے جاتی۔۔۔ابھی ماہم نے چلنا شروع نہیں کیا تھا۔۔پر آبش نے اسے کبھی

محسوس نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔کہ وہ چل نہیں سکتی تھی۔۔۔۔۔

ناجانے کب روتے روتے آنکھ لگ گئی تھی۔۔۔اور پھر فجر کی اذان کے وقت آنکھ کھلی۔۔۔۔وہ جلدی سے اٹھی۔۔۔وضو کیا۔۔۔دل میں ایک ہی خیال تھا۔۔۔ماہم۔۔۔ماہم ہو گی۔۔۔یا چلی گئی ہو گی۔۔۔پتا نہیں کتنے ہی آنسو آنکھوں سے بہے تھے۔۔۔نماز کی نیت کی۔۔۔جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھے تو بھی صرف ماہم کے لیے۔۔۔۔اللہ کیسے نہ سنتا۔۔۔اب تو اس نے سننی ہی تھی۔۔۔ہاں اس نے سن لی تھی۔۔۔آبش نے ماہم کی امی کو کال کی۔۔۔۔

کال اٹینڈ ہو گئی۔۔۔۔کچھ بولا نہیں جا رہا تھا۔۔۔پوچھے بھی تو کیا۔۔۔۔۔بس

""""ماہم""""کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آگے سے خاموشی۔۔۔۔۔۔

اس کا دل ہولانے لگا۔۔۔

زاروقطار آنسو نکل پڑے۔۔۔اللہ پاک کوئی بری خبر نہ سننے کو

ملے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر آواز دی آنٹی ماہم۔۔۔۔

""""آبش۔۔۔۔""""

یہ آواز۔۔۔آبش کو لگا اسے غلط سنائی دیا ہے۔۔۔۔

""""آنٹی ماہم""""

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آبش میں ماہم۔۔۔

ہاں یہ اسی کی تو آواز تھی۔۔۔۔یہ وہی تو تھی۔۔۔۔۔تو سن لی گ ئی

تھی۔۔۔۔دعائیں قبول کر لی گ ئی تھیں۔۔۔

اب یہ آہل کی فریاد قبول ہوئی تھی۔۔۔۔یا آبش کی دعائیں۔۔۔۔۔اس بات کا علم تو

صرف اسی ذات کو ہی ہے۔۔۔پر یہ معجزہ ہوا تھا۔۔۔یہ معجزہ ہی تو تھا۔۔۔اسے ایک

بار پھر سے جان دے دی گ ئی تھی۔۔۔۔

آبش سے اور کچھ بولا نہیں گیا۔۔۔وہ وہیں سجدے میں گر گ ئی۔۔۔اس کی بہن کو زندگی عطا کی گ ئی تھی۔۔۔۔تو اللہ پاک کا شکرادا کرنا۔۔۔۔فرض ہو گیا تھا۔۔۔اللہ ایسا ہی ہے۔۔۔وہ چاہتا ہے جب میں اپنے بندوں سے اتنی محبت کرتا ہوں۔۔۔تو وہ بھی تو میری چاہت دل میں رکھیں۔۔۔مجھ سے لاڈ کریں۔۔۔جیسے بیٹیاں اپنے باپ سے لاڈ کر کے باتیں منواتی ہیں۔۔۔اسی طرح اللہ سے مانگ لیا جائے۔۔۔تو وہ دیتا ہے۔۔۔اور ضرور دیتا ہے۔۔۔پر اس کی ذات پر یقین تو رکھو۔۔۔یقینِ کامل۔۔۔پھر دیکھنا۔۔کیسے ولیوں والا رتبہ ملتا ہے۔۔۔کیسے سوچنے پر ہی چیزیں ملنے لگ جاتی ہیں۔۔۔کیسے پکارنے پر فوراً پکار کا جواب دے دیا جاتا ہے۔۔۔۔ہاں اللہ ایسا ہی رحیم ہے۔۔۔مہربان ہے۔۔۔سننے والا ہے۔۔۔اسنے ماہم کو زندگی بخش دی تھی۔۔۔سانسیں دے دی تھیں۔۔۔۔آبش کو اس کی بہن دے دی تھی۔۔۔۔اور آہل کو ایک گناہِ کبیرہ سے بچا لیا تھا۔۔۔

ماہم نے آہستہ آہستہ ٹھیک ہونا شروع کر دیا تھا۔۔۔آبش اسے وہیل چیر پر بیٹھا کر یونی ورسٹی لے جاتی۔۔۔ابھی ماہم نے چلنا شروع نہیں کیا تھا۔۔پر آبش نے اسے کبھی

محسوس نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔کہ وہ چل نہیں سکتی تھی۔۔۔۔۔

ماہم تمہیں ایک بات بتانی تھی۔۔۔۔۔

ایک دن فری لیکچر میں گھاس پر بیٹھے ہوئے آبش نے ماہم سے کہا تھا۔۔۔۔

""""بتاؤ۔۔سن رہی ہوں۔۔۔""""

ماہم اس وقت کارنیٹو کھانے میں مصروف تھی اسلیے آبش کے چہرے کا رنگ نہیں دیکھ سکی تھی۔۔۔

""""آہل بھائی کے بارے میں کچھ بتانا ہے۔۔۔""""

ماہم کا ہاتھ منہ کے قریب ہی رک گیا تھا۔۔۔اس نے آبش کی طرف دیکھا تو وہ بلش کر رہی تھی۔۔۔

""""تمہاری آہل سے بات ہوئی ہے۔۔۔۔؟؟؟""""

بہت جوش میں پوچھا تھا۔۔۔

""""ہاں ہوئی تھی آہل بھائی سے بات۔۔۔۔جب تم ہاسپٹل میں تھی۔۔۔۔""""

آبش نے نظریں جھکائے کہا۔۔۔

""""آبش پلیز پہلے یہ بھائی کہنا تو بند کرو۔۔۔۔اور پھر مجھے ساری بات تفصیل سے بتاؤ۔۔۔""""

""""بھائی نہ کہوں تو پھر کیا کہوں۔۔۔؟""""

آبش نے بہت معصومیت سے پوچھا تھا۔۔۔

""""بھائی نہ کہوں تو پھر کیا کہوں۔۔۔""""

ماہم نے اس کی نقل اتاری تھی۔۔

""""آبش زیادہ معصوم مت بنو۔۔۔تم اس کے نکاح میں ہو۔۔۔کم از کم رشتے کا تو خیال کیا کرو۔۔۔""""

""""پر وہ رشتہ زبردستی ہوا تھا۔۔۔میری رضامندی شامل نہیں تھی۔۔۔میں نہیں مانتی۔۔۔ایسے زبردستی کے جوڑے ہوئے۔۔۔رشتے کو۔۔۔۔۔""""""

آبش نے دلیل دی۔۔۔

""""آبش میرے سے زیادہ تمہیں کوئی نہیں جانتا۔۔۔تم اب اس رشتے پر رضامند ہو۔۔۔بلکہ بہت خوش ہو۔۔۔اگر ایسا نہ ہوتا۔۔تو تم کب کی اس سے خلع لے چکی ہوتی۔۔۔تم بھی اسے پسند کرنے لگی ہ۔۔۔بس خود سے اقرار کرنے سے ڈرتی ہو۔۔۔بہتر ہے جتنی جلدی ہو سکے تم اس حقیقت کو تسلیم کر لو۔۔۔۔سب کے حق میں بہتر ہو گا۔۔۔۔""""

ماہم نے بہت صاف گوئی سے کام لیا۔۔۔اور آبش کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔۔۔جیسے اس کی کوئی چوری پکڑی گ ئی ہو۔۔۔

""""میں انہیں پسند نہیں کرتی۔۔۔یہ تم کیا۔۔۔۔۔۔۔۔""""

""""آبش تم میرے سے کچھ نہیں چھپا سکتی۔۔۔اس کا نام لیتے ہی تمہارا رنگ گلابی ہو جاتا ہے۔۔۔سانسیں تیز ہو جاتی ہیں۔۔۔تم اسے پسند کرنے لگی ہو۔۔۔پر اقرار سے ڈرتی ہو۔۔۔میں چاہتی ہوں اگلی بار جب وہ تمہارے پاس آئے تو تم بھی اپنی۔۔۔محبت کا اقرار کر لو۔۔۔۔""""

ماہم اس کی بات کاٹ کر بولی۔۔۔اور آبش سوچ میں پڑ گ ئی۔۔۔

""""اچھا چھوڑو اس بات کو۔۔۔بتاؤ کیا بات ہوئی تھی۔۔۔""""

اب ماہم اس سے بات پوچھ رہی تھی۔۔۔۔پر آبش اگر اسے یہ بتاتی کہ وہ اب بھی اس کی فکر کرتا ہے۔۔۔اب بھی محبت کرتا ہے۔۔۔اور وہ یہ محسوس کر کے بہت خوش ہوئی تھی تو۔۔۔یہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف تھا۔۔۔اس لیے اس نے چپ رہنا مناسب سمجھا۔۔۔

""""کچھ خاص نہیں۔۔۔آؤ کلاس میں چلیں۔۔۔لیکچر کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔"""""

اور وہ یہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔وہیل چیر پر ماہم کو بیٹھا کر کلاس میں آ گئی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آبش روز رات کو قرآن اور اس کی تفسیر پڑھ کر سویا کرتی تھی۔۔۔۔دل کو پاک کرنے کا طریقہ ابھی تک نہیں ملا تھا۔۔۔۔وہ جس جگہ سے کچھ بھی معلومات ملتی لے لیتی تھی۔۔۔لیکن ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچ پائی تھی۔۔۔۔

ایک روز وہ یوں ہی قرآن کھول کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔کہ اس کی نظر سورۃ النور پر پڑی۔۔۔وہ وہیں رک گ ئی۔۔۔نور۔۔۔؟یعنی روشنی۔۔۔لیکن کس چیز کا نور۔۔۔؟؟کس چیز کی روشنی۔۔۔؟؟وہ سوچ جا رہی تھی۔۔اس پوری دنیا میں نور تو صرف اللہ پاک کا ہے۔۔۔جس کی جھلک اس دنیا کی ہر شے میں ہے۔۔۔وہ ہر چیز میں موجود ہے۔۔۔بس اس کو دیکھنے والی آنکھ کا ہونا ضروری ہے۔۔۔اسے ہر کوئی نہیں پالیتا۔۔۔اسی کو ملتا ہے جسے اس نور کو پانے کی تڑپ ہوتی ہے۔۔۔آرزو ہوتی ہے۔۔۔اور پھر جسے وہ نور مل جاتا ہے۔۔۔۔وہ پاک ہو جاتا ہے۔۔۔۔وہ قلندری کے رتبے کو پالیتا ہے۔۔۔خود کے سارے وجود کو گناہوں سے پاک کر لیتا ہے۔۔۔پاک۔۔۔۔شفاف۔۔۔۔اوہ۔۔۔۔ہر چیز جب پاک ہو جاتی ہے۔۔۔۔شفاف ہو جاتی ہے۔۔۔۔تو دل۔۔۔۔دل بھی تو پاک ہو سکتا ہے۔۔۔ہاں بالکل۔۔۔۔دل کو پاک اسی نور سے کیا جا سکتا ہے۔۔۔اسی اللہ کے نور سے۔۔۔۔مہربان اللہ کے نور سے۔۔۔۔رحمٰن اللہ کا نور جب ہمارے دلوں میں داخل ہوتا ہے تو سارے برائی کے اندھیرے ختم ہو جاتے ہیں۔۔۔سارے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔۔۔اور رحمٰن کا نور سب پر غالب آ جاتا ہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بہت خوش تھی۔۔آج اسے دل کو پاک کرنے کا طریقہ پتا لگ گیا تھا۔۔۔اب وہ آہل کو بتا سکتی تھی۔۔اس نے فوراً آہل کو کال کی۔۔۔کال جاتی رہی اس نے اٹینڈ نہیں کی۔۔۔آبش نے سوچا وہ سو رہا ہو گا۔۔۔اسلیے دن میں کال کر کے اسے بتا دے گی۔۔۔اس نے ابھی موبائل رکھا ہی تھا کہ فون بجنے لگا۔۔۔اس نے جلدی سے اٹھایا۔۔۔آہل کی ہی کال تھی۔۔۔اس نے فوراً اٹینڈ کر لی۔۔۔اور اسے سورۃ النور کے نور اور دل کو پاک کرنے کا طریقہ بتا دیا۔۔۔وہ سچ میں بہت خوش تھی۔۔۔بے شک قرآن کے پاس ہمارے ہر سوال کا جواب ہے۔۔۔۔

ایک روز شام کے وقت ماما کمرے میں آئی تھیں۔

""""آبش اپنے بابا کے لیے چائے بنا کر باہر لان میں لے جاؤ۔۔وہ وہاں تمہارا انتظار کر

رہے ہیں۔۔۔""

مامایہ کہہ کر باہر چلی گ ئی۔۔اور آبش کو پریشانی میں چھوڑ گ ئی۔۔۔آبش کو پتا تھا کہ اس کے بابا اس کا کیوں انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ایک بار پھر سے گھر میں وہی ٹاپک ڈسکس ہونا تھا۔۔۔۔وہ ہمت کر کے اٹھی اور کچن میں جا کر چائے بنائی اور لے کر باہر لان میں آگ ئی۔۔۔

بابا باہر لان میں ٹہل رہے تھے۔۔۔آبش کو دیکھ کر وہ مسکرائے اور کرسی پر بیٹھ گ ئے۔۔۔آبش نے ان کو چائے پکڑائی اور ان کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گ ئی۔۔۔

""آبش تمہاری سٹڈیز کیسی جا رہی ہیں۔۔۔؟""

""بابا اچھی جا رہی ہیں۔۔۔""

اس نے جواب دیا۔۔۔

""اور تمہاری سکیچنگ کا کام کہاں تک پہنچا۔۔۔؟""

بابا ہمیشہ وہ بات شروع کرنے سے پہلے ایسی ہی باتیں کرتے تھے۔۔۔

اور آبش کو اب اس کی عادت ہو گ ئی تھی۔۔۔

""""جی وہ بھی ٹھیک جا رہا ہے۔۔۔""""

یہ باتیں بنا مقصد کے پوچھی جا رہی تھیں اس لیے وہ بھی زیادہ جواب دینے سے پرہیز کر رہی تھی۔۔۔

""""آبش پھر تم نے کیا سوچا۔۔۔""""

آخر کار وہ اپنی بات پر آگئے۔۔۔

""""کس بارے میں بابا۔۔""""

آبش کو اچھی بھلی سمجھ آگئی تھی لیکن پھر بھی پوچھنا ضروری تھا۔۔۔

""""آہل کے بارے میں۔۔۔""""

""""بابا میں نے ان کے بارے میں ابھی کچھ نہیں سوچا۔۔۔آپ کو ابھی اتنی جلدی کیا ہے۔۔۔؟؟ابھی تو میں پڑھ رہی ہوں۔۔۔اور ہو سکتا ہے کے میری پڑھائی ختم ہونے تک وہ خود ہی مجھے آزاد کر دیں۔۔اور ہمیں عدالت میں جانے کی نوبت ہی نہ آئے۔۔۔""""

پتا نہیں جب بھی آہل سے طلاق لینے کی بات آتی تھی وہ ایسے ہی جواب دیتی تھی۔۔۔

""""آبش تو میں تب تک تمہیں اس کے رحم و کرم پر بیٹھائے رکھوں۔۔۔""""

انھوں نے غصے سے پوچھا تھا۔۔

""""بابا میں ان کے رحم و کرم پر کہاں بیٹھی ہوں۔۔۔میں تو آپ کے پاس بیٹھی ہوں۔۔۔آپ کے ساتھ ہوں۔۔۔""""

آبش نے اپنے بابا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔یہ ان کے غصے کو ٹھنڈا کرنے کا ایک طریقہ تھا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیکن ان کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہونے والا تھا۔۔

""""آبش تو تمہیں ابھی کیا مسلہ ہے۔۔۔؟؟اب تم کیوں ہمیشہ اس بات کو ٹال دیتی ہو۔۔۔

مجھے اور کہیں بھی تمہارا رشتہ دیکھنا ہے۔۔۔اب ساری زندگی میں اس کے لیے تمہیں بیٹھا کے نہیں رکھ سکتا۔۔۔""""

""""بابا بس ابھی مجھے پڑھنے دیں۔۔۔مجھے اس دنیا کی سب سے بڑی ڈیزائنر بننا

ہے۔۔مجھے کامیاب ترین انٹیریر ڈیزائنر بننا ہے۔۔۔مجھے سب سے خوبصورت پینٹنگ بنانی ہے۔۔سب سے پرفیکٹ سکیچنگ کرنی ہے۔۔۔اور اس دنیا کی ہر چیز کو رنگین کرنا ہے۔۔۔۔

میرے بہت سے خواب ہیں بابا۔۔۔میں بس انھیں پورا کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ابھی ان کے لیے ٹائم چاہیے۔۔۔""""

اس کی آنکھیں یہ سب بتاتے ہوئے چمک اٹھی تھیں۔۔۔۔

""""تو یہ سب پورا کرو آبش۔۔۔لیکن میں تمہیں مزید اس انسان کے ساتھ نہیں جوڑے رکھ سکتا۔۔۔جس نے خاندان بھر کے سامنے میری بیٹی کی عزت اچھالی تھی۔۔۔اس پر الزام لگایا تھا۔۔میں اسکے ساتھ جوڑے رکھوں۔۔۔؟؟ہر گز نہیں۔۔۔

میں تمہیں دس دن دیتا ہوں سوچ لو۔۔۔اور مجھے جواب دو۔۔۔""""وہ بہت غصے سے کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔اور آبش وہیں بیٹھی سوچ میں پڑ گئی تھی۔۔۔

دوسرادن

اس رات آبش نہیں سو سکی تھی۔۔۔وہ اپنے بابا کی کہی گ ئی باتیں سوچتی رہی تھی۔۔۔بابا آہل کو کسی صورت قبول نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔تو وہ کیوں ضد کر رہی تھی۔۔۔وہ کیا چاہتی تھی۔۔۔؟؟؟کیا واقعی اسے آہل سے محبت ہو گ ئی تھی۔۔۔؟؟

نہیں نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔اس نے خود سے سوچا۔۔۔بس یہ ایک ہمدردی ہے اور کچھ نہیں۔۔۔بابا کو دس دن بعد کہہ دوں گی۔۔۔جو آپ کی مرضی ہے کر لیں۔۔۔میں آپ کی خوشی میں خوش ہوں۔۔۔

صبح جب یونی ورسٹی پہنچی تو رات نیند نہ آنے کی وجہ سے سر میں درد تھا۔۔۔لیکچر کے وقت بھی سر دکھ رہا تھا۔۔۔اس نے رجسٹر پر لکھا۔۔۔

""""ماہم میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔۔۔یہ پروفیسر اتنا بورنگ پڑھا رہے ہیں کہ میرا

دل کر رہا ہے میں کلاس چھوڑ کر بھاگ جاؤں۔۔۔""

ماہم نے پڑھا تھا۔۔اور پھر اسی رجسٹر پر نیچے لکھا۔۔

""یار سچ میں میرے سر میں بھی درد ہے۔۔۔بھاگنے لگو تو اکیلے مت بھاگنا۔۔۔میری کرسی بھی ساتھ لے کر جانا۔۔۔""

اللہ اللہ کر کے وہ لیکچر ختم ہوا تھا۔۔۔

پھر اس رات آبش جلدی سو گئی تھی۔۔اس لیے آگے سوچنے کا وقت ہی نہیں ملا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تیسرا دن

اگلے دن یونی ورسٹی جا کر ایک عجیب سا واقعہ پیش آیا تھا۔۔۔ سکیچنگ کا لیکچر تھا۔۔۔پوری کلاس کو کسی نہ کسی کی تصویر سکیچ کرنے کا ٹاسک ملا تھا اور وقت بھی اس

حساب سے کم دیا گیا تھا۔۔۔سب نے مقررہ وقت کے اندر وہ ٹاسک مکمل کرنا تھا۔۔۔سب کے تیز تیز ہاتھ چل رہے تھے۔۔۔آبش بھی سوچوں میں کھوئی ہوئی تیز تیز سکیچنگ کر رہی تھی۔۔۔مقررہ وقت اپنے اختتام کو پہنچا۔۔۔پروفیسر نے سب کو اپنی سکیچ پنسلز رکھنے کا کہا۔۔سٹوڈنٹس شور کر رہے تھے کہ ابھی ان کا کام ختم نہیں ہوا۔۔۔تھوڑا اور وقت دیا جائے۔۔۔آبش کی بھی سکیچنگ مکمل نہیں ہوئی تھی۔۔۔وہ بھی سکیچ کی طرف دیکھے بغیر کہہ رہی تھی کہ اور وقت دیا جائے۔۔۔پروفیسر نے کسی کی بھی نہ سنتے ہوئے۔۔۔سب کے سکیچ چیک کرنا شروع کر دیے تھے۔۔۔جس کا سکیچ سب سے اچھا ہو گا اسے پروفیسر اپنی سکیچ بک گفٹ کرنے والا تھا۔۔۔۔سب کی یہی خواہش تھی انھیں سر کی سکیچ بک مل جائے۔۔۔۔جس کا سکیچ چیک ہوتا۔۔۔۔پوری کلاس پروفیسر کے ساتھ اس کی ٹیبل پر پہنچ جاتی اور پرفیسر مختلف چیزیں دیکھ کر نمبر لگا دیتے۔۔۔اب ماہم کی باری تھی۔۔۔سب ماہم کی ٹیبل پر پہنچ گ ئے۔۔۔پر یہ کیا۔۔۔سب دیکھ کر حیران ہو گ ئے۔۔۔ماہم کا صفحہ بالکل خالی تھا۔۔۔اس نے ایک لاین تک نہیں لگائی تھی۔۔۔ماہم کی سکیچنگ کلاس میں سے سب سے اچھی تھی۔۔۔پروفیسر نے پوچھا۔۔

""""ماہم آپ نے کیوں نہیں سکیچ بنایا۔۔۔؟؟""""

""""پتا نہیں سر۔۔۔میرے دماغ میں کچھ آ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔اچانک سب بھول گیا۔۔۔""""

ماہم نے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

""""ماہم آپ ٹھیک تو ہیں۔۔۔؟""""

پروفیسر نے تشویش سے پوچھا تھا۔۔۔

""""جی سر۔۔۔پر شاید بی پی لو ہو رہا ہے۔۔۔""""

پروفیسر نے ماہم کو جوس منگوا کر دیا۔۔۔اور پھر دوسرے سٹوڈنٹس کی سکیچنگ چیک کرنے لگ گئے۔۔۔اب آبش کی باری تھی۔۔۔آبش اپنی ٹیبل پر چلی گئی۔۔۔اور جا کر اپنا سکیچ سر کو دیکھانے لگی۔۔۔۔سکیچ سر کے ہاتھوں میں تھا۔۔۔اور آبش کی نظر اس سکیچ پر رک گئی۔۔۔۔وہ سکیچ جس کا تھا۔۔۔آبش کو یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔اس کی شہد رنگ والی آنکھوں کی چمک۔۔۔کوئی بھی آبش کے سکیچ میں دیکھ سکتا تھا۔۔۔اس کی کھڑی ناک کا غرور۔۔۔۔کوئی بھی اس میں

محسوس کر سکتا تھا۔۔اس کے ہونٹ۔۔۔اس کا خوش شکل چہرہ۔۔۔اس کے بال۔۔۔جو کے ابھی مکمل نہیں تھے۔۔۔۔لیکن پھر بھی اس کی شکل اتنی واضح اور صفائی سے بنائی گ ئی تھی کہ وہاں کھڑے ہر بندے نے آبش کی سکیچنگ کو داد دی تھی۔۔۔اور پروفیسر اس سے اس قدر ایمپریس ہوئے تھے کہ وہاں کھڑے کھڑے نہ صرف اپنی سکیچنگ بک آبش کو دی تھی بلکہ اپنے کلر مار کرز بھی آبش کو بطور انعام دیے تھے۔۔۔پر آبش اس وقت کچھ بھی محسوس کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔۔۔وہ کیسے اس کا سکیچ بنا سکتی۔۔۔۔وہ بھی اس قدر واضح۔۔۔۔ہاں اس نے آہل کا سکیچ بنایا تھا۔۔۔بہت واضح۔۔۔بالکل ویسا۔۔۔جیسے کیمرے سے اس کی بلیک اینڈ وایٹ تصویر بنائی گ ئی ہو۔۔۔۔

آبش کو اپنے ہاتھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔

آبش انہی سوچوں میں کھوئی ہوئی گھر آگ ئی تھی۔۔۔گھر میں بھی سارا وقت وہ انہی سوچوں میں رہی کہ کیسے اس نے اتنی جلدی اس کی تصویر بنا لی۔۔۔پھر رات کو سونے سے پہلے۔۔۔اس نے وہ تصویر چھپا کر الماری میں رکھ دی۔۔۔تاکہ اور کوئی نہ دیکھ لے۔۔۔

چوتھا دن

آبش صبح نماز پڑھنے کے لیے اٹھی تھی۔۔۔اور نماز پڑھ کر ٹہلنے کے لیے باہر لان میں آگ ئی۔۔۔اور جوتا اتار کر گھاس پر چلنے لگ گ ئی۔۔۔اس وقت جوتا اتار کر گیلی گھاس پر چلنے کا بھی اپنا ہی مزہ ہے۔۔۔اوس کی ننھی ننھی بوندیں جب پاؤ ں پر لگتی ہیں تو پوری روح کو ایک ن ءی زندگی ملتی ہے۔۔۔دماغ فریش ہو رہا تھا۔۔۔۔لیکن آہل ابھی بھی دماغ سے نہیں گیا تھا۔۔۔ادھر ہی لان میں ایک بار اسے دیکھا تھا۔۔۔آبش کو ماما نے آہل کو بلانے بھیجا تھا کہ وہ آ کر ناشتا کر لے۔۔۔وہ آہل کے پاس آئی تھی۔۔۔وہ پتا نہیں کن سوچوں میں گھم بیٹھا تھا۔۔۔آبش نے اسے بلایا تھا۔۔۔

""""آہل بھائی۔۔""""

اور اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا تھا۔۔۔

اور پھر دیکھتا ہی رہا تھا۔۔۔آبش کو اب بھی یاد تھا کہ وہ کچھ بول نہیں سکا تھا۔۔۔وہ تو کبھی بھی آبش کے سامنے کچھ بھی بول نہیں پاتا تھا۔۔۔بس اس کو دیکھ کر کہیں کھو جاتا تھا۔۔۔

اتنے میں بابا باہر لان میں اخبار لیے آئے تھے۔۔۔اور جا کر کرسی پر بیٹھ گ ئے تھے۔۔۔آبش دور کھڑی انھیں دیکھ رہی تھی۔۔۔اور پھر اسی جگہ پر آہل بیٹھا تھا۔۔۔اور آبش کو دیکھ رہا تھا۔۔۔آبش نے اپنے سر جھٹک دیا۔۔۔اگر کبھی آہل اور بابا میں سے کسی ایک کو چننا پڑے تو وہ ہمیشہ اپنے بابا کو چنے گی۔۔۔یہ سوچ کر وہ اپنے بابا کے پاس چلی گ ئی۔۔۔اور ان کے ساتھ بیٹھ گ ئی۔۔۔

یونیورسٹی پہنچی تو ماہم نہیں آئی ہوئی تھی۔۔۔اسے کال کی تو پتا چلا آج وہ یونیورسٹی آئے گی ہی نہیں۔۔۔۔یعنی آج کا دن بہت بور گزرنے والا تھا۔۔۔جیسے تیسے کر کے اس نے دن گزارا اور گھر آ گ ئی۔۔۔عصر کے وقت ماہم گھر آ گ ئی۔۔۔ماہم کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی تھی۔۔۔

""""تم آج یونیورسٹی کیوں نہیں آئی یار۔۔۔میں نے بہت مس کیا۔۔۔""""

ماہم سے ملنے کے بعد اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے آبش نے کہا تھا۔۔۔

""""آبش میرے سر میں درد رہتا تھا تو بابا کے ساتھ ڈاکٹر کو چیک کروانے گ ئی تھی۔۔۔ نظر کمزور ہو گ ئی ہے۔۔۔عینک بنوانے کے لیے دے دی ہے۔۔۔اب سر کا درد بھی صحیح ہو جائے گا۔۔۔بہت تنگ آ گ ئی ہوں اس درد سے۔۔۔""""

ماہم نے برا سا منہ بنا کر کہا۔۔۔

""""چلو یہ تو اچھا کیا تم ڈاکٹر کے پاس چلی گ ئی۔۔۔پرسوں کیا ہوا تھا۔۔۔میں تو پوچھنا ہی بھول گ ئی۔۔۔""""

""""بس یار اس دن بھی سر میں شدید درد تھا۔۔۔اور کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ بناؤں۔۔۔تم نے اس دن کس کا سکیچ بنایا تھا۔۔۔جو سب اتنی تعریف کر رہے تھے۔۔۔

ماہم نے پوچھ ہی لیا۔۔۔

""""ماہم مجھے نہیں سمجھ آئی وہ کیسے بن گیا۔۔۔میں تو بس سوچے سمجھے بغیر بناتی رہی اور وہ اس کا سکیچ بن گیا۔۔۔میں خود حیران ہوں۔۔۔""""

آبش نے تفصیل بیان کی۔۔۔

""""کس کا سکیچ بن گیا۔۔۔؟""""

ماہم نے پوچھا۔۔۔

""""یار پتا نہیں کیسے۔۔۔پر بن گیا۔۔۔سچ میں میں نے بنانے کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔۔۔

""""آبش نام بتاؤ۔۔میں نام پوچھ رہی ہوں۔۔""""

ماہم نے تنگ آ کر کہا۔۔

""""آہل کا۔۔۔""""

ماہم سن کر حیران رہ گئی۔۔

""""تم نے آہل کا سکیچ ڈرا کر دیا۔۔۔وہ اتنے کم وقت میں۔۔۔اتنی جلدی۔۔۔۔کیسے۔۔۔؟؟""""

""""پتا نہیں ماہم۔۔۔بس میں کہیں کھوئی ہوئی تھی۔۔۔اور جب دیکھا تو وہ آہل تھا۔۔۔۔""""

""""اور تم ابھی کہتی ہو تم نے کبھی اسے غور سے نہیں دیکھا۔۔۔معاملہ کیا ہے۔۔۔ہمیں بھی تو بتاؤ۔۔۔""""

اب ماہم اسے چھیڑ رہی تھی۔۔۔

""""ماہم۔۔۔میں تمہیں بتا رہی ہوں ناں مجھے نہیں پتا۔۔۔بس یہ سب کچھ خود ہی ہوا ہے۔۔۔اب تم مجھ سے مزید کچھ بھی مت پوچھو۔۔۔""""

""""اچھا بابا نہیں پوچھتی۔۔۔اچھا مجھے وہ سکیچ تو دیکھاؤ۔۔۔میں بھی تو دیکھوں آہل دکھتا کیسا ہے۔۔۔جو آپ اس کی اس قدر دیوانی ہوئی پھرتی ہیں کہ بغیر دیکھے اس کی تصویر بنا کر انعامات حاصل کرتی ہیں۔۔""""

""""میں تمہیں کبھی نہیں دکھاؤں گی۔۔۔تم مجھے چھیڑ لو۔۔اچھی طرح۔۔۔""""

آبش نے بازو باندھتے ہوئے کہا۔۔

""""اگر ابھی میری ٹانگیں ٹھیک ہوتی تو میں خود اٹھ کر دیکھ لیتی۔۔۔لیکن خیر میری تو قسمت میں ہی یہی لکھا ہے کہ میں لوگوں کے رحم و کرم پر رہوں۔۔۔جس کی مرضی ہوتی ہے۔۔۔وہ بات مان لیتا ہے۔۔۔مجھے تو اب ایسے ہی جینا ہے۔۔۔""""

یہ آبش کو اموشنل کرنے کی ایک کوشش تھی۔۔۔اور وہ اس کوشش میں کامیاب ہو گئی تھی۔۔۔

""""اف ایک تو تمہارے ڈرامے نہیں ختم ہوتے۔۔۔رکو دکھاتی ہوں۔۔۔""""

یہ کہہ کر آبش اٹھ کھڑی ہوئی۔۔اور الماری سے آہل کا سکیچ نکال کے لے آئی۔۔۔

""""یہ ہے وہ اسکیچ۔۔""""

ماہم کی طرف بڑھاتے ہوئے آبش نے کہا۔۔۔

ماہم دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ کسی خوش شکل سترہ اٹھاراں سال کے لڑکے کا سکیچ تھا۔۔۔

""""آبش یہ آہل ہے۔۔۔؟""""

""""ہاں۔۔۔""""

""""یہ تم سے چھوٹا ہے۔۔۔؟ تم

نے کبھی بتایا ہی نہیں۔۔۔""""

""""نہیں وہ بڑے ہیں میرے سے۔۔۔لیکن جب میرا ان سے نکاح ہوا تھا۔۔۔تب وہ

ایسے دکھتے تھے۔۔""

اور اچانک سے بیڈ پر زلزلہ آنے لگ گیا۔۔آبش ایک منٹ کے لیے پریشان ہو گ ئی۔۔۔لیکن یہ زلزلہ نہیں تھا۔۔۔۔بدتمیز ماہم تھی۔۔۔جو پاگلوں کی طرح ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔۔۔۔اور آبش کو اسے دیکھ دیکھ کر غصہ آرہا تھا۔۔

""تم کبھی نہیں سدھروگی ماہم۔۔۔""

اسکیچ اٹھا کر غصے سے پیر پٹختی آبش اپنے پینٹنگ روم میں آگ ئی۔۔۔۔۔

پانچواں دن

اگلے دن یونیورسٹی میں آبش نے ماہم سے کوئی بات نہیں کی۔۔۔اسے کل کی اس کی ہنسی پر بہت غصہ تھا۔۔۔اور غصہ کرنا بنتا بھی تھا۔۔۔کوئی ایسے اتنی بدتمیزی سے کیسے

ہنس سکتا ہے۔۔۔اور یہ تو کوئی ہنسنے والی بات بھی نہیں تھی۔۔۔۔لیکن ماہم بھی آبش سے بات کرنے کی کوشش نہیں کر رہی تھی۔۔۔پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ آبش ناراض ہو اور ماہم اسے نہ منائے۔۔۔جب تین لیکچر گزر گئے اور ماہم منانے نہیں آئی تو آبش اس کے پاس خود چلی گئی۔۔۔وہ ایک کونے میں چپ چاپ بیٹھی تھی۔۔۔۔آبش کو دیکھتے ہی وہ مسکرائی اور کہا۔۔۔

""""شکر ہے آبش تم آگئی۔۔۔اب پلیز میرا سر دبا دو۔۔۔بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔""""

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

اور آبش کو یہ سن کر بہت غصہ آیا۔۔۔ایک تو وہ منانے نہیں آئی۔۔۔اور اب خدمت کروا رہی ہے۔۔۔سر دبانے کی بجائے منہ بنا کر اس کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔

""""تم سارے مینرز بھول گئی ہو ماہم۔۔؟""""

بیٹھتے ساتھ ہی آبش نے کہا۔

""""کون سے مینرز۔۔؟""""

ماہم نے معصومیت سے پوچھا۔۔

""""اگر کوئی ناراض ہو جائے۔۔۔اس کو منایا جاتا ہے۔۔۔یوں چھپ کر بیٹھا نہیں جاتا۔۔۔یہ والے مینرز۔۔۔""""

""""تو یہاں ناراض کون ہے۔۔؟""""

ماہم نے پوچھا۔

""""میں ناراض ہوں۔۔اور بہت سخت ناراض ہوں۔۔ تم کتنے واہیات طریقے سے میرا اسکیچ دیکھ کر ہنسی تھی۔۔۔اور ہنستی چلی گئی تھی۔۔۔""""

ماہم کو یہ سن کر پھر سے ہنسی آگئی۔۔۔اور اس نے پھر سے ہنسنا شروع کر دیا۔۔۔

اسے پھر سے ہنستا دیکھ کر آبش اٹھ کر جانے لگی تھی۔۔۔

ماہم نے ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔۔

""""آبش اچھا معاف کر دو اب نہیں ہنستی۔۔۔تم ناراضگی ختم کر دو۔۔""""

""""نہیں پہلے تم مجھے بتاؤ تم ہنستی کیوں ہو۔۔۔؟""""

اب آبش اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

""یار تمہیں اس کے نکاح کے ٹائم والی شکل یاد ہے۔۔۔ تمہیں اس کا نقش نقش حفظ ہے۔۔۔اور ابھی تم کہتی ہو کہ تم نے کبھی اسے غور سے نہیں دیکھا۔۔۔ تمہیں اس سے محبت نہیں ہے۔۔۔ تم اپنی یہاں کسی کو بھی سٹوری سناؤ۔۔اور پھر اسے یہ تصویر دکھاؤ۔۔۔وہ بھی میری طرح تم پر ہنسے گا۔۔۔پاگل لڑکی تمہیں یہ بات کیوں نہیں سمجھ میں آرہی ہے کہ آہل نے اپنی محبت سے۔۔۔اپنے عشق سے تمہارے دل میں گھر بنالیا ہے۔۔۔اور تم اس کو ملکیت دینے کو تیار ہی نہیں ہو۔۔۔ جتنی جلدی ہو سکے یہ تسلیم کرلو۔۔۔یہی تمہارے اور اس کے حق میں بہتر ہوگا۔۔""

لیکچر کا ٹائم ہو گیا اور وہ دونوں اٹھ کر چلی گئی۔۔۔لیکن آبش کو آہل کی محبت کے اور قریب کر دیا۔۔۔۔

چھٹا دن

آج ہفتے کا دن تھا۔۔۔یونیورسٹی سے چھٹی تھی اس لیے آبش نماز پڑھ کر دوبارہ سو گئی تھی اور دیر تک سوتی رہی تھی۔۔۔اٹھ کر ناشتا کرنے کے بعد اس نے ماہم کو کال کی تھی۔۔وہ چاہتی تھی ماہم گھر آجائے۔۔اور وہ دونوں ساتھ مل کر اسائنمنٹ مکمل کر لیں۔۔لیکن ماہم نے کال اٹینڈ نہیں کی۔۔۔شاید سو رہی ہو گی۔۔۔اس لیے اس نے میسج کر دیا کہ اٹھ کر اسے کال کرے۔۔۔اور خود اپنے دوسرے کام کرنے لگ گئی۔۔۔

شام تک ماہم کی کال نہیں آئی۔۔۔تو آبش نے اسے پھر کال کی۔۔۔کال اٹینڈ نہیں کی گئی۔۔۔موبائل سائلنٹ پر رکھ کر کہیں بھول گئی ہو گی۔۔۔اس نے خود سے سوچا۔۔۔اس لیے اب مجبوری تھی۔۔۔اپنی خودی اسائنمنٹ مکمل کرنے لگ گئی۔۔۔کافی رات گئے تک وہ اسے مکمل کرتی رہی۔۔۔اور جب مکمل ہوئی تو رات کے دو بج رہے تھے۔۔۔وہ بہت تھک چکی تھی اس لیے فوراً سو گئی۔۔۔

ساتواں دن

اتوار کا دن تھا۔۔آج بھی یونیورسٹی سے چھٹی تھی۔۔۔اس لیے دیر تک لیٹی رہی۔۔۔بارہ بجے کے قریب ناشتا کیا۔۔۔آج اس نے پینٹنگ کرنی تھی۔۔۔ایک بہت خوبصورت پینٹنگ بنانے کا سوچا تھا۔۔۔اس لیے وہ ناشتا کرتے ہی پینٹنگ روم میں آگئی اور کینوس کے سامنے کرسی رکھ کر پینٹ کرنے لگ گئی۔۔۔درمیان میں بس نماز پڑھنے اور کھانا کھانے کے لیے اٹھی تھی۔۔۔باقی سارا ٹائم وہ پینٹنگ کرتی رہی۔۔۔رات تک وہ پینٹنگ مکمل تو ہو گئی تھی لیکن آج بھی وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئی تھی۔۔۔اسے اس دنیا کی سب سے خوبصورت پینٹنگ بنانی تھی۔۔۔جسے دیکھتے ہی ہر کوئی اس کی طرف کھنچتا ہوا چلا جائے۔۔۔

یہ جو رنگ ہوتے ہیں ناں۔۔۔ان کی بھی اپنی کشش ہوتی ہے۔۔۔جیسے زمین کی کشش ہے۔۔۔کہ وہ ہر چیز کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔۔۔جیسے سورج کی کشش کہ وہ ہر

سیارے کو اپنے گرد گھومنے پر مجبور کرتا ہے۔۔۔ جیسے شمع کی کشش ہے۔۔۔ کہ وہ پروانے کو خود کے لیے جان قربان کرنے پر مجبور کرتی ہے۔۔۔ بالکل ویسے یہ جو رنگ ہوتے ہیں ناں ان کی بھی اپنی کشش ہوتی ہے۔۔۔ یہ خود کی طرف ہر چیز کو کھینچتے ہیں۔۔۔ لیکن پتا ہے کب۔۔۔؟؟ جب ان کا پرفیک کمبینیشن ہو۔۔۔ جب ان کی مقدار اور شیڈ میں تناسب ہو۔۔۔ جب ہر رنگ صحیح مقدار میں اور صحیح کامبینیشن کے ساتھ استعمال ہو گا ناں۔۔۔ پھر اس میں کشش بھی آ جائے گی۔۔۔ انسانوں کے رنگوں پر بھی یہی فارمولا اپلائے ہوتا ہے۔۔۔ کچھ سفید رنگ والے لوگوں میں بہت کشش ہوتی ہے۔۔۔ بس انسان ان کی طرف کھینچتا چلا جاتا ہے۔۔۔ اور کچھ لوگوں میں بالکل کشش نہیں ہوتی۔۔۔ حالاں کہ ان کا رنگ بھی بے حد صاف ہوتا ہے۔۔۔ جب کہ اکثر سیاہ رنگ یا گندمی رنگ کے لوگوں میں کشش ہوتی ہے۔۔۔ اور اپنے گرد لوگوں کو گھومنے پر مجبور کرتے ہیں۔۔۔ بس وجہ صرف رنگ کی مقدار اور کامبینیشن والی ہی ہے۔۔۔

آبش نے بہت خوبصورت پینٹنگ بنائی تھی۔۔۔ لوگ دیکھ کر ضرور اٹریکٹ ہو سکتے

تھے۔۔۔ لیکن یہ ابھی بھی اس دنیا کی سب سے خوبصورت تصویر نہیں تھی۔۔۔ اس نے پینٹ برش وہیں رکھے اور تھک کر آ کر لیٹ گ ئی اور سو گ ئی۔۔۔

آٹھواں دن

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آبش یونیورسٹی پہنچ کر کافی دیر تک ماہم کا انتظار کرتی رہی۔۔۔ لیکن ماہم یونیورسٹی نہیں آئی۔۔۔ آبش نے اسے کال کی پر کال اٹینڈ نہیں کی گ ئی۔۔۔ اب آبش کو اس کی فکر ہو رہی تھی۔۔۔ جیسے تیسے کر کے آبش نے لیکچرز لیے اور پھر ڈرائیور کے ساتھ ماہم کے گھر چلی گ ئی۔۔۔ ماہم کا گھر باہر سے لاک تھا۔۔۔ چوکیدار کھڑا تھا۔۔۔ آبش اتر کر اس کے پاس گ ئی۔۔۔

ان کو سلام کیا۔۔ اور پھر پوچھا۔۔

""""بابا جی سب گھر والے کدھر گ ۓ ہوۓ ہیں۔۔۔؟؟""""

""""آبش بی بی آپ کو نہیں پتا ماہم بی بی ہسپتال میں داخل ہیں۔۔۔وہ تو پرسوں سے ہسپتال ہی ہیں۔۔۔سارے گھر والے انہی کے پاس ہیں۔۔۔""""

آبش یونیورسٹی پہنچ کر کافی دیر تک ماہم کا انتظار کرتی رہی۔۔۔۔لیکن ماہم یونیورسٹی نہیں آئی۔۔۔آبش نے اسے کال کی پر کال اٹینڈ نہیں کی گ ئی۔۔۔اب آبش کو اس کی فکر ہو رہی تھی۔۔۔جیسے تیسے کر کے آبش نے لیکچرز لیے اور پھر ڈرائیور کے ساتھ ماہم کے گھر چلی گ ئی۔۔۔ماہم کا گھر باہر سے لاک تھا۔۔۔چوکیدار کھڑا تھا۔۔۔آبش اتر کر اس کے پاس گ ئی۔۔۔

ان کو سلام کیا۔۔اور پھر پوچھا۔۔

""""بابا جی سب گھر والے کدھر گ ۓ ہوۓ ہیں۔۔۔؟؟""""

""""آبش بی بی آپ کو نہیں پتا ماہم بی بی ہسپتال میں داخل ہیں۔۔۔وہ تو پرسوں سے ہسپتال ہی ہیں۔۔۔سارے گھر والے انہی کے پاس ہیں۔۔۔""""

بابا جی کی بات سن کر آبش کے پیروں کے نیچے سے زمین ہی نکل گ ئی۔۔۔

""""ماہم ہسپتال داخل ہے۔۔۔؟؟لیکن کیوں۔۔۔؟کیا ہوا ہے اسے۔۔۔؟؟آبش نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔

""""بس بیٹا اچانک کھڑے کھڑے نیچے گر گ ئی۔۔صاحب لوگ اسے ہسپتال لے گ ئے۔۔۔اس کے بعد وہ ابھی تک واپس نہیں آئی۔۔۔""""

آبش نے بابا جی کی بات پوری سننے سے پہلے ہی ڈرائیور کو گاڑی سٹارٹ کرنے کا اشارہ کیا۔۔۔اور بیٹھ کر ہسپتال آ گ ئی۔۔۔

آبش کی ماما ماہم کو دیکھتے ہی اس کے گلے لگ گ ئی۔۔اور انھوں نے رونا شروع کر دیا۔۔

""""آنٹی کیا ہوا ہے۔۔۔؟ڈاکٹرز کیا کہہ رہے ہیں۔۔؟؟""""

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انھوں نے آبش کو خود سے الگ کیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔۔۔

""""آبش تم دعا کرو ناں میری بیٹی بالکل ٹھیک ہو جائے۔۔۔اسے ہوش نہیں آرہا۔۔اسے پرسوں سے ہوش ہی نہیں آیا۔۔۔ڈاکٹرز بہت پریشان ہیں۔۔۔انھیں لگتا ہے کہ دماغ کے کسی اندرونی حصے کو بھی اس دن نقصان پہنچ گیا تھا۔۔۔جس کا پتا نہیں چل سکا۔۔۔لیکن ابھی وہ پورے یقین سے نہیں بتا سکے کہ اصل مسلہ کیا ہے۔۔۔تم دعا کرو ناں آبش۔۔۔اللہ سے کہو ناں کہ اللہ میری بیٹی کو زندگی دے دے۔۔۔""""

اب آنٹی اس کے سامنے ہاتھ جوڑے کہے جا رہی تھی۔۔۔آبش نے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور بولی۔۔

""""آنٹی آپ فکر نہ کریں۔۔۔ماہم بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔پہلے بھی تو اللہ نے اسے زندگی دے دی تھی۔۔۔اللہ اب بھی زندگی دے گا۔۔۔""""

آبش کھڑی کافی دیر انھیں تسلیاں دیتی رہی اور پھر ان کو بٹھا کر خود سائیڈ پر آگئی۔۔۔تاکہ اپنی ماما کو کال کر کے ماہم کے بارے میں بتا سکے۔۔۔وہ کال ملاتے ہوئے سائیڈ پر آئی تو اس کی نظر ایک لڑکے پر پڑی۔۔۔وہ بہت گہری نظروں سے آبش

کو دیکھے جا رہا تھا۔۔۔ جیسے کسی بات کا شدید غصہ ہو۔۔۔ کم از کم اس کے ایسے دیکھنے سے آبش کو تو یہی لگا۔۔۔ آبش جتنی دیر کھڑی اپنی ماما سے کال پر بات کرتی رہی وہ لڑکا کھڑا اسے گھورتا رہا۔۔۔ جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔۔۔ اب آبش کو اس کی نظروں سے خوف آنے لگ گیا تھا۔۔۔ آبش ادھر سے جلدی سے نکل آئی اور آبش کے جاتے ہی اس لڑکے نے موبائل نکالا اور کال ملانے لگا۔۔۔۔

دوسری طرف سے فون اٹھالیا گیا۔۔۔

""تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے۔۔۔"""اس لڑکے نے کہا۔۔

سرپرائز۔۔۔؟ کیسا سرپرائز۔۔؟؟"آگے سے پوچھا گیا۔۔۔۔۔

""آبش۔۔۔۔۔۔""

آبش سارا دن ہسپتال میں رہی۔۔۔ ماہم کو ہوش ہی نہیں آ رہا تھا۔۔۔ اس کے لیے آنے والے کچھ گھنٹے بہت ہی کریٹیکل بتائے جا رہے تھے۔۔۔ آبش کے لب پر ایک ہی

دعا تھی کہ اللہ اس کی بہن پر رحم کر دے اور اس کی زندگی بخش دے۔۔۔

رات کا وقت ہو گیا۔۔۔اب آبش کو گھر جانا چاہیے تھا۔۔ماما بابا کی بھی وقفے وقفے سے کالز آ رہی تھیں۔۔۔آبش جانے کے لیے اٹھی ابھی اس نے سیٹنگ ایریا بھی کراس نہیں کیا تھا کہ اس کی نظر پھر اس لڑکے پر پڑی۔۔۔وہ دور کھڑا آبش کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔آبش اسے دیکھ کر بہت خوفزدہ ہو گئی۔۔۔اب اس لڑکے نے آبش کے قریب آنا شروع کر دیا۔۔۔آبش تیز تیز قدم اٹھانے لگ گئی۔۔اس لڑکے نے بھی تیز قدموں سے اس کی جانب بڑھنا شروع کر دیا۔۔۔اس لڑکے کی آنکھیں بہت خوف ناک تھیں۔۔ان میں غصے کی شدت تھی۔۔۔نفرت تھی اور پتا نہیں کوئی ایسی چیز تھی جو آبش کو بہت خوفزدہ کر رہی تھی۔۔۔آبش نے اب تیزی سے بھاگنا شروع کر دیا۔۔۔وہ جلدی سے پارکنگ ایریا اپنی گاڑی کے پاس پہنچنا چاہتی تھی۔۔۔لیکن جب آبش ادھر آئی تو اسے لگا کہ اس نے یہاں آ کر اپنی دنیا کی سب سے بڑی غلطی کر دی تھی۔۔۔وہ جگہ اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی اور وہاں لوگوں کی تعداد بھی کافی کم تھی۔۔۔آبش کی آنکھوں سے آنسو زار و قطار نکل رہے تھے۔۔۔بس لب پر ایک ہی دعا تھی کہ اللہ میری عزت کی حفاظت کرنا۔۔۔اسے اپنی گاڑی بھی آس پاس کہیں

دکھائی نہیں دے رہی تھی۔۔۔پھر اس کا دماغ نے کام کرنا شروع کیا۔۔۔وہ گیٹ کی طرف بھاگی۔۔۔وہاں پر گارڈ کھڑے ہوئے تھے۔۔اس نے ان کے پاس جا کر روتے ہوئے بتایا۔۔۔

""""انکل۔۔انکل۔۔۔وہ لڑکا کب سے میرا پیچھا کر رہا ہے۔۔۔پلیز انکل مجھے بچا لیں۔۔۔""""

""""کون لڑکا۔۔۔؟بی بی آپ کس لڑکے کی بات کر رہی ہیں۔۔۔؟""""

انکل وہی جو میرے پیچھے آرہا ہے۔۔انکل پلیز مجھے بچالیں۔۔۔""""

""""بی بی جی کوئی نہیں ہے آپ کے پیچھے۔۔۔دکھایں مجھے۔۔۔؟کون سا لڑکا۔۔؟ کس لڑکے کی بات کر رہی ہیں آپ۔۔۔؟

آبش نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو واقعی وہاں پر کوئی نہیں تھا۔۔۔اس نے اچھی طرح آس پاس دیکھا پر وہ لڑکا کیا اس کی پرچھائی بھی نظر نہیں آئی۔۔۔

""""انکل پتا نہیں وہ یہیں تھا۔۔۔اب کہاں چلا گیا۔۔۔مجھے گھر جانا تھا۔۔۔گاڑی پارکنگ میں کھڑی تھی۔۔۔وہ لڑکا ہسپتال کے اندر سے میرا پیچھا کر رہا تھا۔۔۔میں

نے سوچا میں گھر چلی جاتی ہوں۔۔۔ویسے بھی کافی دیر ہو گئی ہے۔۔لیکن جب پارکنگ ایریا پہنچی تو وہاں پر نہ ڈرائیور موجود تھا اور نہ ہی گاڑی۔۔۔اسلیے آپ کے پاس آگئی۔۔۔""

""بی بی اب آپ کو میں کیا کہوں۔۔۔؟ ہمارے ہسپتال کا بہت نام ہے۔۔۔اور ہماری سکیورٹی بہت سخت ہے۔۔۔آپ ہمارے پر بلاوجہ الزام نہ لگائیں۔۔۔آپ اپنے ڈرائیور کو کال کر کے یہیں بلا لیں۔۔۔کیوں ہماری روزی پر لات مار رہی ہیں۔۔۔""

آبش کو ان کے سامنے کافی شرمندگی ہوئی۔۔۔آبش نے ڈرائیور کو کال ملائی جو کہ فوراً اٹھا لی گئی۔۔۔آبش نے انھیں گیٹ پر آنے کو کہا۔۔۔گاڑی جیسے ہی گیٹ پر پہنچی آبش اتنی ڈری ہوئی تھی کہ ڈرائیور پر چلانے لگ گئی۔۔۔

""آپ کدھر تھے۔۔؟آپ کو میں نے پارکنگ میں ہی ویٹ کرنے کا کہا تھا ناں۔۔۔پھر آپ کہاں چلے گئے تھے۔۔۔؟

""آبش بیٹا کیا بات کر رہی ہو۔۔۔میں وہیں کب سے کھڑا آپ ہی کا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔میں کیسے آپ اکیلی کو چھوڑ کے جا سکتا ہوں۔۔۔؟""

ڈرائیور نے بڑے مودبانہ انداز میں کہا۔۔

گارڈ جو پاس ہی کھڑا تھا غصے سے بولا۔۔۔

""""آپ انھیں گھر لے کے جایں۔۔۔ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔شاید کسی بات کا صدمہ لے لیا ہے۔۔۔جو چیز ہوتی نہیں ہے وہ انھیں نظر آتی ہے۔۔۔اور چیز ہوتی ہے۔۔وہ انھیں نظر ہی نہیں آتی۔۔۔""""

آبش چپ کر کے گاڑی میں بیٹھ گ ئی۔۔۔کسی سے کوئی بھی بحث کرنا فضول تھا۔۔۔

گھر آ کر وہ اتنا تھک چکی تھی کہ کھانا کھاتے ساتھ ہی سو گ ئی۔۔۔

نوواں دن

صبح تہجد کے وقت وہ اٹھ گ ئی تھی۔۔۔تہجد بہت لاڈلی عبادت ہے۔۔۔اللہ کا بندہ اپنی نیند قربان کر کے اللہ کو یاد کرنے کے لیے اٹھتا ہے۔۔۔اور اس کی بارگاہ میں جھک

جاتاہے۔۔۔اللہ کو یہ عمل بہت ہی پسند ہے۔۔۔پھر شاید ہی کوئی بات ہو جو اللہ اس وقت قبول نہ کرے۔۔۔

آبش نے وضو کیا اور تہجد کی نماز ادا کی۔۔۔پھر دعا کے لیے ہاتھ بلند کر لیے۔۔۔

""""اے شفا دینے والے ذات۔۔۔اے زندگی دینے والے رب۔۔۔میری بہن کو زندگی دے دے۔۔۔اسے شفا عطا فرما دے۔۔۔میرے مالک تو سب کی فریاد سنتا ہے ناں۔۔۔ایک بار پھر جھولی پھیلائے میں اپنی بہن کی زندگی مانگ رہی ہوں۔۔۔ہمیشہ کی طرح میری دعا قبول کر کے میرا مان رکھ لینا۔۔۔۔""""

وہ کتنی ہی دیر۔۔۔بڑے مان سے اللہ سے دعا مانگتی رہی۔۔۔کہ اللہ اس کا مان کبھی نہیں ٹوٹنے دے گا۔۔۔کیا اعتبار تھا۔۔۔کیا یقین تھا۔۔۔یہی یقین ہماری نجات ہے۔۔۔

جب دعا میں رو رو کر دل ہلکا ہو گیا تو وہ اٹھی اور قرآن پاک لے کر بیٹھ گئی۔۔۔دل

کے سکون کے لیے اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے۔۔۔اور فجر کی اذان ہونے تک وہ قرآن پڑھتی رہی۔۔۔اس وقت ذہن میں ماہم کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔۔۔بس ماہم تھی۔۔۔اور اس کی زندگی کی دعا۔۔۔اس کی شفا کی التجا۔۔۔۔اور بس۔۔۔

آج یونی ورسٹی جانے کا بالکل دل نہیں تھا۔۔۔ماہم کے بغیر لونیورسٹی قید خانہ لگتی تھی۔۔۔اس نے ہسپتال ماہم کے پاس جانے کا سوچا۔۔۔پھر کل والا وہ واقعہ اس کے ذہن میں آ گیا۔۔۔وہ لڑکا۔۔۔اور اس کی وہ آنکھیں۔۔۔۔آبش نے ڈر کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔۔۔پھر بند آنکھوں کے سامنے ماہم کا چہرہ آ گیا تھا۔۔۔

نہیں وہ جائے گی۔۔۔ضرور جائے گی۔۔۔ایک لڑکے سے ڈر کر وہ اپنی دوست کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔اگر اسے ہوش آ گیا اور اس نے پوچھ لیا کہ آبش کدھر ہے تو۔۔۔؟اسے کتنا برا لگے گا کہ اس کی دوست ہے ہی نہیں اس کے پاس۔۔۔بس وہ اندھیرا ہونے سے پہلے گھر آ جائے گی۔۔۔وہ سوچے جا رہی تھی اور پھر حتمی فیصلہ کر لیا کہ وہ ضرور جائے گی۔۔۔اپنے ماما بابا کو بتا کر وہ ڈرائیور کے ساتھ

ہسپتال آ گئی۔۔۔ابھی تک ماہم کے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی۔۔۔اس

کے گھر والے اور ڈاکٹرز سب بہت پریشان تھے۔۔۔ماہم کے بارے میں سن کر آبش کو بہت رونا آرہا تھا۔۔۔اسنے رات کتنی دعائیں کی تھیں۔۔۔اللہ پاک نے ابھی تک قبول نہیں کی تھی۔۔۔لیکن وہ کبھی اللہ سے ناامید ہو جانے والوں میں سے نہیں تھی۔

آبش کو ہسپتال آئے ہوئے کافی وقت ہو گیا۔۔۔وہ تب سے بیٹھی رو رو کر اللہ سے دعائیں کر رہی تھی۔۔۔کافی دیر مسلسل رونے سے آبش کی طبیعت خراب ہونے لگی۔۔۔اسے لگ رہا تھا کہ اس کا سانس بند ہو جائے گا۔۔۔اس لیے وہ وہاں سے اٹھی اور چھت پر کھلی فضا میں جانے کا سوچا۔۔۔وہ لفٹ کی بجائے سیڑھیوں سے اوپر جا رہی تھی۔۔لفٹ میں اور سانس بند ہونے کا خدشہ تھا۔۔۔چھت فورتھ فلور پر تھی اور وہ گراؤنڈ فلور سے اوپر جا رہی تھی۔۔۔ابھی اس نے دوسرے فلور کی ہی سیڑھیاں چڑھی تھی کہ اسے لگا کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔۔۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا کوئی نہیں تھا۔۔۔اس نے اچھی طرح ادھر ادھر دیکھ کر اپنی تسلی کی اور جب مکمل اطمنان ہو گیا کہ کوئی نہیں ہے تو وہ پھر سے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔۔۔اسنے پیلے رنگ کی شرٹ پہنی ہوئی تھی اور ساتھ سفید ٹراؤزر پہنا تھا۔۔۔اور پیلے رنگ کا ڈوپٹہ حجاب کی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

طرح لیا ہوا تھا۔۔۔اس پر یہ رنگ بہت جچ رہا تھا۔۔۔

وہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔۔۔اور اس کی طبیعت مزید بگڑتی جا رہی تھی۔۔۔اسے محسوس ہونے لگا کہ ابھی اسے قے آجائے گی۔۔۔اس لیے تیسرے فلور میں ہی کسی واش روم میں جانے کا سوچا۔۔۔یہاں پر ابھی کنسٹرکشن ہو رہی تھی اس لیے وہاں پر مریض نہیں تھے۔۔۔آبش بھاگتی ہوئی واش روم میں آگئی۔۔۔اب کھڑا ہونا محال تھا۔۔۔نا جانے کیوں ایسی طبیعت ہو رہی تھی۔۔۔پہلے تو کبھی بھی یوں نہیں ہوا تھا۔۔۔آبش وہیں واش روم کے فرش پر بیٹھ گئی۔۔۔اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا لی۔۔۔قے آنے کے بعد طبیت قدرے بہتر ہوئی تھی۔۔۔وہ اٹھی اور منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔۔۔اتنے میں واش روم کا دروازہ بجنا شروع ہو گیا۔۔۔اور آبش کے اندر خوف کی ایک لہر دوڑی تھی۔۔۔اس پورے فلور پر کوئی نہیں تھا اور اس طرح یوں دروازہ بجنا۔۔۔یا خدا۔۔۔اس کا دل حلق تک آگیا تھا۔۔۔ایک بار پھر زور سے دروازہ بجا۔۔۔آبش نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔اب لگاتار دروازہ بجنا شروع ہو گیا۔۔۔آبش کو ایسا لگا کوئی دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔۔۔یا اللہ یہ کیا ہو رہا تھا۔۔۔وہ اکیلی ہے یہاں۔۔۔اللہ جی مجھے اکیلے مت چھوڑنا۔۔۔مجھے ہمت

دیں۔۔۔مجھے اس مشکل وقت سے نکال دیں۔۔۔وہ مسلسل دعائیں کر رہی تھی۔۔۔

وہ کب تک یوں منہ اٹھائے کھڑی رہے گی۔۔۔اب دروازہ بھی بجنا بند ہو چکا تھا۔۔۔اس نے بہت ہمت کی۔۔۔اور جب مزید کچھ دیر تک دروازہ نہیں بجا تو اس نے دروازہ کھول دیا۔۔۔۔سامنے وہی لڑکا کھڑا تھا۔۔۔اور اس کے ہاتھ میں۔۔۔۔۔آبش کی زوردار چیخ پورے فلور پر گونج گئی۔۔۔۔وہ ہاتھ میں ہتھوڑی لیے کھڑا۔۔۔آبش کو دیکھ رہا تھا۔۔۔آبش نے اس کو دیکھتے ہی بھاگنا شروع کر دیا۔۔۔نیچے جانے کا راستہ دوسری طرف تھا جس طرف وہ لڑکا کھڑا تھا۔۔۔اس لیے وہ مخالف سمت میں دوڑی۔۔۔وہ اندھا دھند بھاگ رہی تھی۔۔۔خوف کے باعث اس کا سارا جسم پسینے سے شرابور تھا۔۔۔ایک وارڈ سے دوسرے وارڈ۔۔۔دوسرے سے تیسرے۔۔وہ بس بھاگی جا رہی تھی۔۔۔اس فلور پر بجلی بھی بس شروع کے وارڈز میں تھی۔۔۔اگلے کمرے اندھیرے میں ڈوبے ہوئے تھے۔۔۔آبش کو اندھیرے سے بہت خوف آتا تھا۔۔۔اور اس وقت حالت ہی کچھ ایسی تھی۔۔۔اس نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔۔۔وہ اب مزید آگے نہیں جا سکتی تھی۔۔۔آگے بہت بھیانک اندھیرا تھا۔۔۔اس لیے وہ دوسرے راستے سے اپنے پیچھے دیکھتی واپسی کے لیے بڑھی

کہ اچانک کسی سے زور سے ٹکرائی تھی۔۔۔اس نے زور سے چیخیں مارنا شروع کر دیں۔۔۔جس سے ٹکرائی تھی اندھیرے کے باعث اسے دیکھ نہیں پائی تھی۔۔۔آبش وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی لیکن اس کی گرفت مضبوط تھی۔۔۔ڈر کے مارے سارا وجود کانپ رہا تھا۔۔۔

""""آبش جسٹ ریلکس۔۔کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔اتنا کیوں ڈری ہوئی ہیں۔۔۔""""

گرفت ڈھیلی ہو گئی تھی۔۔۔اب اس کا بہت پیار سے ہاتھ پکڑ کر سہلا رہا تھا۔۔۔یہ لمس۔۔۔یہ آواز جانی پہچانی تھی۔۔۔ایک دم سے آبش کی ایک بیٹ مس ہوئی۔۔۔۔پر سانسوں کی رفتار جو پہلے ہی تیز تھی۔۔۔مزید تیز ہو گئی۔۔۔وہ آگیا تھا۔۔۔اللہ نے اسے اس کے لیے مسیحا بنا کر بھیجا تھا۔۔۔آبش اب ذرا ریلکس ہوئی تھی۔۔۔کانپنا بند کر دیا تھا۔۔۔پر وہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔اس نے بھی دوبارہ کوئی بات نہیں کی تھی۔۔بس ہاتھ پکڑ کر اسے پیار سے سہلا رہا تھا۔۔۔یہ اسے ریلیکس کرنے کی ایک کوشش تھی۔۔۔پھر وہ اسے لیے باہر کی طرف جانے لگا۔۔۔آبش کو اچانک وہ لڑکا یاد آیا۔۔وہ باہر نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔باہر وہ ہتھوڑا پکڑے کھڑا تھا۔۔۔وہ دونوں کو مار دیتا۔۔۔اس بار اس نے زور سے ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔

""""آبش۔۔۔آپ کیوں ڈر رہی ہیں۔۔۔میرے ہوتے ہوئے آپ کو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔ڈرنا بند کریں۔۔۔آئیں یہاں سے چلتے ہیں۔۔۔""""

پھر بھی آبش کی گرفت ڈھیلی نہیں ہوئی۔۔۔وہ واقعی بہت ڈر گئی تھی۔۔۔اور وہ فی الحال باہر نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔

""""آبش آپ مت ڈریں پلیز۔۔۔اگر آپ باہر نہیں جانا چاہتی تو میں آپ کی بات ہی مانوں گا ظاہر ہے۔۔۔لیکن میرے پر اگر تھوڑا سا بھی ٹرسٹ ہے تو میرے ساتھ چلیں۔۔۔میں وعدہ کرتا ہوں میرے ہوتے ہوئے آپ کو ایک خراش بھی نہیں آئے گی۔۔۔""""

پتا نہیں ایسا کیا تھا اس میں کہ اس پر یقین کیسے نہ کرتی۔۔۔وہ اس کے ساتھ چل پڑی۔۔۔لیکن ابھی تک ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔۔۔

وہ اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے چل رہی تھی۔۔۔اور وہ اس وقت خود کو دنیا کا سب سے خوش نصیب انسان سمجھ رہا تھا۔۔۔اس سے بڑی خوش نصیبی کیا ہو سکتی تھی

کہ آج پہلی بار وہ خود اس کے اتنے پاس۔۔۔اتنے ساتھ کھڑی تھی کہ اس کی سانسوں کی حرارت بھی اسے محسوس ہو رہی تھی۔۔۔وہ آہل تھا۔۔۔ہاں آہل۔۔۔آبش کا آہل۔۔۔وہ تو اس کا نام سننے سے مہک جاتا تھا۔۔۔اور اب تو وہ شمع خود پروانے کے پاس آئی تھی۔۔۔بلاشبہ آہل کے لیے یہ جنت کے پلوں میں سے کچھ پل تھے۔۔۔وہ اور آہل اس وارڈ میں آگئے جہاں لائیٹ آ رہی تھی۔۔۔اس وارڈ میں تین چار بیڈ بے ترتیبی سے پڑے ہوئے تھے۔۔۔آہل نے ان میں سے ایک بیڈ پر اسے بیٹھایا اور خود بالکل اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔۔۔

دونوں نے ابھی تک ایک دوسرے کو نظریں اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔۔۔

""آبش میں آپ کے لیے پانی لاتا ہوں۔۔آپ ڈرنا بند کریں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔اب میں آگیا ہوں۔۔۔""

وہ آہل تھا اور واقعی اس کے ہوتے ہوئے کیسے اس کی آبش کو کچھ ہو سکتا تھا۔۔۔

وہ کچھ نہیں بولی۔۔۔بس اس کا ہاتھ پکڑے وہیں بیٹھی رہی۔۔۔۔اگر آج آہل نہ آتا تو اس کا کیا ہوتا۔۔۔وہ لڑکا تو اسے مار ہی دیتا۔۔۔اس سے آگے آبش کا دماغ کام ہی نہیں کر رہا تھا۔۔۔

آہل اسے تسلی دینے کے لیے اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔وہ اسے محسوس کروانا چاہتا تھا کہ وہ اب بالکل محفوظ ہے۔۔۔۔آبش کا سر بہت بھاری ہو رہا تھا۔۔۔پھر سے عجیب سے گھٹن محسوس ہونے لگی۔۔۔یہ سب کیوں ہو رہا تھا۔۔۔پہلے تو کبھی نہیں ہوا تھا۔۔۔آبش نے بے دھیانی میں اپنا سر آہل کے کندھے پر رکھا تھا۔۔۔وہ اب مزید سر کا وزن برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔وہ اس وقت کچھ سوچنے سمجھنے کی کیفیت میں نہیں تھی۔۔۔بس آہل اسے اس وقت دنیا کی سب سے محفوظ پناہ لگا تھا۔۔۔اور وہ بہت سکون محسوس کر رہی تھی۔۔۔لیکن آہل۔۔۔۔اس نے جیسے ہی اس کے کندھے پر سر رکھا اس کی ایک بیٹ مس ہوئی۔۔۔کتنا خوبصورت احساس۔۔۔اللہ نے کیسے دنیا جہاں کی ساری نعمتیں لا کر اس کی جھولی میں ڈال دی تھیں۔۔۔جادو نگری سے بھی خوبصورت منظر۔۔۔بلکہ اس کا سب سے حسین منظر۔۔۔۔وہ سفید فراک پہنے۔۔۔سر پر وہی موتیوں کا تاج پہنے۔۔۔آہل کے ساتھ یوں ہی بیٹھی تھی۔۔۔کس قدر خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔آہل کا ہاتھ پکڑے وہ غور سے اس کے ہاتھ دیکھ رہی تھی۔۔۔اب اس نے بھی آہل کے کندھے پر سر رکھا تھا۔۔۔۔دونوں طرف جادو نگری ہی تھی۔۔۔ہوا سے اس کے بال بار بار اڑ کر آہل کے چہرے سے ٹکراتے تھے۔۔۔ان کے ٹکرانے سے آہل کی سانسوں کی رفتار تیز ہو جاتی تھی۔۔۔آہل پوری

زندگی یوں ہی بیٹھے ہوئے گزار دینا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن پھر۔۔۔ جادو نگری والی آبش اٹھتی ہے۔۔۔اور اس خوبصورت پانی کی جھیل کی طرف چلنا شروع کر دیتی ہے۔۔۔ آنکھوں میں شرارت بھری ہوئی ہے۔۔۔ آہل سے اس کا دور جانا کہاں برداشت ہوتا ہے۔۔وہ بھی اس کے پیچھے چلنا شروع کر دیتا ہے۔۔۔وہ آرام آرام سے قدم اٹھائے۔۔۔ کوئی دھن گنگنائے چلے جا رہی ہے۔۔۔اور آہل اس کے قدم کے نشانوں پر اپنے پاؤں رکھتا ہوا۔۔اس کے پیچھے بڑھتا ہے۔۔پھر وہ نیلے پانیوں والی جھیل کے کنارے رک جاتی ہے۔۔۔ جھک کر اپنے ہاتھوں میں پانی بھرتی ہے۔۔۔ پانی ہاتھوں میں لیے وہ مڑ کر شرارت سے آہل کو دیکھنے لگ جاتی ہے۔۔۔ آہل اس کی شرارت اچھی طرح سمجھ چکا ہوتا ہے۔۔۔اس کا دل کر رہا ہوتا ہے کہ آبش یہ شرارت کر لے۔۔۔ آہل بہت پیار سے اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہے۔۔۔ جس میں شرارت بھری ہوئی ہے۔۔۔اچانک ان آنکھوں میں شرارت کی جگہ غصہ آ جاتا ہے۔۔۔ آہل کا دل دہل جاتا ہے۔۔۔وہ غصے سے پانی اس کے منہ پر پھینکتی ہے۔۔۔یہ کیا وہ پانی نہیں۔۔۔ بلکہ کالی سیاہی ہوتی ہے۔۔۔اچانک جھیل کے پانی کا رنگ بھی کالا ہو جاتا ہے۔۔۔ ہر چیز سیاہی میں ڈوب جاتی ہے۔۔۔اور آبش زور سے چلاتی ہے۔۔۔

"""قاتل۔۔۔""""""""""""""

آہل جادو نگری سے باہر آیا۔۔۔آبش اب بھی اپنا سر اس کے کندھے پر رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔آہل نے اب اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔۔کس قدر معصوم اور خوبصورت تھا۔۔۔اس میں کہیں بھی آہل کے لیے غصہ نہیں تھا۔۔۔بس وہ پر سکون سے ہو کر۔۔۔آنکھیں بند کیے۔۔۔بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔جیسے آہل کی پناہ میں کس قدر خوش ہو۔۔۔پتا نہیں کیوں۔۔۔آہل کی آنکھوں میں آنسو آگ ئے۔۔۔وہ اب اسے دیکھ کر جادو نگری میں نہیں گیا تھا۔۔۔اس آبش کو تو پتا تھا۔۔۔آہل قاتل ہے۔۔۔اور جب اسے پتا لگے گا۔۔۔؟؟آہل اس کے آگے سوچنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔آہل نے اب آبش کے چہرے کو غور سے دیکھا تھا۔۔۔اس کا چہرہ پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔۔۔

آہل کو یہاں شہروز نے بلایا تھا۔۔۔وہ کل جب اپنی ماما کو کال کر رہی تھی تب۔۔۔شہروز کی نظر اس پر پڑی تھی۔۔وہ اسی ہسپتال میں جاب کر رہا تھا۔۔شہروز کو وہ کچھ جانی پہچانی لگی۔۔۔کافی دیر سوچنے اور غور سے دیکھنے پر یاد آیا کہ یہ تو آبش ہے۔۔۔پھر اچانک اسے وہ رات یاد آئی جب آہل اس سے جدا ہوا تھا۔۔۔اور سب اس آبش کی وجہ سے ہوا تھا۔۔۔وہ اسے چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے لندن چلا گیا تھا۔۔۔اور

کس طرح اس کی نکاح میں ہوتے ہوئے۔۔۔کسی غیر محرم لڑکے کے ساتھ رات گئے گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔۔۔شہروز کو اس پر بہت غصہ آیا تھا۔۔۔پھر اس نے آہل کو فون کر کے بتایا کہ اس کے لیے سرپرائز ہے۔۔۔آبش ہسپتال آئی ہوئی ہے۔۔۔پھر آہل سے بات کرنے پر اسے سچائی کا پتا لگا کہ آبش کسی غیر مرد کے ساتھ نہیں بلکہ اپنے بھائی کے ساتھ تھی۔۔۔

رات کے وقت شہروز اپنی ڈیوٹی سے فارغ ہو کر فلیٹ پر جا رہا تھا کہ آبش کو دیکھا۔۔۔آبش کچھ پریشان سی لگی۔۔۔اسے لگا کہ شاید وہ جس کے لیے ہسپتال آئی ہے۔۔۔اسے کچھ ہو گیا۔۔۔وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔۔۔اس سے پریشانی کی وجہ پوچھنا چاہتا تھا۔۔۔لیکن اس نے تو شہروز کو دیکھ کر بھاگنا شروع کر دیا۔۔۔پھر شہروز نے پیچھا نہیں کیا۔۔۔اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر گھر آ گیا۔۔۔

پھر آج اس نے آبش کو پریشانی میں اوپر جاتے ہوئے دیکھا۔۔۔اوپر کوئی بھی نہیں تھا۔۔شہروز کو اس کی فکر ہوئی۔۔آبش کی طبیعت اسے صحیح نہیں لگ رہی تھی۔۔۔اس لیے وہ اس کے پیچھے آیا۔۔۔پھر اس نے بھاگتے ہوئے آبش کو واش روم میں جاتے ہوئے دیکھا۔۔۔وہ گرتے پڑتے عجیب طریقے سے بھاگی تھی۔۔۔کافی

دیر ہو گئی وہ باہر نہیں نکلی۔۔۔

پھر شہروز ادھر گیا۔۔۔دروازہ بجایا۔۔۔

""""آبش آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟""""

پر شاید ساؤنڈ پروف دیواریں ہونے کی وجہ سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔۔۔ تقریباً دس منٹ تک وہ دروازہ بجاتا رہا۔۔۔اسے لگا۔۔۔ شاید آبش اندر بے ہوش ہو گئی ہے۔۔۔اسلیے وہ پاس ہی مستری مزدوروں کی چیزوں میں سے ہتھوڑی نکال لایا۔۔تاکہ دروازہ توڑ سکے۔۔۔وہ ابھی دروازے کے قریب گیا بھی نہیں تھا کہ اچانک دروازہ کھلا۔۔۔اور آبش نے اسے دیکھ کر چیخیں مارنا شروع کر دیں۔۔۔ شہروز کو آبش کے اس ری ایکشن کی سمجھ نہیں آئی۔۔۔وہ چیخیں مارتی ہوئی بھاگنا شروع ہو گئی۔۔ شہروز کو اس کی دماغی حالت پر شک ہوا تھا۔۔۔اتنے میں آہل کا فون آیا۔۔۔وہ اس کے بلانے پر ملتان آ گیا تھا۔۔۔آبش کا سن کر کہاں رہ سکتا تھا۔۔۔ شہروز نے اسے اوپر بلا لیا۔۔۔ساری بات اسے بتائی۔۔آہل اسے ڈھونڈتا ہوا پیچھے آیا تھا۔۔۔اور پھر وہ اسے اس حالت میں ملی۔۔۔۔

""""آبش آپ کس لیے اتنا ڈری ہوئی ہو۔۔۔؟آپ کی طبیعت ٹھیک ہے ناں۔۔۔؟ دیکھیں میں آگیا ہوں ناں۔۔۔اگر کوئی بھی مسلہ ہے۔۔۔آپ مجھے بتا سکتی ہیں۔۔۔""""

آبش کا چہرہ یوں پسینے میں بھیگا دیکھ کر آہل نے پوچھا۔۔

آبش نے اپنا سر اٹھایا تھا۔۔۔اس نے اب نظر اٹھا کر آہل کی طرف دیکھا تھا۔۔۔آہل کو اس کی نظریں اس بار بالکل مختلف لگی تھیں۔۔۔ان میں کچھ الگ تھا۔۔۔کوئی خوبصورت سا رنگ۔۔۔کوئی بے حد پیارا احساس۔۔۔کہیں محبت تو نہیں۔۔۔نہیں اس کی قسمت اتنی اچھی کہاں ہے کہ آبش اس سے محبت کرے۔۔۔

آبش نے ایک نظر دیکھ کر نظریں جھکا لیں تھی۔۔۔اسے آہل آج ہمیشہ سے زیادہ اچھا اور پیارا لگا تھا۔۔

""""آبش اگر آپ مجھے بتائیں گی نہیں تو کیسے آپ کی مشکل حل ہو گی۔۔۔؟میں وعدہ کرتا ہوں میں آپ کی پریشانی دور کر دوں گا۔۔۔""""

''''وہ۔۔۔''''ایک بار پھر سارا منظر آبش کی نظروں کے سامنے سے گزرا۔۔اور اس نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔

''''اچھا ٹھیک ہے آپ نہیں بتانا چاہتی مت بتائیں۔۔۔آجایں نیچے چلتے ہیں۔۔۔آپ کس لیے ہسپتال آئی ہیں۔۔۔؟سب خیر ہے ناں۔۔۔؟''''

''''مجھے گھر جانا ہے۔۔۔''''

بس آبش نے اتنا سا ہی کہا۔۔۔بہت گھبرائی ہوئی آواز تھی۔آہل سے اب برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔جو آبش کی حالت ہو رہی تھی۔۔۔

آہل نے بہت پیار سے اسے کھڑا کیا تھا۔۔۔اور اسے ساتھ لیے نیچے جا رہا تھا۔۔۔وہ لفٹ کے ذریعے نیچے آگ ئے۔۔۔نیچے آکر آہل اسے اپنی گاڑی کی طرف لے آیا۔۔تا کہ اسے گھر چھوڑ آئے۔۔۔

''''آپ میرے ڈرائیور کو بلا دیں ادھر ہی۔۔۔''''

آہل کی گاڑی کے پاس پہنچ کر آبش نے کہا۔۔

''''میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں آبش۔۔۔آپ کی طبیعت نہیں ٹھیک ہے۔۔۔"

آہل نے اسی پیار بھرے لہجے میں کہا۔

''''نہیں آپ آلریڈی بہت احسان کر چکے ہیں میرے پر۔۔۔آپ بھی کسی کام سے ہی آئیں ہوں گے۔۔۔آپ وہ کام کر لیں۔۔۔میری فکر نہ کریں۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔۔ڈرائیور کو کال کر کے ادھر ہی بلا دیں۔۔۔""""

اسے اب ہوش آیا تھا۔۔۔وہ آہل کو اور تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی۔۔

''''آبش آپ سے بڑھ کر میرے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔""""

آہل نے جب کہا تو اس کی آواز بھری ہوئی تھی۔۔۔اور آبش کی یہ بات سن کر نا جانے کیوں بہت خوشی ہوئی تھی۔۔۔لیکن پھر بھی وہ آہل کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

''پلیز۔۔آپ ڈرائیور کو بلا دیں۔۔۔""""

اب آبش کہہ رہی تھی تو وہ کیسے انکار کر سکتا تھا۔۔۔اس نے اپنی گاڑی کا دروازہ کھول

کر آبش کو بٹھایا۔۔اور خود بونٹ کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا۔۔۔ڈرائیور کو فون ملانے لگ گیا۔۔۔

آبش کو آہل کی پشت نظر آرہی تھی۔۔۔ناجانے اس انسان میں کیا تھا۔۔۔کوئی جادو تھا شاید۔۔۔جو وہ خود کو بہت پر سکون محسوس کر رہی تھی۔۔۔اور اس کی طرف کھینچتی ہی چلی جارہی تھی۔۔۔کتنا احترام اور عزت کرتا تھا۔۔۔اور کتنی قدر۔۔۔وہ اتنے خالص جذبے کو کب سے ٹھکرا رہی تھی۔۔

آہل نے ونڈ سکرین میں سے ایک نظر آبش کو دیکھا تھا۔۔۔اور دونوں کی نظریں ملی تھیں۔۔۔آبش اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔۔جس پر آہل نے نظریں جھکا لیں تھیں۔۔۔۔

اتنی عزت کون دے سکتا تھا اسے۔۔۔اس نے سوچ لیا تھا کہ جب کل بابا جواب پوچھیں گے تو وہ آہل سے ہی رشتہ قائم رکھنے کا کہہ دے گی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈرائیور گاڑی لے کر آ گیا۔۔۔آہل نے آگے جا کر گاڑی کا دروازہ کھولا تھا اور آبش باہر آ گ ئی۔۔۔اور چل کر اپنی گاڑی کی طرف جانے لگی۔۔

پتا نہیں جب بھی وہ دور جاتی تھی آہل کا دل بند ہونے لگتا تھا۔۔۔

""آبش رکیں۔۔۔""

آہل نے پیچھے سے پکارا تھا۔۔

آبش رک گ ئی تھی۔۔۔اور پیچھے مڑی تھی۔۔

اور سوالیہ نظروں سے آہل کی طرف دیکھا تھا۔۔۔اور آہل اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔اس پر دھوپ پر رہی تھی۔۔۔اور دھوپ میں اس کا چہرہ کسی ہیرے کی طرح چمک رہا تھا۔۔۔ایک بار پھر سے سارے سوال۔۔۔سارے جواب۔۔۔سارے الفاظ ختم ہو گ ئے تھے۔۔۔آس پاس کے سارے لوگ بھی غائب ہو گ ئے تھے۔۔۔بس وہ تھا اور اس کی آبش۔۔۔جو کہ اس وقت اس پیلے رنگ میں اور اس سنہری سورج کی روشنی میں اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ آہل کا دل کیا وہ پوری زندگی۔۔۔اسی طرح اس کے سامنے کھڑی رہے۔۔۔اور وہ اسے دیکھتا رہے۔۔۔

آہل کو یوں محو دیکھ کر وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ اب کچھ نہیں بولے گا۔۔۔اس نے آہل کی طرف دیکھا۔۔۔ مسکرائی اور گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی۔۔۔

وہ کب کی جا چکی تھی۔۔۔ لیکن آہل کے خیالوں میں وہ اب تک وہیں۔۔۔اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔وہ کافی دیر یوں ہی کھڑا۔۔اپنے خیالوں میں کھڑا اسے دیکھتا رہا۔۔۔ہوش تب آیا جب پیچھے سے کسی نے اس کا کاندھا ہلایا۔۔۔

وہ ریشم تھی۔۔۔جو کھڑی اسے ہلا رہی تھی۔۔۔

""""مجھے اندر اکیلا بیٹھا کر تم اپنے دوست سے ملنے گئے تھے ناں۔۔۔تو یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔؟""""

آہل کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔اور ریشم وہ مسکراہٹ پہچان گئی تھی۔۔۔

""""آہل تم نے ابھی ضرور آبش کو دیکھا ہے۔۔۔جو اتنا بلش کر کے مسکرا رہے ہو۔۔۔ہے ناں۔۔۔؟""""

اور آہل پھر آگے سے مسکرا دیا۔۔۔

""آہل کے بچے۔۔ تم نے مجھے نہیں ملوایا۔۔؟ میں نے تمہیں کہا تھا ناں۔۔۔ میں نے بھی ملنا ہے۔۔۔""

وہ اب براسا منہ بنا کر آہل سے کہہ رہی تھی۔۔۔

""اچھا اگلی بار ملواؤں گا۔۔۔ ابھی چلو شہر وز ویٹ کر رہا ہے ہمارا۔۔""

پھر وہ دونوں اندر چلے گئے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آبش گھر آگئی۔۔ گھر آکر فریش ہوئی۔۔۔ آج کے واقعے کیوجہ سے وہ بہت ڈر گئی تھی۔۔۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اگر آہل نہ آتا تو آج کیا ہو جاتا۔۔۔

پر آہل تو لندن تھا ناں۔۔۔ تو ادھر ملتان کیا کر رہا تھا۔۔۔ اور اگر اب ملتان میں ہوتا ہے تو ایک بار بھی وہ میرے سے ملنے نہیں آیا۔۔۔ کیا واقعی وہ بھول گیا ہے۔۔۔؟ یا اس کی محبت ختم ہو گئی۔۔۔ نہیں نہیں آج کیسے وہ مجھے اس حالت میں دیکھ کر ڈر گیا تھا۔۔۔ کیسے اس نے میرا خیال رکھا۔۔۔ وہ محبت ابھی تک ہے۔۔۔۔ وہ خود سے

سوچے جارہی تھی۔۔۔

پروہ کب سے گھر آئی ہوئی ہے۔۔اسے ایک بار کال کرکے اس کی خیریت تو پوچھنی چاہیے تھی ناں۔۔۔

رات کو وہ نماز پڑھ کر جائے نماز پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔ماما بابا ہسپتال ماہم کا پتا کرنے گ ئے تھے۔۔۔وہ ابھی فی الحال ہسپتال نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔اس نے صبح سے آہل کی کال کا بہت انتظار کیا تھا۔۔۔پر آہل کی کال نہیں آئی تھی۔۔۔وہ اب جائے نماز پر بیٹھی اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔کہ اچانک اس کے کمرے کا دروازہ کھلا۔۔۔آبش نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔۔وہ آہل تھا۔۔۔ہاں وہ وہی تھا۔۔۔وہ آگیا تھا۔۔۔اور اس بار بیک ڈور سے نہیں فرنٹ ڈور سے آیا تھا۔۔۔اس نے بلیک شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔۔۔وہ آبش کو بلیک کلر میں بہت پیارا لگا تھا۔۔۔اس نے آتے ہوئے دروازہ کھلا رہنا دیا۔۔۔اور صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

آبش اسے دیکھ کر خوش ہوئی تھی۔۔۔جو ابھی کچھ دیر پہلے وسوسے آرہے تھے۔۔۔وہ سب ختم ہو گ ئے تھے۔۔۔اس نے آہل کو سلام کیا اور خود جائے نماز فولڈ کرکے بیڈ پر بیٹھ گ ئی۔۔۔

وہ خاموش بیٹھی آہل کے بولنے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔پھر آہل نے بول کر خاموشی توڑی۔۔

""""اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔۔۔؟""""

""""اب ٹھیک ہے۔۔""""

""""آپ کو کیا ہوا تھا۔۔۔؟ڈری ہوئی لگ رہی تھی۔۔سب خیر تھی ناں۔۔۔؟""""

آہل نظریں جھکائے اس سے پوچھ رہا تھا۔۔

""""جی بس میں ڈر گئی تھی۔۔""""

بس آبش نے اتنا بتانا مناسب سمجھا۔۔۔اگر ہتھوڑی ہوا لا واقعہ بتاتی تو یقیناً آہل پریشان ہو جاتا۔۔۔اور وہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

""""آپ پاکستان کب آئے۔۔۔؟""""

آبش نے آہل سے پوچھا تھا۔۔

""""ابھی کچھ دن پہلے آیا ہوں۔۔۔آپ بتائیں آنٹی انکل کدھر ہیں۔۔۔؟""""

""""وہ ماما بابا ہاسپٹل گۓ ہوئے ہیں۔۔۔""""

""""خیر تو ہے۔۔؟کون ایڈمیٹ ہے۔۔؟آپ بھی گئی ہوئی تھیں۔۔اور اب وہ۔۔۔""""

آہل نے پوچھا تھا۔۔۔

آبش افسردہ ہو گئی۔۔۔

""""میری دوست ہے ماہم۔۔۔وہ جس کا میں نے بتایا تھا ناں کہ کیسے کسی گاڑی نے پیچھے سے ہماری گاڑی کو ہٹ کیا۔۔۔وہ ماہم کے جا کر لگی۔۔۔وہ کومہ میں چلی گئی۔۔۔

آپ کو پتا ہے جس رات میں نے آپ کو بتایا تھا ناں۔۔۔اس سے اگلے دن وہ بالکل ٹھیک ہو گئی تھی۔۔۔میرے ساتھ یونی ورسٹی جاتی تھی۔۔۔میرے گھر بھی آتی تھی۔۔۔لیکن پھر اچانک پتا نہیں کیا ہوا۔۔۔وہ بے ہوش ہو گئی۔۔۔اور ابھی تک ہوش نہیں آیا۔۔۔ڈاکٹرز کہہ رہے ہیں شاید تب کوئی اندرونی چوٹ لگ گئی

تھی۔۔۔جو پہلے ظاہر نہیں ہوئی۔۔۔اور اب ہو گئی ہے۔۔۔""

وہ آہل کو بتائے جا رہی تھی۔۔۔اور آہل پر وہ الفاظ قہر بن کر ٹوٹ رہے تھے۔۔۔وہ ابھی زندہ تھی۔۔۔اس رات اس کی دعا قبول کر لی گئی تھی۔۔۔پر۔۔۔اسے معاف نہیں کیا گیا تھا۔۔۔وہ واقعی قاتل تھا۔۔۔ایک جان اس کے وجہ سے کس قدر تکلیف میں تھی۔۔۔کتنے درد میں تھی۔۔۔اس کی روح ایک بار پھر سے کھینچ لی گئی تھی۔۔۔وہ آج جتنا خوش تھا ناں۔۔۔اس پر اتنا ہی پھندا تنگ کر لیا گیا تھا۔۔۔

آبش کی آنکھوں میں پہلی بار اسے اپنے لیے اپنایت۔۔۔خوشی۔۔۔کوئی خوبصورت سا رنگ نظر آیا تھا۔۔۔لیکن وہ آبش کو دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتا۔۔۔وہ اس کے ساتھ سکون سے زندگی گزارنا چاہتا تھا۔۔۔کسی بھی پچھتاوے کے بغیر۔۔۔خوشی کی زندگی۔۔۔وہ آبش کو اندھیرے میں نہیں رکھے گا۔۔۔وہ آج ہی سچ بتا دے گا۔۔۔وہ اس سے پاؤں میں گر کر معافی بھی مانگ لے گا۔۔۔لیکن کسی قسم کے جھوٹ پر ہر گز آگے نہیں بڑھے گا۔۔۔وہ آبش تھی۔۔۔اس کی آبش۔۔۔اس کے جسم۔۔۔اس کی روح کی وارث۔۔۔اس کا سب جاننے کا حق تھا۔۔۔

آہل کو اس طرح خاموش دیکھ کر آبش نے پھر بولنا شروع کیا۔۔۔

""آپ کو پتا ہے۔۔ میری کوئی بہن نہیں ہے ناں۔۔۔ لیکن وہ میری بہن ہے۔۔۔ میرے ہر راز سے آشنا۔۔۔اس دنیا میں واحد۔۔۔ جسے میرے بارے میں سب کچھ پتا تھا۔۔۔۔

اسے آپ کے بارے میں بھی پتا تھا۔۔۔ سب کچھ۔۔۔اور آپ کو پتا ہے۔۔۔اسے آپ سے ملنے کا بھی بڑا شوق تھا۔۔۔پر دیکھیں آپ اب آئیں ہیں۔۔۔اور کتنے افسوس کی بات ہے۔۔۔وہ آپ سے مل ہی نہیں سکتی۔۔۔""

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ پتا نہیں اور بھی کیا کیا بولے جا رہی تھی۔۔اور آہل کا احساسِ ندامت بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔پتا نہیں آبش کی باتیں سن کر رونا آ رہا تھا۔۔آج وہ پہلی بار اتنا کھل کر باتیں کر رہی تھی۔۔۔آہل سے اور سنا نہیں گیا۔۔۔وہ اٹھا اور آبش کے پاس جا کر اس کی ٹانگوں کے پاس گھٹنوں کے بل جا کر بیٹھ گیا۔۔۔

آبش اس کے اس عمل سے گھبرا گئی۔۔۔

""یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟ نیچے کیوں بیٹھے ہیں۔۔۔؟ اٹھیں یہاں سے پلیز۔۔۔اوپر

آکر بیٹھیں۔۔۔""""

""""آبش سنیں۔۔۔مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔""""

""""ہاں تو بات کریں ناں۔۔پر پلیز یوں مت بیٹھیں۔۔۔آپ یوں میرے قدموں میں نہیں بیٹھ سکتے۔۔۔رکیں میں ہی آپ کے ساتھ نیچے آکر بیٹھ جاتی ہوں۔۔۔""""

آبش کھڑی ہونے لگی۔۔

""""آبش پلیز پلیز بیٹھ جایں۔۔۔میری اوقات آپ کے قدموں میں ہی ہے۔۔۔میری بات سن لیں۔۔۔بہت ہمت کرکے کہنے لگا ہوں۔۔۔پلیز آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں۔۔۔یوں اتنی محبت جتایں گی۔۔۔تو ابھی میرا دل بند ہو جائے گا۔۔۔""""

""""ہائے اللہ نہ کرے۔۔۔آپ کو اللہ لمبی زندگی دے۔۔۔اور آپ کی اوقات میرے پاؤں میں کہاں سے آگ ئی۔۔۔آپ کی اوقات میرے ساتھ ہے۔۔۔""""

وہ اٹھی اور اس کے ساتھ آکر بیٹھ گ ئی۔۔۔وہ آہل کے اس طرح اتنے پاس بیٹھی تھی کہ آہل اس کی آنکھوں میں کھو گیا۔۔۔سارے الفاظ ایک بار پھر سے ختم ہو

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گ ئے۔۔۔بس اس وقت دماغ میں صرف آبش تھی۔۔۔صرف اور صرف آبش۔۔۔اور اس سے شدید محبت۔۔۔

وہ آنکھیں جھکائے بیٹھی۔۔۔اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔آہل کی نظریں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔وہ ان نظروں کی حرارت محسوس کر سکتی تھی۔۔۔اسکے یوں دیکھنے سے آبش کی دھڑکنیں تیز ہو گ ئی تھیں۔۔۔یقیناً اس کا چہرہ سرخ ہو رہا ہو گا۔۔۔

آہل محو بیٹھا۔۔۔اسی میں کھویا ہوا دیکھی جا رہا تھا۔۔۔آبش کو یاد آیا اس نے کوئی بات بتانی تھی۔۔۔۔

""آہل۔۔۔۔""

پہلی بار اس کا نام پکارا تھا۔۔۔ہیرے کا ایک موتی آہل کی آنکھ سے بہا تھا۔۔۔اس موتی کی قیمت کا اندازہ کوئی بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔آبش نے پہلی بار اسے نام سے پکارا تھا۔۔۔

""آہل آپ نے کیا بات بتانی تھی۔۔۔؟""

جادو کا اثر ٹوٹا تھا۔۔۔وہ ہوش میں آیا تھا۔۔۔وہ اب اس کو کیسے بتا سکتا تھا۔۔۔اس میں اب ذرا بھی ہمت نہیں تھی۔۔۔ماہم کا سچ بتانے کی۔۔۔اس لیے وہ اٹھا۔۔۔اور واپس چلا گیا۔۔۔اور آبش اسے جاتا ہوا دیکھتی رہی۔۔۔۔اسے پتا تھا وہ اب نہیں بولے گا۔۔۔اتنا تو وہ جان ہی گئی تھی۔۔۔۔

وہ پتا نہیں اور بھی کیا کیا بولے جا رہی تھی۔۔۔اور آہل کا احساسِ ندامت بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔پتا نہیں آبش کی باتیں سن کر رونا آ رہا تھا۔۔۔آج وہ پہلی بار اتنا کھل کر باتیں کر رہی تھی۔۔۔آہل سے اور سنا نہیں گیا۔۔۔وہ اٹھا اور آبش کے پاس جا کر اس کی ٹانگوں کے پاس گھٹنوں کے بل جا کر بیٹھ گیا۔۔۔

آبش اس کے اس عمل سے گھبرا گئی۔۔۔

""""یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟نیچے کیوں بیٹھے ہیں۔۔۔؟اٹھیں یہاں سے پلیز۔۔۔اوپر آ کر بیٹھیں۔۔۔""""

""""آبش سنیں۔۔۔مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔""""

""""ہاں تو بات کریں ناں۔۔پر پلیز یوں مت بیٹھیں۔۔۔آپ یوں میرے قدموں میں نہیں بیٹھ سکتے۔۔۔رکیں میں ہی آپ کے ساتھ نیچے آ کر بیٹھ جاتی ہوں۔۔۔""""

آبش کھڑی ہونے لگی۔۔

""""آبش پلیز پلیز بیٹھ جایں۔۔۔میری اوقات آپ کے قدموں میں ہی ہے۔۔۔میری بات سن لیں۔۔۔بہت ہمت کر کے کہنے لگا ہوں۔۔۔پلیز آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں۔۔۔یوں اتنی محبت جتایں گی۔۔۔تو ابھی میرا دل بند ہو جائے گا۔۔۔""""

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

""""ہائے اللہ نہ کرے۔۔۔آپ کو اللہ لمبی زندگی دے۔۔۔اور آپ کی اوقات میرے پاؤں میں کہاں سے آ گئی۔۔۔آپ کی اوقات میرے ساتھ ہے۔۔۔""""

وہ اٹھی اور اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔۔۔وہ آہل کے اس طرح اتنے پاس بیٹھی تھی کہ آہل اس کی آنکھوں میں کھو گیا۔۔۔سارے الفاظ ایک بار پھر سے ختم ہو گئے۔۔۔بس اس وقت دماغ میں صرف آبش تھی۔۔۔صرف اور صرف آبش۔۔۔اور اس سے شدید محبت۔۔۔

وہ آنکھیں جھکائے بیٹھی۔۔۔اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔آہل کی نظریں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔وہ ان نظروں کی حرارت محسوس کر سکتی تھی۔۔۔اسکے یوں دیکھنے سے آبش کی دھڑکنیں تیز ہو گ ئی تھیں۔۔۔یقیناًاس کا چہرہ سرخ ہو رہا ہو گا۔۔۔

آہل محو بیٹھا۔۔۔اسی میں کھویا ہوا دیکھی جا رہا تھا۔۔۔آبش کو یاد آیا اس نے کوئی بات بتانی تھی۔۔۔۔

""""آہل۔۔۔۔""""""

پہلی بار اس کا نام پکارا تھا۔۔۔ہیرے کا ایک موتی آہل کی آنکھ سے بہا تھا۔۔۔اس موتی کی قیمت کا اندازہ کوئی بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔آبش نے پہلی بار اسے نام سے پکارا تھا۔۔۔

""""آہل آپ نے کیا بات بتانی تھی۔۔۔؟""""

جادو کا اثر ٹوٹا تھا۔۔۔وہ ہوش میں آیا تھا۔۔۔وہ اب اس کو کیسے بتا سکتا تھا۔۔۔اس میں اب ذرا بھی ہمت نہیں تھی۔۔۔ماہم کا سچ بتانے کی۔۔۔اس لیے وہ اٹھا۔۔۔اور واپس

چلا گیا۔۔۔اور آبش اسے جاتا ہوا دیکھتی رہی۔۔۔۔اسے پتا تھا وہ اب نہیں بولے گا۔۔۔اتنا تو وہ جان ہی گئی تھی۔۔۔۔

آخری دن

یونیورسٹی میں آج صرف دو ہی لیکچرز ہونے تھے۔۔۔اس لیے آبش نے سوچا کہ پہلے وہ لیکچرز لے اور پھر ماہم کے پاس چلی جائے گی۔۔۔اور اب تو آہل بھی وہاں ہوتا ہے۔۔۔اسلیے کسی سے ڈرنے والی کوئی بات ہی نہیں۔۔۔اسلیے وہ یونیورسٹی جانے کے لیے تیار ہونے لگی۔۔۔۔

یونیورستی ماہم کے بغیر سچ میں یونیورسٹی نہیں تھی۔۔۔اسے عجیب سے خوف آرہا تھا۔۔۔یہ عادت بہت ہی بری چیز ہے۔۔۔جب یہ ہو جاتی ہیں ناں تو یہ کبھی کبھی محبت

سے بھی زیادہ جان لیوا صورت اختیار کر لیتی ہے۔۔۔ یہ پل پل انسان کو مارتی ہے۔۔۔ اسے اندر سے بالکل ختم کر دیتی۔۔۔ آبش کو ماہم کی عادت تھی۔۔۔ اب ماہم کے بغیر یونیورسٹی میں دو گھنٹے گزارنا اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔۔۔ اس نے بیٹھے بیٹھے بہت دعائیں کیں کہ اللہ اس کی دوست کو شفا دے دے۔۔۔ وہی اس کی بچپن کی ساتھی تھی۔۔۔ ہر طرح سے اس کا ساتھ دینے والی۔۔۔ ہر جگہ اس کے ساتھ جانے والی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels Afsana Articles Books Poetry Interviews

جیسے تیسے کر کہ آبش نے دو گھنٹے گزارے تھے اور پھر ڈرائیور کے ساتھ ہسپتال آ گئی۔۔۔ ابھی وہ پارکنگ ایریا ہی میں تھی کہ اس نے آہل کی گاڑی دیکھی۔۔۔ اس کا مطلب تھا کہ آہل یہیں ہے۔۔۔ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر پھیل گئی۔۔۔

آبش کو لگ رہا تھا آہل اس ہسپتال میں جاب کرتا ہے۔۔۔ اس لیے پہلے اس نے آہل سے ہی ملنے کا سوچا۔۔۔ وہ رات کوئی بات بتانا چاہتا تھا لیکن پھر بتا نہیں پایا تھا۔۔۔ پر آج وہ لازمی اس سے وہ بات پوچھ کر رہے گی۔۔

آہل شہروز کے روم میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔وہ دونوں آبش کے بارے میں ہی بات کر رہے تھے۔۔

""""آہل ویسے تمہیں لگتا نہیں کہ تمہاری بیوی کو ایک سیکٹر سٹ کی شدید ضرورت ہے۔۔۔؟""""

شہروز اسے چھیڑتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔۔

""""نہیں میری بیوی تو الحمداللہ بالکل ٹھیک ہے۔۔۔پر مجھے لگتا تمہیں کچھ دیر میں ڈینٹسٹ کی ضرورت ضرور پیش آسکتی ہے۔۔۔""""

آہل نے بہت مودبانہ انداز میں شہروز سے کہا۔۔۔

""""اچھا ڈینٹسٹ کی ضرورت۔۔۔؟اور یہ اتنا خوبصورت اندازہ آپ کو کیسے ہوا ہے۔۔۔؟""""

اپنے تھوڑی کے نیچے انگلی رکھتے ہوئے اس نے آہل سے پوچھا۔۔۔

""""جب آپ کے دانت ٹوٹے گے تو میں خود آپ کو ڈینٹسٹ کے پاس لے کر جاؤں

گاناں۔۔۔""""

""""میرے اب دانت کیوں ٹوٹنے لگے۔۔۔ابھی تو میری شادی ہونی ہے۔۔۔بچے

ہونے ہیں۔۔۔پھر بچوں کی شادیاں ہونے ہیں۔۔۔پھر ان کے بچے ہونے

ہیں۔۔۔پھر ان کے بچوں کی شادیاں ہونی ہیں۔۔۔پھر کہیں جا کر میرے دانت ٹوٹیں

گے۔۔""""

شہروز نے گارنٹی کے ساتھ اپنے دانتوں کی عمر بتادی تھی۔۔۔

""""نہیں تو۔۔۔ابھی اگر تم نے ایک لفظ بھی میری بیوی کے خلاف کہا تو یہ میں

سارے ابھی کہ ابھی توڑ دوں گا۔۔۔پھر تمہاری اپنی شادی بھی تمہارے دانتوں کے

بغیر ہی ہو گی۔۔۔۔بچوں کی شادیاں تو بہت دور ہیں۔۔۔""""

شہروز نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔

""""او تو اچھا۔۔اس وجہ سے مجھے ڈینٹسٹ کے پاس پہنچایا جا رہا تھا۔۔۔نہیں آہل سچ

میں تمہیں نہیں لگتا کہ تمہاری بیوی کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں ہے۔۔۔؟""""

آہل نے اس بار اسے گھوری دی۔۔ شہروز ہنس پڑا۔

""""یار میں تو بس اس لیے کہہ رہا ہوں۔۔۔ کہ کون دماغی طرف سے تندرست انسان کسی دوسرے انسان کو دیکھ کر پاگلوں کی طرح چلانا شروع کر دیتا ہے۔۔۔اور اسے دیکھ کر اندھا دھند بھاگنا شروع کر دیتا ہے۔۔۔؟""""

""""صحیح کہہ رہے ہو۔۔۔ کسی انسان کو دیکھ کر کوئی نہیں بھاگتا۔۔۔ تم جیسے بھوت کو دیکھ کر سب بھاگ جاتے ہیں۔۔۔ یہ تو بھابی کا حوصلہ۔۔۔جو تم سے شادی کرنے پر رضا مند ہوئی ہیں۔۔۔""""

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر دونوں نے ایک بار زور سے قہقہہ لگایا۔۔۔اور یہ وہ وقت تھا جب آبش۔۔۔ آہل کو ڈھونڈتے ہوئے ادھر آئی تھی۔۔۔ دروازہ کھلا ہونے کے باعث۔۔۔ وہ آہل اور اس ہتھوڑے والے لڑکے کو ساتھ بیٹھا دیکھ سکتی تھی۔۔۔ یہ وہ پہلا جھٹکا تھا جو آہل کی طرف سے اسے لگا تھا۔۔۔

""""ویسے آہل۔۔۔ میں تمہارے لیے بہت فائدے مند ہوں۔۔۔۔ شادی کے بعد

بھی جب تم نے بھابی کو ڈرانا ہو۔۔۔یا اپنے قریب کرنا ہو۔۔۔تو مجھے بلا لیا کرنا۔۔۔مجھے دیکھتے ہی وہ چیخنا شروع کر دیں گی۔۔۔اور یوں تمہاری دال گلتی رہے گی۔۔““““

اس کی یہ بات سن کر آہل نے زوردار قہقہہ لگایا۔۔۔

”ہاں ٹھیک ہے۔۔ڈن کر یہ بات۔۔۔““““

وہ شہروز کے طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔۔۔

””””ڈن۔۔““““اور شہروز نے اپنے ہاتھ زور سے اس کے ہاتھ پر مارا۔۔۔

یہ باتیں آبش پر بجلی کی طرح گر رہی تھی۔۔۔ابھی تو وہ پوری طرح اس پر یقین بھی نہیں کر پائی تھی۔۔۔اور اس نے یقین توڑ بھی دیا۔۔۔تو یہ سارا آہل کا پلان تھا۔۔۔یا اللہ وہ کیسے اس پلان کی زد میں آئی تھی۔۔۔کیسے برے طریقے سے اسے ڈرایا گیا تھا۔۔۔وہ یہی سوچتی ہوئی واپس جا رہی تھی۔۔ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی۔۔۔کہ پیچھے سے شہروز تیز قدموں سے چلتا ہوا آ رہا تھا۔۔۔وہ وارڈ میں جا رہا تھا۔۔۔آبش کو دیکھتے ہی رک گیا۔۔۔

""""آبش رکیں۔۔ بات سنیں میری۔۔۔ دیکھیے اس بار مت ڈریے گا۔۔۔ آپ کو شاید میں کوئی جن بھوت لگتا ہوں۔۔۔ پر بد قسمتی سے میں ایک انسان ہوں۔۔۔ آپکی طرح کا انسان۔۔ میرے سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں آپ کو نہیں کھاؤں گا۔۔۔""""

آبش رک گ ئی تھی۔۔۔ بس منہ نیچے کیے۔۔۔ خاموش کھڑی رہی۔۔۔

""""آبش میں اکچولی آپ سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔۔۔ میں پچھلے کچھ سالوں سے آپ کو ایک کریکٹر لیس لڑکی سمجھتا آیا ہوں۔۔۔""""

آبش نے نظر اٹھا کر اس کو دیکھا۔۔۔ جو پتا نہیں کیا کہہ رہا تھی۔۔۔ مجھے کریکٹر لیس۔۔۔؟؟ یاخدا کیوں۔۔؟ میرا دامن ایک بار ان کے سامنے بھی داغ دار ہو چکا ہے۔۔۔ آبش کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔۔۔

""""نہیں آبش رویں نہیں آپ پلیز۔۔۔ بھابی ہیں آپ میری۔۔۔ میں آہل کا دوست ہوں۔۔۔ اس کا بیسٹ فرینڈ۔۔۔ اور کریٹر لیس تو آپ کو اسلیے سمجھتا تھا کہ ایک رات

ہم نے آپ کو گاڑی میں کسی لڑکے کے ساتھ بیٹھتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔۔۔اس دن آہل کو بہت غصہ آیا تھا۔۔۔اس نے اسی غصے میں سوچے سمجھے بغیر گاڑی آپ جس گاڑی کے اندر بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔اس میں ماردی۔۔۔اوراس رات کے بعد سے میرا دوست میرے سے جدا ہو گیا تھا۔۔۔لیکن اب وہ مجھے بتا چکا ہے کہ آپ اپنے بھائی کے ساتھ تھیں۔۔۔۔''''

وہ آگے بھی پتا نہیں کیا کچھ بولی جارہا تھا۔۔۔پر آبش۔۔۔۔آبش کو سننا بند ہو گیا۔۔۔بس آنکھوں کے سامنے ماہم کا چہرہ آگیا۔۔۔وہ اس وقت کس قدر تکلیف میں تھی۔۔۔اس کے ماں باپ کتنی تکلیف میں تھے۔۔۔اوراس سب کا ذمہ دار آہل ہے۔۔۔۔۔۔۔

شہروزاب بھی کچھ بول رہا تھا اور آبش نے بھاگنا شروع کردیا۔۔۔وہ اور کوئی بات نہیں سننا چاہتی تھی۔۔۔وہ اس وقت ماہم کے ماما کے سامنے بھی نہیں جاسکتی تھی۔۔۔وہ کس منہ سے ان کے سامنے جاتی۔۔۔جب کہ اس کا اپنا شوہر ہی ان کے اس دکھ کی وجہ تھا۔۔۔

www.neweramagazine.com

اس کے ایسے بھاگنے پر شہروز کو ایک بار پھر اس کی دماغی حالت پر شک ہوا تھا۔۔۔ پر اپنے دانتوں کا سوچ کر وہ خاموش ہو گیا اور اندر وارڈ میں چلا گیا۔۔۔

آبش جب سے گھر آئی تھی روئے جا رہی تھی۔۔۔ اسے سن کر بہت بڑا دھچکا لگا تھا کہ ماہم کے اس حالت کی وجہ آہل ہے۔۔۔ یا خدا۔۔۔ اسکا دماغ کام کرنا بند ہو چکا تھا۔۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کے کیا کرے۔۔۔ آہل نے اسے دھوکہ دیا تھا۔۔۔ اس کی بہن اس وقت جس تکلیف میں تھی۔۔۔ اس کی وجہ وہی تھا۔۔۔ کس طرح پہلے اس نے اپنی ٹانگیں کھوئی۔۔۔ اور اب زندگی کھونے جا رہی تھی۔۔۔ آبش نے درد سے اپنی آنکھیں بند کر لیں تھیں۔۔۔ وہ اس وقت ماہم کا درد محسوس کر رہی تھی۔۔

کچھ دیر پہلے کے جو جذبات تھے۔۔۔ وہ سارے کہیں دب گئے تھے۔۔۔ آہل ایک بہت مکار شخص ہے۔۔۔ پہلے اس نے مجھے اپنے قریب لانے کے لیے اس ڈاکٹر سے ڈرایا۔۔۔ مجھے ڈرا ڈرا کر بے وقوف بناتا رہا۔۔۔ میں کتنی پاگل تھی کہ اس کے پلان کا خود ہی حصہ بنتی گئی۔۔۔۔ یا اللہ۔۔۔ کس قدر یقین تھا مجھے اس پر۔۔۔۔ میں تو اسے اپنا مسیحا سمجھ رہی تھی۔۔۔ اور وہ۔۔ وہ تو ایک فراڈ نکلا۔۔۔ دھوکے باز۔۔۔۔ آبش کا

ذہن بالکل بدگمان ہو چکا تھا۔۔۔وہ کہانی کا وہی رخ دیکھ رہی تھی۔۔۔جو اس کے سامنے تھا۔۔۔اور اس رخ سے دیکھنے سے واقعی آہل نے بہت غلط کیا تھا۔۔۔۔

اور ماہم۔۔۔؟ماہم کا کیا قصور تھا۔۔۔؟؟اگر اس سے غلطی ہو گئی تھی۔۔۔تو میرے سامنے اعتراف کرتا۔۔۔ایک بار خود سے تو کہہ کر دیکھتا۔۔۔۔۔آبش نے اپنا سر پکڑ لیا۔۔۔۔اسے لگ رہا تھا کہ ابھی اس کا سر درد سے پھٹ جائے گا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوپہر کا وقت ہو گیا تھا۔۔۔وہ صبح جب سے گھر آئی تھی۔۔۔تب سے رو رہی تھی۔۔۔صبر نہیں آ رہا تھا۔۔۔اتنے میں ٹی وی لاؤنج سے بابا کے بولنے کی آواز آئی۔۔۔وہ گھر آ گئے تھے۔۔۔فوراً اس کے ذہن میں خیال آیا۔۔۔آہل سے بدلہ لینے کا خیال۔۔۔وہ ماہم کا درد۔۔۔ماہم کی تکلیف۔۔۔معاف نہیں کر سکتی تھی۔۔۔اگر وہ معاف کر دے۔۔۔تو زندگی بھر وہ ماہم کا سامنا کیسے کرے گی۔۔۔اور قیامت کے دن اللہ کے سامنے کیسے کھڑی ہو گی۔۔۔آبش کے خوف سے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔۔وہ اٹھی اور جا کر وضو کیا۔۔۔پھر باہر ٹی وی لاؤنج میں آ گئی۔۔۔جہاں ماما بابا بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ان کے پاس جاتے ہوئے۔۔۔ایک

احساس نے روکا تھا۔۔۔ جیسے جسم کا کوئی حصہ۔۔۔اس فیصلے کے خلاف ہو۔۔۔اور منع کر رہا ہو۔۔۔ لیکن پھر ماہم کا چہرہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔۔۔ خون سے بھرا ہوا چہرہ۔۔۔ کرب سے آنکھیں بند کیں۔۔۔اور جا کر ماما بابا کو سلام کیا اور ان کے پاس ہی بیٹھ گ ئی۔۔۔

""""بیٹا اب ماہم کی طبیعت کیسی ہے۔۔؟""""

بابا نے پوچھا تھا۔۔

آنکھوں سے آنسو پھر سے بہنا شروع ہو گ ئے۔۔ جو ایک پل کے لیے تھمے تھے۔۔

""""بابا وہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔اسے ہوش نہیں آرہا۔۔ پتا نہیں وہ ٹھیک ہو گی بھی یا۔۔۔""""

اس سے آگے وہ بول ہی نہیں پائی۔۔ بس زور سے رو دی۔۔۔اس کی ماما نے آگے ہو کر گلے لگا لیا۔۔

""""نہیں آبش۔۔یوں نا امید نہیں ہوتے۔۔۔اللہ کو ناامیدی بالکل پسند نہیں

ہے۔۔۔بس اللہ سے دعا کرو کے وہ اسے صحت دے۔۔۔""""

آبش کو پیار سے سہلاتے ہوئے اس کی ماما نے کہا۔۔۔آبش ذرا دیر خاموش ہوئی۔۔۔جیسے وہ بات کرنے کی ہمت باندھ رہی ہو۔۔۔اپنی ماں سے الگ ہوئی۔۔۔اور بابا کو دیکھا۔۔۔

""""بابا مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے۔۔۔""""

""""ہاں بیٹا بولو۔۔""""

چائے کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے۔۔انھوں نے کہا۔۔

""""بابا آپ نے مجھے سوچنے کے لیے دس دن کا وقت دیا تھا ناں۔۔۔میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔۔۔""""

""""آبش ابھی تم پریشان ہو بیٹا۔۔۔جب ماہم ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔تب ہم اس پر بات کریں گے۔۔۔ابھی تم کوئی فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہو۔۔۔""""

اسکی ماں شاید اس کی آنکھوں سے اسکا فیصلہ جان گ ئی تھی۔۔اس لیے فوراً سے منع کیا۔۔۔وہ جانتی تھی آہل سے بہتر کوئی بھی ان کی بیٹی کو نہیں مل سکتا تھا۔۔۔

''''نہیں ماما میں ٹھیک ہوں اور بہت سوچ کر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔۔۔

پھر وہ دو منٹ خاموش ہوئی۔۔۔کوئی احساس ایک بار پھر شدت سے روک رہا تھا۔۔۔ہمت ختم کر رہا تھا۔۔۔آبش نے ایک گہری سانس لی۔۔۔

''''بابا آپ خلع کے پیپرز ریڈی کروا دیں۔۔میں ساین کرنے کے لیے تیار ہوں۔۔۔''''

پھر کسی کا کوئی بھی جواب سنے بغیر اٹھی اور اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔دروازہ بند کیا۔۔ٹھیک اسی جگہ آکر بیٹھی جہاں کل آہل اس کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا۔۔

ایک طرف آہل کی شدید محبت تھی۔۔۔اور دوسری طرف ماہم کی یہ حالت۔۔اس کی تکلیف۔۔۔پر وہ فیصلہ کر چکی تھی۔۔۔آہل کی محبت کو دھوکے کے چادر نے کہیں چھپا دیا تھا۔۔لیکن کوئی احساس بہت رلا رہا تھا۔۔۔بس اب وہ مزید آہل کے لیے نہیں روئے گی۔۔۔اپنی دوست۔۔۔اپنی بہن کے لیے دعائیں کرے گی۔۔۔اللہ سے اسکی صحت یابی کی فریاد کرے گی۔۔۔۔بے شک اللہ اس کی دعا قبول کرے گا۔۔۔۔

ریسٹورینٹ میں ریشم اور آہل کے ساتھ شہروز بھی بیٹھا تھا۔۔۔اور سب لنچ کر رہے تھے۔۔۔جب ریشم نے آبش کے بارے میں بات شروع کی۔۔۔

""""آہل تم نے ابھی تک آبش سے نہیں ملوایا۔۔۔تم ایک بات کان کھول کر سن لو۔۔۔میں آبش سے ملے بغیر واپس نہیں جانے والی۔۔۔""""

ساتھ بیٹھے شہروز کی کرسی پر زلزلہ آنے لگا۔۔۔دونوں نے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔جو اس وقت پاگل خانے سے بھاگا ہوا کوئی پاگل لگ رہا تھا۔۔۔جو کے بری طرح ہنسے جا رہا تھا۔۔۔

اسے اس طرح ہنستا دیکھ کر آہل کا دل کیا کہ اٹھ کر اسے دو لگا دے۔۔۔پر ریشم کو اس کی ہنسی کی بالکل سمجھ نہیں آئی۔۔۔

""ان کو کیا ہوا۔۔۔یہ کیوں ایسے ہنس رہے ہیں۔۔؟""""

ریشم نے آہل سے پوچھا۔۔۔

""""تم فکر نہ کرو۔۔۔اس کو کبھی کبھی ایسے دورے پڑتے رہتے ہیں۔۔۔تم نے بس ڈرنا نہیں ہے۔۔۔""""

""""نہیں آہل فکر نہ کرو۔۔۔یہ نہیں ڈرتی۔۔۔ہمارے سے توڈرنے والے اور ہی لوگ ہیں۔۔۔جو دیکھ کر ایسے بھاگتے ہیں جیسے ہم انہیں ابھی کھا جایں گے۔۔۔""""

یہ کہہ کر شہروز نے پھر ایک زوردار قہقہہ لگایا۔۔۔

""""مجھے لگتا ہے۔۔۔آپ نے ڈینٹسٹ کے پاس جانے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے پھر۔۔۔؟""""

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہل نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔

""""نہیں یار۔۔۔اپنے دانتوں کی وجہ سے ہی میں تب سے خاموش تھا۔۔۔ابھی ریشم کی بات سن کر مجھے صبح والی بات پھر سے یاد آ گ ئی۔۔۔""""

""""کون سی صبح والی بات۔۔۔؟""""آہل نے تجسس سے پوچھا۔۔

""""دیکھو ایک شرط پر میں تمہیں بتاؤ ں گا۔۔۔""""

شہروز نے بڑے موڈ میں کہا۔۔

""""زیادہ ڈرامے نہ کرو۔۔چپ کرکے بات بتاؤ۔۔۔تم نے صبح پھر میری بیوی کو ڈرایا ہے۔۔۔؟""""

آہل نے ایک بار پھر اسے گھوری دی۔۔

""""یار یہ اپنی خوفناک آنکھیں نیچی کرکے مجھ سے بات کیا کرو۔۔۔ڈرا دیتے ہو بچے کو۔۔۔""""

""""شہروز زیادہ ڈرامے نہ کرو۔۔۔بات بتاؤ۔۔۔""

آہل اس بار بغیر گھورے بولا۔۔۔

ریشم بغیر سمجھے ان دونوں کی طرف باری باری دیکھ رہی تھی۔۔۔جو پتا نہیں کیا باتیں کر رہے تھے۔۔۔

""""اچھا تو سنو۔۔۔آج آپ کی اہلیہ ہاسپٹل آئی ہوئی تھیں۔۔۔میری نظر پڑی تو سوچا کہ یہ پھر مجھے دیکھ کر بھاگ نہ جایں میں انھیں بتا دیتا ہوں کہ میں ایک جیتا جاگتا انسان ہوں۔۔۔کوئی بھوت نہیں۔۔""""

پھر وہ رکا۔۔اور خاموش ہو کر آہل کا چہرہ دیکھا۔۔۔جو کہ سننے کے لیے ترس رہا

تھا۔۔۔جب دو منٹ تک شہروز نہیں بولا تھا پھر آہل گھورتے ہوئے بولا۔

""""شہروز کیا مسلہ ہے۔۔۔؟آگے بتاؤ کیا ہوا۔۔۔؟""""

""""یار دو منٹ رک تو جاؤ۔۔سپنس کریٹ کرنے میں بڑا مزا آرہا ہے۔۔۔""""

""""تمہارے یہ دانت بھی میں رک رک کر توڑوں گا۔۔تاکہ سسپنس کریٹ ہو سکے۔۔۔""""

آہل نے اسی کے لہجے میں جواب دیا۔۔۔

""""اچھا اچھا بتا رہا ہوں۔۔ہاتھ دھو کر میرے دانتوں کے پیچھے پڑ گئے ہو۔۔۔اچھا تو سنو۔۔۔

میں نے انھیں روکا۔۔۔کہا کہ آپ ڈریں نہیں۔۔۔میں ایک انسان ہوں۔۔۔آہل کا دوست ہوں۔۔۔تمہارا دوست ہوں جب کہا تو وہ رونے لگ گئی۔۔۔اس سے مجھے پتا چلا۔۔۔تمہاری پوزیشن ان کی نظر میں میرے سے بھی زیادہ بری ہے۔۔۔پھر میں نے اپنی پوزیشن اچھی کرنے کا سوچا۔۔۔۔میں نے کہا۔۔میں آپ کو اس لیے گھور رہا تھا کیوں کہ پہلے آپ کو اچھی لڑکی نہیں سمجھتا تھا۔۔۔(آہل کے سامنے کریکٹر لیس

لفظ استعمال کرنے سے اجتناب کیا) کیوں کہ میں نے آہل کے ساتھ آپ کو رات کے وقت کسی لڑکے کی گاڑی میں بیٹھتا ہوا دیکھ لیا تھا۔۔۔ پھر آہل کو اس رات بہت غصہ آگیا۔۔اس نے آپ کی گاڑی کو اسی غصے میں ٹکر بھی ماردی۔۔۔اور مجھے بھی چھوڑ کر لندن چلا گیا۔۔۔پتا نہیں میں نے اتنا ہی کہا تھا کہ انھوں نے ہمیشہ کی طرح اپنی پوری طاقت لگا کر بھاگنا شروع کر دیا۔۔۔ہاں اس بار بہتری ہوئی ہے۔۔۔ شکر ہے انھوں نے چیخیں نہیں ماری۔۔۔ورنہ میری عزت کا فالودہ نکل جانا تھا۔۔۔""""""

آہل پر یہ باتیں بم کی طرح گر رہی تھیں۔۔۔اف یہ شہروز نے کیا کر دیا۔۔۔انجانے میں کیا بتا دیا تھا۔۔۔آہل سے ایک منٹ بھی مزید ادھر بیٹھا نہیں گیا۔۔۔اسے آبش کے پاس جانا تھا۔۔۔اپنی پوزیشن کلیر کرنی تھی۔۔۔معافی مانگنی تھی۔۔اس لیے وہ بھی اٹھا۔۔اور بھاگتا ہوا ریسٹورینٹ سے باہر نکلا۔۔۔

آہل کو ایسے بھاگتا دیکھ کر شہروز کو بھی اس کی بھی دماغی حالت پر شک ہوا۔۔

""""لگتا ہے ایک ہی دن میں بھابی نے اپنا اثر ان میں بھی ٹرانسفر کر دیا ہے۔۔۔ یااللہ میرے دوست کے دماغ کی حفاظت کرنا آمین۔۔۔""""

شہروز نے باآوازِ بلند یہ دعا مانگی تھی۔۔۔

""""شہروز آپ کو پتا بھی ہے۔۔۔آپ نے کیا کیا ہے۔۔؟""""

ریشم جو ساری بات سمجھ گئی تھی۔۔سپاٹ لہجے میں بولی۔۔۔

""""کیوں میں نے کچھ غلط کر دیا ہے۔۔۔؟""""

ریشم کو اتنا سپاٹ دیکھ کر شہروز سنجیدہ ہوا تھا۔۔۔

""""غلط نہیں شہروز۔۔۔آپ نے بہت غلط کیا ہے۔۔۔آہل شاید آپ کو اس کے لیے کبھی معاف نہ کرے۔۔۔آپ کو علم بھی ہے جب آہل نے اس کی گاڑی کو ٹکر ماری تھی تو وہ جاکر ماہم جو کہ آبش کی بہنوں جیسی دوست تھی۔۔۔اس کو لگی۔۔۔اور پھر کچھ عرصہ کومہ میں رہنے کی وجہ سے اس کی ڈیتھ ہوگئی۔۔۔آہل نے آبش کو یہ بات اپنے طریقے سے۔۔۔اعتماد میں لے کر بتانی تھی۔۔۔لیکن آپ نے اب پتا ہے کیا کیا ہے۔۔۔؟آپ نے آبش کی نظروں میں آہل کو ایک قاتل کے ساتھ ساتھ ایک دھوکے باز بھی بنا دیا ہے۔۔۔اگر آہل خود سے اعترافِ جرم کرتا تو شاید وہ مان بھی جاتی۔۔۔لیکن ایسے وہ کبھی بھی آہل پر اعتبار نہیں کرے گی۔۔۔""""

پھر ریشم اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔۔۔

''''شہروز دعا کریں آبش آہل کو معاف کر دے۔۔۔ورنہ جس طرح آبش اپنی دوست کھو چکی ہے۔۔۔آپ بھی اپنا دوست کھو دیں گے۔۔۔''''

یہ کہہ کر وہ نہیں رکی اور باہر چلی گئی۔۔۔

اب شہروز پیچھے اکیلا رہ گیا تھا۔۔۔وہ سمجھ سکتا تھا کہ کتنا بڑا گناہ اس سے مزاق میں ہو گیا ہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہل فل سپیڈ میں ڈرائیونگ کرتے ہوئے آبش کے گھر آیا تھا۔۔۔اور سیدھا ٹی وی لاؤنج میں پہنچا تھا۔۔۔جہاں اس کے ماما بابا بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔وہ دونوں آہل کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔جس کی حالت بہت اجڑی ہوئی لگ رہی تھی۔۔۔ان دونوں کو بغیر کچھ کہے وہ آبش کے روم میں جانے لگا۔۔۔پیچھے سے انکل حیات کی گرج دار آواز نے آہل کو روک دیا۔۔۔

""""آہل یہیں رک جاؤ۔۔۔ایک قدم بھی آگے بڑھایا۔۔۔تو اچھا نہیں ہو گا۔۔۔""""

""""انکل مجھے آبش سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔بس دو منٹ دے دیں۔۔۔""""

آہل نے بالکل ٹوٹے ہوئے انداز میں کہا۔۔

""""جو بات کرنی ہے میرے سے کرو۔۔۔میری بیٹی سے تم کوئی بات نہیں کرو گے۔۔۔""""

انھوں نے بہت غصے میں آکر آہل کا گریبان پکڑا تھا۔۔۔

""""انکل پلیز آپ اسے بے شک ادھر ہی بلا دیں۔۔۔میں اس سے بات کیے بغیر تو یہاں سے کبھی بھی نہیں جاؤں گا۔۔""""

آہل نے بہت مشکلوں سے اپنا غصہ کنڑول کرتے ہوئے کہا۔۔۔کیوں کہ اس وقت ذہن میں آبش تھی۔۔اور کچھ نہیں۔۔۔۔

""""یہ اپنی دہشت گردی کہیں اور جا کر کرو۔۔۔ابھی نکلو یہاں سے فوراً۔۔۔تم میری بیٹی سے کوئی بات نہیں کر سکتے۔۔۔""""

آبش اتنے میں اتنا شور سن کر باہر آئی تھی۔۔۔

""آبش میں آپ سے دو منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔پلیز میں آپ کو ساری بات بتاتا ہوں۔۔۔""

آبش کو دیکھتے ہی آہل جھٹ سے بولا۔۔

""پلیز آپ میرے گھر میں یوں تماشا نہ لگائیں۔۔مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی ہے۔۔۔آپ کی حقیقت میں جان چکی ہوں آہل سکندر خان۔۔۔""

""میں آپ کو اسی حقیقت کے بارے میں بتانے آیا ہوں۔۔۔بس پلیز دو منٹ مجھے دے دیں۔۔۔پھر آپ جو فیصلہ کریں گی مجھے منظور ہو گا۔۔۔""

آہل نے اس بار گڑگڑا کر کہا تھا۔۔۔

نکل جاؤ اب میرے گھر سے۔۔۔میری بیٹی بھی تم سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔۔چلے جاؤ خود ہی۔۔۔اس سے پہلے کے میں پولیس بلواؤں۔۔۔""

آبش کے بابا نے بہت ہی غصے سے کہا تھا۔۔

""آہل چلے جایں۔۔۔پولیس کے آنے سے پہلے پہلے۔۔۔اگر پولیس آگئی تو بہت

سارے سچ انھیں بتانے پڑیں گے۔۔۔""""

آبش یہ کہہ کر اندر چلی گ ئی۔۔۔اور آہل کو آبش کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت اور حقارت نظر آئی تھی۔۔۔اب یہاں کھڑے ہونے کا کوئی فائدہ ہی نہیں تھا۔۔۔وہ باہر آگیا۔۔۔اور گاڑی سٹارٹ کر کے فل سپیڈ میں دوڑانے لگ گیا۔۔۔۔اس سے آبش کے وہ آخری الفاظ جس انداز میں کہے گ ئے تھے۔۔ برداشت نہیں ہو رہے تھے۔۔۔آنسو سیلاب کی طرح آنکھوں سے انڈل رہے تھے۔۔۔یااللہ تو کیوں نہیں سن رہا۔۔۔اذیت پر اذیت۔۔۔دیے جارہا ہے۔۔۔تو تو کہتا ہے تو مہربان ہے رحیم ہے۔۔۔پھر میرے پر کیوں ظلم کیے جارہا ہے۔۔۔رحم کر دے میرے پر۔۔۔میرے اللہ۔۔۔اب بخش دے مجھے۔۔۔یاتو میرے لیے میرے زندگی آسان کر دے۔۔۔یاتو میری جان لے لے۔۔۔جب وہ یہ دعا کر رہا تھا۔۔۔تو اس کی نظر سامنے بابا شاہ شمس تبریز کے دربار پر پڑی۔۔۔آہل نے گاڑی ان کے دربار کی طرف موڑلی۔۔اور جاکر پارکنگ ایریا میں گاڑی کھڑی کی۔۔۔پھر وہ نکل کر باہر کھڑا ہوا۔۔۔آنکھیں ابھی بھی آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھیں۔۔۔پتا نہیں کیا سوچ کر وہ یہاں آیا تھا۔۔۔وہ اللہ سے اپنی ہمت سے زیادہ دعا کر چکا تھا۔۔۔اس نے بہت سنا تھا کہ

ادھر آکر ہر دعا قبول ہو جاتی ہے۔۔۔شاید یہ بات اس کے لاشعور میں کہیں سما گئی تھی۔۔۔اسلیے نظر پڑنے پر۔۔۔اس حالت میں اس نے ادھر کا ہی رخ کیا۔۔۔وہ آہستہ قدم کے ساتھ چلنے لگ گیا۔۔۔پارکنگ ایریا دور تھا۔۔۔اور دربار تھوڑا اونچائی پر واقع تھا۔۔۔چار بجے کا وقت تھا۔۔۔اور سورج اپنے پورے آب وتاب سے برس رہا تھا۔۔۔چلتے ہوئے اسے بہت گرمی لگ رہی تھی۔۔۔اتنے میں اس نے کچھ لوگوں کو آتے ہوئے دیکھا۔۔۔جو اتنی سخت گرمی میں بھی ننگے پاؤں آرہے تھے۔۔۔ان میں خواتین بھی شامل تھیں۔۔۔اور وہ سب شدید تھکے ہوئے لگ رہے تھے۔۔۔اور ہانپ رہے تھے۔۔۔لیکن پھر بھی وہ دربار کی طرف دیکھ کر۔۔۔آنکھوں میں آنسو لیے آ رہے تھے۔۔۔آہل انھیں دیکھ کر رک گیا۔۔۔اور انھیں جاتا ہوا دیکھنے لگا۔۔۔

""""رک کیوں گیا پتر۔۔۔؟جاتا کیوں نہیں ہے۔۔۔؟""""

پیچھے سے کسی کی آواز آئی تو آہل نے دیکھا۔۔۔پیچھے ایک ملنگ بابا درخت کی چھاؤں میں کالا چوغا پہن کر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔آہل نے ان سے پوچھا۔۔

""""بابا جی یہ کون لوگ ہیں۔۔۔؟اور یوں ننگے پاؤں اتنی گرمی میں کیوں آئے ہیں۔۔؟""""

""""پتر یہ لوگ بڑی دور سے اسی طرح ننگے پیر چل کر۔۔ بابا جی کہ دربار پر حاضری دینے آئے ہیں۔۔۔تاکہ ان کی مراد پوری ہو سکے۔۔""""

ملنگ بابا نے آہل کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔۔

""""تو بابا جی کیا ان کی مرادیں پوری ہو جاتی ہیں۔۔۔؟""""

""""ہاں پتر۔۔۔یہ سب یقین کا کھیل ہے۔۔۔ان لوگوں کو یقین ہے۔۔۔کہ وہ دربار پر یوں ننگے پاؤں آئیں گے۔۔۔اور پھر اللہ کے یہ ولی اللہ سے ان کی سفارش کریں گے۔۔۔تو اللہ ان کی دعا قبول کر لیں گے۔۔۔اور ان کی دعائیں پھر قبول بھی کر لی جاتی ہیں۔۔۔""""

بابا جی نے اپنی تسبیح نکالتے ہوئے کہا۔۔۔

""""تو بابا جی یہ لوگ گھر پر بیٹھ کر بھی تو دعا کر سکتے ہیں۔۔۔وہی اللہ ان کی ادھر بھی تو دعا قبول کر سکتا ہے ناں۔۔۔تو اتنی دور سے یوں آنے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔؟""""

آہل کے ذہن میں اس چیز کو لے کر بہت سوال تھے۔۔۔اور وہ سارے پوچھنا چاہتا تھا۔۔

""""پتر دیکھ۔۔۔میں نے تجھے پہلے ہی کہا ہے۔۔۔یہ سارا یقین کا کھیل ہے۔۔۔وہ شاید گھر میں بہت دعائیں کرتے ہوں۔۔۔اور ان کی دعائیں قبول نہ ہوئی ہوں۔۔۔کیوں کہ انھیں دعاؤں کے قبول ہونے کا کامل یقین نہ ہو۔۔۔لیکن ادھر یوں آکر انھیں یہ یقین ہوتا ہے۔۔۔اب ان کی دعا ضرور قبول ہو گی۔۔۔اور اسی کامل یقین کی وجہ سے ان کی دعا قبول کر لی جاتی ہے۔۔۔تم نے سنا نہیں کے اللہ فرماتا ہے کہ اگر تم یقین رکھو گے کہ ایک گندم کے دانے میں سے چاول کا دانا نکلے گا۔۔۔اور اسی یقین پر قائم رہو گے۔۔۔تو پھر اس کے اندر سے چاول کا دانا ہی نکلتا ہے۔۔۔کیوں کہ کامل یقین انسان کو ملنگی کے درجے تک لے جاتا ہے۔۔۔اور پھر وہی بندہ عشق کی منزلیں طے کرتا ہوا۔۔۔اللہ کو پالیتا ہے۔۔۔""""

بابا جی کی بات آہل کے دل کو لگی تھی۔۔۔واقعی سارا کھیل ہی یقین کا تھا۔۔۔آہل نے دعائیں تو بہت کیں تھی۔۔۔لیکن کبھی اس کی ذات پر یقین نہیں کیا تھا کہ وہ قبول بھی کرے گا۔۔۔ماہم کے لیے رو رو کر۔۔۔گڑگڑا کر دعائیں کی تھیں۔۔۔لیکن پھر کیا یہ یقین کر لیا کہ وہ مر چکی ہو گی۔۔۔اللہ پر یقین ہی کہاں رکھا تھا۔۔۔اسے اپنی غلطی

اچھی طرح سمجھ آگئی تھی۔۔۔اب دربار پر جانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔وہ وہی کامل یقین سے دعا گھر میں بھی مانگ سکتا تھا۔۔۔وہ یہی سوچتا ہوا واپس جانے کے لیے مڑا۔۔۔پیچھے سے ملنگ بابا نے آواز دی۔۔

""""رک پتر واپس کہاں جاتا ہے۔۔۔بابا سے بھی ایک بار سفارش کرواتا جا۔۔۔""""

""""لیکن آپ نے ابھی تو کہا کہ یہ سارا کھیل کامل یقین کا ہے۔۔۔تو میں گھر میں بھی اسی یقین کے ساتھ دعا مانگ سکتا ہوں ناں۔۔۔""""

آہل نے دلیل دیتے ہوئے بابا جی سے کہا۔۔۔

""""پتر صحیح بات ہے۔۔۔سارا کھیل یقین کا ہے۔۔۔لیکن ایک اور بھی بات ہے۔۔۔ہو سکتا ہے تو یقین بھی رکھے اور پھر بھی تیری دعا قبول نہ ہو۔۔۔؟پتا ہے کیوں۔۔؟""""

آہل نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

""""پتر وہ اسلیے کہ اللہ نے شاید تیری دعا کی قبولیت لکھی ہی ایسے ہو۔۔۔کہ تو ان ولی اللہ کے دربار پر آکر حاضری دے۔۔۔ان سے سفارش کروائے اور اللہ پھر تیری مراد

پوری کرے۔۔۔ جیسے کچھ دعاؤں کی قبولیت کا وقت مقرر ہوتا ہے ناں پتر۔۔۔ کہ وہ مقررہ وقت سے پہلے قبول نہیں ہو سکتیں۔۔۔ بالکل اسی طرح دعاؤں کے قبول ہونے کی جگہ بھی مقرر ہوتی ہے۔۔۔اور شاید تیری دعا کی قبولیت کی یہی جگہ اللہ نے مقرر کی ہو۔۔ جا میرا پتر۔۔۔ جا کر دعا کر لے۔۔۔اللہ پر ایمان رکھ کر جا۔۔۔ ساری بات باباجی کو سنا۔۔۔ان سے سفارش کا کہہ۔۔۔بے شک تجھے تیری مراد ملے گی۔۔۔""""

پتا نہیں ملنگ بابا کی بات اتنی کیوں پسند آئی تھی۔۔۔آہل دربار میں آگیا۔۔۔ باباجی کی آرام گاہ کے سامنے جا کر ہاتھ پہلا کر پہلے ان کے لیے سورۃ فاتحہ ادا کی۔۔۔ پھر وہیں ان کے قدموں میں بیٹھ گیا۔۔۔اور اپنی فریاد کہنے لگا۔۔۔

""""باباجی۔۔۔آپ یقیناً بہت نیک ہیں۔۔۔ ہر گناہ سے پاک۔۔۔اللہ کے نیک ولی۔۔۔ میری اتنی اوقات نہیں کہ آپ کی خاک کی بھی جگہ لے سکوں۔۔۔ لیکن پوری دنیا اپنی فریادیں لے کر آپ کے پاس آتی ہے۔۔ آج میں بھی آیا ہوں۔۔۔ میری جھولی خالی مت بھیجنا۔۔۔ورنہ میں ٹوٹ جاؤں گا۔۔۔ مجھے ڈر ہے کہیں پھر۔۔۔آپ سے۔۔۔ بدگمان نہ ہو جاؤں۔۔۔ آپ اللہ سے کہیں کہ مجھے

معاف کر دیں۔۔۔پوری زندگی۔۔۔میں نے بد گمانی میں گزار دی ہے۔۔۔پہلے اس بات کا گمان تھا کہ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔۔۔لیکن اصل میں آبش کی عبادت کرتا رہا۔۔۔پھر جب ہوش آئی تو اللہ کی عبادت کرنے لگ گیا۔۔۔اللہ سے مانگنے لگ گیا۔۔۔لیکن پھر حقیقت میں میں قصور وار نکلا۔۔۔عبادت تو اللہ ہی کی کی۔۔۔لیکن۔۔۔لیکن اس بار اس پر یقین ہی نہیں کیا۔۔۔اللہ سے رو رو کر معافی مانگتا رہا۔۔لیکن یہ بھول گیا کہ اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔۔۔یہی سوچتا رہا کہ میں ہوں ہی گناہگار۔۔۔مجھے کیسے معافی مل سکتی ہے۔۔۔یہ بھول گیا کہ ہمیشہ معافی گناہگاروں ہی کو تو ملتی ہے۔۔۔باباجی بس آپ ایک بار اللہ سے کہہ دیں کہ وہ مجھے معاف کر دے۔۔۔اب ان سے کبھی بد گمان نہیں ہوں گا۔۔۔آپ اللہ سے کہہ دیں کہ مجھے معاف کر کے میرے لیے زندگی آسان کر دے۔۔۔اور ماہم جو اس وقت ہسپتال میں زندگی اور موت کی حالت میں ہے۔۔۔اسے زندگی دے دیں۔۔۔مجھے قاتل بننے سے بچا لیں۔۔۔مجھے معاف کر دیں۔۔۔اس بار مجھے پورا یقین ہے کہ اللہ یہ فریاد ضرور قبول کریں گے۔۔۔""

پھر وہ اٹھا۔۔۔اور اپنے آنسو صاف کیے۔۔۔باہر صحن میں آکر کھڑا ہو گیا۔۔۔جہاں

بہت سارے کبوتر بیٹھے دانہ چگ رہے تھے۔۔آہل ان کے پاس گیا تو وہ ڈر کر اڑ گ ئے۔۔۔آہل پھر پیچھے ہو گیا تو وہ اپنی جگہ پر واپس آ کر دانہ کھانے لگے۔۔۔لوگ دانہ خرید کر ان کو ڈالتے تھے۔۔۔یوں اللہ نے لوگوں کے ذریعے سے ان کا رزق لکھ رکھا تھا۔۔۔آہل نے بھی ان کے لیے دانہ خریدا۔۔۔اور تھوڑا تھوڑا کر کے ان کو ڈالنے لگ گیا۔۔۔آہستہ آہستہ سارے کبوتر آہل کے پاس آ گ ئے۔۔۔ابھی جو ڈر کر۔۔۔ سہم کر اڑے تھے۔۔۔اب وہی دانہ ملنے پر پاس آ ئے تھے۔۔۔رزق کس طرح لوگوں کا ڈر ختم کر دیتا ہے۔۔آہل نے بے اختیار سوچا۔۔۔

واپس آتے ہوئے آہل نے اس کالے کرتے والے بابا جی کو بہت ڈھونڈا۔۔۔وہ کہیں بھی نہیں ملے۔۔۔شاید ان کا کام پورا ہو گیا تھا۔۔۔تو وہ چلے گ ئے تھے۔۔۔

\-------------------

آبش آہل کو کہہ کر تو آ گ ئی تھی۔۔۔ لیکن وہ جانتی تھی اس نے آہل کا بہت دل دکھایا

تھا۔۔۔پر اس نے بھی تو کس قدر تکلیف دی تھی اس کی دوست کو۔۔۔اور اس کو بھی دھوکے میں رکھا تھا۔۔۔پھر اگر اب اس کا دل دکھا بھی ہے تو وہ یہی ڈیزرو کرتا ہے۔۔۔اس نے غلطی نہیں کی تھی۔۔اسنے تو گناہ کیا تھا۔۔۔کیا معافی مانگنے سے ماہم کی تکلیف کم ہو جائے گی۔۔۔؟کیا اس کے والدین کے آنسو وہ واپس آنکھوں میں لا دے گا۔۔۔اللہ بے شک ماہم کو زندگی دے گا۔۔۔لیکن پھر بھی وہ آہل کو معاف نہیں کرے گی۔۔۔وہ فیصلہ کر چکی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر وہ سارا دن اپنے کمرے میں روتی ہی رہی تھی۔۔۔رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر ماہم کے لیے رو رو کر دعا مانگی تھی۔۔۔اگر ماہم کو کچھ ہو گیا تو وہ کبھی اس کے گھر والوں کو بھی معاف نہیں کر سکے گی۔۔۔اور آہل تو ایک قاتل ہو گا۔۔۔انجانے میں ہی صحیح۔۔۔مگر ہو گا تو وہ ایک قاتل ہی۔۔۔اور قتل کرنے والوں کے لیے صرف ایک ہی جگہ ہے۔۔۔جیل۔۔۔

پھر وہ اپنے بستر پر آ کر لیٹ گ ئی۔۔۔سارا دن مسلسل رونے کی وجہ سے آنکھیں جل رہی تھیں۔۔۔ان میں شدید درد تھا۔۔۔آج کا دن کسی قیامت کی طرح نازل کیا گیا

تھا۔۔۔جس میں انکشاف پر انکشاف ہوئے تھے۔۔۔کاش وہ کبھی ان دونوں کی باتیں سنتی ہی نہ۔۔۔کاش وہ اس کے دوست کی بھی کبھی باتیں سننے کو نہ رکتی۔۔۔ کبھی کبھی انجان رہنا بھی بہت بڑی نعمت ہوتا ہے۔۔۔اب ماہم کو انصاف دلوانا اس پر فرض ہو گیا تھا۔۔۔بس وہ کسی نتیجے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔یہی سوچتے سوچتے نا جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔۔۔

آہل دعا کر کے گاڑی میں جا کر بیٹھا تھا۔۔۔پھر وہ پر سکون ڈرائیونگ کر کے ہسپتال آیا تھا۔۔۔سید ھاشہروز کے روم میں گیا۔۔۔شہروز اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

""""شہروز یہاں ایک ماہم نام کی پیشنٹ ایڈمٹ ہے۔۔۔مجھے اس کی پل پل کی رپورٹ چاہیے۔۔۔اور مجھے تم دو گے۔۔۔""""

آہل اس وقت بہت ہی دکھ میں لگ رہا تھا۔۔۔شہروز کا اسے دیکھ کر دل بھر آیا۔۔

""""آہل یار سوری۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔۔میں نے بس اسلیے بھابی کو بتایا تھا کہ وہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرے سے نہ ڈریں۔۔۔میرے فرشتوں کو بھی نہیں خبر تھی کہ ایسا کچھ ہو جائے گا۔۔۔""""

شہروز اس کے پاس اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

""""تمہارا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔ غلطی ہوئی ہے میرے سے۔۔۔تو سزا تو ملے گی ناں۔۔۔میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔۔۔اب اس غلطی کی قانونی سزا بھی بھگتوں گا۔۔۔""""

آہل نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

""""نہیں آہل۔۔۔پاگل ہو گئے ہو۔۔۔۔تم ایسا ہر گز۔۔۔ہر گز نہیں کرو گے۔۔۔آہل وہ سب انجانے میں ہوا۔۔۔اور انجانے میں کیا گیا گناہ گناہ نہیں ہوتا۔۔۔""""

""""شہروز تمہیں پتا ہے۔۔۔کل جب میں نے آبش کی آنکھوں میں دیکھا تھا ناں۔۔۔مجھے اس میں اپنے لیے محبت نظر آئی تھی۔۔۔وہ جو ایک پاک محبت کا رنگ ہوتا ہے ناں۔۔۔وہ تھا اس کی آنکھوں میں۔۔۔۔بے شک مجھے وہ نہ ملتی۔۔۔میں اس

رنگ کے سہارے ساری زندگی گزار سکتا تھا۔۔۔پر پتا ہے کیا ہوا۔۔۔میں ابھی اس کی آنکھوں میں کیا دیکھ کے آرہا ہوں۔۔۔ نفرت۔۔۔ حقارت۔۔۔دھتکار۔۔۔ جیسے کسی ناپاک چیز کو دیکھ کر احساس نہیں ہوتا۔۔۔وہ احساس دیکھا ہے میں نے۔۔۔اس کی آنکھوں میں۔۔۔ شہروز میں اس احساس کے ساتھ تو ایک پل بھی نہیں گزار پاؤں گا۔۔۔بے شک پوری دنیا مجھے دھتکار دیتی۔۔۔مجھے کبھی اتنا برا۔۔۔اپنا آپ اتنا میلا نہ لگتا۔۔۔ جتنا اب لگ رہا ہے۔۔۔میں سزا کاٹ لوں گا تو شاید آبش کی آنکھوں میں وہ نفرت ختم ہو جائے۔۔۔''''

اس کی یہ حالت دیکھ کر شہروز اس کے گلے لگ گیا تھا۔۔۔

آہل نے اسے خود سے جدا کیا تھا۔۔۔

''''شہروز مجھے تم ماہم کے بارے میں ایک ایک بات بتاؤ۔۔۔کہ اسے ہوا کیا ہے۔۔''''

اب آہل نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا تھا۔۔

''''''''ٹھیک ہے۔۔۔یہ کام ہو جائے گا۔۔۔پر مجھے بتاؤ کہ یہ ہے کون۔۔؟''

شہروز نے پوچھا۔۔

""""یہ وہی لڑکی ہے۔۔۔جو ہماری گاڑی کی ٹکر کی وجہ سے زخمی ہوئی تھی۔۔۔""""

""""تو یہ کیا ابھی زندہ ہے آہل۔۔؟""""

""""ہاں ابھی زندہ ہے۔۔۔اور اللہ اسے زندگی دے گا۔۔۔تم دیکھ لینا۔۔بس تم اس کیس کے بارے میں مجھے سب کچھ بتاؤ گے۔۔۔ابھی میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں۔۔۔جب تک میں آؤں تب تک تم انفورمیشن لے لینا۔۔۔""""

آہل یہ کہہ کر چلا گیا۔۔۔

ابھی اسے سوئے ہوئے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ کسی کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی۔۔۔وہ آہل تھا۔۔۔جو گھٹنوں کے بل۔۔۔بیڈ کو پکڑے۔۔۔نیچے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔آبش اسے دیکھ کر جلدی سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔۔ابھی اس قیامت کی رات میں اور بھی کچھ ہونا باقی تھا۔۔۔

ابھی اسے سوئے ہوئے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ کسی کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی۔۔۔وہ آہل تھا۔۔۔جو گھٹنوں کے بل۔۔۔بیڈ کو پکڑے۔۔۔نیچے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔آبش اسے دیکھ کر جلدی سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔۔ابھی اس قیامت کی رات میں اور بھی کچھ ہونا باقی تھا۔۔۔

آبش بجلی کی رفتار سے اٹھ کر بیٹھی اور بستر سے اتر کر باہر جانے لگ گئی۔۔۔آہل اس کے راستے میں جاکر کھڑا ہو گیا۔۔

""آبش پلیز ایک بار میری بات تو سن لیں۔۔۔پلیز میں آپ کی منت کرتا ہوں۔۔۔"

آہل نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ لیے۔۔۔

""میرا راستہ چھوڑیں۔۔۔مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی۔۔۔""

آبش نے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔

آہل کے دل میں خنجر کی طرح۔۔۔یہ لہجہ لگتا تھا۔۔۔

""""آبش میں یہاں صرف آپ کو اپنا فیصلہ سنانے آیا ہوں۔۔۔بس دو منٹ وہ سن لیں۔۔۔پھر میں چلا جاؤں گا۔۔۔""""

آنکھوں میں آنسو لیے۔۔۔دل پر ہاتھ رکھے۔۔۔وہ آبش سے منت کر رہا تھا۔۔۔

""""ٹھیک ہے جو کہنا ہے ادھر ہی کھڑے کھڑے کہیے۔۔۔اور پھر اپنی بات ختم ہوتے ہی آپ فوراً یہاں سے چلے جایں گے۔۔۔""""

پتا نہیں یہ نفرت تھی یا کیا تھا۔۔۔لیکن آبش بالکل بدلی ہوئی لگ رہی تھی۔۔۔اور عاشق سے یہ بدلتے رویے کہاں برداشت ہوتے ہیں۔۔۔

""""اتنی نفرت مت کریں میرے سے۔۔۔مجھے ایسے لگتا ہے میری جان ابھی کے ابھی نکل جائے گی۔۔۔""""

آہل نے رنج سے کہا۔۔۔

""""تو ایک بار ایسے بھی جان نکل جانے دیں۔۔۔خود اپنی جان لینے کا تو بہت شوق ہے ناں آپ کو۔۔۔ایک بار ایسے بھی صحیح۔۔۔""""

یہ آبش کیا بول رہی تھی۔۔۔پرانی باتیں۔۔اس انداز میں۔۔۔یہ آہل کی آبش نہیں

تھے۔۔۔یہ تو وہ جادو نگری والی آبش تھی جس نے آہل کے منہ پر کالی سیاہی پھینکی تھی۔۔۔

آہل اب باقاعدہ رونے لگ گیا تھا۔۔۔لیکن پتا نہیں کیوں۔۔آبش کو ترس ہی نہیں آرہا تھا۔۔۔

""""آبش میں آپ کو یہ بتانے آیا ہوں کہ میں۔۔۔۔خود۔۔۔کو۔۔صبح پولیس۔۔۔۔کے حوالے۔۔۔کردوں گا۔۔۔میں خود جا کر اعترافِ جرم کرلوں گا آبش۔۔۔میں جا کر سزا کاٹ آؤں گا۔۔۔اور پتا ہے وہ سزا اتنی تکلیف نہیں دے گی۔۔۔جتنی تکلیف مجھے اس وقت آپ کے سامنے کھڑے ہوئے۔۔۔آپ کی باتیں سن کر ہو رہی ہے۔۔۔میرا جگر کوئی مسلسل چیر رہا ہے۔۔۔""""

آبش نے تڑپ کر نظریں اٹھا کر آہل کو دیکھا تھا۔۔۔جو ابھی تک ہاتھ باندھے اس کے سامنے کھڑا اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

""""آپ تو پولیس سٹیشن چلے جایں گے۔۔۔۔اس سے کیا ہو گا آہل؟؟ کیا ماہم کی تکلیف کم ہو جائے گی۔۔۔کیا اسکی ماں کے آنسو واپس آجایں گے۔۔۔کیا ان کی اپنی بیٹی کے لیے تڑپ کم ہو جائے گی۔۔؟؟ نہیں ناں۔۔۔بلکہ اس سی آپ کی ممی کو ضرور

تکلیف ہو گی۔۔۔وہ روئیں گی۔۔۔کتنے اور لوگوں کے آنسو لیں گے آپ۔۔۔؟ یہ جو کوئی ہمارے لیے روتا ہے ناں۔۔۔اس کا حساب اسی دنیا میں دینا پڑتا ہے۔۔۔اور پتا ہے اللہ لیتا ہے۔۔۔اور سود سمیت وصول کیا جاتا ہے۔۔۔اور ماں کے تو آنسو ویسے بھی عرش ہلا دیتے ہیں۔۔۔آپ صبح پولیس سٹیشن نہیں جائیں گے۔۔۔ہاں اگر خدا ناخواستہ میری دوست کو کچھ ہو گیا تو میں خود آپ کو پولیس کے حوالے کرواؤں گی۔۔۔""""

آہل میں جو بچی کچی جان تھی۔۔۔وہ بھی یہ آخری بات سن کر نکل گئی تھی۔۔۔

""""میں وعدہ کرتا ہوں۔۔۔ماہم کو اب کچھ نہیں ہو گا۔۔۔میں اسے کچھ ہونے نہیں دوں گا۔۔۔اور پولیس سٹیشن۔۔۔؟آبش وہاں جانے کے لیے میں ہر وقت تیار ہوں۔۔۔جب آپ چاہیں۔۔۔میں چل پڑوں گا۔۔۔آپ اگر منع نہ کرتی تو میں کل ہی چلا جاتا۔۔۔پر اب آپ کا حکم ہے۔۔۔میں ٹال نہیں سکتا۔۔۔""""

""""اب آپ یہاں سے چلے جائیں۔۔۔اور آئندہ کبھی مت آیئے گا۔۔۔یہ بھی میرا حکم ہے۔۔۔""""

NEW ERA MAGAZINE.com

آبش نے کہتے ہوئے باہر کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔

آبش کا حکم تھا۔۔۔ وہ کیسے ٹال سکتا تھا۔۔۔ وہ چپ چاپ جانے لگا۔۔۔ پھر ایک آخری بات کرنے کے لیے رک گیا۔۔۔

""ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا آبش۔۔۔ وہ سب انجانے میں ہوا۔۔۔ مجھے ہر گز نہیں پتا تھا کہ ہلکی سی ٹکر سے کسی کی جان بھی جا سکتی ہے۔۔۔ ورنہ میں ایسا کرنے کی بجائے۔۔۔ خود کی جان لیتا۔۔۔ جان تو اب بھی میری تھوڑے ہی دنوں کی مہمان ہے۔۔۔ آپ کے اس لہجے کا سوچ سوچ کر۔۔۔ یہ ویسے بھی جسم سے جدا ہو جائے گی۔۔۔ آپ دیکھ لینا آبش۔۔۔""

یہ کہہ کر پھر وہ رکا نہیں۔۔۔ اور فوراً کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔

یہ جو مجازی محبت ہے ناں۔۔۔ یہ بہت ہی بے رحم ہوتی ہے۔۔۔ اور یہ پتا ہے ہوتی بھی صرف اسی سے ہے۔۔۔ جو ہماری ناقدری کرتا ہے۔۔۔ جسے پا لینا ہمارے لیے مشکل ہوتا ہے۔۔۔ کبھی کسی آسانی سے مل جانے والی چیز سے محبت ہو نہیں سکتی۔۔۔۔ اس

محبت کو دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لو کہ یہ ایک ہوس ہوتی ہے کسی کو پالینے کی۔۔۔اسے اپنا بنانے کی۔۔۔اس انسان کو حاصل کر لینے کی۔۔۔اپنا عاشق بنا لینے کی۔۔۔اور پھر انسان ایسی بے رحم محبت حاصل کرنے کے لیے بہت بھاگتا ہے۔۔۔بے شک یہ محبت ایک سیراب ہی ہے۔۔۔لیکن اس بندے کی لگن سچی ہوتی ہے۔۔۔جذبہ اتنا خالص ہوتا ہے کہ کسی بھی پاک چیز کے مقابل آ کھڑا ہوتا ہے۔۔۔۔مجھے تو کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ یہ جو بے رحم مجازی محبت ہوتی ہے ناں۔۔۔اللہ نے یہ صرف زنجیر کے طور پر انسان کے گلے میں ڈالی ہوتی ہے۔۔۔اسے قابو کرنے کے لیے۔۔۔پھر انسان اس پھندے کو اپنے لیے اور تنگ کرتا چلا جاتا ہے۔۔اتنا کہ اس کی سانس رکنے لگ جاتی ہے۔۔۔اتنی سخت تکلیف ہوتی ہے کہ موت کی تکیف بھی اس کے آگے کم لگے گی۔۔لیکن پھر بھی وہ زنجیر کھینچتی چلی جاتی ہے۔۔۔وہ پھندہ انسان کی کھال میں دھنس جاتا ہے۔۔۔اتنی سخت اذیت ملنے کے بعد بھی محبت کی شدت میں کمی نہیں آتی۔۔۔۔وہ اپنا دباؤ اور زیادہ بڑھا دیتی ہے۔۔۔۔انسان اسی بے رحم محبت کو پالینے کی آرزو کرتا رہتا ہے۔۔۔اسے پالینے کے ہزار جتن کرتا ہے۔۔۔ایسی محبتیں ملا نہیں کرتیں۔۔۔کیوں کہ یہ تو محبت ہوتی نہیں ہے۔۔۔یہ صرف جستجو ہوتی ہے کسی کو حاصل کرنے کی۔۔۔کبھی کبھی اسی جستجو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کے پیچھے جاتے جاتے انسان رحمٰن اللہ کو پالیتا ہے۔۔۔اور کبھی کبھی اس محبت کی دلدل سے اتنا بے بس ہو جاتا ہے کہ اپنا آپ اس دلدل کے حوالے کر دیتا ہے۔۔۔ کہ مجھے اندر خودی کھینچ لو۔۔۔یوں اپنا آپ ختم کر کے بھی کچھ حاصل نہیں کر پاتا۔۔۔

آہل بھی اب بے بس ہو گیا تھا۔۔۔اس نے اپنی زندگی کے دس سال خود کو دلدل سے نکالنے میں لگا دیے تھے۔۔۔ لیکن وہ دلدل دن بدن خطرناک سے خطرناک ہوتی جا رہی تھی۔۔۔ لیکن اب اس کی بس ہو گئی تھی۔۔۔وہ وقت آ گیا تھا کہ خود کو دلدل کے حوالے کر کے اپنی زندگی کی ڈور ٹوٹتی ہوئے دیکھے۔۔۔۔۔۔۔

آہل تو کہہ کر چلا گیا تھا۔۔۔پر آبش کی نیندیں اڑ گئی تھیں۔۔۔ اگر آہل سچ میں خود کو پولیس کے حوالے کر دیتا۔۔۔اعتراف جرم کر لیتا۔۔۔۔اس نے زور سے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔وہ اس سے آگے کچھ نہیں سوچنا چاہتی تھی۔۔۔ماہم بچ جائے

گی۔۔۔ نجانے کیوں آہل جس طرح سے کہہ کے گیا تھا کہ ماہم کو کچھ نہیں ہو گا۔۔اس کی بات پر یقین کرنے کو دل کر رہا تھا۔۔۔اور اس نے بھی یقینِ کامل کر لیا تھا۔۔پھر ساری رات وہ ماہم کے لیے دعائیں کرتی رہی۔۔۔بیچ میں بہت بار ذہن میں آیا تھا کہ آہل کو وہ معاف کر دے۔۔۔۔لیکن پھر۔۔۔؟؟ماہم۔۔۔اسکا کیا۔۔۔وہ جو اتنے عرصے سے اذیت میں ہے۔۔۔۔اتنے عرصے سے دکھ میں ہے۔۔۔تکلیف میں ہے۔۔۔اس کی کوئی اہمیت نہیں۔۔۔میں آہل آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔۔کبھی بھی نہیں۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

""""آبش جاگ رہی ہو۔۔۔؟""""

وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔جب اس کے بابا کی آواز کانوں میں آئی۔۔اس نے آنکھیں کھول کے دروازے کی طرف دیکھا تو وہ اس کے بابا ہی تھے جو دروازے میں کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

آبش فوراً اٹھ کر بیٹھ گ ئی۔۔

""""جی بابا جاگ رہی ہوں۔۔۔آجایں اندر۔۔""""

وہ پھر اندر آگ ۓ۔۔آبش اب بیڈ سے اتر کر کھڑی ہو گ ئی۔۔۔آج شاید پہلی بار اس کے بابا اس کے کمرے میں آۓ تھے۔۔۔

""""بیٹھو بیٹھو۔۔""""

آبش کو کھڑا دیکھ کر انھوں نے بیٹھنے کا کہا۔۔

""""بابا آپ نے کیوں تکلیف کی آنے کی۔۔۔مجھے بلوالیا ہوتا۔۔۔میں خود آپ کے پاس آجاتی۔۔۔""""

اب وہ وہیں بیڈ پر آکر بیٹھ گ ۓ تھے۔۔۔اور آبش بھی ان کے ساتھ بیٹھتے ہوۓ بولی۔۔

""""بس میں نے سوچا آج اپنی بیٹی کا بھی روم دیکھتا آؤ ں۔۔۔کافی عرصہ ہو گیا ہے میں یہاں نہیں آیا۔۔۔""""""

""""جی بابا جب یہ بنا تھا آپ تب آۓ تھے۔۔۔اور آج آیں ہیں۔۔۔ہمیشہ مجھے ہی

بلاتے ہیں۔۔۔""

""بیٹا یوں باپ بیٹیوں کے کمرے میں نہیں جایا کرتے۔۔۔خیر چھوڑو اس بات کو۔۔۔میں یہاں تم سے کچھ اور بات کرنے آیا ہوں۔۔۔""

اور آبش کی چھٹی حس نے گواہی دی تھی کہ کہیں کچھ غلط ہونے والا ہے۔۔

آبش آگے سے خاموش رہی۔۔۔اسے سمجھ آرہی تھی کہ بابا کیا بات کر سکتے ہیں۔۔۔

پھر اس کے بابا نے فولڈر جو ان کے ہاتھ میں تھا اس میں سے کچھ کاغذ نکالے۔۔۔

""آبش تم میری بیٹی ہو۔۔اور مجھے تم پر فخر ہے۔۔۔""

یہ جملہ اس وقت بولنے کا مقصد سمجھ میں آرہا تھا۔۔۔آبش اب بھی خاموش بیٹھی اپنے آنسو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

""یہ خلع۔۔۔کے پیپرز ہیں۔۔۔انہیں کل صبح تک ساین کر کے مجھے دے دینا۔۔۔""

آبش کے ہاتھ میں وہ چند کاغذ پکڑاتے ہوئے کہا۔۔۔پھر پتا نہیں بابا شاید کچھ اور بھی کہہ رہے تھے۔۔۔پر آبش کی نظر۔۔سوچ۔۔۔دماغ سب کچھ ان پیپرز پر دھرا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھا۔۔۔پھر بابا اٹھ کر چلے گ ئے۔۔لیکن آبش اسی طرح بیٹھی ان پیپرز کو دیکھتی رہی۔۔۔کچھ دیر بت بنے بیٹھے رہنے کے بعد وہ اٹھی اور جا کر روم کا ڈور لاک کیا۔۔۔وہ کچھ دیر رونا چاہتی تھی۔۔۔آواز کے ساتھ رونا چاہتی تھی۔۔۔اندر کچھ ٹوٹا تھا۔۔۔جس کی کرچیاں روح تک کو چھلنی کر رہی تھیں۔۔۔تکلیف ہو رہی تھی۔۔۔جب فیصلہ اس کا تھا پھر تکلیف تو نہیں ہونی چاہیے تھی۔۔۔لیکن ہو رہی تھی۔۔۔بہت شدت سے ہو رہی تھی۔۔۔وہ وہیں دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گ ئی۔۔۔اور آنکھیں بند کر لیں۔۔۔یہ شاید درد کو چھپانے کا ایک طریقہ تھا۔۔۔جب آنکھیں کھولی تو آنسوؤں کا ایک سیلاب آنکھوں سے بہا کہ پورا منہ اس پانی سے بھر گیا۔۔۔اتنی تکلیف۔۔۔۔اتنا درد۔۔۔۔لیکن کیوں۔۔۔شاید اس لیے کہ آہل کو بھی دکھ ہو گا۔۔۔وہ ابھی خود سے جھوٹ بولتے ہوئے سوچ رہی تھی۔۔۔پھر اچانک ماہم نظر آئی تھی۔۔۔وہ بھی تو تکلیف میں تھی۔۔۔دکھ میں تھی۔۔۔آہل کے پاس تو زندگی ہے۔۔۔وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔آہستہ آہستہ دکھ بھول جاتا پر۔۔۔پر ماہم کو پتا نہیں زندگی مہلت دیتی بھی ہے یا نہیں۔۔۔آہل نے گناہ کیا ہے تو کفارہ تو ادا کرنا پڑے گا۔۔

پھر وہ اٹھی اور اٹھ کر نماز پڑھی۔۔۔اب نہیں وہ اس کی وجہ سے روئے گی۔۔۔بہت رلا لیا ہے اس نے۔۔جب سے وہ زندگی میں آیا ہے۔۔۔ہمیشہ رلاتا رہا ہے۔۔۔اور ہمیشہ سے ہی وہ دوسروں کے سامنے بے عزت ہوتی رہی ہے۔۔اب مزید نہیں۔۔۔

پھر وہ اٹھی اور ان پیپرز کو اٹھایا۔۔۔پین اٹھا کر پیپرز پر ساین کر دیے۔۔۔پھر وہ گئی اور جا کر وہ پیپرز باہر ٹیبل پر رکھ آئی اور خود اپنے پینٹنگ روم میں چلی گئی۔۔۔آج اسے اپنی ساری پرانی پینٹنگ دیکھنی تھی۔۔۔یا پھر یہ بھی آہل کو نہ یاد کرنے کا ایک بہانہ تھا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ یونی ورسٹی میں بیٹھی ہوئی تھی جب ایک کلاس فیلو نے آکر بتایا کہ کوئی لڑکی اس کا لان میں انتظار کر رہی ہے۔۔۔لحاظہ وہ جا کر مل لے۔۔آبش کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کون لڑکی ہو سکتی ہے۔۔۔پھر بھی وہ باہر لان میں آگئی۔۔لان کے درمیان میں ایک لڑکی کھڑی تھی جس نے پرپل رنگ کے ڈوپٹے سے حجاب کیا ہوا تھا اور اس کی آبش کی طرف پیٹھ تھی۔۔۔آبش اس کے پاس گئی۔۔

""""اَلسَلامُ عَلَیکُم""

اس کے پاس جا کر آبش نے کہا۔۔اس لڑکی نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔۔

""""وَعَلَیکُم السّلَام آپ آبش ہیں۔۔۔؟""""

آبش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

""""آپ آبش ہی ہو سکتی تھی۔۔۔""""

""""جی میں سمجھی نہیں۔۔""""

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

آبش نے کہا۔۔

""""کچھ نہیں۔۔۔آبش میں ریشم ہوں۔۔""""

""""کون ریشم۔۔۔سوری میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔۔۔کیا میں جانتی ہوں آپ کو۔۔۔؟""""

آبش نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔

""""نہیں آپ مجھے نہیں جانتی۔۔ لیکن میں آپ کے بارے میں سب کچھ جانتی

ہوں۔۔۔آبش مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔""""

ریشم نے کہا۔۔

""""جی کریں میں سن رہی ہوں۔۔""""

""""نہیں یہاں نہیں کہیں اور چل کر کرتے ہیں۔۔بہت ضروری بات ہے۔۔""""

""""چلیں آجایں پھر کیفے چلتے ہیں۔۔""""

اور پھر وہ دونوں یونیورسٹی میں موجود کیفے میں آگ ئی۔۔

""""ریشم آپ کیا لیں گی۔۔؟""

آبش نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔

""""نہیں کچھ نہیں۔۔۔میں آپ سے بس بات کرنے آئی ہوں۔۔""""

""""باتیں بھی ہو جایں گی۔۔۔یہاں کی کالڈ کافی بہت فیمس ہے۔۔آپ کو وہ پلواتی ہوں۔۔""""

پھر آبش نے دو کالڈ کافی کا آڈر دیا۔۔

""""جی اب بولیں۔۔""""

آبش نے اب سکون سے ریشم کو کہا۔۔

""""آبش دیکھو جو میں کہوں تحمل سے سننا۔۔اور یہاں سے اٹھ کر مت جانا۔۔""""

آبش نے حیرانگی سے دیکھا بھلا وہ کیوں اٹھ کر جانے لگی۔۔

""""آبش میں آہل کی دوست ہوں۔۔۔میں یہاں اس کو بتائے بغیر تمہارے پاس آئی ہوں۔۔اور آہل کو لے کر میں مجبور تھی ورنہ میں یہاں کبھی نہ آتی۔۔۔اب بتاؤ میں بات شروع کروں۔۔۔؟""

""""آپ آہل بھا۔۔۔آہل کی دوست ہیں۔۔؟""""

پتا نہیں وہ آہل بھائی کہنا چاہتی تھی لیکن دوست کا لفظ سن کر آہل کہنا ضروری سمجھا۔۔

""""ہاں۔۔آہل اور میں لندن میں ایک ہی اپارٹمنٹ میں رہتے ہیں۔۔میں آپ کے اور اس کے بارے میں سب کچھ جانتی ہوں۔۔بلکہ یوں کہہ لیں کہ میں نے آپ کے اور اس کے ساتھ جو جو ہوا ہے۔۔ایک ایک لمحہ جیا ہے۔۔

آہل بہت اچھا لڑکا ہے۔۔عام طور پر لڑکے ایسے نہیں ہوتے۔۔زیادہ سے زیادہ دو تین

سال وہ کسی لڑکی کے پیچھے رہتے ہیں اگر وہ نہ ملے تو وہ کسی اور کے ساتھ سیٹ ہو جاتے ہیں۔۔۔لیکن۔۔۔آہل نے ایسا نہیں کیا۔۔حالاں کہ اسے بہت بار موو آن کرنے کا موقع ملا۔۔لیکن وہ اپنی جگہ سے نہیں ملا۔۔

آہل آبش کو پاگلوں کی طرح چاہتا ہے۔۔کوئی ایسا دن نہیں گزرا جب میں نے یہ الفاظ نہ سنے ہو۔۔۔چلو آبش محبت تک تو صحیح تھا۔۔۔محبت تو کوئی بھی کر لیتا ہے۔۔۔

پر محبت کے اس مقام پر کوئی نہیں پہنچتا جس مقام پر وہ پہنچ گیا ہے۔۔۔''''

ویٹر نے کالڈ کافی لا کر ٹیبل پر رکھی تھی۔۔ریشم کی آواز تھوڑی دیر کو رکی تھی اور آبش جو محوا سے سن رہی تھی ہوش میں آئی تھی۔۔۔ویٹر کے جاتے ہی ریشم نے اپنی بات وہیں سے شروع کی۔۔

''''آبش کبھی کبھی تو مجھے تم پر رشک آتا تھا کہ تم کتنی لکی ہو تمہیں ایسی محبت ملی ہے۔۔۔جو اس قدر پاک ہے۔۔۔پتا ہے دنیا میں سب سے زیادہ عورت کے لیے خوبصورت چیز کیا ہے۔۔۔؟ کہ ایک مرد اس سے پاک محبت کرتا ہے۔۔۔اسے اپنے

نکاح میں لیتا ہے۔۔اپنی منکوحہ بناتا ہے۔۔۔پھر بھی اسے پانے کے لیے اللہ سے ساری ساری رات جاگ کر اللہ سے دعائیں مانگتا ہے۔۔۔اللہ کے قریب ہو جاتا ہے۔۔۔اس لڑکی کی وجہ سے اللہ سے عشق بھی کر لیتا ہے۔۔۔نیک۔۔۔پرہیز گار۔۔۔تقویٰ کی ہر منزل طے کرتا ہے۔۔اس سے بہتر اس لڑکی کو کبھی بھی کوئی نہیں مل سکتا۔۔۔کبھی بھی نہیں۔۔۔تو پھر اگر وہی لڑکی ایسے مرد کی ناشکری کرے تو تمہیں نہیں لگتا آبش کے وہ گناہگار ہے۔۔۔؟؟""""

ریشم نے تھوڑی دیر رک کے آبش کو دیکھا تھا جو اب نظریں جھکائے کالڈ کافی میں بے وجہ اسٹرا ہلا رہی تھی۔۔

""""وہ رو رو کر کبھی کبھار اتنا بے حال ہو جاتا ہے کہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔۔۔ٹھیک ہے میں مانتی ہوں اس سے ایک غلطی ہو گئی تھی۔۔۔اس نے غصے میں تمہاری کار کو ہٹ کیا اور وہ جا کر تمہاری دوست کو لگ گئی۔۔۔اسے اس بات کا بالکل اندازہ نہیں تھا۔۔۔لیکن جس رات اسے پتا لگا تھا ناں۔۔۔مجھے آج بھی وہ رات یاد ہے۔۔۔وہ تمہیں فون کرنے کے لیے باہر سڑک پر چلا گیا تھا۔۔۔جب گھنٹہ ہو گیا وہ نہیں آیا تو میں اسے ڈھونڈنے باہر سڑک پر گئی تھی۔۔وہ سڑک پر اوندھے منہ گرا

پڑا تھا۔۔۔برف پڑ رہی تھی۔۔۔اس وقت سردی بھی خون کو منجمد کرنے والی پڑ رہی تھی۔۔۔مجھے لگا میں نے اسے کھو دیا ہے۔۔۔ہاں آبش مجھے اس سے محبت ہو گئی تھی۔۔اور وہ جیسا تھا اس سے تو کسی کو بھی محبت ہو سکتی تھی۔۔۔میں فوراً بھاگ کر اسکے پاس گئی تھی۔۔سانسیں بہت آہستہ چل رہی تھیں۔۔۔بہت مشکلوں سے اٹھا کر اسے اندر لائی تھی۔۔اس دن کے بعد وہ بالکل بدل گیا۔۔۔وہ جو ہنسی اس کی پہچان تھی وہ غائب ہو گئی۔۔۔وہ ہمیشہ مجھے کہتا تھا میں بہت گناہگار ہوں اللہ مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا۔۔۔ساری ساری رات سجدے میں پڑا اللہ سے اپنے گناہوں کی معافیاں مانگتا رہتا تھا۔۔۔کہتا تھا میں کس قدر گناہگار ہوں کہ اللہ نے میرے سے ایک لڑکی ایک معصوم لڑکی کا قتل کروا دیا۔۔۔آبش کیا صرف جیل جانا ہی قتل کی سزا ہوتی ہے۔۔۔؟کیا کوئی اس کا کفارہ آنسوؤں سے ادا نہیں کر سکتا۔۔۔؟

آبش تمہیں پتا ہے مرد کی نظریں اس کے دل کا آئینہ ہوتی ہیں۔۔۔اور آہل کی نظریں اتنی پاک ہیں کہ مجھے اس کی نظروں سے عشق ہو گیا۔۔۔پاک مرد کس عورت کو نہیں چاہیے۔؟۔۔پر بہت کم عورتیں کی قسمت میں ہوتے ہیں ایسے مرد۔۔۔خوش قسمت عورتیں ہوتی ہیں وہ جن کو ایسے مرد ملتے ہیں۔۔۔اور تم بہت خوش قسمت ہو

آبش۔۔۔

آبش اب میں جا رہی ہوں۔۔اب تم نے فیصلہ کرنا ہے۔۔۔وہ بالکل ٹوٹ چکا ہے۔۔۔اسے بکھرنے سے بچالو۔۔اگر وہ بکھر گیا ناں تو تم ساری زندگی روتی رہو گی۔۔۔سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا۔۔۔""""

پھر وہ اٹھ کر چلی گئی۔۔۔اور آبش ابھی تک نظریں جھکائے کالڈ کافی کے اسٹرا کو پکڑے گھما رہی تھی۔۔۔پھر بعد میں اس نے اپنا چہرہ اوپر کیا وہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ابھی ہسپتال پہنچی تھی۔۔۔ماہم کی امی نے فون کر کے بلایا تھا۔۔۔آج وہ کتنے دنوں بعد ہسپتال آئی تھی۔۔۔آج پانچ دن ہو گئے تھے۔۔۔جب آبش کو سچائی پتا لگی تھی۔۔۔تب سے ہمت ہی نہیں ہوئی تھی۔۔۔ماہم اور اس کے گھر والوں کا سامنا

کرنے کی۔۔۔آنٹی فون کر کے نہ آنے کی وجہ پوچھتی۔۔۔تو وہ طبیعت ناساز ہونے کا بہانہ لگادیتی تھی۔۔۔لیکن آج آنٹی نے لازمی آنے کی تاکید کی تھی۔۔۔اور بار بار آنے کا کہا تو وہ نہ نہیں کر سکی۔۔

وہ آہستہ قدموں کے ساتھ چلتی ہوئی ماہم کے روم کی طرف جارہی تھی۔۔۔ابھی وہ پہنچی بھی نہیں تھی کہ آنٹی نے آکر اسے گلے لگالیا۔۔۔آبش کو وجہ سمجھ نہیں آئی۔۔۔کہیں ماہم کو تو نہیں کچھ۔۔۔؟؟نہیں اللہ نہ کرے۔۔۔۔

""""آنٹی کیا ہوا ہے۔۔سب خیریت ہے ناں۔؟""""

آبش پوچھے بغیر نہیں رہ سکی۔۔۔

آنٹی نے آبش کو خود سے الگ کیا۔اور اس کے ہاتھ چومنے لگی۔۔۔

""""آبش تم نے انہی ہاتھوں سے میری بیٹی کے لیے دعائیں کی تھی ناں۔۔۔دیکھو وہ بالکل ٹھیک ہو گئی۔۔۔""""

آبش نے حیرانی سے انھیں دیکھا تھا۔۔۔جو بہت خوش نظر آرہی تھیں۔۔۔

""""ہاں آبش ٹھیک ہو گئی ہے۔۔۔کسی بہت ہی نیک ڈاکٹر نے اس کا آپریشن کیا

ہے۔۔۔میری بچی کو زندگی دی ہے۔۔۔اللہ اسے ہمیشہ خوش رکھے۔۔۔

آبش تم سہیلی سے ملو گی نہیں۔۔""""

آبش جو ابھی تک ٹھیک سے سمجھ بھی نہیں پائی تھی فوراً آنٹی کے ساتھ ماہم کے روم میں چلی آئی۔۔۔وہ ماہم کو اپنی آنکھوں سے ٹھیک دیکھ کر یقین کرنا چاہتی تھی۔۔۔

ماہم روم میں بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔آنکھیں کھولے چھت کو دیکھ رہی تھی۔۔پھر اس نے آبش کے آنے پر آنکھیں اٹھا کر آبش کو دیکھا۔۔۔ تبھی آبش کی آنکھ سے آنسو کا ایک قطرہ گرا تھا۔۔۔اس آنسو کے قطرے میں کیا کچھ نہیں تھا۔۔۔شکر۔۔۔خوشی۔۔۔امید۔۔۔محبت۔۔۔دوستی۔۔۔اللہ کا احسان۔۔۔سب کچھ ہی تھا ایک آنسو کے قطرے میں۔۔۔

کبھی کبھی انسان کہتا ہے ناں کہ اللہ نے مجھے دیا ہی کیا ہے جس پر میں اس کا شکر ادا کروں۔۔۔؟ تو کیا یہ کافی نہیں کہ تم اپنی مرضی سے خود سانس لے رہے ہو۔۔۔اپنی مرضی سے چل پھر رہے ہو۔۔۔اپنی مرضی سے بول لیتے ہو۔۔۔سن لیتے ہو۔۔۔۔یہ دنیا بھری پڑی ہے ان لوگوں سے جو اپنی مرضی سے سانس نہیں لے سکتے۔۔۔آکسیجن ماسک کے سہارے زندگی کی ڈور سے جڑے ہوئے ہیں۔۔۔ہاتھ

پاؤں سے محروم لوگ کس نے نہیں دیکھے۔۔۔اندھے گونگے بہرے۔۔۔؟؟ان کا کیا قصور تھا جو وہ ایسے ہیں۔۔۔؟کچھ نہیں ناں۔۔۔اور کل کو کیا پتا۔۔۔اللہ تمہیں ان جیسا بنا دے۔۔۔تو تم کیا کرلو گے۔۔۔؟کبھی سوچا ہے۔۔۔تب بھی تم کچھ نہیں کر پاؤ گے۔۔۔یقین جانو کچھ بھی نہیں۔۔۔کیا تمہارے لیے تمہارے یہ آنسو بھی شکرادا کرنے کے لیے بہت نہیں ہیں۔۔۔؟؟وہی آنسو جو اللہ کے خوف سے گرتے ہیں۔۔۔وہی آنسو جو اللہ کی یاد میں بہائے جاتے ہیں۔۔۔وہی آنسو جو اللہ کی کسی عطا پر شکر کے وقت گرتے ہیں۔۔۔یقین جانو کچھ لوگوں کو تو یہ آنسو تک بھی نصیب نہیں ہوتے۔۔۔۔تو کیا نہیں دیا اللہ نے تمہیں۔۔۔اگر کوئی چیز تمہیں بیک وقت نہیں مل رہی تو اس میں تمہاری ہی بھلائی ہے۔۔۔وہ کبھی غلط چیز تمہارے حوالے نہیں کرے گا۔۔۔انتظار کرو۔۔۔تمہارے لیے بہت بہتر لکھ رکھا ہے۔۔۔اپنی سانس نظر سماعت آواز ان سب کی خاطر ہی اس کا شکرادا کردیا کرو۔۔۔وہ ذات اسی شکر سے خوش ہو جاتی ہے۔۔۔پھر ہمیں وہ رب اتنا نوازتا ہے۔۔کہ دنیا جہاں کے سارے خزانے ہمارے جھولی میں لا کر رکھ دیتا ہے۔۔۔تو کیا جاتا ہے تمہارا۔۔۔؟اس کا شکرادا کرنے سے۔۔۔؟کچھ نہیں ناں۔۔۔تو کیا کرو شکر۔۔۔ہمیشہ کامیاب رہو گے۔۔۔

آبش کی آنکھ میں بھی اس وقت۔۔۔وہی شکر کے آنسو تھے۔۔۔اور وہ ایک آنسو جو آنکھ سے نکل گیا تھا۔۔۔شکر کا حق ادا کر گیا تھا۔۔۔آبش بھاگ کے ماہم کے گلے لگی تھی۔۔۔پھر فوراً ہی علیحدہ ہو گئی تھی۔۔۔وہ ابھی ماہم کو آنکھیں کھولے۔۔۔سانس لیتے۔۔۔بات کرتے دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔

""ماہم تمہیں کسی ہارر مووی میں ہونا چاہیے تھا یار۔۔۔تم ہم سب کو بہت ڈراتی ہو۔۔۔""

آبش نے ماہم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔

ماہم آگے سے ہنس دی۔۔

""ہائے ترس گئی تھی اس ہنسی کو دیکھنے کے لیے۔۔۔اللہ نظر نہ لگائے""

ماہم کو ہنستا دیکھ کر آبش کی آنکھیں خوشی سے بھر گئی تھی۔۔۔

پھر آبش پورا دن ماہم کے ساتھ ہی رہی تھی۔۔۔اگر وہ سو بھی رہی ہوتی تو وہ وہیں اس

کے پاس بیٹھی رہتی۔۔۔آج بہت عرصے بعد اس کی دوست نے اس سے باتیں کی تھیں۔۔۔سن کے بہت اچھا لگا تھا۔۔اتنے دنوں بعد کچھ اچھا لگ رہا تھا۔۔وہ ابھی یہ لمحے جینا چاہتی تھی۔۔۔۔

ماہم کو ہسپتال سے گھر شفٹ ہوئے دو دن ہو گئے تھے۔۔ابھی اس نے یونیورسٹی آنا شروع نہیں کیا تھا۔۔۔اب وہ بالکل ٹھیک تھی۔۔۔آہستہ آہستہ چل بھی لیتی تھی۔۔۔لیکن ڈاکٹر نے ابھی کچھ دن آرام کرنے کی ہدایت کی تھی اس لیے آبش کو اکیلے ہی یونیورسٹی جانا پڑتا تھا۔۔۔اس دن وہ یونیورسٹی سے گھر آئی تو کچھ مہمان ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔۔آبش نے انھیں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔آبش ان سے مل کر اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد اس کی ماما کمرے میں آئی تھیں۔۔۔آبش ابھی نماز ادا کر کے فارغ ہوئی تھی۔۔

""آبش تمھیں بابا بلا رہے ہیں۔۔۔وہ اپنے روم میں ہیں۔۔۔جلدی سے میرے ساتھ ہی آجاؤ۔۔""

آبش نے جائے نماز رکھااور انہی کے ساتھ اپنے بابا کے روم میں آگ ئی۔۔۔

اس کے بابا نے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ وہیں کرسی پر بیٹھ گ ئی۔

""""آبش پتا ہے یہ جو ابھی لوگ آئے تھے وہ کون تھے۔۔۔؟""""

بابا نے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

""""یہ میرے بہت اچھے دوست کی فیملی تھی۔۔۔ان کا اکلوتا بیٹا ہے۔۔۔باہر سے پڑھ کر آیا ہے۔۔۔اب اپنے بابا کا بزنس سنبھال رہا ہے۔۔۔بہت پیارا بہت اچھا بچہ ہے۔"

بابا بہت جوش سے بول رہے تھے اور آبش دل میں سوچ رہی تھی اچھا ہو یا بڑا۔۔اسے کیوں بتا رہے ہیں۔۔۔

""""حارث (بابا کے دوست کا نام) کی فیملی کو تم بہت پسند آئی ہو۔۔اور اتنی اچھے لوگ ہیں میں انکار نہیں کر سکا۔۔""""

آبش کے دماغ میں اچانک خطرے کی گھنٹی بجی۔۔

""""بابا کس چیز کا انکار نہیں کر سکے۔۔۔""""

آبش پوچھے بنا نہیں رہ سکی۔۔۔

""""تمہارے بابا نے تمہارا ان کے بیٹے کے ساتھ رشتہ فائنل کر دیا ہے۔۔""""

اس بار ماما بولی تھیں۔۔

""""لیکن کیوں بابا۔۔۔؟

آبش نے تڑپ کر پوچھا تھا۔۔

""""آبش کیا مطلب کیوں۔۔۔تم ہمارا فرض ہو۔۔۔ہمیں وہ تو ادا کرنا ہی ہے نا ں۔۔""""

""""لیکن بابا اتنی جلدی کیا ہے۔۔۔ابھی میں پڑھ رہی ہوں۔۔""""

""""تو تم جب تک چاہو پڑھو۔۔۔انھیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔اور ویسے بھی ابھی کون سا ہم شادی کرنے لگے ہیں۔۔ابھی بس انگیجمنٹ کا چھوٹا سا فنکشن ہو گا۔۔۔شادی تو تمہاری پڑھائی کے بعد ہی ہو گی۔۔۔""""

""""لیکن بابا مجھے ابھی منگنی بھی نہیں کرنی۔۔۔میں اب دوبارہ اس چکر میں نہیں پڑنا چاہتی۔۔۔اور ویسے بھی ابھی طلاق کا تو کچھ ہو۔۔۔ابھی تک آہل نے طلاق نہیں دی۔۔۔اور جب تک مرد طلاق نہ دے۔۔عورت آزاد نہیں ہوتی۔۔۔آپ اتنی

جلدی مت کریں۔۔۔"

""""آبش تم میرا مان ہو۔۔۔اسی مان کی وجہ سے میں انھیں زبان دے چکا ہوں۔۔۔اور میں جانتا ہوں میری بیٹی کبھی میرا مان نہیں توڑے گی۔ منگنی ہی تو کرنی ہے وہ ابھی بھی ہو سکتی ہے۔۔اور جہاں تک رہی طلاق کی بات تو اسے وہ پیپر زہر حال میں ساین کرنے پڑیں گے۔۔۔اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو ہم اس کے خلاف کیس کر دیں گے۔۔۔پھر تو ہر حال میں اسے طلاق دینی پڑے گی۔۔۔""""

پھر آبش ایک لفظ نہیں بولی اور وہ چپ چاپ اپنے روم میں آگئی۔۔۔جب وہ روم میں آئی تو فون بج رہا تھا۔۔پتا نہیں اس بندے کو ہمیشہ کیسے پتا چل جاتا تھا کہ آبش کو اس وقت آہل کی ضرورت تھی۔۔وہ آہل سے دور ضرور ہو رہی تھی پر وہ کسی اور کی کبھی بھی نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔۔

فون بج بج کر بند ہو گیا تھا۔۔۔اس نے فون پکڑا ایک بار پھر سے فون بجنے لگ گیا۔۔۔آہل کالنگ لکھا آرہا تھا۔۔۔پھر وہ سارا دن اور ساری رات مسلسل آہل کا فون آتا رہا۔۔۔آبش نے فون اٹینڈ نہیں کیا۔۔۔ہمت ہی نہیں تھی۔۔۔وہ کیسے اس کا سامنا کرتی۔۔۔کیسے اس سے بات کرتی۔۔۔وہ شرمندہ تھی یا عجیب ہی احساس تھا جو اندر ہی

اندر اسے ملامت کر رہا تھا۔۔۔پھر اس نے وٹس ایپ آن کیا تھا۔۔۔ پچھلے دس دنوں میں اس کے دس ہزار معافی کے میسجز اور وائس نوٹ آئے ہوئے تھے۔۔۔لاسٹ میسج دو دن پہلے کا تھا۔۔۔اور اس کا لاسٹ سین بھی تبھی کا ہی تھا۔۔۔اس نے اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ شاید دو دن پہلے آہل کو خلع کا نوٹس ملا ہوگا۔۔۔ لیکن اگر تب ملا ہے تو وہ آج کیوں کال کر رہا ہے۔۔۔پھر ایک بار کال آنا شروع ہو گئی۔۔۔بہت دل کیا کہ اٹھا لے۔۔۔ لیکن اب تو وہ چھوڑ چکی تھی اب کیوں کر وہ فون اٹھائے۔۔ پھر اس نے فون سائلنٹ کر دیا۔۔۔اور خود لیٹ گئی۔۔۔ فجر کی اذانیں ہونے والی تھی۔۔۔نیند تو آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔اس لیے اٹھ کر وضو کیا اور قرآن کھول کر بیٹھ گئی۔۔آج اس کا پہلی بار قرآن پڑھنے کا دل نہیں کیا۔۔۔ جیسے ہی قرآن کھولا نینداس پر حاوی ہونے لگی۔۔۔بہت بار خود کو جھنجوڑا لیکن میٹھی نیند حاوی رہی۔۔۔اس نے قرآن بند کر کے رکھ دیا اور لیٹی تو فوراً ہی نیند نے اپنے آغوش میں لے لیا۔۔۔

فجر کی نماز کب کی قضا ہو چکی تھی۔۔۔سورج اپنی آب وتاب سے چمک رہا تھا اور وہ ابھی بھی پڑی سو رہی تھی۔۔۔آج زندگی میں پہلی بار اس کی نماز قضا ہوئی تھی۔۔اور

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ تو شروعات تھی۔۔۔وہ کون ہوتی تھی گناہ سزا کا فیصلہ کرنے والی۔۔۔اللہ ہے
ناں۔۔۔اسے پتا ہے کون گناہگار ہے اور کون سچا ہے۔۔۔آبش نے غرور کیا۔۔۔خود
کو پاک تصور کیا۔۔۔اور آہل پر ظلم کیا۔۔دس سال ظلم کیا۔۔۔تڑپایا۔۔۔ذلیل
کیا۔۔ابھی تو مقافات عمل کا وقت تھا۔۔اللہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں
کرتا۔۔۔اور پھر اللہ ایسے لوگوں کو خود سے دور کر دیتا ہے۔۔۔اور ایسے لوگوں کی اس
سے بڑی سزا کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ ان سے منہ موڑ لے۔

اللہ جب کسی سے منہ موڑتا ہے ناں تو اس سے اپنی نعمتیں نہیں چھینتا۔۔۔اور نہ ہی
رزق چھینتا ہے۔۔۔نہ ہی گھر اور پیسہ ان سے دور کر دیتا ہے۔۔۔اللہ انسان نہیں
ہے۔۔۔انسان جب منہ موڑتا ہے تب ایسا کرتا ہے۔۔۔لیکن پتا ہے اللہ کیا کرتا
ہے۔۔اللہ ایسے ظالم انسان سے اس کے دل کا سکون چھین لیتا ہے۔۔۔اسے بے چینی
اور تڑپ دیتا ہے۔۔۔پھر آہستہ آہستہ نماز قرآن سے جو قرار ملتا ہے۔۔۔وہ دور کر دیتا
ہے۔۔۔پھر وہ ظالم انسان وہی قرار فلموں۔۔۔ڈراموں۔۔۔اور گانوں میں ڈھونڈتا
ہے۔۔۔کتنی بدبختی کی بات ہے ناں کہ پھر ایسے انسان کو موسیقی رلاتی
ہے۔۔۔قرآن نہیں۔۔۔ایسے ظالم کو پتا بھی نہیں چلتا اور اللہ سے بہت دور۔۔۔ہو

جاتا ہے۔۔۔بلکہ انسان کی کیا اوقات ہے وہ اللہ سے دور ہو۔۔۔اللہ خود دور ہو جاتا ہے۔۔اسے بے سہارا کر دیتا ہے۔۔دنیا کی محبت ڈال دیتا ہے اور پھر تڑپ اور بے سکونی اس کا مقدر بنادی جاتی ہے۔۔۔

تقریباً دس بجے کے قریب اس کی آنکھ کھلی تھی۔۔نماز قضا ہو چکی تھی۔۔۔اسلیے وہ فوراً اٹھی اور وضو کر کے نماز ادا کی۔۔اور پھر باہر آ گئی۔۔۔بابا آفس جا چکے تھے۔۔۔ماما اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی۔۔اسلیے وہ اکیلی وہیں صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔اور جو کچھ اس کے ساتھ ہوا تھا سوچنے لگ گئی۔۔جب سے ریشم اس سے مل کر گئی تھی اس کی باتوں نے ایک پل چین نہیں لینے دیا تھا۔۔۔آہل کی تڑپ اس کی بے بسی بار بار ذہن میں آتی تھی۔۔۔اگر واقعی اللہ نے اسے معاف کر دیا ہوا۔۔۔اللہ اس سے خوش ہوا۔۔۔تو۔۔؟؟ یا سچ میں اللہ کے پسندیدہ بندوں میں ہوا تو اللہ کبھی معاف نہیں کرے گا۔۔۔یا خدایا یہ میں کیا کر چکی ہوں۔۔۔اب واپسی کا راستہ بھی بہت مشکل ہے۔۔۔پانی سر سے اوپر آ گیا تھا۔۔۔اس کو عقل آتے آتے

بہت دیر ہو چکی تھی۔۔۔وہ ابھی انہی سوچوں میں گم بیٹھی تھی کہ دھماکے کی آواز سے ٹی وی لاؤنج والا دروازہ کھلا۔۔۔سامنے آہل کھڑا تھا۔۔۔شرٹ کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔۔۔بال بکھرے ہوئے تھے۔۔۔چہرے پر بھی بکھرے جانے کے اثرات نمایاں تھے۔۔۔جیسے اندر سے بالکل ٹوٹ چکا ہو۔۔۔بالکل بکھر گیا ہو۔۔۔اور آنکھیں۔۔۔آنکھیں اتنی سرخ تھیں جیسے۔۔جیسے ابھی خون بہہ جائے گا۔۔۔آبش کو اس کی حالت دیکھ کر جھٹکا لگا تھا۔۔۔اس کی سانس بھی پھولی ہوئی تھی۔۔جیسے بہت دور سے بھاگتا ہوا آیا ہو۔۔۔آبش صحیح معنوں میں اسے دیکھ کر ڈر گ ئی تھی۔۔یا اسکا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے فوراً اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔۔۔آہل بھی فوراً اس کے کمرے میں آگیا تھا۔۔۔اور ماتھے پر گہری شکنیں ڈالے آبش کو دیکھ رہا تھا۔۔۔اس کو ایسی نظروں کی کہاں عادت تھی۔۔۔اس نے تو ہمیشہ آہل کی وہ نظریں دیکھی تھی جن میں محبت اور عزت کوٹ کوٹ کے بھری ہوتی تھی۔۔۔آبش ڈر کر اور پیچھے ہو گ ئی۔۔۔پر آہل اس وقت اس زخمی شیر کی طرح لگ رہا تھا جو اپنا تاج۔۔۔اپنا سب کچھ ہار چکا ہو۔۔۔بس اب فنا ہونا باقی ہو۔۔وہ آبش کے پاس جا کر اس کے قدموں میں گر گیا۔۔۔یہ کیا تھا۔۔۔آبش کو لگا تھا وہ اسے ڈانٹے گا۔۔یا غصہ کرے گا۔۔۔لیکن وہ تو اس کے سامنے ہی جھک گیا۔۔۔قدموں میں سر رکھ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیا۔۔۔کیوں کہ وہ آہل تھا۔۔۔وہ آہل ہی ہو سکتا تھا جو اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود بھی اس کے قدموں میں پڑا تھا۔۔۔لیکن اس وقت وہ اس آخری ٹھوکر پر تھا کہ ادھر وہ ٹھوکر مارے اور اُدھر وہ ختم ہو جائے۔۔۔بس برداشت کی انتہا ہو گئی تھی۔۔۔صبر۔۔۔برداشت۔۔۔مظالم۔۔۔سب کو زوال آگیا تھا۔۔۔بس ایک محبت ہی تھی جو ابھی بھی سر پہ چڑھ کر ناچ رہی تھی۔۔۔کیا کچھ نہیں کیا تھا اس محبت کے لیے۔۔۔اس پتھر کو پگھلانے لے لیے۔۔۔لیکن وہ پتھر اور مضبوط ہوتا جاتا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہل کو ایسے پڑا دیکھ کر آبش کا دل ہولنے لگا۔۔۔

""""آہل اٹھیں پلیز۔۔۔ایسا مت کریں۔۔۔اٹھ جایں یہاں سے۔۔۔""""

آبش نے تڑپ کر کہا۔۔۔

آہل نے قدموں سے سر اٹھالیا۔۔لیکن وہیں سر جھکائے بیٹھا رہا۔۔۔

""""جب میں نے اس دن کہا تھا کہ میری اوقات آپ کے قدموں میں ہے تو اس وقت

کیوں میرا دماغ ساتویں آسمان میں پہنچا دیا۔۔۔ہاں آبش کیوں کیا ایسا۔۔؟""""

اب ان خون آلود آنکھوں سے خون رسنے لگا۔۔۔

""""ساتویں آسمان سے زمین پر آ گرا ہوں یار۔۔۔بہت درد ہو رہا ہے آبش۔۔۔بہت زیادہ درد ہو رہا ہے۔۔۔

اگر اپنے قدموں کے برابر بھی نہیں سمجھتی تھی۔۔۔تو نہیں بٹھانا تھا ناں مجھے آسمان پر۔۔۔قدموں پر جھکے ہوئے گر جاتا تو زیادہ سے زیادہ منہ کے بل ہی گرتا ناں۔۔۔تکلیف تب بھی ہوتی آبش۔۔۔پر اتنی نہ ہوتی جتنی اب ہو رہی تھی۔۔۔""""

وہ ایسے بول رہا تھا جیسے اس کا پورا جسم گولیوں سے چھلنی ہو۔۔۔اس بار آبش کے پاس سارے الفاظ ختم ہو گئے۔۔۔وہ کیا جواب دے سکتی تھی اس انسان کو جس کو تکلیف دینے والی بھی وہ خود تھی۔۔۔

اب وہ وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔۔

""""آبش پتا ہے میں سب کچھ برداشت کر لیتا۔۔۔سب کچھ۔۔۔میں تو تمہارا وہ لہجہ بھی برداشت کر گیا تھا جس میں تمہاری حقارت اور نفرت بھری ہوئی تھی میرے

لیے۔۔۔آبش میں تو تمہاری وہ نظریں بھی برداشت کر گیا جو مجھے مجرم کہہ رہی تھی۔۔۔میں جیل جانے کے لیے بھی تیار تھا۔۔۔آبش پرسوں تمہاری طرف سے خلع کا نوٹس ملا تھا۔۔۔اتناسب ہونے کے بعد بھی پتا ہے میرا دل کہہ رہا تھا کہ یہ آبش سے زبردستی ساین کروائے گ ئے ہیں۔۔۔میری آبش۔۔۔میری آبش تو ایسا کر ہی نہیں سکتی۔۔۔آہ۔۔۔پر آبش تو میری ہے ہی نہیں۔۔۔کتنا خوش فہم تھا ناں میں۔۔۔آبش میں تو تمہیں طلاق دینے کے لیے بھی تیار تھا ایک بار اپنے منہ سے تو کہتی۔۔۔آبش تمہارے لیے تو جان بھی حاضر ہے۔۔۔کیا اچھا وقت ہوتا ناں وہ۔۔۔ابھی تمہیں طلاق دیتا اور اسی وقت میری جان نکل جاتی۔۔۔اس تکلیف سے کس قدر کم ہوتی وہ تکلیف۔۔۔آہ۔۔۔""""

کراہ اس کے منہ سے ایسے نکل رہی تھی جیسے وہ بہت شدید تکلیف میں ہو۔۔۔آبش کو اس کی باتیں سن کر خود سے نفرت ہو رہی تھی۔۔۔

""""آبش تمہارا خلع مانگنا بھی میں برداشت کر گیا۔۔۔لیکن جب مجھے کل پتا چلا ناں کہ تم کسی اور کی ہونے جا رہی ہو۔۔۔میرے نکاح میں ہوتے ہوئے بھی تم کسی اور کے

بارے میں سوچ رہی ہو۔۔۔اس کی ہونے کے لیے تیار ہو۔۔۔تو آبش۔۔۔پتا نہیں کیا ہوا۔۔۔میں کھڑا ہوا تھا۔۔۔نیچے گر گیا۔۔۔آبش ساتویں آسمان سے نیچے پھینک دیا گیا۔۔۔زیادہ تکلیف دہ بات پتا ہے کیا ہے۔۔۔میرے جسم پر کوئی چوٹ نہیں لگی۔۔۔تم بہت تیز ہو۔۔۔جانتی ہو ناں میں ڈاکٹر ہوں۔۔۔خود کا علاج کر لوں گا۔۔اس لیے جسم پر کوئی زخم نہیں دیا۔۔۔پر میری روح کی کرچیاں تک بکھیر دیں۔۔بس اب وہ مزید میرے جسم کا ساتھ نہیں دے سکتی۔۔۔جب مجھے پتا چلا تب اتنی زور سے دل دھڑکا تھا مجھے لگا ابھی ساری نسیں پھٹ جایں گی۔۔۔اور میں چاہتا بھی یہی تھا۔۔۔میں اس دنیا سے دور جانا چاہتا تھا۔۔۔پر نہیں ہوا ایسا۔۔۔۔"""""

پھر اس نے آبش کو دوبارہ آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔۔۔اب وہاں لہو کی جگہ درد نے لے لی تھی۔۔۔وہ درد تکلیف رنج سے بھری ہوئی تھیں۔۔۔

""""آبش تم بہت پیاری ہو۔۔۔گولڈن فیری۔۔۔جو کہ پرستان سے آئی ہے۔۔۔اپنے سحر سے آہل کو اپنے وَش میں کر دیتی ہے۔۔۔اور آہل پاگل کو دیکھو اس پری کو قابو کرنے کے خواب دیکھتا رہا۔۔۔یہ تو سوچ لیتا قابو کی ہوئی چیز ایک نہ ایک دن واپس ضرور چلی جاتی ہے۔۔۔آہ۔۔۔اب یہ آج آخری دن ہے۔۔آج کے بعد

تمہاری شکل میں کبھی نہیں دیکھوں گا۔۔۔تم آزاد ہو میری طرف سے۔۔۔آج کے بعد کبھی بھی ملنے نہیں آؤں گا۔۔۔تمہیں اپنی شکل تک نہیں دکھاؤں گا۔۔۔''''

اب اس نے اپنے ہاتھ اس کے آگے باندھ لیے۔۔۔

''''آبش بس آج آخری بار جی بھر کے تمہیں دیکھ لوں۔۔۔آج کے بعد کبھی بھی نہیں دیکھوں گا۔۔۔لیکن آج کیا کروں تمہیں دیکھ کر روح کو سکون مل رہا ہے۔۔۔بہت زخمی ہے وہ۔۔۔جسم سے نکل جائے گی ورنہ۔۔۔''''

ایک ساتھ ان دونوں کی آنکھوں سے آنسو بہے تھے۔۔

''''میں مرنا نہیں چاہتا آبش۔۔۔میں کبھی بھی مرنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔میں صرف تمہیں چاہتا ہوں۔۔۔تمہارے علاوہ کبھی کوئی اور چاہت دل میں ہی نہیں آئی۔۔لیکن اب میں مرنے والا ہوں۔۔۔میں مرنا نہیں چاہتا۔۔۔لیکن تمہارے بغیر جی بھی نہیں سکتا۔۔۔''''

پھر اچانک اسے پتا نہیں غصہ آگیا۔۔

''''تم کسی اور کی ہونا چاہتی ہو ناں۔۔۔شادی کروانا چاہتی ہو ناں۔۔۔ایسا کبھی نہیں

ہونے دوں گا میں۔۔۔کبھی بھی نہیں۔۔۔میں جا رہا ہوں۔۔۔یہاں سے دور۔۔۔تم لوگ سارے مل کر اپنا پورا زور لگا لینا میں تم سب کو کہیں نہیں ملوں گا۔۔۔اور تمہیں ہمیشہ میرے نکاح میں رہنا پڑے گا۔۔۔لیکن میرے ساتھ نہیں۔۔۔صرف اور صرف میرے نکاح میں۔۔۔میری منکوحہ بن کر۔۔۔کبھی بھی بھولنے نہیں دوں گا۔۔۔جا رہا ہوں تمہیں ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر۔۔۔نفرت کرتا ہوں میں تم سے نفرت۔۔۔

پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔۔

''آبش سن رہی ہو۔۔۔آہل تم سے نفرت کرتا ہے۔۔تم نے مجبور کر دیا اس کو تم سے نفرت کرنے پر۔۔۔میں بہت تڑپ لیا۔۔اب تمہاری باری ہے۔۔۔صبر کیا میں نے۔۔۔کہ کبھی تو تم پتھر پگھلو گی۔۔۔لیکن کچھ پتھر تم جیسے بھی ہوتے ہیں۔۔۔ڈھیٹ۔۔۔بے دید۔۔۔جو کبھی نہیں پگھلتے۔۔۔اب میں تمہیں بتاؤں گا تکلیف کیا ہوتی ہے۔۔۔میں تمہیں بتاؤں گا کہ تڑپنے کا احساس کیا ہوتا ہے۔۔۔تم تڑپو گی۔۔۔بہت تڑپو گی۔۔۔دیکھنا تم۔۔۔اور یاد رکھو میں نفرت کرنے لگ گیا ہوں تمہاری اس شکل سے۔۔۔کبھی نہیں دیکھوں گا۔۔۔کبھی بھی نہیں۔۔۔''

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر وہ کہہ کر رکا نہیں اور چلا گیا۔۔۔وہ اس کے پیچھے روکنے کے لیے بھاگی تھی۔۔۔لیکن وہ کبھی نہ آنے کے لیے چلا گیا تھا۔۔۔

نجانے کب سے وہ اس نماز والے کمرے میں بیٹھی تھی۔۔۔جب وہ آئی تھی کمرہ بھرا ہوا تھا۔اب وہ اکیلی ہی بیٹھی تھی۔۔۔باقی سب جا چکے تھے۔۔۔شاید رات کا اندھیرا پھیل گیا تھا۔۔۔اسے سوچوں میں ڈوبے ہوئے کئی پہر گزر گئے تھے۔۔۔

اس نے اب دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے پر نجانے کیوں دعا ہی بھول گئی تھی۔۔۔اللہ سے مانگنا ہی نہیں آ رہا تھا۔۔۔آج سارے دن میں اس نے فجر کی نماز پڑھی تھی اور وہ بھی قضا۔۔۔پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔۔۔

اچانک کمرے میں کسی کی سسکیوں کی آواز آنے لگی۔۔۔کوئی بہت ہلکی آواز میں جیسے رو رہا تھا۔۔۔آبش نے ادھر ادھر دیکھا تو ایک کونے میں اسے ایک لڑکی بیٹھی ہوئی نظر آئی۔۔۔جو کے دعا میں ہاتھ اٹھائے۔۔۔رو رہی تھی۔۔۔کسی کی زندگی کی بھیک

مانگ رہی تھی۔۔۔آبش نے جب اسے غور سے دیکھا تو فوراً پہچان گئی۔۔۔یہ وہی تو تھی۔۔۔ہاں وہ ریشم ہی تھی جو آہل کے لیے ہاتھ اٹھائے اللہ کے سامنے گڑگڑا رہی تھی۔۔۔اس کی زندگی مانگ رہی تھی۔۔۔آبش نے خود کو کوسا تھا وہ تو اللہ سے آہل کے لیے دعا بھی نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔اس نے کبھی آہل کے لیے کچھ نہیں کیا تھا۔۔۔اب بھی کچھ نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔۔وہ صحیح کہتا تھا آبش پتھر ہے۔۔۔اور ایسا پتھر جو کے کبھی نہیں پگھل سکتا۔۔۔بلکہ دن بدن مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے۔۔۔

پھر ریشم آہل کے لیے دعا کرتے کرتے سجدے میں جھک گئی تھی۔۔اب اللہ سے جھک کہ آہل کو مانگ رہی تھی۔۔۔آبش کے اندر اسے ایسے دیکھ کر۔۔۔ندامت کا احساس اور بڑھ رہا تھا۔۔۔اس نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔اس کے آنکھوں کے سامنے وہی لہو میں ڈوبی آہل کی آنکھیں آگئی۔۔۔اس نے فوراً آنکھیں کھول دی۔۔۔اب ریشم سجدے سے اٹھی تھی۔۔۔اور آنسوؤں میں بھیگا چہرہ صاف کیا تھا۔۔۔پھر وہ اٹھی تھی۔۔۔اور باہر جاتے ہوئے آبش کے سامنے سے گزرتے گزرتے رک گئی تھی۔۔۔

""میں تم سے کہا تھا ناں آبش وہ ٹوٹ چکا ہے۔۔۔اسے بکھرنے نہ دینا۔۔۔اور بکھر

گیا تو سمیٹ نہیں سکو گی۔۔آبش وہ اب بکھر گیا ہے۔۔۔ تم کیا۔۔۔اب کوئی بھی اسے سمیٹ نہیں پائے گا۔۔۔ جا رہا ہے وہ تم سے دور۔۔۔یہی چاہتی تھی ناں تم۔۔۔دیکھو اس نے ایک بار پھر تمہارا حکم مان لیا۔۔۔ابھی تمہیں شاید اتنا احساس نہ ہو۔۔۔پر دیکھنا تمہیں بھی رونا پڑے گا۔۔۔ تمہیں بھی تڑپنا پڑے گا۔۔۔ساری زندگی کے لیے تم تڑپو گی آبش۔۔۔

آہل کی جان اتنی معمولی نہیں تھی کہ تم دو چار ٹسمے بہاؤ اور کفارہ ادا ہو جائے۔۔۔ نہیں ہر گز نہیں۔۔۔ قاتل ہو تم۔۔۔ قتل کیا ہے تم نے آہل کا۔۔۔""

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

آبش کے کانوں میں ریشم کی آواز کے ساتھ اپنی آواز بھی آنے لگ گئی۔۔۔ قاتل ہو تم آہل قتل کیا ہے تم نے میری دوست کا۔۔۔۔آبش نے تڑپ کر اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔۔۔اور آنکھیں زور سے بند کر لیں تا کہ کوئی نظر بھی نہ آئے۔۔۔ پھر جب آنکھیں کھولیں تو ریشم وہاں پر موجود نہیں تھی۔۔۔اتنے میں اسے باہر کھڑے ہوئے ماما نظر آئی تھیں جو شاید اسے ہی ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔وہ بھاگی اور جا کر اپنی ماما کے گلے لگ گئی۔۔۔ جیسے اس کی ماں اسے ہر الزام سے بچا لے گی۔۔۔ جیسے اس کے گلے لگنے سے سارا دکھ۔۔۔ساری تکلیف ختم ہو جائے گی۔۔۔

""""آبش کیا ہوا میری بیٹی۔۔۔""""

""""ماما آہل کو کچھ نہیں ہوگا ناں۔۔۔؟""""

اب وہ بچوں کی طرح اپنی ماں سے پوچھ رہی تھی۔۔

""""بیٹا تم اللہ سے دعا کرو۔۔زندگی دینے والا تو وہ اللہ ہی ہے۔۔۔""""

آبش نے اب ہچکیوں کے ساتھ رونا شروع کر دیا۔۔وہ اپنی ماں کو کیا بتاتی کہ اس سے دعا بھی نہیں مانگی جا رہی تھی۔۔۔پھر اس کی ماں کھڑی کافی دیر اسے تسلیاں دیتی رہی۔۔۔جب آبش تھوڑی سے سنبھلی تو وہ اسے اپنے ساتھ ہی سیٹنگ ایریا لے آئی۔۔وہاں سب ہی تھے۔۔۔بابا بھی بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔یہ وقت ہی ایسا تھا کہ کسی غیر کا بھی دل پگھل جائے۔۔۔وہ تو پھر بھی خیر اس کے اپنے تھے۔۔۔

آہل کی ممی بھی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔جو بہت ٹوٹی ہوئی لگ رہی تھیں۔۔۔آبش ان سے ملنے کے لیے ان کے پاس گ ئی تھی پر انھوں نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ظاہر ہے ان کا اکلوتا بیٹا اس وقت جس حالت میں تھا وہی اس کی قصوروار تھی۔۔۔انکل سعد نے البتہ اسے پیار دے دیا تھا۔۔۔پھر وہ جا کر ریشم کے ساتھ بیٹھ

گ ئی۔۔۔پر ریشم فوراً وہاں سے اٹھ گ ئی۔۔۔اس بار آنکھیں برس پڑی تھیں۔۔۔پر شاید وہ اسی رویے کے لائق تھی۔۔۔ڈاکٹروں کے گروپ اندر آرہے تھے۔۔۔جا رہے تھے پر کوئی کچھ آکر کہتا نہیں تھا۔۔۔اور نہ ہی ان میں سے کوئی بھی ان سے اٹھ کر پوچھتا تھا۔۔۔پتا نہیں شاید ان کو پتا تھا اندر کیا ہو رہا ہے۔۔۔آبش منہ نیچے کیے ساری رات خاموش بیٹھی رہی۔۔۔ماما باب بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلے تھے۔۔۔شاید وہ دونوں بھی کہیں نہ کہیں خود کو قصوروار سمجھ رہے تھے۔۔۔سب نے ضمیر کی عدالت کا سامنا کرنا تھا اسلیے وہاں کھڑے ہونے سے بچنے کے لیے یہیں بیٹھے رہنا بہتر تھا۔۔۔

فجر کی اذانوں سے کچھ دیر پہلے شہروز۔۔۔آہل کے روم سے باہر آیا اور سید ھا ادھر ہی سب کے پاس آگیا تھا۔۔اسے ادھر آتا دیکھ کر سب بیک وقت کھڑے ہو گ ئے تھے۔۔۔آہل کی ممی تقریباً بھاگتے ہوئے شہروز کے پاس پہنچی تھیں۔۔۔

''''شہروز۔۔۔کیسا ہے میرا بیٹا اب۔۔۔؟''''

''''آنٹی آپ حوصلہ کریں۔۔اور دعا کریں۔۔۔میں یہاں انکل سے بات کرنے آیا

ہوں۔۔۔''''

اسنے سعد انکل کی طرف اشارہ کیا۔۔

''''شہروز ایسے مت کرو میرا دل بند ہو رہا ہے۔۔۔جو بھی بات ہے ہم سب کے سامنے بتاؤ۔۔۔''''

انکل سعد نے بھی آنٹی کی بات کی تردید کی تھی۔۔۔

آبش کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی تھی۔۔۔وہ بھی تڑپ کر سننے کے لیے آگے ہوئی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''''آنٹی انکل میں جو کہنے جا رہا ہوں۔۔۔وہ سب بہت حوصلے سے سننا ہے آپ نے۔۔۔ہم ڈاکٹرز کی ساری ٹیم کل دوپہر سے آہل کی حالت سٹیبل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔پر اس کی حالت سٹیبل نہیں ہو رہی۔۔۔ہم سب نے ہر طریقہ آزما کر دیکھ لیا ہے پر کچھ بھی فائدہ نہیں ہو رہا۔۔۔ہمیں لگتا ہے وہ خود ہی زندگی کی طرف لوٹنا نہیں چاہ رہا۔۔ورنہ کچھ تو فائدہ ہوتا۔۔۔یا تو آپ میں سے کوئی جا کر اسے زندگی کی طرف لانے کے لیے قائل کرے۔۔۔ورنہ مجھے ڈر ہے ہم اپنے آہل کو کھو

دیں گے۔۔۔۔""""

یہ سنتے ہی آنٹی نے اپنے ہاتھ پاؤں چھوڑ دیے تھے۔۔۔ بڑی مشکل سے سب نے مل کر انھیں سنبھالا تھا۔۔۔

""""آنٹی آپ ہی اگر یوں حوصلہ ہار گئی تو اس کے لیے دعا کون کرے گا۔۔۔ اس وقت اسے آپ سب کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔۔۔ اور آپ تو ماں ہیں۔۔۔ ماں کی دعا تو عرش ہلا دیتی ہے۔۔۔ آپ سب سے زیادہ اس کے لیے دعا کریں۔۔۔""""

پھر وہ چپ ہوا اور اس نے آبش کی طرف دیکھا۔۔

""""آبش آپ میرے ساتھ آئیں۔۔۔ مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔۔۔""""

آبش نے اثبات میں سر ہلایا اور چپ چاپ اس کے پیچھے چل دی۔۔۔

رات کے اس وقت لوگ نہ ہونے کے برابر تھے۔۔۔ باہر ریسپشن کے قریب وہ رک گیا۔۔۔ تو آبش بھی رک گئی۔۔۔

""""آبش مجھے یہ بتائیں جب آہل کا ایکسیڈنٹ ہوا تو وہ آپ ہی کے گھر سے آ رہا تھا

ناں۔۔۔؟""

""ہاں جی۔۔۔""

نجانے کیوں آبش نظریں پھیر گ ئی تھی۔۔۔وہ نظریں ملاتی بھی تو کس منہ سے ملاتی۔۔۔

""آپ مجھے بتانا پسند کریں گی کہ آپ نے اسے ایسا کیا کہہ دیا کہ اس کی یہ حالت ہو گ ئی۔۔۔؟؟""

ایک بار پھر اس پر وہی الزام لگ رہا تھا۔۔۔

آبش آگے سے خاموش رہی۔۔۔

""آبش میں آپ سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔آپ نے پہلے اسے کم تڑپایا ہوا تھا جو آپ کو چین نہیں ملا۔۔۔جواب اس کی جان بھی لے لی۔۔۔""

اس بار اس نے غصے سے گرج کر کہا تھا۔۔۔پر آبش کو ""جان بھی لے لی"" الفاظ کے بغیر سب کچھ بھول گیا تھا۔۔

""جان بھی لے لی۔۔آ۔۔آآ۔۔آہللل ٹھی۔۔ٹھیک نہ۔۔نہیں

ہے ے ے ے ۔۔؟""""

اس کے پاس بولنے کی ہمت نہیں تھی ۔۔وہ کہہ کر گیا تھا کہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کے جا رہا ہوں ۔۔۔تو کیا واقعی وہ چھوڑ کر چلا گیا تھا ۔۔۔

""""ہاں میرا دوست مجھے چھوڑ کر جا رہا ہے ۔۔۔تمہیں تمہاری دوست اس نے واپس کر دی ۔۔۔لیکن تم نے پھر بھی میرا دوست چھین لیا ۔۔۔وہ جا رہا ہے مجھے چھوڑ کر ۔۔۔اس کے زیادہ وقت نہیں ہے ۔۔۔وہ زندگی میں واپس ہی نہیں آنا چاہتا ہے ۔۔۔میں بہت کوشش کر رہا ہوں ۔۔۔پر اسے بچا نہیں پا رہا ۔۔۔ہم سب کی محبت اکٹھی ہو کر اتنی نہیں ہو سکی کہ اس کے دل میں تمہاری محبت کو مات دے سکے ۔۔۔اس قدر محبت کرتا ہے تم سے ۔۔۔جا رہا ہے وہ ہم سب کو چھوڑ کر ۔۔""""

اس نے کہہ کر حقارت سے آبش کی طرف دیکھا تھا ۔۔۔آبش کو اس وقت کسی کی نظروں کی پروہ نہیں تھی ۔۔۔اس وقت بس آہل تھا ذہن میں اور کچھ نہیں ۔۔۔

""""مجھے آپ پلیز آہل کے پاس لے چلیں ۔میں بھی ایک بار کوشش کرنا چاہتی ہوں ۔۔۔""""

آبش نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

""""اسلیے ملنا ہے کہ جتنی اس بچارے کی سانسیں چل رہی ہیں۔۔۔وہ بھی ختم ہو جایں۔۔۔؟""""

""""دیکھیں پلیز مجھے ایک باراس کے پاس لے جایں۔۔۔یہ دیکھیں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔۔""""

آبش نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔۔۔

""""ٹھیک آؤ میرے ساتھ۔۔""""

اور آبش سر جھکائے آنسو صاف کرتی اس کے پیچھے چل پڑی۔۔۔

آہل کے روم کے اندر داخل ہوتے ہوئے پیچھے سے کسی نے روکا۔۔آہل کی ممی اس کا کندھا پکڑے کھڑی تھی۔۔

""""تم کہاں جا رہی ہو اندر۔۔""""

آبش سے کچھ بولا ہی نہیں گیا۔۔۔بس آنکھوں سے آنسو بہے جا رہے تھے۔۔۔

""""آنٹی اسے میں اندر لے کر جا رہا ہوں۔۔""""

شہروز نے آبش کو لاجواب دیکھ کر آنٹی کو بتایا۔۔

""""نہیں یہ میرے بیٹے کے پاس نہیں جا سکتی۔۔""""

""آنٹی یہ ابھی آجائے گی۔۔میں اس کے ساتھ ہی ہوں گا۔۔۔کچھ نہیں ہو گا۔۔۔آپ فکر نہ کریں۔۔۔""""

""""نہیں شہروز میں اس لڑکی پر ایک سیکنڈ کا بھی بھروسا نہیں کر سکتی۔۔۔نکالو اسے یہاں سے۔۔۔""""

اس سے پہلے شہروز کچھ بولتا وہ خود ہی ایک سائڈ پر ہو گئی۔۔

""اور ہم سب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم آہل کو لندن لے جا رہے ہیں۔۔۔ریشم کی تین چار ڈاکٹرز سے بات ہوئی ہے۔۔جو آہل کے دوست بھی ہیں۔۔۔وہ وہاں فوراً بلا رہے ہیں۔۔۔تم کیا کہتے ہو ہم ابھی چلے جائیں۔۔۔؟""""

""""آنٹی جتنی جلدی ہو سکتا ہے لے کر نکلیں۔۔۔ادھر زیادہ ایڈوانس ٹیکنالوجی ہے۔۔آپ وقت ضائع نہ کریں فوراً نکلیں۔۔۔""""

پھر اچانک وہاں افرا تفری مچ گئی۔۔سب لوگ جلدی جلدی اٹھ رہے تھے۔۔۔انکل سعد فون کر کے ایمبولینس بلوا رہے تھے۔۔سب ادھر ادھر پھر کر جانے کی تیاری کر رہے تھے۔۔۔اس کا بھی بہت دل چاہ رہا تھا وہ ان کے ساتھ جائے۔۔۔لیکن وہ مزید آنٹی کا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی۔۔۔وہ پہلے ہی اس کی وجہ سے بہت تکلیف میں تھیں۔۔

پھر اچانک اسٹیچر لیے چار آدمی روم سے باہر آئے۔۔۔شہروزان کے پیچھے تھا۔۔سارے اسٹیچر کے پاس فوراً پہنچ گئے تھے۔۔۔جیسے زندگی میں دوبارہ کبھی اسے دیکھنے کا موقع نہیں ملے گا۔۔۔آبش بھی تڑپ کر اس کے پاس گئی تھی۔۔۔وہ اسٹیچر پر پڑا کتنا پر سکون لگ رہا تھا۔۔۔اتنا نور تھا اس کے چہرے پر کہ آبش کی آنکھیں چندھیا گئی۔۔شاید اسے ہی یہ نور نظر آرہا تھا۔۔۔کیوں کہ آخری بار وہ اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

آبش کو وہ لیٹے ہوئے اتنا پیارا لگ رہا تھا کہ بے ساختہ اس کے منہ سے ماشاءاللہ نکلا۔۔اسے لگا کہ کہیں نظر ہی نہ لگ جائے اسے۔۔۔

اب جھک کے آہل کی ممی اس کا چہرہ چوم رہی تھی۔۔۔آبش کو اب پوری طرح اس کا چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔تو اس کی سانسیں رکنے لگی۔۔۔آج وہ آہل کے سحر میں گرفتار ہوئی تھی۔۔۔وہ مسلسل اسے دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔پھر آنٹی نے سر اوپر کیا تو پھر سے آہل کا چہرہ دکھائی دینے لگ گیا۔۔۔آس پاس کیا ہو رہا تھا وہ سب بھول گئی۔۔۔بس محو اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔پتا نہیں عجیب سا کچھ ہو رہا تھا۔۔۔آہل کا خواب حاوی ہو رہا تھا۔۔۔وہی خواب۔۔۔

وہ وہی سفید فراک پہنے۔۔۔لائیٹ پنک کلر کی لپ سٹیک لگائے۔۔۔بالوں میں سفید موتیوں کا تاج پہنے آہل کو دور بیٹھا ہوا دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ نیلے پانی کی جھیل کے کنارے بیٹھا اس کی لگائی کا لک دھو رہا تھا۔۔آبش بھاگ کے اس کے پاس جاتی ہے۔۔۔وہ مسلسل اپنے منہ پر پانی پھینک رہا ہوتا ہے۔۔۔جیسے جیسے وہ جادوئی پانی اس کے چہرے پر گرتا ہے۔۔۔ویسے ویسے وہ مزید حسین اور پر نور ہوتا جاتا ہے۔۔۔آبش اس کے پاس جا کر بیٹھ جاتی ہے۔۔۔وہ ایک بار بھی مڑ کر آبش کی طرف نہیں دیکھتا ہے۔۔۔بس اس جادوئی پانی سے چہرہ دھوئے جا رہا ہوتا ہے۔۔۔پھر اچانک وہ اٹھ کر کھڑا ہوتا ہے۔۔۔اور اس سے دور جانے لگتا ہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

اصل میں بھی اسٹر یچر اب دور جارہا ہوتا ہے۔۔۔اور سب اس کے ساتھ چل رہے ہوتے ہیں۔۔۔وہ بھی اسٹریچر کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دیتی ہے۔۔۔اور جادو نگری میں بھی وہ اس کے پیچھے بھاگتی ہے۔۔۔وہ بہت تیز چل رہا ہوتا ہے۔۔آبش بھاگ کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سک رہی ہوتی۔۔۔پھر اچانک وہ رک جاتا ہے۔۔۔اور ادھر اسٹریچر بھی رک جاتا ہے۔۔جادو نگری والا آہل ایک بار مڑ کر آبش کو دیکھتا ہے۔۔۔اس کی شہد رنگ آنکھیں قاتلانہ حد تک حسین لگ رہی ہوتی ہیں۔۔۔آبش کا دل کرتا ہے کہ وہ یوں ہی آنکھیں کھولے اسے دیکھتا رہے اور وہ ایسے ہی کھڑی ساری عمر اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہے۔۔۔پھر اچانک وہ آنکھیں جھکا لیتا ہے۔۔آبش کے دل کی دھڑکن آہستہ ہو جاتی ہے۔۔۔پھر وہ اپنا چہرہ موڑ لیتا ہے۔۔۔آبش کی دھڑکن اور آہستہ ہو جاتی ہے۔۔۔پھر وہ چلنا شروع ہو جاتا ہے اور تھوڑی آگے جا کر اچانک غائب ہو جاتا ہے۔۔۔اور آبش کی دھڑکن بلکل رک جاتی ہے۔۔۔اور اس کا دل بند ہو جاتا ہے۔۔۔

اصل میں بھی سب آہل کو لے جا چکے ہوتے ہیں اور وہ اکیلی کھڑی ہوتی ہے کہ اچانک وہ زمین پر گر جاتی ہے۔۔۔۔دل واقعی بند ہو جاتا ہے۔۔

اصل میں بھی اسٹریچر اب دور جا رہا ہوتا ہے۔۔۔اور سب اس کے ساتھ چل رہے ہوتے ہیں۔۔۔وہ بھی اسٹریچر کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دیتی ہے۔۔۔اور جادو نگری میں بھی وہ اس کے پیچھے بھاگتی ہے۔۔۔وہ بہت تیز چل رہا ہوتا ہے۔۔آبش بھاگ کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سک رہی ہوتی۔۔۔پھر اچانک وہ رک جاتا ہے۔۔۔اور ادھر اسٹریچر بھی رک جاتا ہے۔۔جادو نگری والا آہل ایک بار مڑ کر آبش کو دیکھتا ہے۔۔۔اس کی شہد رنگ آنکھیں قاتلانہ حد تک حسین لگ رہی ہوتی ہیں۔۔۔آبش کا دل کرتا ہے کہ وہ یوں ہی آنکھیں کھولے اسے دیکھتا رہے اور وہ ایسے ہی کھڑی ساری عمر اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہے۔۔۔پھر اچانک وہ آنکھیں جھکا لیتا ہے۔۔آبش کے دل کی دھڑکن آہستہ ہو جاتی ہے۔۔۔پھر وہ اپنا چہرہ موڑ لیتا ہے۔۔۔آبش کی دھڑکن اور آہستہ ہو جاتی ہے۔۔۔پھر وہ چلنا شروع ہو جاتا ہے اور تھوڑی آگے جا کر اچانک غائب ہو جاتا ہے۔۔۔اور آبش کی دھڑکن بلکل رک جاتی ہے۔۔۔اور اس کا دل بند ہو جاتا ہے۔۔۔

اصل میں بھی سب آہل کو لے جا چکے ہوتے ہیں اور وہ اکیلی کھڑی ہوتی ہے کہ اچانک

وہ زمین پر گر جاتی ہے۔۔۔۔۔دل واقعی بند ہو جاتا ہے۔۔

نجانے کس پہر اسکی آنکھ کھلی۔۔۔دن تھا یا رات۔۔وہ اندازہ نہیں کر پائی۔۔۔سارے اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔۔ماما بابا۔۔۔یہی تو دنیا تھی اس کی۔۔۔لیکن پھر بھی دنیا نا مکمل لگ رہی تھی۔۔۔ادھوری۔۔وہ جو نہیں تھا۔۔۔وہ۔۔آہل۔۔۔۔پتا نہیں وہ اس دنیا میں اب تھا بھی کہ نہیں۔۔۔

نہیں اسے جینا ہوگا۔۔۔اسے اب آبش کے لیے جینا ہوگا۔۔۔

آبش کو ہوش میں آتا دیکھ کر ماما اس کے پاس آئی تھیں۔۔۔انھوں نے آبش کا ہاتھ پکڑا تھا۔

""""ماما آہل۔۔۔۔؟""""

وہ بس اتنا ہی بول سکی۔۔مزید کچھ بولا نہیں جا رہا۔۔۔

لیکن پتا نہیں کیوں ماما جواب دینے کے بجائے نظریں چرا گئی تھیں۔۔۔آبش کے دل کی دھڑکن کی رفتار تیز ہو گئی۔۔۔دماغ بھی دل کے خدشے کی گواہی دے رہا

تھا۔۔۔ لیکن وہ چاہتی تھی کہ آج دل اور دماغ کی یہ گواہی جھوٹی ثابت ہو جائے۔۔

""ماما آپ بتاتی کیوں نہیں ہیں آہل کیسا ہے اب۔۔۔؟""

کیا تڑپ تھی آواز میں۔۔۔ پر تڑپنا تو اب مقدر میں لکھ دیا گیا تھا۔۔۔

اس بار ماما کی آنکھوں سے ایک آنسو بہا تھا اور پھر رفتہ رفتہ پورا چہرہ آنسوؤں سے بھر گیا تھا۔۔۔ وہ اب بھی خود کوئی نتیجہ نہیں نکالنا چاہتی تھی۔اس نے آنکھوں میں آنسو بھر کر اپنے بابا کو دیکھا تھا۔۔۔ جو پہلے تو نظریں چرا گئے۔۔اور پھر آگے بڑھ کر آبش کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔۔اس سب کا کیا مطلب ہو سکتا تھا۔۔۔آبش سمجھ رہی تھی۔۔۔ لیکن یقین نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

وہ اب ان سے پوچھے گی ہی نہیں۔۔۔ وہ اب آہل کو ہی فون کرے گی۔۔ وہ ہی فون اٹھائے گا۔۔۔اسے اٹھانا پڑے گا۔۔۔

اس نے تکیے کی سائیڈ پر پڑا فون اٹھایا تھا۔۔۔اور آہل کو فون ملایا۔۔۔ بیل جا رہی تھی۔۔۔اس نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔ ابھی بھی بیل جا رہی تھی۔۔ "آہل فون اٹھائیں" وہ زیر لب بول رہی تھی۔۔۔ بیل اب جانا بند ہو گئی تھی۔۔۔ کسی نے

فون نہیں اٹھایا۔۔اس نے آنکھیں کھولیں۔۔۔پانی آنکھوں سے ایسے باہر نکلا جیسے کسی دریا کا بند کھول دیا گیا ہو۔۔۔اس نے پھر سے آہل کو کال ملائی۔۔۔اس بار بھی کسی نے نہیں اٹھائی۔۔۔وہ پھر مسلسل کال ملائی جا رہی تھی اور آگے سے آہل اٹھا نہیں رہا تھا۔۔اسے پچھلی رات یاد آگ ئی۔۔۔وہ بھی تو ایسے ہی بار بار فون کر رہا تھا۔۔۔وہ بھی تو ایسے ہی تڑپ رہا تھا۔۔۔تب تو اسے احساس نہیں ہوا تھا۔۔۔وہ اب اس کا احساس کیوں کرے۔۔۔

پھر اچانک کال اٹینڈ ہو گ ئی۔۔۔آبش کی ایک منٹ کے لیے تیز چلتا دل بند ہو گیا تھا۔۔

""آہل۔۔۔"

اس نے بس اتنا ہی بولا تھا۔۔

آگے سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔

اسے لگا شاید کال کٹ گ ئی ہے۔۔لیکن نہیں۔۔۔وہ خاموش تھا۔۔۔وہ اس کی آواز سن رہا تھا۔۔۔

""""آہل پلیز کچھ کہہ لیں۔۔۔کچھ بھی۔۔۔بے شک یہ ہی کہہ دیں کہ آپ نے مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا۔۔پوری زندگی تڑپنے کے لیے۔۔۔لیکن یوں خاموش نہ رہیں پلیز۔۔میرا دل بند ہو رہا ہے۔۔۔""""

آہل نے تمہیں ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا آبش۔۔۔پوری زندگی تڑپو گی اب

""""تم۔۔۔۔""""

الفاظ ادا کر دیے گ ئے تھے۔۔۔آہل کی آواز میں نہیں۔۔ریشم کی آواز میں۔۔۔

""""آہل کدھر ہیں۔۔؟""""

آبش ابھی جلی کٹی نہیں سننا چاہتی تھی۔۔۔ابھی بس وہ آہل کو سننا چاہتی تھی۔۔

""""کہا ہے ناں آہل نے چھوڑ دیا ہے تمہیں۔۔۔لیکن اس نے تمہارے ساتھ ساتھ ہمیں بھی چھوڑ دیا ہے۔۔۔تمہیں چھوڑنے کے لیے دیکھو اسے ہم سب کو چھوڑنا پڑا آبش۔۔۔""""

ریشم ایسے بول رہی تھی جیسے بہت زیادہ رو کے ہٹی ہو۔۔

""""ہاں وہ کہہ رہا تھا کہ وہ بہت دور چلا جائے گا۔۔۔

لیکن پھر بھی میں اسے ڈھونڈ لوں گی۔۔۔''''

کیا یقین تھا۔۔۔

''''آبش وہ اب نہیں ملے گا۔۔۔جب وہ کہہ رہا تھا یہ سب تبھی روک لیا ہوتا۔۔۔اس کی ہو گ ئی ہوتی۔۔۔شاید وہ اس وقت ہم سب کے ساتھ ہوتا۔۔۔''''

''''وہ آپ کو بھی بتا کے نہیں گیا۔۔۔؟آپ تو اس کی دوست ہیں ناں۔۔۔آپ کو تو وہ ہر بات بتاتا ہے۔۔۔آپ مجھے بتا دیں دیکھنا میں سب صحیح کر دوں گی۔۔۔''''

یہ بات سن کے پتا نہیں کیوں ریشم نے رونا شروع کر دیا تھا۔۔

''''ہاں پتا ہے مجھے۔۔۔جانا چاہو گی اس کے پاس۔۔۔؟''''

اچانک سے ریشم کی آواز میں غصہ آگیا تھا۔۔آبش خاموش ہو گ ئی۔۔

''''تم ایسا کرو کہ پھر مر جاؤ۔۔۔کیوں کہ تم اب مر کے ہی اس کے پاس جا سکتی ہو۔۔۔ختم کر دیا تم نے آہل کو۔۔۔وہ بچارا تڑپ تڑپ کے مر گیا اور دیکھو کتنی معصوم بن رہی ہو۔۔۔جیسے کچھ پتا ہی نہیں۔۔۔اب بولتی کیوں نہیں ہو ہاں۔۔۔جواب دو۔۔۔مر جاؤ۔۔۔مرتی کیوں نہیں ہو۔۔۔''''

ریشم شاید کچھ اور بھی بول رہی تھی۔۔۔ لیکن آبش کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ گیا تھا۔۔۔ کمرے میں اچھی خاصی روشنی تھی۔۔۔ لیکن اچانک سب کچھ دھندلا گیا۔۔۔ اور پھر پہلے دور کی چیزیں بالکل نظر آنا بند ہوئی۔۔ پھر آہستہ آہستہ قریب کی چیزیں بھی اندھیرے میں ڈوب گ ئی۔۔۔ اب کچھ نہیں نظر آرہا تھا۔۔۔ آبش نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔ ادھر آہل تھا۔۔۔ وہی بلیک شیر وانی پہنے ہوئے جو نکاح والے دن پہنی تھی۔۔۔ آبش سے دور بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ آبش اسے دیکھتی ہے۔۔۔ وہ اس سے بے خبر بیٹھا خوبصورت پھولوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔۔۔ آبش اپنی سفید فراک اٹھائے اس کے پاس جاتی ہے۔۔۔ اور اس کے ساتھ بیٹھ جاتی ہے۔۔۔ ساتھ بہتی جھیل کا شور ہوتا ہے اور وہ دونوں ہوتے ہیں۔۔ جھیل کے پانی کا عکس اس کی آنکھوں میں پڑ رہا ہوتا ہے۔۔۔ وہ شہد رنگ کی چمکتی ہوئی آنکھیں آبش کو دیوانہ کر رہی ہوتی ہیں۔۔۔ پھر اچانک ان آنکھوں کی چمک ختم ہو جاتی ہے۔۔۔ شہد رنگ کی جگہ سرخ رنگ آ جاتا ہے۔۔۔ پاس بہتی جھیل کا رنگ بھی سرخ ہو جاتا ہے۔۔۔ اور آہل کی آنکھوں سے خون بہنے لگتا ہے۔۔ اور وہ انہی آنکھوں سے آبش کو دیکھتا ہے۔۔۔ آبش کو خوف آتا ہے اس خون سے۔۔۔ وہ اپنی آنکھیں بند کر لیتی ہے۔۔۔ اور ادھر کی سب چیزیں بھی اندھیرے میں ڈوب جاتی ہیں۔۔۔۔

آہل کو گ ئے ہوئے ایک ہفتہ گزر گیا تھا۔۔۔آبش بھی گھر آچکی تھی۔۔۔نہ کچھ کھاتی تھی نہ پیتی تھی۔۔۔ماما زبردستی ہی کچھ کھلا کہ دوا کھلاتی تھیں۔۔۔شاید وہ آہل کی موت کا خود کو ذمہ دار سمجھ رہی تھی۔۔۔یونی ورسٹی جانا بھی چھوڑ دیا تھا۔۔۔وہ لیٹی ہوئی تھی جب دروازہ کھلا اور ماہم اندر آئی۔۔۔اس کے آنے پر آبش اٹھ کے بیٹھی تھی۔۔۔

ماہم کو دیکھ کر بہت کچھ یاد آیا تھا۔۔۔بہت ساری باتیں۔۔۔کتنی تکلیفیں دی تھیں ناں اسے۔۔۔چلا گیا وہ۔۔۔آخر برداشت کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔۔۔اور اس کی بھی وہ حد ختم ہو گ ئی ہو گ ئی۔۔۔

ماہم بالکل ٹھیک آبش کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔اور وہ جو ساری ساری رات اس کی

صحت یابی کی دعائیں کرتا رہتا تھا وہ چلا گیا تھا۔۔۔آبش کا چہرہ ایک بار پھر آنسوؤں بھر گیا۔۔۔ماہم اس کے سامنے بیٹھی اس کا دل بہلانے کے لیے باتیں کر رہی تھی۔۔۔پر اس کا دل تو اب کسی چیز سے نہیں بہل سکتا تھا۔۔۔

""""آبش تم کل سے میرے ساتھ یونیورسٹی جاؤ گی

""""

ماہم اسکا ہاتھ تھامے پیار سے اسے قائل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن آبش آگے سے خاموش ہی تھی۔۔۔

"سٹڈیز کا پہلے ہی بہت نقصان ہو گیا ہے۔۔۔اب ہم مزید کوئی رسک نہیں لے سکتے۔۔۔"

ماہم مزید کہہ رہی تھی۔۔

"ماہم تمہیں یاد ہے جب سکیچ کمپیٹیشن ہوا تھا اور میں نے آہل کا سکیچ بنا دیا تھا۔۔۔تب تو میں نے چاہا بھی نہیں تھا کہ اس کا بنے۔۔۔ لیکن اب اگر میں یونی جاؤں گی۔۔۔تب تو جو کچھ بھی ڈرا کروں گی وہ آہل کا چہرہ ہی بنے گا ناں۔۔۔""""

آبش نے ہوا میں کہیں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

''''نہیں آبش ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔دیکھنا تم یونیورسٹی جاؤ گی ناں۔۔ماحول تبدیل ہو گا۔۔۔تو تمہاری طبیعت بھی ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔۔اور اگر آہل کا سکیچ بن بھی گیا تو کیا ہوا۔۔۔پہلے بھی تم اس کی وجہ سے کمپیٹیشن جیتی تھی۔۔۔پھر ہمیشہ جیتو گی۔۔''''

ماہم نے انجانے میں جو بات کہی تھی وہ آبش کے دل پر لگی تھی۔۔۔وہ تو بنا ہی آبش کو جیتانے کے لیے تھا۔۔۔اور آبش کو ہی جیتانے کے لیے اپنی زندگی کی آخری بازی بھی ہار گیا۔۔۔آنسو تھے کہ ایک پل کو رکتے تھے۔۔۔اور پھر پورا چہرہ بھیگا جاتے تھے۔۔۔آبش کو روتا دیکھ کر ماہم نے اسے گلے لگا لیا۔۔۔

''''آبش تم رویا نہ کرو۔۔۔اس سے تمہارے آنسو نہیں برداشت ہوتے تھے۔۔۔اور تم اب بھی رو کے اسے تکلیف دے رہی ہو۔۔تم اس کے لیے دعا کیا کرو۔۔۔کہ اللہ اسے جنت میں اعلیٰ مقام دے۔۔۔''''

دعا۔۔ہائے۔۔وہ اب ماہم کو کیا بتائے کہ وہ بہت کوشش کرتی ہے دعا کرنے کی۔۔۔لیکن نجانے کیوں ایک دم سے سب بھول جاتا ہے۔۔۔اور دعا کرنے کو دل ہی

نہیں چاہتا۔۔۔پتا نہیں ایسا کیوں ہوتا ہے۔۔۔

ماہم تھوڑی دیر مزید بیٹھی اور پھر چلی گ ئی اور جاتے جاتے یونیورسٹی آنے کی تلقین کر گ ئی۔۔۔

یہ جو ہم دعائیں کرتے ہیں ناں یہ بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔۔۔کہ اللہ نے ہمیں دل سے اس سے مانگنے والوں میں لکھا ہے۔۔۔وہ لوگ جن کے دل کا سکون چھین لیا جاتا ہے ناں ان سے دعائیں مانگنے کا اختیار بھی اللہ چھین لیتا ہے۔۔۔اور یقین کریں جن سے یہ اختیار چھین لیا جاتا ہے ان کو پھر کسی پل چین نہیں ملتا۔۔

گہری رات ہوتی ہے۔۔۔اور وہ بیڈ سے ٹیک لگائے یوں ہی قلین پر بیٹھی تھی اور اکویریم میں مچھلیوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔خوبصورت رنگین مچھلیاں پانی سے کھیلتی ہوئی یہاں سے وہاں جا رہی تھیں۔۔۔آبش کو ایک کالے رنگ کی مچھلی بڑی پسند

تھی۔۔۔وہ اکثر بیٹھ کر اسے دیکھا کرتی تھی۔۔۔وہ کالی مچھلی پانی کی آبشار سے کبھی گزرتی تو کبھی دوسری مچھلیوں کو جا کر تنگ کرتی۔۔۔پھر وہ جا کر ایک جگہ بیٹھ گئی۔۔آبش کو لگا وہ بھی اس کی طرح تھک گئی تھی۔۔۔وہاں پانی کے اندر کوئی چیز چمک رہی تھی۔۔۔آبش نے غور سے دیکھا تو وہ کوئی ہیرا چمک رہا تھا۔۔۔ہاں اس کی انگوٹھی کا ہیرا۔۔۔وہی انگوٹھی جو آہل نے اسے پہنائی تھی۔۔۔اس کے آہل نے۔۔۔وہ جلدی سے اٹھی اور جا کر وہ انگوٹھی نکال لی۔۔۔پچھلے پانچ سالوں سے مسلسل پانی میں رہنے کی وجہ سے وہ ذرا میلی ہو رہی تھی۔۔لیکن اس کے اوپر ابھی تک آہل کا لمس برقرار تھا۔۔۔آبش نے اس انگوٹھی کو اس طرح پکڑا ہوا تھا۔۔۔جیسے آہل کا ہاتھ تھامے بیٹھی ہو۔۔۔اس کے لمس میں بھی ہمیشہ اپنایت اور عزت ہوا کرتی تھی۔۔۔اسے بے اختیار رونا آیا تھا۔۔۔کتنی پاک محبت کھو دی تھی اس نے۔۔۔اور پاک محبتیں کھونے کے کفارے بہت مشکل سے ادا ہوتے ہیں۔۔۔اور ابھی آبش کو سب ادا کرنے تھے۔۔۔آہل کی محبت کو وہ کسی گناہ کی سزا کہتی تھی۔۔۔تو اس نے تو اپنی سزا کاٹی تھی اور پوری ایمانداری سے کاٹی تھی۔۔۔لیکن آبش۔۔۔اس کی تو ابھی سے بس ہو گئی تھی۔۔۔۔

باہر لان میں وہ ماما بابا کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔آج صبح کے وقت گرمی پہلے کی نسبت قدرے کم تھی۔۔۔ماما بابا نجانے کیا کیا باتیں کر رہے تھے۔۔۔جب باہر سے کسی گاڑی کا ہارن آیا۔۔۔اور پھر تھوڑی دیر میں کوئی گاڑی اندر آئی اور پارکنگ میں کھڑی ہو گئی۔۔۔اب کوئی اس میں سے باہر آ رہا تھا۔۔۔آبش کو پہچاننے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔۔۔اور وہ جلدی سے اٹھ کے فوراً اپنے بھائی کے گلے لگ گئی۔۔۔ہاں اس کا بھائی حماد آیا تھا۔۔۔ماما نے اسے فون کر کے آبش کے لیے بلوایا تھا۔۔۔اور آبش اس سے مل کر واقعی خوش ہوئی تھی۔۔۔پھر وہ سارا دن بھائی کے ساتھ ہی بیٹھی رہی تھی۔۔۔وہ بہل رہی تھی۔۔۔آہل کا دکھ برقرار تھا۔۔۔لیکن بھائی کے اتنے عرصے کے بعد آنے کی خوشی کا احساس اس وقت غالب تھا۔۔۔پھر وہ رات کو بیٹھے آہل کے بارے میں ہی باتیں کر رہے تھے۔۔۔

""""آبش مجھے ماما نے بتایا تھا کہ تم آہل کی ڈیتھ کی وجہ سے بہت اپ سٹ ہو۔۔ موت

تو بر حق ہے ناں۔۔۔اب مرے ہوئے لوگوں کے ساتھ مرا تو نہیں جاتا۔۔۔اگر ایسا ہوتا تو کسی ماں کا بچہ اگر مرتا تو ماں بھی اسی کے ساتھ مر جاتی۔۔۔ٹھیک ہے افسوس ہے مجھے بھی۔۔۔لیکن اسے اپنے پر سوار کرنے کا مقصد مجھے سمجھ نہیں آیا۔۔۔""""

حماد اور وہ باہر سیڑھیوں پر بیٹھے تھے۔۔۔جب حماد نے یہ بات شروع کی۔۔۔آبش یہ سن کو ذرا دیر کے لیے خاموش ہو گئی تھی۔۔۔پھر بہت مشکل سے الفاظ اکٹھے کر کے بولی۔۔۔

""""کیوں کہ اس کی ڈیتھ میری وجہ سے ہوئی ہے۔۔۔""

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پتا نہیں شاید ابھی بھی محبت کا اقرار کرتے ہوئے ڈر رہی تھی۔۔۔۔

""""تمہاری وجہ سے کیسے آبش۔۔؟؟میں سمجھا نہیں۔۔۔تم نے خود مارا ہے اسے۔۔۔؟""""

حماد اب اس سے پوچھ رہا تھا۔۔

""""نہیں میں نے نہیں مارا۔۔۔لیکن میری وجہ سے وہ اس قدر اذیت میں تھا کہ موت اس پر غالب آ گئی۔۔۔""""

اب آبش کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھیں۔۔

""""تم چاہتی تھی وہ اس اذیت میں رہے۔۔""""

""""نہیں۔۔۔لیکن میں اس بات سے اچھی طرح واقف تھی کہ میری وجہ سے شدید اذیت میں ہے۔۔۔اور میں نے ہمیشہ اس کی اذیت بڑھائی ہے۔۔ کبھی کم نہیں کی۔۔۔""""

اب آبش کے آنسو آنکھوں سے باہر آرہے تھے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

""""تو ہم ایسا کرتے ہیں۔۔۔اس کی قبر پر چلتے ہیں۔۔۔تم جا کر اس سے معافی مانگ لینا۔۔ہو سکتا ہے تمہارا احساس ندامت کم ہو جائے۔۔""""

حماد بس اپنی چھوٹی بہن کو خوش دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔

""""پر مجھے تو پتا ہی نہیں اس کی قبر کہاں ہے۔۔؟""""

آبش کی واقعی ہی نہیں پتا تھا۔۔۔آبش کی فیملی میں سے تو کوئی بھی اس سے بات کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔۔

""""کیا مطلب۔۔؟؟اس کا اکسیڈنٹ تو یہیں ہوا تھا ناں اور ڈیتھ بھی یہیں ہو گ ئی۔۔۔تو قبر بھی یا تو ادھر ہو گی یا پھر کراچی۔۔۔""""

""""نہیں بھائی۔۔اس کی ڈیتھ ملتان نہیں ہوئی۔۔۔انھیں آنٹی انکل لندن لے گ ئے تھے۔۔۔وہاں پر ہوئی ہے ڈیتھ۔۔۔""""

""""اوہ۔۔تو واپس آ کر انھوں نے تدفین کے وقت فون نہیں کیا۔۔۔""""

انھوں نے تو ڈیتھ کی اطلاع تک نہیں دی۔۔وہ تو آہل کی ایک دوست نے بتایا۔۔۔وہ لوگ تو میری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے۔۔۔اور دیکھیں بھی کیوں۔۔۔ان کے اکلوتے بیٹے کی موت کی مجرم ہوں۔۔""""

آبش یہ کہہ کر اٹھ کر چلی گ ئی۔۔وہ اب مزید آہل کے بارے میں بات نہیں کر سکتی تھی۔۔۔اور جاتے جاتے حماد کو سوچنے پر مجبور کر گ ئی۔۔

رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب اس کی آنکھ کھلی۔۔ کمرے میں ہلکی سی روشنی تھی۔۔۔ اسے صوفے پر کسی کی جھلک محسوس ہوئی تھی۔۔۔ وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔ یہ اس کا وہم نہیں تھا۔۔۔ واقعی صوفے پر کوئی بیٹھا تھا۔۔۔ وہ اٹھی اور صوفے کے پاس جانے لگی۔۔۔ ابھی بھی ادھر کوئی بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کے وجود میں کوئی حرکت نہیں تھی۔۔۔ آبش جیسے جیسے قریب جا رہی تھی اس کی سانسیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔۔۔ آبش اب بالکل قریب پہنچ گئی تھی۔۔۔ وہ جو بھی تھا وہ اپنا سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔

"کون ہے۔۔۔"

آبش نے قریب پہنچ کر کہا۔۔ اب اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا تھا۔۔ اس کا ہاتھ خون سے بھرا ہوا تھا اور اس پر دل پڑا ہوا تھا۔۔۔ اب اس نے اپنا چہرہ اوپر کیا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں سے مسلسل خون بہہ رہا تھا۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ آہل تھا۔۔۔ ہاں وہ وہی تھا۔۔۔ اس کا سینہ چیرا ہوا تھا۔۔۔ اور وہ ہاتھ میں دل پکڑے بیٹھا خون بہتی آنکھوں سے آبش کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ آبش کی آواز تک بند ہو گئی۔۔۔ وہ چیخ مارنا چاہتی تھی مگر آواز کہیں گلے میں اٹک گئی تھی۔۔۔ اور قدم وہیں پر جم گئے تھے۔۔۔ اس

نے پاؤں اٹھانا چاہا لیکن وہ اتنے وزنی ہو گئے تھے کہ اٹھائے ہی نہیں گئے۔۔ پھر اب آہل اٹھ کر کھڑا ہوا تھا۔۔اس کے ماتھے پر گہرے بل تھے۔۔۔وہ اٹھ کر آبش کے قریب آ رہا تھا اور آبش ڈر سے کانپنے لگی۔۔۔پھر اس نے آبش کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔آبش کو لگا جیسے کسی نے کئی من وزن اس کے کندھوں پر رکھ دیا ہوتا ہے۔۔۔اور پھر وہ نیچے گر کے بے سدھ ہو گئی۔۔

جب ہوش آیا تو وہ اپنے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ماما اور حماد اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔اسے رات والا سارا قصہ یاد آیا۔۔۔تو وہ کیا سب خواب تھا۔۔۔؟ لیکن وہ خواب نہیں ہو سکتا۔۔۔پر کاش وہ سب ایک خواب ہی ہو۔۔۔

""""آبش کیا ہوا تھا۔۔۔میں جب صبح تمہارے کمرے میں آیا تو تم نیچے صوفے کے پاس بے ہوش پڑی تھی۔۔۔""""

حماد نے اسے اٹھتا دیکھا تو اسے سہلا کر بولا۔۔۔

آہ تو وہ واقعی حقیقت تھی۔۔۔وہ آہل ہی تھا۔۔۔وہ بدلا لینے آ گیا۔۔میں نے جتنا تڑپایا۔۔۔وہ اب مجھے تڑپائے گا۔۔۔تو مطلب آخری وقت میں وہ واقعی نفرت کرنے لگا تھا مجھ سے۔۔۔آہ نفرت۔۔۔یہ سوچ کر آبش کو جتنی تکلیف ہوئی تھی اس کے

ساتھ بیٹھے ہوئے لوگ نہیں لگا سکتے تھے۔۔۔

""آبش کیا ہوا۔۔چپ کیوں ہو۔۔۔بولو۔۔""

""کچھ نہیں بھائی۔۔بس میں ڈر گئی تھی۔۔۔""

آبش نہیں بتانا چاہتی تھی۔۔۔یہ اس کا قصور تھا۔۔۔اس کی سزا تھی۔۔۔اور وہ خود برداشت کرے گی۔۔۔

""کس سے ڈر گئی تھی میری بیٹی۔۔۔""

اب ماما فکر مندی سے پاس آئی تھیں۔۔

""ماما بس مجھے لگا ادھر کوئی بیٹھا ہے تو بس میں ڈر گئی۔۔۔آئندہ لائٹ آن کر کے سویا کروں گی۔۔۔پھر ڈر نہیں لگے گا۔۔آپ فکر نہ کریں۔۔۔"

اس نے ماما اور بھائی کو تو بے فکر کر دیا تھا لیکن وہ بہت فکر مند تھی۔۔۔واقعی آہل بدلہ لینے آ گیا ہے۔۔۔ڈر اذیت خوف کا ملا جلا احساس تھا۔۔۔ڈر اس لیے کہ وہ پتا نہیں اب کیسے بدلہ لے گا۔۔۔کون سی مخلوق کے روپ میں ہو گا۔۔۔اذیت اس لیے کہ جو احساس تھا کہ آہل محبت کرتا تھا اس دنیا میں نہ صحیح آخرت میں مل لینا تھا۔۔۔لیکن اب

تو وہ نفرت کرتا تھا۔۔۔اب اذیت ہی ہونی ہے۔۔۔خوف اسلیے کہ ایک سوتے وقت ہی تو سکون ملتا تھا اور اب وہ بھی نہیں سو سکے گی۔۔۔خوف کے مارے نیند ہی کہاں آنی تھی۔۔۔اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

آہل کی ڈیتھ کو ایک مہینہ ہو چکا تھا۔۔۔آبش مشکل سے دن میں ایک دو نمازیں پڑھتی تھی۔۔۔سارا دن سوتی اور ساری رات جاگا کرتی تھی۔۔۔رات کے کسی پہرا گر آنکھ لگ بھی جاتی تو ڈر کے مارے چیخیں مار مار کر سارا گھر سر پر اٹھا لیتی تھی۔۔۔میں یہاں آپ لوگوں کے سامنے ایک سوال رکھتی ہوں۔۔۔آبش تو نیک تھی۔۔۔بہت پاک۔۔۔پھر اسے یہ اذیت کیوں دی جا رہی تھی۔۔۔اس سے سکون کیوں چھین لیا گیا تھا۔۔۔؟؟پتا ہے کیوں۔۔۔؟کیوں کہ وہ خود کو مکمل سمجھتی تھی۔۔۔یہی سمجھتی کہ وہ بہت پاک ہے اور آہل گناہگار۔۔۔وہ اگر دور ہو گئی تو آہل ہی تڑپے گا۔۔۔اسے ہی اذیت ہو گی۔۔۔محبت کو اس نے ہمیشہ جرم کی نظر سے دیکھا۔۔۔ہمیشہ سوچا محبت کسی

گناہ کے کفارے کے طور پر نازل کر دی جاتی ہے۔۔۔اور وہ تو گناہگار نہیں ہے۔۔۔تو اللہ کیونکر اسے محبت عطا کرے گا۔۔۔اس کے دل کا سکون کیسے چھینے گا۔۔۔یہی غرور تھا اس کا کہ اسے ایک ہی مہینے میں آہل کی دس سال کی اذیت کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔اپنے پاک ہونے پر شکر ادا کرو کہ اس رب نے تمہیں نیک لوگوں میں شامل کیا ہے۔۔۔۔ مغرور نہ ہو جاؤ۔۔۔کہ دوسروں کو حقیر سمجھنے لگو۔۔۔اللہ جانتا ہے کہ کوئی کتنا پاک ہے اور کتنا ناپاک۔۔۔اللہ کے نزدیک یہ لوگوں کی ججمنٹ والا آلہ نہیں ہے۔۔۔وہ تو دلوں سے واقف ہے۔۔۔کسی کو اگر کوئی تکلیف دے دی گ ئی ہے۔۔۔تو خدا کے لیے اسے اس کی گناہوں کی سزا مت کہو۔۔۔ہو سکتا ہے وہ اس کی آزمائش ہو۔۔۔اور تمہارے ایسا کہنے کی بنا پر تم پکڑ میں آ جاؤ۔۔۔۔بے شک اللہ جانتا ہے۔۔۔تم نہیں جانتے۔۔۔۔

"آبش تم سے کوئی لڑکی ملنے آئی ہے۔۔۔ گیسٹ روم میں بیٹھی ہے۔۔۔ جا کر مل

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لو۔۔۔""""

آبش اپنے کمرے میں لیٹی ہوئی تھی۔۔۔جب حماد نے کمرے میں آ کر اسے بتایا۔۔۔

""""بھائی کون سی لڑکی۔۔۔؟مجھے کسی سے نہیں ملنا۔۔۔اسے کہہ دیں یہاں سے جائے۔۔""""

آبش نے یونیورسٹی جانا چھوڑ دیا تھا۔۔۔آئے دن کوئی نہ کوئی کلاس فیلو اس کا پتا کرنے گھر پر آ جایا کرتی تھی۔۔۔

حماد واپس جانے لگا۔۔۔اتنے میں ماما کمرے میں آئی تھی۔۔۔

""""آبش ریشم آئی ہے۔۔۔گیسٹ روم میں تمہارا ویٹ کر رہی ہے۔۔۔""""

ریشم کا نام سن کر آبش بجلی کی رفتار سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔۔اور فوراً گیسٹ روم میں پہنچ گئی تھی۔۔۔

وہاں صوفے پر ریشم زرد اور سرخ رنگ کے کپڑے پہنے بیٹھی تھی۔۔۔اور وہ اس رنگ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔البتہ آبش کا حسن ڈھل گیا تھا۔۔۔وہ جو چہرے کی رونق اور چمک تھی نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی۔۔۔کبھی اس کا چہرہ

بہت پر نور تھا۔۔اب اس پر نور نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔۔۔ریشم اس کو اس حال میں دیکھ کر ایک دم سے حیران ہوئی تھی۔۔۔وہ بہت تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔۔۔جیسے میلوں کا صفر کر کے آئی ہو۔۔۔پھر وہ ریشم سے ملی اور صوفے پر بالکل گرنے کے انداز میں بیٹھ گ ئی۔۔۔آبش کو ایسے بیٹھتا دیکھ کر ریشم کو ایک اور جھٹکا لگا۔۔۔

""آبش تم ٹھیک ہو ناں۔۔۔؟""

ریشم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

""نہیں ہوں میں ٹھیک۔۔۔اور نہ ہونا چاہتی ہوں۔۔۔""

بہت تھکے ہارے لہجے میں آبش نے جواب دیا تھا۔۔۔

ایک منٹ کے لیے ریشم

نے اس کو دیکھا تھا۔۔وہ واقعی ٹھیک نہیں تھی۔۔۔ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکی تھی۔۔۔لیکن یہ سب کیوں تھا۔۔۔آہل سے تو کبھی محبت بھی نہیں کی تھی اس نے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

""""آبش میں یہاں پتا ہے کیوں آئی تھی۔۔۔"

ریشم نے اس سے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

""""مجھے آہل یاد آتا ہے۔۔۔بہت زیادہ یاد آتا ہے۔۔میں یہاں تمہیں زلیل کرنے آئی تھی۔۔۔میں نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں اسے کبھی بھولنے نہیں دوں گی۔۔۔ تمہیں برباد کر کے رکھ دوں گی۔۔ لیکن تم تو پہلے ہی برباد ہو چکی ہو۔۔۔ تمہیں تو اللہ سزا دے رہا ہے۔۔۔پھر میں سزا دینے والی کون ہوتی ہوں۔۔۔""""

ریشم نے یہ سب بہت نفرت بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔

آبش کی آنکھیں آنسو سے بھر گئی تھیں۔۔اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے ابھی قے آ جائے گی۔۔۔

پتا نہیں اچانک سے کیا ہوا تھا۔۔ایک منٹ کے لیے بیٹھنا بھی اس کے لیے محال ہو رہا تھا۔۔۔وہ وہیں نیچے زمین پر اوندھے منہ بیٹھ گئی۔۔۔پورا جسم پسینے سے شرابور تھا۔۔۔ریشم اس کی یہ حالت دیکھ کر ڈر گئی۔۔ جتنی بھی نفرت کیوں نہ

ہو۔۔۔لیکن اس کو اس حالت میں دیکھ کر وہ موم ہو گ ئی تھی۔۔۔وہ جلدی سے جا کر اس کی ماما کو بلا کر لائی۔۔اور پھر دونوں نے جا کر اسے بیڈ پر لٹا دیا۔۔۔وہ اس وقت ہوش میں نہیں تھی۔۔۔

ریشم پھر وہیں ماما کے ساتھ بیٹھ گ ئی۔۔۔

""""آنٹی اسے کیا ہو گیا ہے۔۔۔؟ یہ کیا اس نے اپنی حالت بنالی ہے۔۔۔""""

ریشم کو اب سچ میں فکر ہو رہی تھی۔۔۔اس کی حالت ایسی تھی کہ کسی بھی پل جان نکل سکتی تھی۔۔

""""پتا نہیں جب سے آہل گیا ہے۔۔۔اس نے اپنی یہی حالت کر لی ہے۔۔۔ کبھی کہتی ہے مجھے آہل نظر آتا ہے۔۔۔میرے سے باتیں کرتا ہے۔۔۔ کبھی کہتی ہے مجھے وہ ڈراتا ہے۔۔۔ہم سب بہت پریشان ہیں اسے لے کر۔۔۔پتا نہیں کیا ہو گیا ہے میری بیٹی کو۔۔۔""""

آنٹی رو دی تھیں۔۔

وہ آنٹی کو کیا تسلی دیتی۔۔۔یہ سب تو اب آبش نے ہی بھگتنا تھا۔۔۔پھر وہ آنٹی سے اجازت لے کر شام کو آنے کا کہہ کر چلی گئی۔۔۔

وہ آبش کے لیے سچ میں بہت پریشان ہو گئی تھی۔۔۔

آبش کی طبیعت سارا دن ہی خراب رہی۔۔۔ڈاکٹر گھر پر ہی آکر دوا دے گیا تھا۔۔۔اور جب شام کو ریشم آئی تو وہ قدرے بہتر تھی۔۔۔

""اب کیسی طبیعت ہے تمہاری۔۔۔؟""

آبش سے ملنے کے بعد ریشم نے پوچھا تھا۔۔

""میں ٹھیک نہیں ہوں۔۔۔میں ظاہری طور پر ٹھیک ہو بھی جاؤں لیکن پھر بھی اندر سے ٹھیک نہیں ہو پاؤں گی۔۔۔میری روح تکلیف میں ہے۔۔۔بہت زیادہ تکلیف میں ہے۔۔۔میرے میں ہمت نہیں ہے کہ میں اور تکلیف برداشت کروں۔۔۔آپ چاہتی تھی ناں ریشم میں مر جاؤں۔۔۔آپ دیکھ لینا میں بہت جلد مر جاؤں گی۔۔۔""

آبش بولتے ہوئے ریشم کو نہیں دیکھ رہی تھی۔۔

""""آبش۔۔۔""""

ریشم کچھ کہنا چاہتی تھی۔۔

""""نہیں آپ آج میری بات سنیں۔۔آپ مجھ سے نفرت کرتی ہیں ناں۔۔۔؟
صرف اس وجہ سے کہ میں نے آہل کی محبت قبول نہیں کی اور میری وجہ سے وہ مر
گیا۔۔۔میں آج آپ کو ساری حقیقت بتاتی ہوں۔۔۔""""

اس نے اب آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔اور پہلا دن یاد کیا جب آہل کو پہلی بار دیکھا تھا۔۔
ٹی وی لاؤنج میں صوفے پر بیٹھا وہ کن نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ مسلسل بغیر
نظریں جھکائے دیکھے جانا۔۔۔اور پھر ڈائنگ روم میں بھی تو وہ سب کے سامنے اسے
دیکھی جا رہا تھا۔۔۔وہ مسلسل پڑتی ہوئی نظریں کہاں برداشت ہوتی ہیں۔۔۔

""""ہمیشہ سے ہی حالات ایسے پیدا ہوئے میرے سامنے کے آہل کو پسند کرنے کی ایک
بھی وجہ نہیں تھی۔۔۔آپ کو پتا ہے ایک عزت دار لڑکی کے پاس اس کی عزت کے
سوا اور ہوتا ہی کیا ہے۔۔۔میں نے ہمیشہ خود کو پاک رکھا۔۔۔ایسا کبھی کچھ نہیں کیا کہ
میرے پر کوئی تہمت بھی لگا سکے۔۔۔پھر پتا ہے کیا ہوا ریشم۔۔۔؟

آہل نے خودکشی کی۔۔۔اور ساری دنیا کے سامنے میں رسوا ہو گ ئی۔۔سب کے سامنے تھپڑ مارے گ ئے۔۔۔آوارہ کہا گیا۔۔پورے خاندان میں بدنامی کا دھبہ لگ گیا۔۔۔

کیا قصور تھا میرا آپ بتایں مجھے۔۔۔آپ ہوتی میری جگہ کیا کرتیں۔۔۔؟

وہ ریشم سے پوچھ رہی تھی لیکن اس کے بولنے کا انتظار کیے بغیر پھر بولنے لگ گ ئی۔۔

""""صرف یہاں بس نہیں ہو گ ئی۔۔۔میراز بردستی نکاح کرادیا گیا اس انسان کے ساتھ جس سے تب سب سے زیادہ نفرت تھی مجھے۔۔۔میرے ماں باپ میرے سے انجان ہو گ ئے۔۔۔لیکن پھر اللہ ہے ناں وہ بہت پاک ہے۔۔۔اس نے مجھے میرے ماں باپ کے سامنے پاک ثابت کیا۔۔۔اور ساری اصلیت سامنے آئی۔۔۔لیکن کیا اس سے اس بدنامی کا ازالہ ہو گیا۔۔۔آپ بتائیں مجھے۔۔۔؟""""

اب آبش روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

""""آج میں آپ کے سامنے کچھ باتوں کا اعتراف کروں گی جو شاید میں خود سے بھی کرنے سے ڈرتی آئی ہوں۔۔۔

یہ جو نکاح ہوتا ہے ناں اس میں بہت طاقت ہوتی ہے۔۔۔میں پہلے یہ نکاح ختم کرنا چاہتی تھی لیکن پھر مجھے بھی آہل کے عشق سے محبت ہو گئی ریشم۔۔۔ہاں مجھے ہو گئی تھی محبت۔۔لیکن اعتراف سے ڈرتی تھی۔۔۔بس یہیں میرے سے غلطی ہو گئی۔۔۔میں نے بہت عرصہ اعتراف نہ کر کے آہل کو اذیت میں رکھا۔۔۔غلطی ہو گئی۔۔۔""""

وہ بالکل بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہی تھی۔۔ریشم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔شاید وہ اسے بولنے کی ہمت دینا چاہتی تھی۔۔۔

""""پھر ایک وقت ایسا آیا تھا۔۔میں نے اعتراف کرنے کا ارادہ کیا۔۔۔میری دوست کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔۔۔وہ بستر مرگ پر تھی۔۔۔جب مجھے پتا چلا کہ میری دوست میری بہن کی زندگی لینے والا آہل تھا۔۔۔میں اگر تب معاف کر دیتی اور میری دوست کو کچھ ہو جاتا تو میں آخرت میں اس کا کیسے سامنا کرتی۔۔۔؟آپ بتائیں آپ کی بھی تو بہن ہو گی ناں۔۔۔؟اگر کوئی آپ کی بہن کے ساتھ ایسا کرے تو معاف کر دیں گی۔۔۔؟ نہیں ناں۔۔۔؟لیکن پھر بھی میں گناہگار ہوں۔۔۔وہ میری وجہ سے دس سال تڑپا ہے۔۔۔تڑپنا تو مجھے بھی پڑے گا۔۔۔اس کی طرح بہادر نہیں ہوں میں کہ دس سال

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تک محبت کی اذیت برداشت کر سکوں۔۔۔میری تو ابھی سے بس ہو گئی ہے۔۔""

اس نے آنکھیں ایسے بند کیں جیسے تکلیف کے مارے جان نکلنے والی ہو۔۔۔

آبش اب چپ ہو گئی تھی۔۔۔اب مزید بولا نہیں جا رہا تھا۔۔۔

""آبش میں بتاؤں کہ تمہارا کیا قصور ہے۔۔؟""

ریشم نے اب اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔۔۔آبش نے آنکھیں کھولیں اور ریشم کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

""تمہارا قصور یہ تھا آبش تم نے آہل کی محبت کو اس کے گناہوں کی سزا سمجھا۔۔۔ تمہیں پتا ہے وہ آخری وقت تک خود کو گناہگار سمجھتا رہا۔۔۔وہ یہی سمجھتا رہا اسے تو معافی مل نہیں سکتی۔۔۔وہ تو گناہگار ہے۔۔

تمہارا قصور یہ ہے کہ تم خود اللہ سے مانگتی رہی کامل یقین کرتی رہی لیکن اس کے اللہ پر یقین کو توڑ دیا۔۔۔

تمہاری باتوں سے یہی سمجھتا رہا کہ جو محبت اذیت دے وہ گناہوں کی سزا ہوتی ہے۔۔۔اور گناہ کسی نہ کسی شکل میں سامنے آتے ہیں۔۔۔تو اس کے سامنے محبت کی

شکل میں آئے ہیں۔۔

آبش اس کی تڑپ کی میں گواہ ہوں۔۔۔اس کے رونے گڑ گڑانے کی میں گواہ ہوں۔۔۔اس کی سچی اور پاک محبت کی میں گواہ ہوں۔۔ہاں تمہاری ساری باتیں درست ہیں۔ لیکن تمہارا یہی ایک گناہ ہے کہ تم نے اسے گناہگار بنادیا اور اپنے نیک ہونے کا غرور کیا۔۔۔غرور تو غرور ہوتا ہے اور وہ اللہ کو تو کبھی پسند نہیں ہے ناں۔۔""""

""""آپ صحیح کہہ رہی ہیں ریشم۔۔واقعی میں مغرور ہو گئی تھی۔۔۔تبھی اللہ نے میرے سے میرا یہ غرور بھی چھین لیا۔۔۔اور تو اور میرے سے دعا مانگنے کا حق بھی چھین لیا۔۔۔""""

آبش بے بس ہو کہ کہہ رہی تھی۔۔۔

""""آبش مایوسی گناہ ہے۔۔۔مایوس نہ ہو۔۔۔وہ اللہ جو دے کر چھین لے۔۔۔وہ دوبارہ دینے پر بھی قادر ہے۔۔۔تم معافی مانگو۔۔۔سجدے میں گری رہو۔۔۔تب تک نہ اٹھو جب تک معافی نہ مل جائے۔۔۔سجدے میں گڑ گڑاتا ہوا اپنا بندہ اسے بہت پسند ہے۔۔۔

اور پھر جس دن تمہیں معافی مل گ ئی ناں آبش۔۔۔اس دن سب کچھ مل جائے گا۔۔۔

بس اللہ سے مانگو۔۔۔اسی نے دینا ہے۔۔۔وہی دیتا ہے۔۔۔نماز نہیں پڑھی جاتی تو زبردستی پڑھو۔۔۔دل نہیں کرتا تو دل کو مار لو۔۔۔روح تڑپتی ہے تو اسے ختم کردو۔۔۔لیکن اس ذات کے سامنے جھکو ضرور۔۔۔

اور آبش ہر وقت ہاتھ پھیلائی رکھو۔۔۔نہیں کچھ بولا جاتا تو روتی رہو۔۔۔تم دیکھنا ایک دن سب پہلے جیسا ہو جائے گا۔۔۔""

پھر وہ اٹھ کر کھڑی ہو گ ئی۔۔۔آبش اب میں چلتی ہوں۔۔۔فون پر رابطہ کرتی رہوں گی۔۔۔میری باتوں پر غور کرنا۔۔۔لازمی۔۔۔اللہ حافظ۔۔۔""

اور پھر وہ چلی گ ئی۔۔۔اور آبش سوچ میں پڑ گ ئی۔۔۔واقعی جو اللہ لے سکتا ہے تو وہ واپس دے بھی تو سکتا ہے۔۔۔اگر گناہ ہو گیا ہے تو معافی بھی تو مل سکتی ہے۔۔۔بے شک مشکل سے ملے گی۔۔۔لیکن مل جائے گی۔۔۔وہ کیوں اتنے دن اللہ سے غافل

رہی۔۔۔کیوں سمجھتی رہی وہ اللہ تڑپائے گا۔۔۔غلطیاں اور گناہ انسانوں سے ہی ہوتے ہیں۔۔۔اذیت پھر بھی قبول تھی اسے لیکن اللہ سے دوری نہیں۔۔۔

پھر وہ اٹھی۔۔۔کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا۔۔۔جسم اور روح دونوں نڈھال تھے۔۔لیکن کھڑے تو ہونا تھا۔۔۔آج ہمت کرنی تھی۔۔۔پھر واقعی اس نے ہمت کر لی وضو کر کے آئی۔۔۔عشاء کی نماز کا وقت تھا۔۔۔کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھی جا رہی تھی۔۔۔بیٹھ گئی۔۔۔یہی تو اسلام کی خوبصورتی ہے کہ اگر کھڑا ہونا مشکل ہے تو بیٹھ جاؤ۔۔۔بیٹھا بھی نہیں جا رہا تو لیٹ جاؤ۔۔۔لیٹا بھی نہیں جا رہا تو اشارہ کر لو۔۔۔اگر اس کی بھی ہمت نہیں تو دل میں یاد کر لو۔۔۔لیکن اس رب کو پکارو ضرور۔۔۔یاد کرو۔۔۔اسے پسند ہیں وہ لوگ جو اسے یاد کرتے ہیں۔۔۔کبھی غور کیا ہے کہ اللہ کے پاس تو اتنے لوگ ہیں جو ہر وقت اسے یاد کرتے رہتے۔۔۔ہر وقت اس کا نام لیتے رہتے۔۔۔لیکن پھر بھی وہ چاہتا ہے اسے تم یاد کرو۔۔۔کیا تم خوش قسمت نہیں سمجھتے خود کو۔۔۔؟ وہ رحمٰن خدا کو طلب ہے تمہاری یاد کی۔۔۔وہ چاہتا ہے ناں کہ میں جب محبت کرتا ہوں اتنی۔۔۔میں جب یاد کرتا ہوں تو تم بھی تو یاد کرو ناں۔۔۔

وہ جائے نماز پر بیٹھی نماز پڑھ رہی تھی۔۔۔آنسو آنکھوں سے نکلے جا رہے

تھے۔۔۔ مسلسل۔۔۔لگاتار۔۔۔جھکا نہیں جارہا تھا لیکن پھر بھی جھک رہی تھی۔۔اذیت تھی لیکن پھر بھی اس اللہ کے سامنے جھکی ہوئی تھی۔۔۔تڑپ رہی تھی۔۔۔رو رہی تھی۔۔۔گڑگڑا رہی تھی۔۔۔اب رحمٰن اللہ نے اپنے کرم سے معاف کرنا تھا۔۔۔آج دعا بھی مانگی تھی۔۔۔اپنے گناہوں کی معافی مانگی تھی۔۔۔رو رو کر مانگی تھی۔۔۔

تڑپی تھی۔۔۔روئی تھی۔۔۔اذیت میں رہی تھی۔۔۔آنسوؤں کا کفارہ آنسو ادا کرتے ہیں۔۔۔اذیتوں کے کفارے اذیت برداشت کر کے ادا کرنے پڑتے ہیں۔۔۔مکافات عمل برحق ہے۔۔۔وہ تو ہوتا ہے۔۔۔اور ہو کر رہتا ہے۔۔۔

وقت گزر رہا تھا۔۔۔نمازیں ادا ہو رہی تھیں۔۔۔خوشی سے نہیں زبردستی۔۔۔بغیر سکون کے۔۔۔لیکن آبش کی امید نہیں ٹوٹی تھی۔۔۔وہ آبش تھی۔۔۔وہ غلطی کر کے دور تو ہو سکتی تھی لیکن غلطی کا احساس ہونے پر واپس آنا جانتی تھی۔۔۔وہ اپنے رب کو جانتی تھی۔۔۔اسے منانا جانتی تھی۔۔۔اسے پتا تھا ابھی نہیں لیکن کبھی نہ

کبھی معافی ضرور ملے گی۔۔۔اور مل کر رہے گی۔۔۔

آج کتنے دن ہو گئے تھے اسے یہ پینٹنگ ڈرا کرتے ہوئے۔۔۔اور وہ آج بھی کر رہی تھی۔۔۔کینوس کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔بال آدھے کھلے ہوئے تھے۔۔۔اور آدھے بندھے تھے۔۔۔ہلکا گلابی سوٹ پہنا ہوا تھا۔۔۔دل میں ایک عزم تھا۔۔۔پینٹنگ بنانی تھی۔۔۔اور ایسی بنانی تھی کہ وہ دیکھنے والوں کو اپنے حصار میں لے لے۔۔۔جو سچ لگے۔۔۔جو اپنے اندر جذب کر لے۔۔۔یہ پینٹنگ اس کے آنسو اور اذیت کی گواہ تھی۔۔۔کتنے ہی گھنٹے وہ اس تصویر کے سامنے روتی رہی تھی۔۔۔اب تصویر نے بھی تو اپنا حق ادا کرنا تھا ناں۔۔۔اس کی لگن کا حق۔۔۔اس کی تڑپ کا حق۔۔۔یہ جو چیزیں ہوتی ہیں ناں۔۔۔یہ حق ادا کرتی ہیں۔۔۔ہماری محنت کا ہماری لگن کا۔۔۔کیوں کہ وہ جو رب ہے ناں وہ کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیتا۔۔۔تصویر بن گئی تھی۔۔۔مکمل ہو گئی تھی۔۔۔شکر کا ایک آنسو آبش کی آنکھ سے گرا تھا۔۔۔اتنے میں دروازہ کھلا تھا۔۔۔سامنے ریشم تھی۔۔۔وہ آئی تھی آج۔۔۔کتنے دنوں بعد آئی

تھی۔۔۔وہ جب سے گئی تھی تب سے روز فون کرتی تھی۔۔۔آبش کی طبیعت پوچھتی تھی۔۔۔آبش اس کے گلے لگ گئی تھی۔۔۔۔

اب وہ آبش کی بنائی ہوئی پینٹنگ دیکھ رہی تھی۔۔۔اس تصویر میں واقعی جان تھی۔۔۔اسے ایک طرف سے دیکھو تو لگتا تھا نیلے آسمان تلے پہاڑوں پر سے خوبصورت چمکتی آبشار گر رہی ہے۔۔۔آبشار کی بوند بوند واضح ہو رہی تھی۔۔۔اور وہ اس قدر چمک رہی تھی جیسے بوندیں نہیں ہوں وہ کوئی ہیرے ہوں جو آبشار سے گر رہے ہیں۔۔۔اور وہ آبشار نیچے نیلے پانی میں گر رہی تھی۔۔۔اور اس پینٹنگ کو اگر دوسری طرف سے دیکھو تو وہ چمکتے ہوئے ہیرے برف کی طرح لگتے تھے جو کے پانی میں گر کر منجمد ہو گئی تھی۔۔۔لیکن اگر سیدھا دیکھو تو وہ ایک سیدھا جھرنے کی مانند تھی۔۔۔اونچائی سے گرتا بے روک پانی۔۔۔تیز بہتا پانی۔۔جو راہ کی ہر روکاوٹ کو ختم کر کے بہتے رہتا ہے۔۔ہماری محبتیں بھی تو اس تصویر کی مانند ہیں۔۔شروع میں وہ ایک خوبصورت آبشار کی طرح ہی ہوتی ہے۔۔ہیروں کی طرح چمکتی ہے۔۔۔ہمیں اپنے حصار میں لے کر مدہوش کر دیتی ہے۔۔۔اور جب مدہوشی اترتی ہے تو ہم برف کی زد میں ہوتے ہیں۔۔۔ایسے برف جو ہمارے خلیے تک منجمد کر دیتی

ہے۔۔۔اتنی اذیت دیتی ہے کے انسان تڑپتا ہی رہتا ہے۔۔۔اور پھر جب اس تڑپ سے گزر جاتا ہے پھر محبوب کو پانے کی منزل آتی ہے۔۔۔اور وہ بالکل سیدھا اونچائی سے بہنے والا پانی ہوتا ہے۔۔۔جو بغیر کسی رکاوٹ کے کشش ثقل کی بنا پر بہتا ہے۔۔۔

ریشم وہ تصویر دیکھتے ہوئے اسی میں کھو گئی تھی۔۔۔

""آبش یہ ایسا لگ رہا ہے میں اس جگہ پہنچ گئی ہوں اور اس پانی کی بوندوں کے ساتھ سانس لے رہی ہوں۔۔۔یہ بہت بہت خوبصورت ہے اس کے رنگ۔۔۔اس کی ہر ایک چیز اپنی طرف بلاتی ہے۔۔۔مجھے تم پر فخر ہے آبش کہ تم نے اس قدر خوبصورت ڈرا کی ہے۔۔۔""

آبش کو ریشم بہت پسند تھی۔۔وہ بھی تو اس کا بہت خیال کرتی تھی۔۔اب اپنے پسند کے انسان سے اتنی تعریف سن کر انسان بلش تو کرتا ہی ہے ناں۔۔۔اس کی گالیں بھی سرخ ہو گئی تھیں۔۔۔ریشم کو وہ اتنے پیار سے شرماتی ہوئی بہت پیاری لگی تھی۔۔

""مجھے اب آہستہ آہستہ پتا لگ رہا ہے وہ تمہارا اس قدر دیوانہ کیسے ہوا تھا۔۔۔""

ریشم نے یہ بہت ہلکی آواز میں کہا تھا۔۔۔آبش کو سمجھ نہیں آیا۔۔وہ خاموش

رہی۔۔۔ریشم کی بہت عزت کرتی تھی۔۔۔اس کی ہر بات پر خاموش ہو جانا۔۔اور اس کی ہر ڈانٹ برداشت کی تھی۔۔۔اب اس کے سامنے خاموش رہنا آ ہی گیا تھا۔۔

پھر ریشم نے اس پینٹنگ کی موبائل میں تصویر بنالی تھی۔۔

""""میں اسے ہمیشہ اپنے پاس رکھوں گی۔۔۔""""

پتا نہیں کیوں یہ کہتے ہوئے ریشم کی آنکھ نم ہوئی تھی۔۔۔یا بس آبش کو لگا تھا۔۔۔لیکن آبش اس سے کچھ پوچھتی بھی نہیں تھی۔۔وہ اللہ کی طرف واپس لوٹی تھی صرف ریشم کی وجہ سے۔۔۔دوبارہ سے جھکنے کی توفیق ملی تھی تو ریشم تو اس کے لیے روحانی پیر کی حیثیت رکھتی تھی۔۔۔

""""تم نے پینٹنگ میں اتنا غرق کر دیا۔۔۔نہ مجھے بیٹھنے کا پوچھا اور نہ یہ کہ میں کس لیے یہاں آئی ہوں۔۔۔""""

ریشم کی بات سنتے ہی آبش کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔۔۔اسے کمرے میں صوفے پر بیٹھایا۔۔۔کافی بنا کر لائی اور پھر خود اس کے ساتھ صوفے پر ہی بیٹھ گ ئی۔۔

""""آبش میں تمہیں اپنے ساتھ لینے آئی ہوں۔۔۔ تمہیں میرے ساتھ چلنا

ہو گا۔۔۔""""

آبش اس کا منہ دیکھ کر رہ گ ئی۔۔۔یوں اچانک کیسے جائے گی۔۔۔کتنا عرصہ ہو گیا تھا وہ گھر سے باہر نہیں نکلی۔۔۔اب ریشم کہہ رہی تھی میرے ساتھ جانا ہو گا۔۔۔

""چلو گی ناں میرے ساتھ وادی لیپہ۔۔میری وادی۔۔۔میرے کشمیر۔۔۔""""

ریشم کو وہ کیسے انکار کر سکتی تھی۔۔

""""میں کیسے جا سکتی ہوں۔۔۔بابا اجازت نہیں دیں گے۔۔اور ویسے بھی میں وہاں جا کر کیا کروں گی۔۔۔""""

""""ارے آبش میری شادی ہے۔۔۔تم اگر میری شادی پر نہ ہوئی تو پھر کیسے میری شادی ہو سکے گی۔۔""""

وہ بہت خوش لگ رہی تھی۔

اسے خوش دیکھ کر آبش کو بھی خوشی ہوئی تھی۔۔

""""مبارک ہو آپ کو ریشم۔۔۔مجھے بہت خوشی ہے آپ کی شادی کی۔۔۔اور اگر آپ اتنے پیار سے لینے آئی ہیں مجھے تو میں ضرور جانا چاہوں گی۔۔۔لیکن گھر

www.neweramagazine.com

والے۔۔۔۔۔۔۔"""

وہ آگے سے خاموش ہو گئی۔۔۔

""اگر میں یہ کہوں کہ میں آلریڈی گھر والوں سے اجازت لے چکی ہوں پھر۔۔۔"""

ریشم نے بڑے فخریہ انداز میں کہا تھا۔۔

""آپ واقعی اجازت لے چکی ہیں۔۔؟"""

آبش نے پوچھا تو ریشم نے خوشی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

""لیکن کیسے۔۔۔؟"""

""یار دیکھو میں نے حماد کو بتایا اپنی شادی کا۔۔۔اور تھوڑا سا ایموشنل بھی کیا۔۔کہ کتنے عرصے سے تم گھر میں بند ہو۔۔کہیں آتی جاتی بھی نہیں۔۔۔یوں میری شادی پر میرے ساتھ چل لو گی۔۔ماحول تبدیل ہو گا۔۔۔تم اپنے ڈپریشن سے باہر آؤ گی۔۔۔اتنی اچھی تقریر سننے کے بعد وہ کیسے نہ مانتے۔۔۔"""

ریشم نے اپنے کندھے پر ہاتھ مار کر خود کو داد دی تھی اور آبش اس کا منہ دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

""""منہ کیا دیکھ رہی ہو۔۔ جلدی سے پیکنگ کرو۔۔ میری شادی ہے پرسوں۔۔۔اور دلہن اب تک غائب ہے۔۔۔ گھر والے کیا سوچیں گے میرے۔۔۔""""

اس نے اب آبش کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا تھا۔۔۔

آبش کا بالکل بھی جانے کا دل نہیں کر رہا تھا۔۔۔اسلیے ایک اور بہانہ ذہن میں آیا

""""حماد بھائی نے اجازت دی ہے۔۔۔ لیکن ماما بابا غصے ہوں گے۔۔۔وہ اجازت نہیں دیں گے۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔""""

""""آبش سب کو منا لیا ہے حماد نے۔۔۔ ہم یہ پلان دو ہفتے پہلے سے بنا رہے ہیں۔۔۔ بس تم واحد ہو جسے میں نے سرپرائز دینا تھا اس لیے تمہیں کسی نے نہیں بتایا۔۔۔""""

مطلب ریشم سب کچھ ہی فکس کر کے آئی تھیں۔۔۔اب تو ہر حال میں جانا پڑنا تھا۔۔۔آبش کھڑی اب بھی سوچ رہی تھی۔۔

""""آبش تمہارے بابا پی آئی اے میں کام کرتے ہیں۔۔۔؟""""

ریشم نے بہت عام سے انداز میں پوچھا۔۔۔

""""نہیں بابا تو بزنس کرتے ہیں۔۔۔پرائیویٹ کمپنی ہے اور فیکٹریز وغیرہ۔۔۔""""

آبش اب کھڑی اسے ڈیٹیل بتا رہی تھی۔۔۔۔

""""تو کیا ان کی فیکٹریز کی وجہ سے جہاز ہمارا انتظار کرے گا؟؟ نہیں ناں۔۔۔تو جلدی کرو فلایٹ کا ٹائم ہونے والا ہے۔۔۔""""

اس بار ریشم نے تھوڑا ڈانٹ کر کہا تھا۔۔۔تو وہ بھی سیدھی ہو گئی اور جلدی سے پیکنگ کرنے لگی۔۔۔

جب پیکنگ کر کے فارغ ہو گئی تو ریشم وہاں کمرے میں نہیں تھی۔۔۔پتا نہیں کہاں چلی گئی تھی۔۔۔آبش نے چھوٹے سے بیگ میں اپنے تین سوٹ رکھ لیے۔۔۔اور خود کپڑے تبدیل کر کے باہر آ گئی۔۔۔آج کتنے عرصے بعد وہ تھوڑا سا تیار ہوئی تھی۔۔۔ہلکے نیلے رنگ کی فراک پہنے ہوئے۔۔۔سر پر ڈوپٹہ حجاب کی طرح لے کر۔۔۔۔آنکھوں میں ہلکا سا کاجل لگایا تھا۔۔۔روتے رہنے کی وجہ سے آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔۔۔ہلکا گلابی رنگ کا لپ گلوز لگا کر جب وہ باہر نکلی تھی تو بڑی پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ماما کی نظر سب سے پہلے پڑی تھی۔۔۔وہی سب سے زیادہ پریشان تھیں اور اب یوں اپنی بیٹی کو دیکھ کر آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔۔۔وہ فوراً

گ ئی اور اس کی نظر اتاری تھی۔۔۔ماں تو ایسی ہی ہوتی ہے۔۔۔اپنے بچے اس دنیا میں سب سے اچھے لگتے ہیں۔۔۔ماما سے مل کر وہ لان میں آگ ئی۔۔۔تو حماد اور ریشم بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔۔۔آبش کو سمجھ نہیں آیا کہ ان دونوں کی کب سے اتنی دوستی ہو گ ئی تھی۔۔شاید اس کی جب طبیعت ٹھیک نہیں تھی تب ریشم حماد کو کال کرتی ہو گی۔۔۔ تبھی دوستی ہو گ ئی تھی۔۔ خیر جو بھی ہوا تھا اچھا ہی ہوا تھا۔۔۔ریشم بالکل بڑی بہنوں کی طرح خیال کرنے لگی تھی۔۔۔اس سے اچھی اور کیا بات ہو سکتی تھی

پھر حماد دونوں کو ایرپورٹ چھوڑنے چلا گیا۔۔۔راستے میں آبش نے پوچھا تھا

""""بھائی آپ نے بابا کو بتا دیا ہے ناں۔۔""""

""""بابا کینیڈا بزنس کے سلسلے میں گ ئے ہیں۔۔۔کل رات ہی نکلے ہیں۔۔۔میں آج بتا دوں گا۔۔۔تم فکر نہ کرو۔۔۔وہ کچھ نہیں کہیں گے۔۔۔""""

اور پھر آبش بے فکر ہو گ ئی تھی۔۔۔

تقریباً دن کے دو بجے انھوں نے مظفر آباد لینڈ کیا تھا۔۔۔وہاں پر انھیں لینے ریشم کی دو

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بہنیں کھڑی تھیں۔۔۔ایک بہن کی عمر آبش جتنی ہو گی۔۔۔اور دوسری چھوٹی تھی۔۔یہی کوئی پندرہ سولہ سال کی۔۔دونوں نے کشمیری طرز کے سکارف سر پر لیے ہوئے تھے

بڑی بہن کا نام نور تھا اور چھوٹی کا نام ایمن تھا۔۔۔نور گاڑی ڈرائیو کر رہی تھی۔ایمن بھی آگے ہی بیٹھ گئی۔اور وہ خود ریشم کے ساتھ پیچھے بیٹھ گئی۔۔۔

کتنے دل افروز نظارے تھے۔۔۔فلک بوس پہاڑ برف سے ڈھکے ہوئے تھے۔۔۔اور ان دودھیا پہاڑوں کے بیچ سے بل کھاتی سرمی سڑکیں کتنی خوبصورت لگ رہی تھیں۔۔۔سچ میں ریشم کا کشمیر جنت تھا۔۔۔آبش نظاروں میں کھو گئی تھی وہ اس جگہ پہلی بار آئی تھی۔۔وہ ریشم سے اس جگہ کے بارے میں سب کچھ پوچھنا چاہتی تھی لیکن وہ موبائل پر بیزی تھی۔۔۔شاید میسجز پر کسی سے بات کر رہی تھی۔اسلیے اسے ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔

آج پانچ مہینے بعد وہ گھر سے باہر نکلی تھی۔۔۔باہر کی تازی ٹھنڈی ہوا جان بخش رہی تھی۔۔۔وہ اس ہوا میں کھو جانا چاہتی تھی۔۔۔ہوا جسم کے حصوں کو اب منجمد کرنے کو تھی اور آبش آنکھیں بند کیے اس ہوا کو خود کو منجمد کرنے دے رہی تھی۔۔۔جب

ریشم کی آواز پر چونکی۔۔۔وہ شیشہ بند کرنے کا کہہ رہی تھی۔۔۔آبش نے ریشم کی بات مان کر شیشہ بند کر دیا۔۔۔ٹھنڈی ہوا سے رابطہ منتقع ہو گیا۔۔۔

پھر وہ کچھ دیر باہر دیکھتی رہی۔۔۔پھر تھک کر آنکھیں بند کر لیں اور پتا نہیں کب سو گ ئی۔۔۔جب گاڑی رکی تو اس کی آنکھ کھلی۔۔۔وہ ایک گھر کے سامنے رکی ہوئی تھی۔۔ریشم نے اسے اترنے کا اشارہ کیا تو وہ اتر گ ئی۔۔

چھوٹا سا کشمیری طرز کا گھر۔۔۔خوبصورتی سے بنا ہوا تھا۔۔۔وہ سب کے ساتھ گیٹ سے اندر آگ ئی۔۔گھر کی سائڈ سے سیڑھیاں اوپر کو جاتی تھیں اور اس کے ساتھ ہی گھر میں داخل ہونے کے لیے جالی والا دروازہ لگا ہوا تھا۔۔۔یہاں ٹھنڈ بہت زیادہ تھی۔۔۔ملتان میں تو کبھی شدید سردی کے موسم میں اتنی ٹھنڈ نہیں پڑی تھی۔۔۔اسلیے باقیوں کی نسبت آبش کو کچھ زیادہ ہی سردی لگ رہی تھی۔۔۔آبش ریشم کے پیچھے پیچھے وہ جالی والے دروازے سے اندر آگ ئی۔۔۔آکر وہ ایک کمرے میں آ گ ئی۔۔۔وہاں وہ ریشم کی اماں سے ملی۔۔۔

اور پھر ان کے ساتھ بیڈ پر ہی بیٹھ گ ئی۔۔

وہ آہل کی بہت تعریفیں کر رہی تھیں۔۔۔اور آبش نم آنکھیں لیے سن رہی

تھیں۔۔انھوں نے بتایا کہ کس طرح پرائے ملک میں آہل نے ان کی بیٹی کا خیال کیا۔۔۔اس کا آہل تھا ہی اتنا اچھا۔۔سب کا خیال کرنے والا۔۔۔سب کا دل جیت لینے والا۔۔۔۔جب تک وہ ان کے پاس بیٹھی رہی تب تک آہل نامہ چلتا رہا۔۔اور آبش کو وہاں بیٹھ کر اس بات کا احساس اور زیادہ بڑھ گیا کہ اس نے بہت اہم چیز کھو دی تھی۔۔۔پھر وہ نماز پڑھنے کے لیے وہاں سے اٹھ گ ئی۔۔۔دوسرے کمرے میں آ کر نماز پڑھی۔۔۔وہ ابھی نماز پڑھ کر فارغ ہی ہوئی تھی کہ ریشم اس کے لیے کھانا لے کر آگ ئی۔۔۔

""""تم اماں کی باتوں سے ہرٹ تو نہیں ہوئی۔۔۔اکچیولی انھیں آہل بہت پسند تھا۔۔۔اور انھیں تمہیں دیکھ کر وہ بہت زیادہ یاد آنے لگ گیا۔۔۔اسلیے وہ تم سے اسکی باتیں کر رہی تھیں۔۔۔تم اس کی بیوی ہو تو تمہی سے کرنی تھیں ناں۔۔۔""""

آبش نے آگے سے سر ہلا دیا۔۔۔وہ اب کیا کہتی۔۔۔کہ اسے ان کی اماں کی باتیں بری لگی ہیں۔۔آبش نے کھانا شروع کر دیا۔۔۔آہل کی اتنی باتیں سن کر اسے اور بھی زیادہ اذیت ہو رہی تھی۔۔۔لقمہ گلے سے نیچے نہیں اتر رہا تھا۔۔جیسے ک ئی زیادہ آنسو گلے میں پھنس گ ئے ہوں۔۔۔

""""آپ سب کو آہل بہت پسند تھا ناں۔۔۔؟""""

اس بار آبش نے سوال کیا تھا۔۔

""""وہ تھا ہی اتنا اچھا۔۔۔ہر کسی پر اپنا جادو کر دیتا ہے۔۔۔پھر ہر کوئی ہی اسے پسند بھی کر لیتا تھا۔۔۔""""

""""پھر تو آپ سب کو میرے پر بہت غصہ آتا ہو گا۔۔۔۔؟""""

آبش اب باقاعدہ رونے لگ گئی تھی۔۔۔

""""نہیں آبش کسی کو تم پر غصہ نہیں آتا۔۔۔ایسے کیوں کہہ رہی ہو یار۔۔۔؟""""

اس کو روتا دیکھ کر ریشم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔

""""کیوں کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ آہل میری وجہ سے چلا گیا۔۔۔احساس جرم دن بدن ختم ہونے کی بجائے بڑھتا جا رہا ہے۔۔۔ریشم۔۔۔مجھے اس سے ان پانچ مہینوں میں اتنی محبت ہو گئی ہے کہ دنیا میں شاید کسی انسان نے کسی سے کی ہو۔۔۔وہ دور ہے ناں بہت دور۔۔۔اور مجھے لگتا ہے میرے جسم کا کوئی حصہ دور چلا گیا ہے۔۔۔مجھے

ادھورا کر گیا ہے۔۔یہ ادھوراپن تو کبھی ختم نہیں ہو گا۔۔۔لیکن میں اپنے آپ کو ہمیشہ اس کے لیے پاک رکھوں گی۔۔۔اس کی امانت سمجھ کر۔۔۔تاکہ آخرت میں صرف اس کا حق ہو میرے پر۔۔۔صرف وہی حقدار ہو میرا۔۔۔اس دنیا میں نہ صحیح لیکن آخرت میں وہ میرے ساتھ ہو گا ریشم۔۔۔آپ دیکھ لینا۔۔""

آبش نے آنکھیں صاف کرتے ہوئے بہت عزم سے کہا تھا۔۔۔اور ریشم کو سمجھ نہیں آئی کہ آہل کی محبت زیادہ شدید تھی یا آبش کی۔۔۔

پھر باقی کا سارا دن ریشم کی تینوں بہنوں کے ساتھ گزرا تھا۔۔ان سے باتیں کرتے ہوئے۔۔۔وہ بھی آہل کی بہت بڑی فین لگ رہی تھیں۔۔ایسا لگتا تھا آہل بہت زیادہ عرصہ ان کے ساتھ رہا تھا۔۔۔لیکن ان کی کمپنی تھی بڑے مزے کی۔۔۔اور آبش کی اداسی انھوں نے کافی حد تک دور کرنے کی کوشش کی تھی۔۔رات کے وقت آبش نے سوچا تھا کہ ہلہ گلہ ہو گا۔۔۔آخر کو گھر میں شادی تھی۔۔۔لیکن ایسا کوئی سین ہی نہیں تھا۔۔۔پھر آبش نے پوچھنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔۔رات کو وہ نور کے ساتھ ہی لیٹ گئی تھی۔۔۔اور تھوڑی ہی دیر بعد سو گئی۔۔۔

تقریباً گیارہ بجے کے وقت وہ سو کر اٹھی تھی۔۔۔ صبح نماز پڑھ کر سو گئی

تھی۔۔۔ یہاں بہت ٹھنڈ تھی اور گرم بستر سے نکلنے کا دل ہی نہیں کرتا تھا۔۔۔

ناشتہ کرنے کے بعد ریشم اسے اپنے ساتھ ایک کمرے میں لے آئی۔۔

""آبش میں نے تمہارے لیے کچھ لیا تھا۔۔۔""

ساتھ ہی ایک شاپنگ بیگ اسے پکڑا دیا۔۔۔

کیا ہے اس میں۔۔۔؟""

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آبش نے پکڑتے ہوئے کہا۔

""کھول کر دیکھ لو۔۔""

آبش نے وہ کھولا تو اندر ایک سفید رنگ کی خوبصورت فراک تھی۔۔۔ جس کے دامن

پر سفید رنگ کے نگ لگے ہوئے تھے۔۔۔ گلے پر بھی سارا نگینوں کا کام تھا۔۔۔ بہت

ہی خوبصورت فراک تھی۔۔۔

یہ فراک دیکھ کر آبش کو فوراً آہل کا خواب یاد آیا تھا۔۔۔ آہ۔۔۔ تو یہ سب آہل کے لیے

دیا جا رہا تھا۔۔

""""آہل کی بہت خواہش تھی کہ وہ تمہیں ایسی سفید فراک میں دیکھے۔۔۔اب وہ تو نہیں ہے۔۔۔لیکن میں چاہتی ہوں تم آج میری مہندی پر میرے لیے فراک پہنو۔۔۔تاکہ میں تمہیں جی بھر کر دیکھ لوں۔۔۔کل تو پھر کہاں دیکھا جائے گا۔۔۔""""

ریشم نے اس سے کہا تو وہ مان گئی تھی۔۔۔

""""ابھی پہنو پھر میں نے پارلر جانا ہے۔۔۔تو عین مہندی کے وقت ہی ہم واپس آئیں گے۔۔۔تم کپڑے پہن کر جاؤ۔۔۔بس وہاں پر میرے ساتھ بیٹھی رہنا۔۔۔تم تو تیار نہیں ہوتی ناں۔۔۔اور اس طرح میں بھی تمہیں زیادہ دیر ان کپڑوں میں دیکھ لوں گی۔۔۔""""

آبش کو ریشم کی باتیں بہت عجیب لگ رہی تھیں۔۔۔اب وہ کہہ رہی تھی تو ماننا پڑنا تھا۔۔۔

وہ سفید فراک پہنے۔۔۔ سفید پھولوں سے بنا ہوا تاج جو کہ اسے آتے ہوئے ایمن نے اپنے ہاتھ سے بنا کر دیا تھا وہ سر پر لگائے۔۔۔ ہلکی لال لپ سٹک ریشم کے لیے لگائی تھی۔۔۔ آج ریشم کے کہنے پر حجاب بھی نہیں کیا تھا۔۔۔ کیوں کہ وہ چاہتی تھی اسے یوں تاج پہنے۔۔۔ کھلے بالوں کے ساتھ دیکھنا۔۔۔ وہ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی۔۔۔ اور بلیک شیڈز لگے ہوئے تو اندر کا کچھ نظر آنا بھی مشکل تھا۔۔۔ اس لیے اس نے ریشم کی بات مان کر حجاب بھی نہیں کیا تھا۔۔۔۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد ریشم نے گاڑی روک دی تھی۔۔۔ اور آبش سے اترنے کے لیے کہا تھا۔۔۔

آبش نیچے اتر آئی۔۔ باہر بہت ٹھنڈ تھی۔۔۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔۔۔ جیسے کسی بھی لمحے برف باری ہونے لگے گی۔۔۔

""آبش یہاں سے ہمیں تھوڑا آگے پیدل جانا ہے۔۔۔""

ریشم نے کہا تو آبش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔

جو بھی تھا۔۔۔۔ بے شک جتنی بھی ٹھنڈ تھی لیکن منظر بہت خوبصورت تھا۔۔۔۔ نیلے پانی سے بنی جھیل ایک طرف بہہ رہی تھی۔۔۔ اور اس جھیل کا پانی کہیں کہیں سے سردی کے باعث جما ہوا تھا۔۔۔۔ اور وہ جما ہوا پانی ایسا لگ رہا تھا کہ پانی میں جیسے

ہیرے تیر رہے ہوں۔۔۔دور سے ایک گھر دکھائی دے رہا تھا۔۔۔ریشم نے بتایا تھا کہ انھیں اس گھر میں جانا تھا۔۔۔وہ آس پاس کے خوبصورت منظر کو دیکھتی ہوئی ریشم کے ساتھ چل رہی تھی۔۔۔پھر اس گھر تک جاتے ہوئے بہت سارے درخت ایک ہی قطار میں لگے ہوئے تھے۔۔۔جن پر لکڑی کے باکس لگے ہوئے تھے۔۔۔اور ہر درخت کے باکس میں ایک خوبصورت سفید پھول اور ایک کارڈ پڑا ہوا تھا۔۔۔

آبش پہلے درخت کے پاس جاتی ہے۔۔۔وہ درخت سفید اور سرخ ربن سے بہت دلفریب انداز سے ڈیکور کیا ہوا تھا۔۔۔آبس پھول نکالنے کے بعد وہ کارڈ نکالتی ہے تو اس پر لکھا ہوتا ہے۔۔۔

''''جادو نگری میں خوش آمدید۔۔۔''''

اوہاں یہ جادو نگری ہی تو تھی۔۔۔پریوں کے دیس بھی تو ایسے ہی ہوتے ہوں گے۔۔۔ایسے ہی خوبصورت حسین پیارے۔۔۔اتنے دل فریب۔۔۔کے ہر کسی کو اپنے پاس ہی رکھ لیں۔۔۔کوئی ایسی جگہ سے دور کیوں جانا چاہے گا۔۔۔

اب ہلکی ہلکی برف گرنا شروع ہو جاتی ہے۔۔۔وہ برف آبش کے بالوں سے ٹکراتی ہوئی نیچے زمین پر گر رہی ہوتی ہے۔۔۔لیکن آبش کا وہاں سے اندر جانے کا دل نہیں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کر رہا ہوتا۔۔۔وہ یہاں کی سب چیزیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ہر ایک چیز نئی روح پھونک رہی تھی۔۔۔ریشم کب کی اندر جا چکی تھی۔۔۔اور وہ ابھی تک اس پہلے درخت کے نیچے کھڑی تھی۔۔۔

پھر وہ دوسرے درخت کے نیچے جاتی ہے۔۔۔یہ بھی اسی طرح سفید اور سرخ ربن سے سجا ہوتا ہے۔۔۔اس کے باکس میں بھی ایک سفید پھول اور ایک کارڈ ہوتا ہے۔۔۔

آبش وہ بھی پھول نکال لیتی ہے۔۔۔اور کارڈ کھولتی ہے تو اس میں لکھا ہوتا ہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

محبت نے جب حد۔۔۔کر دی

دل۔۔۔۔۔۔۔نے تب ضد۔۔۔کر لی

ہر حال میں پانا تھا اس کو

جنون۔۔۔نے یوں انتہا کر دی

تب سوچا اک عامل کر لوں

جسے اپنی ساری بات کہوں

بیان کروں یوں اپنی داستان

اس عامل کو ہی قابو کر لوں

عامل۔۔۔۔۔پھر یوں وَش۔۔۔میں تھا

کہ اختیارات سارے ہاتھ میں تھے

یہ جن کیا۔۔۔۔۔۔یہ پریاں۔۔۔۔۔۔کیا

سارے دیو بھی اپنی اوقات میں تھے

پھر اس نے جادو منتر پڑھے

اور سانپ۔۔۔۔نکالے پٹاری سے

چند تعویز تھما دیے پھر مجھ کو

جا بچے۔۔۔۔۔تجھے تیری مراد۔۔۔ملے

❤️❤️❤️

خوش تھا اس کا ساتھ ملا

من چاہا۔۔۔مجھے دلدار۔۔۔ملا

پھر عامل۔۔۔نے آخری بات کہی

جسے سن کر دل میں کہرام مچا

❤️❤️❤️

بچے سن یہ جو کالا جادو ہے

یہ مراد تو پوری کرتا ہے

لیکن اس کا ایک نقصان بھی ہے

یہ لوٹ کر واپس آتا ہے

❤️❤️❤️

یہ سن کر مرے ہوش اڑے

ہاتھ سے وہ تعویز گرے

پھر خوفِ خدا غالب آیا

تب خود پر شدید غصہ آیا

اللہ ہی قادر ہر شے کا ہے

وہی مالک کل جہاں کا ہے

جو کوئی اس کے مقابل آجائے

وہ سراسر نقصان اٹھاتا ہے

پھر توبہ کرلی خود میں نے

اور دن رات استغفار پڑھی

اشک بہے تھے یوں میرے

کہ مجھ کو پھر نجات ملی

❤️❤️❤️

خوش قسمتی کا در ہے کھل گیا

اور پھر گ ئے اب میرے دن

کل محبوب تھا جو میرے قدموں میں

وہی آج میرے نکاح میں ہے

❤️❤️❤️

یہ غزل آبش نے پڑھی اور پھر بار بار پڑھتی گ ئی۔۔۔ نجانے کیوں ایک ایک لفظ اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔۔۔۔

پھر اب وہ تیسے درخت کی طرف جا رہی تھی۔۔۔ وہ بھی بالکل ویسے ہی سجا ہوا تھا۔۔۔ اس میں بھی وہی سفید پھول اور ایک کارڈ۔۔۔ آبش نے وہ کارڈ کھولا۔۔۔ اس

پر لکھا ہوا تھا۔۔۔

جب اللہ معاف کر دے تو سب کچھ واپس کر دیا جاتا ہے۔۔۔جو دور کر دیا گیا ہو۔۔۔یا چھین لیا گیا ہو۔۔۔

اس بات کا کیا مطلب ہوا۔۔۔آبش کو سمجھ نہیں آئی۔۔۔یہ کس کے لیے لکھا گیا تھا۔۔۔اور کس نے لکھا ہو گا۔۔۔کیا یہاں ہر کسی کی ایک ہی کہانی ہے۔۔۔؟ہر کسی سے اس کا من پسند انسان چھین لیا جاتا ہے۔۔۔

آگے درختوں میں آبش نے کارڈ نکالے تو سب خالی تھے۔۔۔ان پر کچھ نہیں لکھا ہوا تھا۔۔۔بس سفید پھول پڑے ہوئے تھے۔۔۔آبش نے وہ سفید پھول اٹھا لیے تھے۔۔۔ابھی بھی ہلکی برف باری ہو رہی تھی۔۔۔آبش کے بالوں پر جگہ جگہ ہلکی برف لگی ہوئی تھی۔۔۔جو اس کے حسن میں اور اضافہ کر رہی تھی۔۔۔ٹھنڈ کے باعث اس کی گالیں کسی گلاب کی پھول کی طرح ہو رہی تھیں۔۔۔اور ہونٹ مزید سرخ۔۔۔ریشم کب کی اندر جا چکی تھی اور وہ اکیلی برف باری میں کھڑی تھی۔۔

وہ باہر سے گھر کا جایزہ لیتی ہے۔۔۔وہ گھر لکڑی کا بنا ہوتا ہے۔۔۔خوبصورت چھوٹا سا گھر۔۔۔سفید رنگ کا گھر۔۔۔اس کا دروازہ بھی سفید رنگ کا ہوتا ہے۔۔۔وہ وہی سفید رنگ کا دروازہ کھولتی ہے۔۔۔وہاں ایک ٹی وی لاؤنج کی طرز کا سیٹینگ ایریا ہوتا ہے۔۔۔سامنے والی دیوار پر آبش کی وہی سفید کپڑوں والی تصویر لگی ہوتی ہے۔۔۔جو اس کے کمرے میں لگی تھی۔۔۔جس کو کب سے وہ توڑ چکی تھی۔۔۔یہ گھر کس کا تھا اور یہ تصویر یہاں کیسے۔۔۔آبش کو کچھ سمجھ نہیں آتا ہے۔ریشم بھی کہیں نظر نہیں آرہی ہوتی ہے۔۔۔اس کمرے کی چاروں دیواروں پر اس کی بنائی گئی پینٹنگز لگی ہوتی ہیں۔۔۔آبش تھوڑا اندر آتی ہے۔۔فرش پر سفید مخملی قالین بچھا ہوتا ہے۔۔۔وہ اپنے جوتے اتار کر سایڈ پر رکھ دیتی اور خود ننگے پاؤں اس قالین پر چلتی اس کمرے کا جایزہ لے رہی ہوتی ہے۔۔۔چھت کے بالکل درمیان میں ایک بہت بڑا فانوس لگا ہوتا ہے۔۔۔جس کے کناروں پر سفید رنگ کے دیوں کی طرح کے بلب لگے ہوتے ہیں۔۔۔کمرے کے ایک طرف سفید صوفے اور کاؤچ پڑے ہوتے ہیں۔۔۔سفید ہی رنگ کی میز ہوتی ہے۔۔۔سفید کھڑکیاں۔۔۔سفید

دروازے۔۔۔اس کمرے کی ہر چیز ہی سفید رنگ کی ہوتی ہے۔۔۔آبش ان چیزوں کی سحر میں آچکی ہوتی ہے۔۔۔اور یہ سب کچھ اسے آہل کے خواب کی طرح لگ رہا تھا۔۔۔اس گھر میں ٹی وی لاؤنج میں ایک طرف پارٹیشن کی ہوئی تھی۔۔۔سفید خوبصورت پردے لگا کر اس کمرے کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔۔۔آبش اب ان پردوں والی جگہ کی طرف جا رہی تھی۔۔۔کہ اچانک خود ہی وہ پردے ایک طرف ہو گ ئے۔۔۔اور سفید تیز روشنی آنے لگ گ ئی۔۔۔وہ روشنے ادھر پڑے قد آوار اکویریم سے آ رہی تھی۔۔۔وہ اتنا بڑا تھا کہ وہ اس پوری جگہ پر تھا۔۔۔آبش نے اس کے اندر غور سے دیکھا۔۔۔اس میں تو باہر کا منظر پورا بنایا ہوا تھا۔۔۔وہی نیلی جھیل۔۔۔قطاروں میں لگے درخت۔۔۔ان درختوں میں سفید پھول۔۔۔یہ سفید گھر۔۔۔یہ جو بھی تھا اسے آبش سے زیادہ گھر ڈیکور کرنے کا فن آتا تھا۔۔۔اکویریم کے کونے پر کوئی کھڑا تھا۔۔۔کوئی لڑکا دوسری جانب منہ کیے کھڑا تھا۔۔۔صرف اس کی پیٹھ ہی نظر آ رہی تھی۔۔۔اس نے بھی سفید رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔۔۔اور ساتھ سفید ویس کوٹ۔۔۔پھر وہ جیسے ہی پیچھے مڑا تھا اس کمرے کی ہر چیز سنہری رنگ کی ہو گ ئی تھی۔۔۔وہ قالین۔۔۔وہ مچھلیاں۔۔۔وہ صوفے۔۔۔وہ اکویریم کی لائیٹس۔۔۔آبش خود بھی۔۔۔اور سامنے کھڑا ہوا وہ لڑکا بھی۔۔۔جس کا

چہرہ اب آبش دیکھ سکتی تھی۔۔۔ہاں یہ وہی تھا۔۔۔وہی ہو سکتا تھا۔۔۔اب کمرے کی لائیٹس بار بار بدل رہی تھیں وہ دونوں ان بدلتی لائیٹس کے ساتھ رنگ تبدیل کر رہے تھے۔۔۔۔

جب اسے ہوش آیا تو وہ کسی ہسپتال کے کمرے میں لیٹا ہوا تھا۔۔۔اسے چند منٹ تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔۔۔پھر دماغ پر زور دیا تو باتیں یاد آنا شروع ہوئی تھیں۔۔۔وہ آبش کے سامنے جھکا ہوا تھا۔۔۔آبش کے سامنے رو رہا تھا۔۔۔گڑگڑا رہا تھا۔۔۔لیکن وہ کتنی خود غرض تھی۔۔۔ہمیشہ سے ایسی تھی پتھر دل۔۔۔اسے کیا احساس کے آہل کے دل پر کیا گزر رہی تھی۔۔۔اس پر فریاد کا بھی اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

وہ بھی چھوڑ دے گا اسے۔۔۔ کبھی یاد نہیں کرے گا۔۔۔اتنا دور ہو جائے گا کہ وہ اس کی ایک جھلک کو ترسے گی۔۔۔وہ یہی کہہ کر آبش کے گھر سے نکل آیا۔۔۔اور ڈرائیونگ

کرتے ہوئے فلیٹ کی طرف جارہا تھا۔۔بار بار آبش کال ملارہی تھی۔۔اب جاتورہا تھا وہ دور۔۔۔اب کیوں کال کررہی تھی۔۔وہ فون بند کرنے کے لیے جھکا ہی تھا کہ نجانے کہاں سے تیزرفتار گاڑی آکر آہل کی گاڑی سے ٹکرائی تھی۔۔۔اس کا سر زور سے سٹیر نگ میں لگا تھا۔۔ونڈ سکرین کا شیشہ ٹوٹ کر ہر طرف بکھر گیا تھا۔۔۔اسے اپنے سر پر سے کوئی گرم مادہ بہتہ ہوا محسوس ہورہا تھا۔۔۔اس نے ہاتھ پاؤں ہلانے کی کوشش کی۔۔۔لیکن نہیں ہلائے گئے۔۔۔پھر لوگوں کے شور کی آوازیں آنا شروع ہوگئی۔۔۔پھر آہستہ آہستہ سب دھندلانا شروع ہوگیا۔۔۔لوگوں کا شور کہیں دور سے سنائی دے رہا تھا۔۔۔

آنکھیں بند ہونا شروع ہوگئی۔۔۔سامنے بس آبش تھی۔۔۔سفید فراک پہنے ہوئے۔۔۔ہاتھوں میں ایک سفید ٹوکری تھی۔۔۔جس میں سفید پھول تھے۔۔۔وہ لیے جارہی تھی۔۔۔وہ اس کے پیچھے چلنے لگ جاتا ہے۔۔۔وہ اسے آواز دے کر روکتا ہے۔۔۔وہ نہیں رکتی۔۔۔پھر وہ ایک جگہ رک جاتی ہے۔۔آہل کی جان میں جان آتی ہے۔۔۔پھر وہ بیٹھ جاتی ہے۔۔۔اور جب آہل پاس آکر دیکھتا ہے تو وہ کوئی لڑکا ہوتا ہے جس کے ساتھ وہ بیٹھی ہوتی ہے اور وہ اسے پھول پکڑا رہی ہوتی ہے۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آبش بی بی کسی اور کے ساتھ شادی کرنے لگی ہے آہل بھائی۔۔۔میں نے خود ان کی باتیں سنی ہیں۔۔۔آپ کچھ کر لیں وہ آپ کو چھوڑنے لگی ہیں۔۔۔

کہیں دور سے آبش کے گھر کام کرنے والی کی باتیں ذہن میں آرہی تھیں۔۔۔آہل کو لگا اس کی سانس اکھڑنے لگی تھی۔۔۔اور وہ کبھی اب سانس نہیں لے پائے گا۔۔۔پھر سب کچھ اندھیرے میں ڈوب گیا۔۔۔

آہل کو اپنا ڈاکٹر دوست جارج نظر آیا تھا۔۔۔وہ تو لندن میں تھا۔۔۔تو یہاں ملتان کیسے آیا۔۔۔آہل کو ہوش میں آتا دیکھ کر وہ اس کے پاس آیا تھا۔۔۔پھر اس سے آہل کو پتا چلا کہ وہ لندن میں ہے۔۔۔اکسیڈنٹ کے بعد اس کی بہت کریٹیکل حالت تھی تو اسے یہاں لے آئے۔۔۔پھر یہاں آ کر آج تین دن بعد وہ مکمل ہوش میں آیا ہے۔۔۔۔

پھر باری باری سب اس سے ملنے آئے تھے۔۔۔ممی ڈیڈی۔۔۔پھپھو بھی آگ ئی تھیں۔۔۔۔لیکن وہ جس کا انتظار تھا کیا وہ آئی ہو گی۔۔۔؟اسے آنا چاہیے تھا۔۔۔میں بستر مرگ پر تھا۔۔وہ اتنی سنگ دل نہیں ہو سکتی کہ نہ آئی ہو۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر آخر میں ریشم آئی تھی۔۔

""""شکر ہے آہل تمہیں ہوش آگیا۔۔۔میں ابھی شکرانے کے نفل پڑھ رہی تھی اس لیے لیٹ آئی ہوں۔۔۔""""

اس نے بہت خوشی سے بتایا تھا۔۔۔لیکن آہل کو تو اسے دیکھ کر خوشی نہیں ہوئی تھی۔۔۔وہ جس کے آنے کا انتظار تھا وہ کہاں رہ گئی تھی۔۔

""""آبش۔۔۔؟""""

اس نے بس اسی کا نام لیا تھا۔۔۔اور آبش کا نام سن کر ریشم کو تپ چڑھ گئی تھی۔۔۔وہ تو آبش کو آہل کے مرنے کی بھی اطلاع دے چکی تھی اور باقی سب کو بھی کہہ دیا تھا آبش کا اگر فون آئے اسے یہ ہی بتائے۔۔۔وہ مزید اس کے ہاتھوں آہل کی زندگی برباد نہیں کرنے دے گی۔۔۔۔

""""تم آہل ابھی بھی اس کا پوچھ رہے ہو۔۔۔دیکھو کیا حالت کر دی ہے اس نے تمہاری۔۔۔آبش آبش آبش اس کے علاوہ کوئی نظر نہیں آتا تمہیں۔۔؟""""

ریشم کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔۔۔کتنی رو رو کے اللہ سے اس کی زندگی مانگی تھی

اور وہ ابھی بھی آبش کو پکار رہا تھا۔۔۔

""""وہ نہیں آئی۔۔۔؟""""

آہل نے پھر پوچھا تھا۔۔۔کیا کرتا۔۔۔دل گواہی دے رہا تھا کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ نہ آئی ہو۔۔۔

""""آہل وہ نہیں آئی ہے۔۔۔وہ آتی بھی کیوں۔۔۔اسے تمہاری کیا فکر۔۔۔؟اس نے تو ایک بار بھی تمہارا نہیں پوچھا۔۔۔اور تم سب کو چھوڑ کر۔۔۔اپنی ماں کی طبیعت کی فکر کیے بغیر۔۔۔ابھی بھی اس کا پوچھ رہے ہو۔۔۔جس نے تمہارے لیے کہا کہ اب یہ مر کر ہی واپس آنا چاہیے۔۔۔""""

ریشم نے پتا نہیں یہ کیوں کہا تھا۔۔۔یہ جھوٹ تھا۔۔۔لیکن آہل کے لیے بولنا تھا۔۔۔۔۔۔

اور آہل کو لگا وہ واقعی مر گیا ہے۔۔۔وہ اگر زندہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔تو اب وہ زندہ کیوں تھا۔۔۔مر کیوں نہیں گیا تھا۔۔۔اس کے آنکھوں سے آنسو نکلے تھے۔۔۔مرد کی آنکھوں سے صرف شدید تکلیف میں ہی آنسو نکل سکتے ہیں۔۔۔اور

اس وقت وہ شدید تکلیف میں تھا۔۔۔۔۔

تین دن انڈر ابزرویشن میں رکھنے کے بعد آہل کو ہسپتال سے چھٹی مل گ ئی تھی۔۔ وہ سب اپارٹمنٹ آگ ۓ تھے۔۔۔آہل اب پہلے سے بہتر تھا۔۔۔وہ جسمانی طور پر ٹھیک ہو رہا تھا۔۔۔پر وہ ٹھیک نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔۔وہ اب کبھی پاکستان اس کے پاس نہیں جاۓ گا۔۔۔اب اس کی لاش ہی وہاں جاۓ گی۔۔۔اس نے خود سے پکا ارادہ کر لیا تھا۔۔۔وہ ہی اسے زندہ نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔تو وہ پھر اس کی بات کیسے ٹال سکتا تھا۔۔۔۔

پھر آہستہ آہستہ کر کے سارے پاکستان آگ ۓ تھے۔۔۔سب نے ساتھ چلنے کے لیے بہت کہا تھا۔۔۔ ممی تو اس کے سامنے روتی رہی تھیں لیکن وہ بضد رہا۔۔۔ لیکن اس نے بہت جلد آنے کا وعدہ ضرور کر لیا تھا۔۔۔ ممی کو بہلانے کے لیے یہ وعدہ بہت

تھا۔۔۔

اب اپارٹمنٹ میں وہ اور ریشم تھے۔۔۔ریشم اس سے بات کرنے۔۔۔اسے بہلانے کی بہت کوشش کرتی تھی۔۔۔ لیکن وہ نہیں بہلتا تھا۔۔۔وہ اندر سے خود کو مار چکا تھا۔۔۔اور ریشم کو یہ بات کھائے جارہی تھی۔۔۔

ایک شام یوں ہی کافی پیتے ہوئے آہل نے اس سے پوچھا تھا۔

""""ریشم مجھے ایک بات بتاؤ گی۔۔؟""""

ریشم نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔

""""جب میری اکسیڈنٹ کی خبر اس کو دی تھی۔۔۔ کیا ایک بار بھی وہ نہیں تڑپی تھی۔۔۔اسے ایک سیکنڈ کے لیے بھی احساس نہیں ہوا۔۔۔؟

کوئی جانور بھی مر جائے تو کچھ پلوں کے لیے تو افسوس ہوتا ہے ناں۔۔۔؟ کیا اسے اتنے پلوں کا بھی افسوس نہیں ہوا تھا۔۔؟؟""""""

وہ جس طرح سے پوچھ رہا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ اندر سے تکلیف سے بالکل ٹوٹ چکا ہے۔۔۔ایک پل کے لیے تو ریشم کا دل کیا وہ سب سچ بتا دے۔۔۔ لیکن اس نے آبش

سے پچھلے چند دنوں میں نفرت کی تھی وہ نفرت آہل کی اس حالت سے کئی زیادہ شدید تھی۔۔۔وہ اب مزید اپنے آہل کو اس ناقدری کے ہاتھ میں مرنے کے لیے نہیں چھوڑے گی۔۔

""نہیں آہل۔۔۔اسے نہیں ہوا احساس۔۔۔وہ تو ایک سیکنڈ کے لیے ہسپتال بھی نہیں آئی۔۔۔بلکہ جب تم لندن آگئے تھے تو اس کا فون آیا تھا۔۔۔صرف یہ کنفرم کرنے کے لیے کہ تم زندہ ہو یا مر گئے۔۔۔اور پتا ہے میں نے کیا کیا۔۔۔میں نے اسے کہا تم مر گئے۔۔۔اور یقین کرو وہ خوش تھی۔۔۔وہ تم سے آزاد جو ہو گئی تھی۔۔۔اسے خوش ہی ہونا تھا۔۔۔""

یہ جھوٹ تھا۔۔۔لیکن آہل کو بڑی تکلیف سے بچانے کے لیے یہ چھوٹی تکلیف دینی پڑنی تھی۔۔۔۔۔

اسے لگتا ہے کہ میں مر گیا ہوں۔۔۔؟وہ سمجھ رہی ہے کہ اب اس دنیا میں نہیں ہوں۔۔۔پھر بھی اسے فرق تک نہیں پڑا۔۔۔اتنی نفرت۔۔۔اتنی نفرت کون کرتا ہے۔۔۔آہل کا دماغ ایسے سوال بن رہا تھا۔۔۔

کتنا بے بس تھا وہ۔۔۔وہ مرنا چاہتا تھا۔۔۔اس دنیا سے رخصت ہونا چاہتا تھا۔۔۔لیکن

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں۔۔۔وہ تو اتنا بے بس تھا کہ وہ تو مر بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

وہ ایک دن جاب سے واپس آ رہی تھی۔۔۔جب اس کا فون بجا۔۔۔پاکستان سے کال تھی۔۔۔ریشم نے اٹینڈ کی۔۔

""""ہیلو۔۔""""

کسی لڑکے کی آواز تھی۔۔کون ہو سکتا تھا۔۔

"جی کون۔۔؟"

ریشم نے پوچھا تھا۔۔۔

"میں آہل کا دوست بات کر رہا ہوں۔۔۔آہل کہاں ہے۔۔؟اس کا فون کیوں بند جا رہا ہے۔۔۔؟؟""""

آگے سے پوچھا گیا تھا۔۔۔

اور ریشم نے تب زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی۔۔۔وہ سمجھی شہروز کا فون ہے۔۔وہ بات کرنا چاہ رہا ہے۔۔

""""آہل گھر پر ہے۔۔۔۔میں گھر پر جا کر اس کی آپ سے بات کرواتی ہوں۔۔۔آپ شہروز بات کر رہے ہیں۔۔۔؟""""

""""نہیں میں حماد بات کر رہا ہوں۔۔۔""""

""""حماد۔؟پہلے کبھی آہل نے ذکر نہیں کیا۔۔۔""""

ریشم نے اب کی بار تشویش سے پوچھا تھا۔۔

""""کون حماد۔۔۔تو سنیں۔۔۔حماد آہل کا کزن۔۔۔اور آبش کا بھائی۔۔۔تم دونوں مل کر میری بہن کے ساتھ جو گیم کھیل رہے ہو۔۔۔مجھے ساری سمجھ آچکی ہے۔۔۔۔لیکن بس اب مزید اپنی بہن کے جذبات کے ساتھ تم دونوں کو کھیلنے کی اجازت نہیں دوں گا۔۔""""

ریشم کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے۔۔۔آہل کو پتا لگا کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ کبھی بات نہیں کرے گا۔۔۔اور دوبارہ سے اس آبش کے پاس اپنے آپ کو ختم کرنے کے لیے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلا جائے گا۔۔۔ نہیں وہ ایسا نہیں ہونے دے گی۔۔۔ آہل صرف اس کا ہے۔۔۔

""""حماد پلیز میری بات سنیں۔۔۔ میں دو دن تک پاکستان آکر آپ کو ساری بات تفصیل سے بتاتی ہوں۔۔۔ پلیز آپ دو دن انتظار کر لیں۔۔۔""""

ریشم نے منت کی تھی۔۔۔

""""دو دن کا مطلب صرف دو دن۔۔۔""""

اور یہ کہہ کر حماد نے فون بند کر دیا تھا۔۔

حماد کو تبھی شک ہو گیا تھا جب آبش نے کہا تھا کہ آہل کے مرنے کی اطلاع کسی نے نہیں دی۔۔۔ صرف اس کی دوست نے بتایا۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔۔۔ وہ رشتہ دار تھے۔۔۔ چلو آہل کا خاندان نہ صحیح۔۔۔ لیکن باقی رشتہ دار تو اس کی ڈیتھ کا ذکر کرتے۔۔۔ لیکن کسی نے نہیں کیا تو اس کا مطلب تھا کچھ تو بات تھی جو آبش سے چھپائی جا رہی تھی۔۔۔ اس لیے آبش کے موبائل سے ریشم کا نمبر نکالا اور حماد نے فون کیا۔۔۔ توقع کے عین مطابق پتا چلا کہ آہل زندہ تھا۔۔۔ اب وہ دو دن کا انتظار کر کے صرف یہ جاننا چاہتا تھا کہ آخر بات کیا تھی جو آبش سے اتنا سب کچھ چھپایا گیا تھا اور اسے

جھوٹی ڈیتھ کی خبر ملی تھی۔۔۔

پھر انتظار ختم ہوا تھا اور دو دن گزر گیے تھے۔۔۔ریشم ملتان آگ ئی تھی۔۔۔ریشم آہل کو گھر میں ایمر جنسی کا کہہ کر پاکستان آئی تھی۔۔۔اور سیدھا آبش کے گھر ہی آئی تھی۔۔۔آبش کی شکل دیکھ کر اسے بہت غصہ آیا تھا۔۔۔آبش سے اس دنیا میں اسے سب سے زیادہ نفرت تھی۔۔۔لیکن جب اسے اس حالت میں دیکھا تو ڈر گ ئی تھی۔۔۔وہ نفرت میں کس حد تک پہنچ گ ئی تھی۔۔۔کیا وہ یہ سب صحیح کر رہی تھی۔۔۔اس نے خود سے سوچا تھا۔۔

پھر وہ ایک ریسٹورینٹ میں حماد سے ملی تھی۔۔۔

""""جی میڈم ریشم اب مجھے ایک ایک لفظ سچ بتایں آپ۔۔""""

بیٹھتے ساتھ ہی حماد نے کہا تھا۔

""""آبش چاہتی تھی کہ آہل ہمیشہ کے لیے اسے چھوڑ دے۔۔۔اس نے آہل سے کہا تھا کہ وہ آیندہ اپنی شکل نہ دیکھائے کیوں کہ وہ ماہم کے اکسیڈنٹ کا آہل کو ذمہ دار سمجھتی تھی۔۔آخری دن جب آہل کا اکسیڈنٹ ہوا تھا وہ آبش کے گھر سے ہی آرہا تھا۔آبش

نے نجانے اسے کیا کیا کہا تھا۔۔۔ جس کی وجہ ایکسیڈنٹ ہو گیا اور وہ بستر مرگ پر پہنچ گیا۔۔۔ آہل نے ہمیشہ اسے بہت چاہا لیکن آبش نے اس کی کبھی قدر نہیں کی۔۔۔ آہل جا رہا تھا۔۔۔ ہمیشہ کے لیے مجھے چھوڑ کر جا رہا تھا۔۔۔ اتنے میں آبش کی کال آئی تھی۔۔۔ میں مزید آبش کا سایہ آہل پر پڑنے نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔ اس لیے میں نے آبش کو کہہ دیا آہل کی ڈیتھ ہو گئی۔۔۔ یقین کریں میں یہ کبھی نہیں سوچ سکتی تھی آبش کی یہ حالت ہو جائے گی۔۔۔ وہ تو کبھی بھی آہل کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی۔۔۔ بس اسی لیے میں نے یہ سب کیا۔۔۔ بس آہل کو زندہ رکھنے کے لیے۔۔۔ اور اسے زندہ دیکھنے کے لیے۔۔۔۔""""

حماد نے سب غور سے سنا تھا۔۔ اور جو بات وہ سمجھانا چاہتی تھی سمجھ بھی گیا تھا۔۔۔

""""اب آپ کیا چاہتی ہیں۔۔۔ آبش کو آپ خود بتائیں گی یا میں بتاؤں۔۔۔؟""""

حماد میں دو ٹوک انداز میں کہا تھا۔۔

ریشم نے گہری سانس لی

""""میں چاہتی ہوں۔۔ آپ ابھی آبش کو کچھ نہ بتائیں پلیز۔۔۔ جیسے میں نے آبش سے

ایک جھوٹ بولا تھا۔۔۔ ویسے ہی میں آہل سے ایک جھوٹ بول چکی ہوں۔۔۔ وہ اب اس دنیا میں صرف میرے پر اعتبار کرتا ہے۔۔ میں اس کا اعتبار توڑنا نہیں چاہتی۔۔۔ ویسے بھی ابھی اس کی حالت بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں۔۔۔ میں سب ٹھیک کر دوں گی۔۔۔ لیکن کچھ دنوں کے لیے پلیز خاموش رہیں۔۔ بس آہل کے تندرست ہونے تک۔۔"

ریشم نے حماد کے سامنے ہاتھ باندھے ہوئے تھے۔۔

""آپ چاہتی ہیں میں اپنی بہن کو اسی گلٹ میں رہنے دوں جس میں اب تک وہ مرنے کی حالت میں ہے۔۔۔؟ میں اسے مرتا ہوا چھوڑ دوں۔۔۔؟""

حماد تعیش میں آیا تھا۔۔

""نہیں حماد میں ایسا ہرگز نہیں کہہ رہی۔۔۔ میں بس کچھ دنوں کے لیے چپ رہنے کا کہہ رہی ہوں۔۔۔ اور رہی بات آبش کی۔۔ میں اسے ٹھیک کر دوں گی۔۔۔ آج سے ہی آپ اس میں بہتری دیکھیں گے۔۔۔ اور اگر آپ کو اس کی حالت خراب لگے تو آپ پھر اسے سچ بتا سکتے ہیں۔۔۔""

حماد راضی ہو گیا تھا۔۔۔پھر رات کو ریشم آبش سے ملی تھی۔۔۔اور واقعی اس کی حالت میں بہتری آئی تھی۔۔۔اور پھر ہر گزرتے دن کے ساتھ آبش بہتر ہو رہی تھی۔۔۔

لیکن ہر گزرتے دن کے ساتھ ریشم کا گلٹ بڑھ رہا تھا۔۔۔وہ آبش سے روز بات کرتی تھی۔۔آبش بہت معصوم تھی۔۔۔اور آہل کی محبت میں تڑپ رہی تھی۔۔۔اور ادھر آہل آبش کی محبت میں تڑپ رہا تھا۔۔۔اب کافی دن گزر چکے تھے۔۔۔دونوں کی محبت بہت شدت اختیار کر گئی تھی۔۔۔دونوں اس محبت کی وجہ سے تکلیف میں تھے۔۔۔اور ریشم کو اس چیز کا بہت احساس تھا کہ اس سب کی وہ قصوروار تھی۔۔۔پھر ایک دن کچھ ایسا ہوا کہ اس نے سچ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔۔۔

وہ جاب سے واپس آئی تھی تو آہل سجدے میں گرا ہوا تھا۔۔۔اس کے گڑگڑانے کی آواز وہ ٹی وی لاؤنج سے بھی سن سکتی تھی۔۔۔

""""تو میرے حال سی اچھی طرح واقف ہے۔۔۔ہمیشہ سے ہی واقف رہا ہے۔۔۔تو مجھے تکلیف دیتا گیا۔۔۔میں سہتا گیا۔۔۔اذیتیں بھی برداشت کر لیں۔۔۔لیکن یہ جو اذیت مجھے اب دی ہے یہ موت سے بھی بدتر ہے۔۔۔یااللہ اب بس کر دے۔۔۔اس

بار میری ہمت سے زیادہ تکلیف دے دی ہے۔۔۔یہ میرے سے برداشت نہیں ہو رہی۔۔۔مجھے ہر پل موت کی تکلیف سے گزرنا پڑتا ہے۔۔۔مجھے اس کشمکش سے آزاد کردے میرے مالک۔۔۔یا تو مجھے تو زندگی دے دے۔۔۔یا پھر موت۔۔۔لیکن اس درمیانی حالت میں مت رکھ مجھے۔۔۔

میرے مالک میرے اللہ میرے پروردگار وہ سمجھتی ہے۔۔۔میں مر گیا ہوں۔۔۔اس کے دل میں ذرا رحم نہیں آیا۔۔۔میری موت کا یقین کیے وہ کسی اور کی ہونے کے لیے تیار بیٹھی ہو گی۔۔۔میرے سے یہ برداشت نہیں ہو رہا۔۔۔یا تو اس کی محبت میرے دل سے نکال دے۔۔۔یا پھر اس کے دل میں میرے لیے رحم ڈال دے۔۔۔لیکن بس اب اور اس حالت میں مت رکھ مجھے۔۔۔۔''''

وہ سجدے میں گرا فریاد کر رہا تھا۔۔۔اپنی اذیت سے پناہ مانگ رہا تھا۔۔۔اور ریشم یہ سب سن رہی تھی۔۔بہتی آنکھوں سے سن رہی تھی۔۔۔اس بار اللہ نے آہل کو اذیت نہیں دی تھی۔۔۔اس نے دی تھی۔۔وہ قصوروار تھی۔۔۔گناہگار تھی۔۔۔لیکن اب وہ اس گناہ کا کفارہ ادا کرنا چاہتی تھی۔۔۔وہ سب سچ بتائے گی۔۔۔اور بہت جلد دونوں کو ایک دوسرے سے ملوائے گی۔۔۔

وہ آہل کے پاس گ ئی تھی۔۔۔آہل کو سجدے سے اٹھایا تھا۔۔اسے پانی پلایا تھا۔۔اور پھر اس کے پاس وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھ گ ئی تھی۔۔۔

""""آہل آج میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی ہوں۔۔۔پتا نہیں سننے کے بعد تم میری شکل دیکھنا بھی پسند نہ کرو۔۔لیکن میں مزید اس گناہ کے بوجھ تلے نہیں جی سکوں گی۔۔۔

میں تمہاری اور آبش کی مجرم ہوں۔۔۔یہ سننے کے بعد تم دونوں مجھے جو بھی سزا دو گے مجھے قبول ہو گی۔۔۔"""" وہ پھر ایک ایک چیز کا اعتراف کرتی گ ئی۔۔اور آہل کی آنکھوں سے آنسو بہتے گ ئے۔۔۔وہ آبش کی آہل کے لیے شدید محبت کا بتا رہی تھی۔۔آہل کے جانے کے بعد آبش کی دن بدن بگڑتی حالت کا بتا رہی تھی۔۔پھر اپنے سارے گناہوں کا اعتراف کر رہی تھی۔۔۔اور آہل کو لگا اب وہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔آبش اس سے اتنی محبت کیسے کر سکتی ہے۔۔۔وہ تو اس سے نفرت کرتی تھی۔۔۔پھر وہ کیوں اتنا تڑپی تھی۔۔

""""تم اب جھوٹ بول رہی ہو ریشم۔۔۔تم مجھے روتا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔۔۔اسلیے کہہ رہی ہو ناں۔۔۔دیکھو جب تم بتاؤ گی کہ یہ جھوٹ ہے تب بہت تکلیف ہو گی۔۔۔چند پل کی خوشی کے لیے وہ شدید تکلیف مت دو مجھے۔۔۔میں برداشت نہیں کر پاؤں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گا۔۔۔“

اس نے ریشم کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے تھے۔۔۔

ریشم یہ سن کر زار و قطار رو دی تھی۔۔۔ہاں وہ روئی تھی۔اتنی شدید محبت دیکھ کر۔۔۔اس نے آہل کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کیا تھا۔۔

””آہل یہ سچ ہے۔۔۔میں بہت شرمندہ ہوں میں نے اتنا عرصہ تمہیں غافل رکھا اور اسے تمہارے لیے تڑپایا۔۔۔آہل وہ تڑپ رہی ہے۔۔۔وہ تم سے زیادہ اذیت میں ہے۔۔۔چلے جاؤ اس کے پاس۔۔وہ تمہارا انتظار کر رہی ہے۔۔۔وہ قیامت تک تمہارا انتظار کرنے کے لیے بیٹھی ہے۔۔۔““

اور آہل کو تو اس خوشی پر بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔اسے خوشیاں راس ہی کہاں آتی تھیں۔۔اور اتنی خوشی کی خبر سن کر وہ ریشم کو کیسے کچھ کہہ سکتا تھا۔۔۔بس وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اس کے دھڑکنے کا یقین کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر وہ اگلے دن ہی کراچی آ گیا تھا۔۔۔وہ بہت خوش تھا۔۔۔اپنی ممی کی گود میں سر رکھ کر اس نے آبش کے بارے میں سب کچھ بتایا تھا۔۔۔ان کا دل آبش کے لیے صاف کیا تھا۔۔وہ تو ماں تھی۔۔۔وہ اپنے بیٹے کی خوشی میں آرام سے خوش ہو سکتی تھی۔۔۔

پھر وہ ادیبہ کے گھر گیا تھا۔۔۔اس کا بھی کبھی بہت دل دکھا تھا۔۔۔لیکن وہ وہاں جا کر حیران ہو گیا تھا۔۔وہ بالکل بدل گ ئی تھی۔۔۔شرعی پردہ کرنے لگ گ ئی تھی۔۔۔جب وہ آہل سے ملی تو حجاب میں تھی۔۔۔کتنا نور تھا اس کے چہرے پر۔۔۔قرآن پاک کی حافظہ بن گ ئی تھی۔۔۔کتنے لوگوں کو اس محبت نے راہ راست پر لایا تھا۔۔۔کتنے خوش قسمت ہوتے ہیں ایسے لوگ۔۔۔جن کو ایسی محبتیں نصیب ہوتی ہیں۔۔۔جو سیدھا اللہ تک لے جاتی ہیں۔۔۔

آہل معافی مانگنے آیا تھا لیکن اسے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔صرف وہی تھی جس نے صبر کیا تھا اور بہت صبر کیا تھا۔۔۔اور صبر کا پھل اللہ نے اپنی قربت کے ذریعے دیا تھا۔۔۔آہل کے دل سے آج یہ بوجھ بھی اتر گیا تھا۔۔

گھر آ کر وہ بہت پر سکون تھا۔۔۔وہ اب آبش سے ملنا چاہتا تھا۔۔۔اس کی اذیت کم کرنا

چاہتا تھا۔۔۔اپنے ممی ڈیڈی کو بھی اپنے ساتھ آبش کے پاس لے کر جانا چاہتا تھا۔۔۔لیکن ریشم کا کچھ اور پلان تھا۔۔۔وہ آہل کو آبش اسی روپ میں دینا چاہتی تھی جس روپ میں ہمیشہ سے اسے دیکھتا آیا تھا۔۔۔وہ آہل کا خواب سچ کرنا چاہتی تھی۔وہ بس اپنی خوشی کے لیے یہ سب کر رہی تھی۔۔۔جتنی اذیت اس نے دونوں کو دی تھی اس کا ازالہ کر رہی تھی۔۔اس لیے اس نے لیپہ کے قریب ایک جگہ دیکھی جو بالکل آہل کی جادو نگری جیسی تھی۔۔۔اور پھر آہل کو اپنے سارے پلان کا بتا کر مقررہ دن پر اسے تیار رہنے کے لیے کہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com

پھر اس نے حماد کو ساری بات بتائی۔۔۔سارے پلان کے بارے میں بتایا تھا۔۔۔حماد مان گیا تھا اس نے آبش کو بتائے بغیر ماما بابا کو سب بتا دیا تھا۔۔۔

پھر آبش کو لیپہ بلایا گیا۔۔۔اسے سفید فراک پہنا کر تیار کیا گیا۔۔۔بالکل جادو نگری والی آبش کی طرح وہ لگ رہی تھی۔۔۔پھر اسے جادو نگری بالکل فیری بنا کر لایا جا رہا تھا۔۔۔اور پیچھے سے آہل نے وہ درخت ڈیکور کیے تھے۔۔۔ان میں سفید پھول رکھے تھے۔۔۔کارڈز رکھے۔۔۔ابھی اس نے سب درخت کے کارڈز میں لکھنا تھا۔۔۔لیکن اس کی فیری پہلے ہی پہنچ گئی تھی۔۔۔اس لیے وہ جادو نگری کے گھر میں چلا گیا

تھا۔۔پھر وہ آئی تھی۔۔۔وہی سفید فراک پہن کر جس میں آہل اپنے خیالوں میں نجانے کتنی بار دیکھ چکا تھا۔۔۔بس اصل میں ایک بار دیکھنے کی خواہش تھی۔۔

پھر دونوں کا سامنا ہوا تھا۔۔۔آبش نے آہل کو دیکھا تھا۔۔۔آہل نے اپنی گولڈن فیری کو دیکھا تھا۔۔۔اچانک سارا کمرہ ہی گولڈن ہو گیا تھا۔۔۔پھر پیچھے کھڑی ریشم بار بار لائیٹس بدل رہی تھی اور وہ دونوں اسی رنگ میں ڈھل جاتے تھے۔۔۔اب آبش اس کے پاس آرہی تھی۔۔۔آنسو قطار در قطار آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔۔یہ آنسو بھی ناں خوشی میں بھی پیچھا نہیں چھوڑتے۔۔۔اس بار آہل کی آنکھ سے بھی خوشی کا ایک آنسو بہا تھا جو آبش نے آگے ہو کر اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ لیا تھا۔۔۔یہ معجزہ ہوا تھا۔۔۔یہ معجزہ ہی تو تھا۔۔۔اس سے چھین لیا گیا تھا۔۔۔ہمیشہ کے لیے دور کر دیا گیا تھا۔۔۔لیکن پھر عطا کر دیا گیا اب اس اللہ کی عطا کردہ نعمت کی آنکھ کا آنسو آبِ حیات تھا۔۔۔آج طواف مکمل ہو گیا تھا۔۔۔دونوں پاک ہو گئے تھے۔۔۔مکمل ہو گئے تھے۔۔۔اذیت کو ہمیشہ کے لیے ختم کر کے بس خوشیاں عطا کر دی گئی تھیں۔۔۔آہل نے آگے بڑھ کر آبش کو گلے لگایا تھا۔۔

وہ دونوں خانہ کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔آج ان کی شادی کو اٹھار واں دن تھا۔۔اور یہاں اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونے آئے تھے اس کا شکرادا کرنے آئے تھے۔۔۔رات کا نجانے کونسا پہر تھا کہ لوگوں کا رش قدرے کم تھا اس لیے وہ دونوں نظریں ٹکائے بیٹھے کعبہ کو دیکھ رہے تھے جب آہل نے کہا۔

""آبش تمہیں یاد ہے تم نے ایک پینٹنگ بنائی تھی۔۔جس میں خانہ کعبہ کے سامنے ایک عورت جھکی ہوئی تھی۔۔۔مجھے وہ عورت تم لگی تھی۔۔۔ لیکن تم اکیلی تھی۔۔۔مجھے تم نے اپنے ساتھ بنایا ہی نہیں تھا۔۔۔مجھے تمہارا اکیلے یوں کعبے کے سامنے سجدے میں جھکنا بھی برداشت نہیں ہوا تھا۔۔۔پھر میں نے تمہارے ساتھ خود کو بھی سجدے میں جھکا دیا تھا۔۔۔دیکھو آبش اللہ نے آج ہمیں ایک ساتھ کعبہ بلا لیا۔۔۔تاکہ ہم ایک ساتھ سجدہ کر سکیں۔۔۔""

آبش کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔اور وہ آہل کا ہاتھ پکڑ کر اللہ کے حضور سجدے میں گر گئی تھی۔۔۔آہل بھی اس کے ساتھ سجدہ ریز تھا۔۔۔

ختم شدہ

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews